

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232796

UNIVERSAL
LIBRARY

طبع مطبعہ المطبوعہ درجہ

بسم الله الرحمن الرحيم

تَحْمَلُكَ يَا مَنْ تَعَثَّ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُرِيهِمْ آيَاتِهِ وَيُفَصِّلُ عَلَى
بَيْتِكَ مُحَمَّدٌ الَّذِي أَمِيتَ عَلَيْهِ السَّامِعَ وَحَدَّثَتْ شَاهِدًا يَا وَسِيْلًا مَبْنِيًّا عَلَى الْإِلَهِ وَخَصِيْرًا لِلَّذِينَ هِيَ الْفَتْنَةُ
يُسَبِّحُهُ الَّذِينَ جَعَلَتْ كَلَامَهُمْ شَمْسَ الْفَلَاحِ وَالَّذِينَ نَمِيْنُوا عَلَى سَائِرِ مَنَابِتِ سَمَاءِ الْإِلَهِ دُبُجَةُ الَّذِينَ هُمْ
لِقَوْمٍ بِهِ كَالْعَمَلِ دُبُجَةٌ وَلَا يُدْرِي الْعَابِدُ كَوْنُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ لَهُ مَعْوَاثٌ وَظَهْرٌ أَمَّا بَعْدُ فَيَقُولُ أَجْبَلُ

لَا حَفَرَ الْغَلَابُ خُسْفِيْرًا لِيَقْبَلَ مَرْضَاةَ خَالِي النُّقْلَيْنِ **سيد محمد باقر حسين** إِنَّهُ تَقَدَّرَ صَلَاتُكَ إِلَى الرَّسَالَةِ
وَسُوءَ مَنَابِتِ الْوَحْيِ الْمُسَوِّبَةِ فِي الظَّاهِرِ إِلَى جَمَاعِ الْحَسَنِ الْمَوْلُودِي مُحَمَّدٍ طُوبَى الَّذِينَ تَشْرِحُ اللَّهُ صُدْرَهُ
بِالْيَقِيْنِ الْمُسْتَقْفَةِ فِي الْحَقِيقَةِ مُحَمَّدٌ شَاوُ الْقُنْجَايِي الَّذِي أَقَامَ عِنْدِي دَهَاءَ لَوْنِ سِنِينَ وَاسْتَفَادَ مِنْ
أَقْرَبِ الْأَقْرَبِينَ وَأَصْلَ بْنَ عَطَاءٍ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْحَسَنِ الْبُحَيْرِيِّ وَاطْلَعَتْ عَلَيْهَا وَدَّتْ إِلَى مَا فِيهَا تَوَجَّلَ
مُسْتَهْمِلًا عَلَى الْمَقَاسِدِ وَالْخُطُوبِ وَتَدَكَّرْتُ مِنْ مَثَلِ الْكَفَرِ إِسْمَاقًا قَوْلَ السَّلَامِ ع بِرُكْسِ نَبْدَانِ
يَا كَاوُورٍ إِذْ وَجَدْتُ نَعْمَهَا وَهُوَ الْبَابُ الْأَوَّلُ خَالِفًا لِمَا رَوَى عَنِ الْمُحَقِّقِينَ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْمُؤَرِّجِينَ
لِلْحَشِيرِينَ وَمُتَّفَعًا لِلْأَحَادِيثِ الْوَاهِيَةِ الْمَوْضُوعَةِ الَّتِي نَقَّصَ عَنْ خَزَائِنِهَا عَنِ الْحَقَائِدِ الْمُحَقِّقِينَ

١٠
 ٢٠
 ٣٠
 ٤٠
 ٥٠
 ٦٠
 ٧٠
 ٨٠
 ٩٠
 ١٠٠
 ١١٠
 ١٢٠
 ١٣٠
 ١٤٠
 ١٥٠
 ١٦٠
 ١٧٠
 ١٨٠
 ١٩٠
 ٢٠٠
 ٢١٠
 ٢٢٠
 ٢٣٠
 ٢٤٠
 ٢٥٠
 ٢٦٠
 ٢٧٠
 ٢٨٠
 ٢٩٠
 ٣٠٠
 ٣١٠
 ٣٢٠
 ٣٣٠
 ٣٤٠
 ٣٥٠
 ٣٦٠
 ٣٧٠
 ٣٨٠
 ٣٩٠
 ٤٠٠
 ٤١٠
 ٤٢٠
 ٤٣٠
 ٤٤٠
 ٤٥٠
 ٤٦٠
 ٤٧٠
 ٤٨٠
 ٤٩٠
 ٥٠٠
 ٥١٠
 ٥٢٠
 ٥٣٠
 ٥٤٠
 ٥٥٠
 ٥٦٠
 ٥٧٠
 ٥٨٠
 ٥٩٠
 ٦٠٠
 ٦١٠
 ٦٢٠
 ٦٣٠
 ٦٤٠
 ٦٥٠
 ٦٦٠
 ٦٧٠
 ٦٨٠
 ٦٩٠
 ٧٠٠
 ٧١٠
 ٧٢٠
 ٧٣٠
 ٧٤٠
 ٧٥٠
 ٧٦٠
 ٧٧٠
 ٧٨٠
 ٧٩٠
 ٨٠٠
 ٨١٠
 ٨٢٠
 ٨٣٠
 ٨٤٠
 ٨٥٠
 ٨٦٠
 ٨٧٠
 ٨٨٠
 ٨٩٠
 ٩٠٠
 ٩١٠
 ٩٢٠
 ٩٣٠
 ٩٤٠
 ٩٥٠
 ٩٦٠
 ٩٧٠
 ٩٨٠
 ٩٩٠
 ١٠٠٠

١٠
 ٢٠
 ٣٠
 ٤٠
 ٥٠
 ٦٠
 ٧٠
 ٨٠
 ٩٠
 ١٠٠
 ١١٠
 ١٢٠
 ١٣٠
 ١٤٠
 ١٥٠
 ١٦٠
 ١٧٠
 ١٨٠
 ١٩٠
 ٢٠٠
 ٢١٠
 ٢٢٠
 ٢٣٠
 ٢٤٠
 ٢٥٠
 ٢٦٠
 ٢٧٠
 ٢٨٠
 ٢٩٠
 ٣٠٠
 ٣١٠
 ٣٢٠
 ٣٣٠
 ٣٤٠
 ٣٥٠
 ٣٦٠
 ٣٧٠
 ٣٨٠
 ٣٩٠
 ٤٠٠
 ٤١٠
 ٤٢٠
 ٤٣٠
 ٤٤٠
 ٤٥٠
 ٤٦٠
 ٤٧٠
 ٤٨٠
 ٤٩٠
 ٥٠٠
 ٥١٠
 ٥٢٠
 ٥٣٠
 ٥٤٠
 ٥٥٠
 ٥٦٠
 ٥٧٠
 ٥٨٠
 ٥٩٠
 ٦٠٠
 ٦١٠
 ٦٢٠
 ٦٣٠
 ٦٤٠
 ٦٥٠
 ٦٦٠
 ٦٧٠
 ٦٨٠
 ٦٩٠
 ٧٠٠
 ٧١٠
 ٧٢٠
 ٧٣٠
 ٧٤٠
 ٧٥٠
 ٧٦٠
 ٧٧٠
 ٧٨٠
 ٧٩٠
 ٨٠٠
 ٨١٠
 ٨٢٠
 ٨٣٠
 ٨٤٠
 ٨٥٠
 ٨٦٠
 ٨٧٠
 ٨٨٠
 ٨٩٠
 ٩٠٠
 ٩١٠
 ٩٢٠
 ٩٣٠
 ٩٤٠
 ٩٥٠
 ٩٦٠
 ٩٧٠
 ٩٨٠
 ٩٩٠
 ١٠٠٠

بعد خدمت کے بندہ عاجز خالاب حسات دارین محمد نذیر حسین عرض کرتا ہے بیچ خدمت
 علماء ماہرین شریعت غراؤ متبصرین ملت بیضا کے کہ ششہ بارہ سے اسی میں ایک سالہ مستے

بتوفیر الحق نامزد بنسبت جناب مولوی محمود قطب الدین خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم
 ہوجا مشہور ہوا چنانچہ ناگاہ اس عاجز کی نظر سے بھی گذرا تو معلوم ہوا کہ یہ رسالہ حقیقت میں
 جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا شیخ محمد شاہ ساکن موضع پیر سکندرہ ضلع پاک پٹن کا ہے لیکن
 نامبروہ نے اسے سبب غیر مشہور ہونے اپنے کے آمد رفت اور رابطہ اخلاص کا جناب مولوی صاحب سلمہ
 پیدا کیا اور شیوہ عجز و انکسار اور چالوہی و خوش آمد و عرض معروض کر کے جناب مولوی صاحب سلمہ
 کو اس پر آمادہ و مستعد کیا کہ آپ بذات خود اس سال کو منسوب کر کے ترجمہ اردو زبان میں فرماویں
 اور معرفت اپنی جیساویں کہ عوام الناس بنابر شہرت فضیلت اور دیانت آپ کی خواہش کر کے لے
 لیں اور دستور العمل پناہراویں پس جناب مولوی صاحب سلمہ پیاس حیا و کرم و مروت بلی اپنی کے
 شاہ سقرون باجابت فرما کر اچانک اس میدان جان فرسا میں پاناہراویں
 رحمت معہودہ فدائے اپنی کو چھوڑ کر ذات شریف اپنی ہمیں مباحث و قیقہ معرکہ آزمائی
 اہل اصول میں ڈالی حالانکہ جناب مدوح پہلے اس سے ایام شباب تا بغایت سال غریب تجربہ و عدا
 اس میدان لق و دوق کے نتیجے صرف بقصد مباحثی رافت و مروت کے بنظر سرسری نامبروہ کے
 کہنے پر کار بند ہو کر ترجمہ کر دیا اور کما حقہ قوت ماخذ اور صحت و ضعف اور راجح اور مرجوح اتنا
 اور مسائل متنازع فیہا کہ نہیں شیخ محمد شاہ نے قدم ڈالا مطلع نہ ہوئے کسی کہنے والے نے
 خوب کہا ہے مضرعہ نہ این کار باز بچہ و سرسری است * اس واسطے کہ جناب مولوی صاحب
 سغری الیہ کو ہمیشہ ورد و وظائف اور سرانجام امر ضروری روزمرہ اہل حاجات سے
 فرصت کہاں ملتی ہے کہ بدجہج تمام مباحث و مسائل و شکلا اصولیہ میں نظر باریک فرمادیں
 اور شیخ صاحب نے جس جس مقام میں سبب تمام صبی اور نا تجربہ کاری کے اس رسالہ
 کی توجیہات لغزش کہانی ہے نیز مولوی صاحب مدوح سے اوپر اعتماد اور سکے کے
 لغزش واقع ہوئی ہے دیکھئے اور سنئے میں بڑا فرق ہے شندہ کے
 بودمانند ویدہ + اور کوئی ناوان اس بیان سے نہ سمجھے کہ اس میں است اور منقصت جناب
 مولوی صاحب کے پائی جاتی سے عا شا کیوں نہیں کیونکہ مباحث و قیقہ اصولیہ لوازمات
 اور ضروریات دین سے نہیں کہ جانا اوزکا بر اہل صلاح و یقین پر واجب ہو و معہذا

بی بی مال موقع و مزب جوہر کسی راہر کاری ساقندہ اور پوشیدہ نرہی کہ شیخ صاحب نے ظاہر
 فرمایا ہے سالہ من تاہد مذہب خفی کی کی ہے مگر باعث کج فہمی اور ناواقفیت کے کہ سنوڑاؤ آمو
 ہے بیان ہو بتقلید مذہب عین میں خلافت مسلک راہی امام صاحب و صاحبین و غیرہم کے چلا
 خصوصاً روپے رو کرنے رسالہ ایضاح الحق وغیرہ کہ جو منجملہ مصنفات مبارکات جناب فیضیاب تاسع شرک
 و بدعت مجاہد فی سبیل اللہ مولانا ابوالفضل اولنا محمد اسمعیل شہید عمری رحمہ سے ہے ہمہ تن متوجہ ہوا
 چنانچہ ناظرین و قاضین رسالہ مذکورہ پر خوب وشن اور پودا ہے ۵ ہر رنگی کی آمدی شانس ہم
 مقام افسوس کا ہے کہ مشالہ ہمارے پاس کئی برس رہ کر شہر روز مستفید ہوتا رہا و لیکن حق تحقیق
 علماء حقانی ربانی سے بی بہرہ رہا ہتدستان قیمت راجہ سودا زہر کامل بنا براسکے اس عاجزانے
 واسطے اظہار حق اور خیر خواہی عوام مومنین کے کہ افراط و تفریط میں نہ پڑیں در باب اول
 تقلید مذہب اہل اربعہ وغیرہم جمہم اللہ تعالیٰ کے مطابق تحقیق جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ
 جناب مولانا شاہ عبدالعزیز اور اوافق تقریر دلپذیر مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمہ والرضوان اچھے
 کتب اصولیہ خفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ وغیرہ میں دلیل شرعی کے ساتھ معموال نزویک علماء محققین منصفین
 چلا آتا ہے کہ کماست لکھنیا اور اپنی راہی کو اس میں مضل یا اور نام اس کا سبب لائق کہ مانتا نہ
 کریم انچو فضل و کرم سے افراط و تفریط اور تعصب سے محفوظ رکھ کر توفیق ہو ابدی باصواب کی علماء
 فرما و عزت و فی علماء امین با تعلیم ثم امین اے اللہ مندان شرع شریف کے کہ حکمت حقیقت کتاب
 سنت و تعامل و آداب صحابہ اخبار اور آداب روش تابعین اور تبع تابعین اور مجددین عالم دار و معدن کبار
 و طریفہ علماء اہل انکسارین منصفین رضی اللہ عنہم سے بخوبی واقف ہیں اتما کر تہا ہے کہ سوا اعیانہ
 کو نظر انصاف ماننے فرماویں اور چین چین لایں کہ حق مگر کلام ستین سید المرسلین ہے پس اگر ایمان نہ
 میں عملی و جمعی پاویں تو بلا خوف و تردد لازم اظہار حق میں لی مانا کریں بلکہ صاف دل سے وادحق گوئی
 کا اس طرح ادا کریں ہذا کتاب یطو بالحق و ما ذلک بالحق لولا الفضل و لیکن انکم للحق کا رہو اور جو
 اس میں خطا واقع ہوئی ہو تو بمقتضای و اعفوا و اصفحوا اصلاح و دین اور جو اصلاح نہ ہو سکین
 تو خاموش رہیں قال المؤلف باب اول بیچ فضائل امام عظمہم کے اقول ہر چند کہ
 فضائل سے امام صاحب کے ہرگو عین عزت اور فخر ہے اسلیئے کہ وہی ہمارے پیشوا میں اور ہم ان کے حق

یہ کتاب ہے جو کہ
 مولانا شاہ عبدالعزیز اور اوافق
 تقریر دلپذیر مولانا محمد اسمعیل
 شہید علیہ الرحمہ والرضوان اچھے
 کتب اصولیہ خفیہ اور مالکیہ اور
 شافعیہ وغیرہ میں دلیل شرعی کے
 ساتھ معموال نزویک علماء محققین
 منصفین چلا آتا ہے کہ کماست
 لکھنیا اور اپنی راہی کو اس میں
 مضل یا اور نام اس کا سبب لائق
 کہ مانتا نہ کریم انچو فضل و
 کرم سے افراط و تفریط اور تعصب
 سے محفوظ رکھ کر توفیق ہو ابدی
 باصواب کی علماء فرما و عزت و
 فی علماء امین با تعلیم ثم امین
 اے اللہ مندان شرع شریف کے کہ
 حکمت حقیقت کتاب سنت و تعامل
 و آداب صحابہ اخبار اور آداب
 روش تابعین اور تبع تابعین اور
 مجددین عالم دار و معدن کبار
 و طریفہ علماء اہل انکسارین
 منصفین رضی اللہ عنہم سے بخوبی
 واقف ہیں اتما کر تہا ہے کہ سوا
 اعیانہ کو نظر انصاف ماننے
 فرماویں اور چین چین لایں کہ
 حق مگر کلام ستین سید المرسلین
 ہے پس اگر ایمان نہ میں عملی و
 جمعی پاویں تو بلا خوف و تردد
 لازم اظہار حق میں لی مانا کریں
 بلکہ صاف دل سے وادحق گوئی کا
 اس طرح ادا کریں ہذا کتاب
 یطو بالحق و ما ذلک بالحق
 لولا الفضل و لیکن انکم للحق کا
 رہو اور جو اس میں خطا واقع ہوئی
 ہو تو بمقتضای و اعفوا و اصفحوا
 اصلاح و دین اور جو اصلاح نہ ہو
 سکین تو خاموش رہیں قال المؤلف
 باب اول بیچ فضائل امام عظمہم
 کے اقول ہر چند کہ فضائل سے
 امام صاحب کے ہرگو عین عزت اور
 فخر ہے اسلیئے کہ وہی ہمارے
 پیشوا میں اور ہم ان کے حق

تین بیروہین لاکرن اون فضائل سے جو فی الواقع ہی ہوں اور ساتھ اساد صبح کے ثابہ تہذیب ہوں تو
 بھڑھٹی تہذیب شعبہ فاضل کی کیونکہ وہ لوگ اسی مرض سے ہلاک ہو گئے ہیں اور افضی شہر اچھے گئے ہیں اسلئے
 ہر پھر ضرور ہوا کہ اس بات کی ہی تحقیق کمبین کیونکہ کچی کچی باتیں کہ جو بایہ تحقیق سے نزدیک علماء محققین
 ثقات کے دور میں بہرین میں اور اسمان امام صاحب کے تابعی ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور اسطے اثبات اس
 دعویٰ کے احادیث موضوعہ اور معلقہ از بعضی و احیاء وارد کئے گئے ہیں اور اسمان کچھ امام صاحب کے
 کمر شان اور مذمت نہیں ہے اسلئے کہ اونکی فضیلت تابعی ہونے پر یوقوف نہیں اونکا معتد ہونا
 اور تبع سنت اور تہمتی اور پڑھنیکا ہونا کافی ہے اونکی فضائل میں اور آیت کریمہ سابق اکثر مکمل خدا
 انفقکم زینت بخش مراتب اونکے کی ہے اور اکثر ائمہ نقل امام صاحب کے تابعی ہونیکے قائل نہیں چنانچہ
 آری بیان اسکا آگیا قال اور اعلام الاخبار وغیرہ میں لکھا ہے کہ امام صاحب حضرت اسحق بن علی
 سے ترمذیہ نقل کیا کہ قال علیہ السلام علی کل مسلم حدیث دوم ان الله یحب اعمامہ اللہ کان
 میری حدیث کو وثق العبد باللہ تعالیٰ ثقتہ الفکر لوزہ کم ابرؤ ذی الفکر تغذیہ صا و تروح بھانا کا
 فی الفطحاوی دوسرے عبد اللہ بن ابی اونی بن علقمہ کہ کونی بن حسن چٹھاسی یا تاشی میں سب
 اصحاب کے بعد رحلت فرمائی اور سوقت امام چٹھاسی یا تاشی کے ہر ایک نے اور امام نے اور میری حدیث نقل کی ہے
 من بنی علیہ منسجود و لو لم یخص فطاح بنی اللہ لہ بیننا فی الجنة کفنا فی الفطحاوی
 اور ترمذی بن ابن حجر نے لکھا ہے کہ پانچ برس کی عمر میں حدیث میں معتبر ہے چنانچہ محمد بن سعید بخاری
 نے محمود بن یحییٰ کی روایت پانچ برس کے عمر میں قبول کی ہے تیسری سہل بن سعد سادی کہ وینہ
 ابن حسن اثباسی یا اکا نوین میں بعد سب اصحاب کے داخل جنت ہوئے اور سوقت امام صاحب نے لکھا ہے کہ
 کے تہذیب لاکرن اپنے کچھ روایت نہیں کی چوتھی ابو طفیل عامر بن راشد مکہ میں بعد سن مائیکہ کے سارے جہان
 کے اصحاب کے بعد رحلت فرمائی اور پہلا ج امام نے سولہ برس کی عمر میں شیعہ مجری میں کیا ہے
 اس سے معلوم ہوا کہ امام نے بیشک ابو طفیل سے ملاقات کی ہوگی کیونکہ وہ جہان میں ایک صحابی
 باقی ہے تھے اور لوگ تلاش کر کے اصحاب کو ملاقات کرتے تھے انہی میں سے تھے امام صاحب کی
 منہ الو سوال الی تحقیق یہ چارہوں صحابی امام کے زمانہ میں موجود تھے لاکرن امام صاحب کی
 اونہیں سے کسی سے یا روایت کرنی اون سے نزدیک اکثر ائمہ نقل کے ثابت نہیں ہوتی چنانچہ شیخ

اس میں صاحب مجمع البحرین تحقیق سرفراز حدیث و سنن میں علماء خوب و ائمتین میں مذکور ہوئے
 میں سے ہیں وہاں ہے انہی کے بیچ سے اربعہ من الصحابة انس بن مالک بالبصرة وعبد الله بن
 ابي اوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وابو طفيل عامر بن رانته مكنة
 ولم يلق منهم ولا اخذ عنه واصحابه يقولون انه لقي جماعة من الصحابة ودروهم
 ولبست ذلك عند اهل النخيل انتهى كلامه ترجمہ بطریق اختصار کے یہ چاروں صحابی امام کے نام میں موجود
 ہے کہ کج ملاقات امام کی اور یہ سب سے ایک سب سے ثابت نہیں نزدیک سے نقل کے تھے اور اسی انداز پر سند
 ہی بعض عبارتوں کا ترجمہ کیا گیا اور ملا علی قاری نے سچ شرح شرح نخب الفکر کے کتاب میں
 علامہ خواصی صاحب مقاصد الحسنہ سے یہ قول متداول صحیح یہی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کو کسی صحابی سے
 روایت کرنے میں ثابت نہیں اور ایسا ہی ذکر کیا علامہ محمد اکرم عفی عنہ نے سچ مائتہ نخبہ الفکر کے علامہ
 خواصی سے نقل علی القاری رحمہ فی شرح شرح النخبۃ عن الصحابة وقيل لا ينفرد به لا بد له من الامام عن
 احده من الصحابة لصغره في زمن ادراكه اياهم انتهى كلامه وذكر محمد اکرم عفی عنہ فی امتحان النظر
 توضیح نخبہ الفکر فی ذکر دلتہ الوسائط فی الروایۃ منها الشذائک للحارثی رحمہ والشذائک فی وکلاء
 امام مالک والوحدان فی حدیث الامام ابو حنیفہ رحمہ قال العلامة الشیخ والاکبر سیوطی بقول
 ابی العزیز انہ ذکر رواية للامام ابو حنیفہ عن احد من الصحابة رحمہ شیخ علامہ او قاضی دہلوی نے یہ
 خاک کا رخ بھی ایسا ہی فائدہ فرمایا ہے چنانچہ وفيات الاعیان میں فرماتے ہیں واذن ابو حنیفہ عن
 من الصحابة رحمہم اللہ علیہم جميعین وهم انس بن مالک بالبصرة وعبد الله بن ابي اوفى بالكوفة
 وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وابو طفيل عامر بن رانته مكنة ولم يلق منهم ولا اخذ عنه
 انتهى يقولون لقي جماعة من الصحابة ولم يثبت ذلك عند اهل النخيل انتهى اول قوله لا بد له من الامام
 اربعه من الصحابة معناه ادرك زمانهم كما صرح به الشيخ ابن طاهر والا فلا معنى لما قاله في هذا الباب
 واحدا منهم وهذا لا يخفى على من له ادنى لب اور امام خواصی شامع صحیح مسلم تہذیب الامم میں فرماتے
 ہیں قال الشيخ ابوالحسن فی الطبقات هو الثعمان بن ثابت بن دعلج بن مہ مولى نعيم الله بن ثعلبة
 ولد سنة ثمانين من الهجرة وتوفي بعد سنة خمسین ومائة وهو ابن سبعین سنة اخذ الفقهاء
 بن ابی سلیمان وکافی ذمہ اربعہ من الصحابة انس بن مالک وعبد الله بن ابي اوفى وسهل بن

۲

مجمع

شرح

نخب

فکر

مجموع

مجموع

مجموع

مجموع

مجموع

مجموع

مجموع

مجموع

مجموع

مجموع

سَعِيدٌ وَابْنُ الطُّفَيْلِ وَلَمْ يَأْخُذْ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا سَتِيَّ أَوْ شَيْخَ ابْنِ
مِصْبَحٍ الْبَغَامِيِّنَ وَابْنُ قُوتَيْبٍ وَابْنُ حُفَيْفَةَ النَّعْمَانِ بْنِ قَابِ بْنِ ذُو طَانٍ مَاهُ مَامُ الْكُوفِيِّ سَوْدِي تَيْمٌ ابْنُ ثَعْلَبَةَ وَهُوَ
نَهْضَةُ حَمْرَةَ الْوَيْلَاءَةِ وَكَانَ جَزْأً يَبِيعُ الْحَرْبَ كَانَ جَدُّهُ مِنْ أَهْلِ كَابِلٍ أَوْ بَابِلَ مَلَكُوا لِبَنِي تَيْمٍ فَأَعْتَقَهُ وَقَالَ سَمِعِلُ
بْنُ حَمَادٍ بَنِي حُفَيْفَةَ لَحْنٌ مِنَ الْبَنَاءِ فَارَسَ مِنَ الْهَمَارِ مَا وَقَعَ عَلَيْهِمَا دَقَّ قَوْلُ جَدِّهِ سَنَةَ ثَمَانِينَ وَذَهَبَ بِهِ إِلَى
أَعْلَى وَهُوَ صَغِيرٌ فَدَعَا لَهُ بِالْكَفَرَةِ فِيهِ وَفِي ذُرِّيَّتِهِ وَمَاتَ بَعْدَ أَدَسَةِ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ عَلَى الْأَحْمَرِ وَكَانَ فِي أَيَّامِهِ
أَدْبَعَةُ مِنَ الْقَحَّابَةِ إِبْنُ بَنِي مَالِكٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى وَسَهْلُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ الطُّفَيْلِ وَلَمْ يَلِكْ أَحَدٌ مِنْهُمْ
وَلَا أَخَذَ عَنْهُ وَأَصْحَابُهُ يَقُولُونَ أَنَّهُ لَقِيَ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ وَدَرَى عَنْهُمْ وَلَا يَبْتَثُ ذَلِكَ عِنْدَ أَهْلِ النَّفْلِ
إِنْتَهَى أَقُولُ نَقَلَ السَّخَّ مَقُولُهُ سَمِعِلُ بْنُ حَمَادٍ بَنِي حُفَيْفَةَ تَغْرِيفٌ عَلَيْهِ وَتَنْبِيْهُ عَلَى كَذِبِهِ بِإِذْنِ الْقَلْبِ
فَلَمْ يَكُنْ مَقُولُهُ مُتَضَمِّنَةً عَلَى حَرْفٍ أَصْلُهُ وَالْحَقُّ الرَّقُّ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الشَّيْخُ أَنْفَا وَالْحَافِظُ ابْنُ حَجْرٍ فِي التَّقْرِيبِ
وَلَمْ يَمُتْ التَّوَادِي فِي التَّمْهِيدِ وَالْعَلَامَةُ ابْنُ خُلَكَانٍ فِي وَدِّيَاتِ الْأَعْيَانِ وَغَيْرِهِمْ وَمُسْتَمْلَةٌ عَلَى الْإِسْلَامِ
أَبَا حُفَيْفَةَ جَدُّ سَمِعِلُ ذَهَبَ بِهِ إِلَى عِلَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَدَعَا لَهُ بِالْكَفَرَةِ وَهُوَ خِلَافُ الْحَقِّقِ عِنْدَ
هُوَ لَا أَدْبَعَةُ وَغَيْرِهِمْ مِنْ كَذِبِ السُّلَيْمِيِّ بَلْ هُوَ يُقَالُ بِهِ لَعْنَةُ الْجَاهِلِ فَمَا لَمْ يَكُنْ بِالْعُلَمَاءِ لَاحِظًا عَلَيْهِمَا مَاتَ
مَبْلُ وَلَا دَوْلَهُمَا يَأْدُبُ عَيْنَ سَنَةِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْعَسَدُ لَا فِي فِي التَّقْرِيبِ وَغَيْرِهِمْ فَادَّبَهُمْ لَا يَتَوَهَّمُ أَنْ تَرَاهُ سَمِعِلُ
مِنْ الْجَدِّ الَّذِي ذَهَبَ بِهِ إِلَى عِلَى يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ جَدًّا أَعْلَى لَاحِظًا سَمِعِلُ يَعْنِي بِالْجَدِّ الْبَعْدَ الَّذِي مَاتَ بَعْدَ
سَنَةِ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ كَلَامُهُ وَهُوَ لَيْسَ إِلَّا أَبَا حُفَيْفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَوْ اسْتَقَامَ مَرَّةً الْإِقْدَامِ مِنْ
حَافِظِ دَرَاوِشِ وَرِسَى بَنِي سَهْلٍ أَوْ رَاهُ تَحْقِيقٍ سَهْلٍ خِيَانَةِ أَوَّلِ تَرْجُمَةِ فَارِسِي بِأَوَّلِ
مِصْبَحٍ خُبَارِي مِنْ بَيْجِ بَيَانِ مَنَاقِبِ مَامُ أَبُو حُفَيْفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ كَلِمَةٍ مِنْ كَسْمِيلِ سِرْجَانِ
قَالَ كَلِمَةٍ مِنْ مَامُ أَبُو حُفَيْفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ شَبَابُهُ مَتَوَلَّدَ وَهُوَ أَوَّلُ بَدْرٍ وَثَابِتُ بَعْدَ مَاتَ عَلَى شَاهِ
وَلَا يَتَبَرَّهْ وَهُوَ وَدَرَانِ حَالِ أَوْ خُورِ وَسَالِ بُوْدِ مَسْ حَضَرَتْ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
وَرِسْجَانِ حَالِ بَدْرُ كَاهِ أَيْزِ وَدَمْتَعَالِ دَمَارِيْنَ سَمَوَالِ كَرْدِ كَلِمَةٍ تَقَالِي بِهَلْفٍ وَحَمَتِ
مِصْبَحِ خَيْرِ وَبَرَكَتِ بِي شَاهِدِ رُوسِ وَوَالِدِ رُوسِ بِأَيِّدِ نَمَائِدِ أَنْتِ كَسْرُوفِ
مَحَبَّتِ يِهِ لُوكِ سَابَهُ حُبُّكَ الشَّيْءِ لَيْمِي وَبُصْمُ كِي مَوْصُوفِ أَوْ مَسْتَارِ
مِنْ كِي أَيْسِي بِي خُبَرِي بِرَآيِنِي كِي مَوْجِبِ شَرْمِ وَمِآ كِي بِخُبَرِ نَهْنِ رَكَبَتِ

برس قبر سے چنانچہ طحاوی نے نقل کیا ہے اِنَّمَا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ خَصَّ اَبَا حَنِيفَةَ
 بِالْاَرْبَعَةِ وَالْكَرْمَةِ وَهِيَ كَرَامَاتُهُ اَنَّ الْخَضِرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُخَيِّمُ لَيْلَهُ كُلَّ يَوْمٍ قَفَّتِ الطُّيُورُ
 مِنْهُ اَحْكَامُ النَّبِيِّ اِخْمَسَ سِنِينَ فَلَمَّا تَوَفَّيَ الْخَضِرُ نَالَهُ الْخَضِرُ ذَرِبَ الْهَيِّ اِنْ كَانَ لِيْ غِنَاكَ مِنْهُ فَادَّ
 لَكَ حَنِيفَةَ حَتَّى يَمْلِكِيْ مِنَ الْقَبْرِ هَلْ تَسْبِيحًا تَرْتَحِيْ اَعْلَمُ فَرَسَّ مُحَمَّدٌ ﷺ عَلَيَّ اَلْكَامِ الْخَضِرُ
 الطَّرِيقَةُ وَالْحَقِيقَةُ فَتَوَدَّيْ اِنْ اَذْهَبَ لِقَبْرِهِ وَتَعْلَمُ مِنْهُ مَا شِئْتَ بِحَقِّ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَعْلَمُ مِنْهُ مَا شِئْتَ
 لَمَّا اَلَا اِلَى اَخْسَرُ عَشْرِينَ سَنَةً حَتَّى اَتَمَّ الدَّلَالُ اِلَى اَلْكَافَرِ وَيَسْأَلُ اَنْتَ اَمَّا اَعْلَمُ طَحَاوِيْ اَوْ رَاسِ
 بَرُّه كَرِهَ فَنَدَّ شِرِيْ كَا جَسِيْمٍ ذُوْبُ تَفْصِيْلٍ سَخِرَ خَضِرٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُوَامَامُ صَاحِبِ كَا سَقْدُ بِنَا يَاسِ
 چنانچہ وہ ہی طحاوی میں منقول ہے اور سوا ہی اسکے بہت ایسی باتیں فقہاء و تقلیدین مادیوں
 سے اپنے اپنے ائمہ کی تعریف میں صادر ہو چکی ہیں تو اگر مجرد قول مادیوں کا گالو بخیر مِنَ السَّمَاءِ
 ہوتا اور ایسے امور اہم میں حاجت دلیل و روایت کی ائمہ نقل سے نہ ہوتی تو پھر قصہ شیر علی و
 قصہ خضر و اشاہا کو علماء حنفیہ ہی نے کیوں رد کر دیا ہے ویکو کہ طحاوی میں اوں قصوں پر
 کیا کچھ لے دی ہوئی ہے تو خوب ثابت ہوا کہ طحاوی و من شئکہ کا قول امام صاحب کو تابعی
 نہیں کر سکتا جب تک ائمہ نقل سے ثبوت نہ ہوئے اور اسکا حال تم دیکھ ہی چکے ہو اب اگر کوئی
 اعتراض کرے کہ نبی شک امام کی ملاقات اوں صحابہ سے بتقل ائمہ نقل تو ثابت نہیں لاکن ہم عصر
 توحہ اور روایت کرنا امام کا ائسل اور عبداللہ بن رابی اونی سے طحاوی وغیرہ نے ہی نقل کیا
 ہے سو مجھ امر واسطے اثبات دعویٰ لقائے ائسل و عبداللہ کے کافی ہے بنا بر مذہب امام مسلم
 صاحب صحیح کے تو جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کرنا امام کا ائسل و عبداللہ سے طحاوی وغیرہ
 نے بسند متصل لے الامام سے روایت نہیں کیا اور علم حدیث و سیر میں ملاحظہ حال او فو کا درجہ
 درجہ آخر تک پر ضرور ہے عبداللہ بن مبارک کہتی میں بیان کرنا اسناد کا منجملہ دین سے ہے
 کیوں کہ جو اعتبار اسناد کا نہوتا ہر کوئی چو چاہتا کہ بتا تو جھوٹ او پر میں امتیاز نہوتا عبداللہ
 بن المبارک یقول الْاِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ يُقَالُ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ كَذَا فِي مُقَدِّمَةِ
 صحیح مسلم وغیرہ اور روایت معلق بلا سند اسی لئے حجت نہیں ہوتی نزدیک مجہور علماء کے کما
 فی نخبۃ الفکر و شرحہ وغیرہ تو بنا بر مذہب مسلم کے ہی بقا ثابت نہوتا علوہ مجہ ہے کہ جو

اسی وقت کے جاتی ہی توفیو بابت کہ امام کو قوت میں جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن زید علیہما
 سجدہ تھی اور امام نے اونی روایت ہی کی ہے امام نوادی کی طرف اسکو نسبت کر نیے جیسا کہ مولف نے غوی
 کیا ہی کذب صریح اور بہتان قبیح ہی نعوذ باللہ منہ سنا سنی کہ امام نوادی نے تہذیب السامیہ میں ہرگز نہیں لکھا
 کہ یہ لوگ امام کو قوت میں وجود تھی جسکی کو شکست وہ تہذیب السامیہ کو ملاحظہ کر لی بلکہ امام نوادی کی کلام
 اسی جو مختصر یہ مقبول ہوگا صاف معلوم ہوتا ہی کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن زید علیہما ہی پہلے
 کسی بریں انتقال کر چکی تھی اور جبکہ جناب مولف نے سبب لکھ کر کہ طرف امام نوادی کی غلطی صریح کہا ہے
 تو اسی قیاس پر امام باغی کی طرف نسبت کرنا اور قتل کا بھی محض غلط ہی حاشا کہ امام باغی نے کہا ہرگز کہ یہ
 لوگ امام کے زمانہ میں تھے اور امام کو اونی تھا چوتھے اور روایت کی ہی اونی اب عبارت مرآت الجنان
 تاریخ امام باغی کے نقل کجانی ہے کہ جہویر سچ معلوم ہو جاوے گا لیکن باغی نے تاریخ خزانة الجنان
 فی حوادث سنیہ خمسین و عیانہ و بیہا توفی فیہ العرب الامام ابو حنیفۃ الثعالی بن
 ثابت الکوفی مولیٰ بنی تیمار اللہ بن ثعلبہ و مولدہ سنۃ ثمانین و رآی انس و زیدی
 عن عطاء بن ابی رباح و طبقہ و کان قد اذک ازجۃ من الصحابۃ ثم اتی بن مالک
 بالبصرہ و عبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفہ و سهل بن سعد الساعدی بالمدینۃ
 و ابن الطیفل عامر بن وائلۃ بمکہ قال بعض اصحاب القاریج و لم یأخذ منهم
 لا اخذ عنه و اصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ و رآہ عنہم
 و لم یثبت ذلک عند اهل النقل انہی لای فی صحافہ معلوم ہوا اس طرح کسی کے ذکر جابر بن عبد اللہ
 و عبد اللہ بن زید کی اور پر بیان قرار امام کے یہیں نہ کہ یہیں تو سبخر افراہ وازی کی کجی اور جہویر
 ہوتا وہ آقا و قاضی پر عمل عماد کرنا موجب مذہب کا ہوتا ہی اور اگر بالفرض و التقادیر امام باغی نے یہ
 قول کہا ہی ہو تو یہ قول اولیٰکا نامقبول اور مخالف عقل و نقل ہے ہوگا اسلی کہ تھا بعض صحابہ
 اور تاریخ میں ہی امام کمال ہے عقلاً اور بعض سے عاۃ تو یہ کس طرحی قول اولیٰکا سنا جاوے گا کہ امام
 باغی اگر بالفرض یہ کہہ لے ہی ہون کہ امام کو آدم علیہ السلام کی ملاقات ہی تو قول اولیٰکا مقبول ہوگا
 حاشا و کلا اب تنسیل خیال خبیثہ ملاقات کی سنو کہ جابر بن عبد اللہ سنۃ اناسی میں ایکسا ان حالات
 امام کے پہلے انتقال کر چکی تھے کہ امام شہزادی میں پیدا ہو چکا تھانچہ محقق ابن العابدین شامی و الجعفی

فزانی من وَاَعْتَصِرْ لَنَّهُ مَاتَ قَبْلَ وَكَاةِ الْاِمَامِ لَيْسَ لَانْتَهَى اور ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں
 هَذَا وَهَمْ صَرَّحَ قَاتِبُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بِاتِّفَاقِ الرِّوَايَاتِ مَاتَ فِي بَضْعٍ وَسَبْعِينَ يَوْمًا
 بَعْدَ الْمَوْتِ الَّذِي وَلَدَ فِيهَا الْاِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَكَيْفَ يَقْتَضِيهِ رَدُّ عَنِ
 اَنْتَهَى قَوْلُهُ عَلَى مَا نَقَلَ الطَّحْطَاوِيُّ اور بنا برقصہ امام نوادی کی جابر بن عبد تو کہ امام سی
 کئی سال پہلے انتقال کر چلی تھے چنانچہ تہذیب السامعین فرمایا ہونے جابر بن عبد اللہ علیہ السلام نے
 ثَلَاثَ سَبْعِينَ وَقِيلَ ثَمَانٌ وَسَبْعِينَ وَقِيلَ ثَمَانٌ وَسَبْعِينَ وَهُوَ اِنْ اَرْبَعٌ وَسَبْعِينَ
 سَنَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ ذَهَبَ بَعْضُ الْاَعْمُرِ اَنْتَهَى اور وہ حدیث جو مولف نے اخیر میں اس قول کے نقل کیے
 کہا ہے کہ یہ حدیث امام نے جابر بن عبد اللہ سے ہی وہ موضوع ہی جنانچہ محقق شامی حنفی رد المحتار میں فرماتے
 ہیں وَمِنْ ثَمَّ قَالُوا فِي الْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ عَنْ ابِي حَنِيفَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ اَمْرٌ لَمْ يَرَدْ ذَنْ وَكَذَا يَكْتَفَرُ الْاِسْتِغْفَارُ وَالصَّدَقَةُ نَفْعٌ لَكُمْ فَوَلَدَ لَيْسَ ذُو كَرَاهٍ اَنْتَهَى
 حَدِيثٌ مُوَضَّعٌ لَابْنِ حَجْرٍ اَنْتَهَى اور اگر کوئی یہ اعتراض کری کہ ایک روایت سی معلوم ہو رہی
 کہ امام شہر میں پہنچے تھے تو ملاقات جابر کی ممکن ہو ہی تو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلک تحقیق اور قول
 حق اختیار کرو تو اس شہر سنہ کی رستہ کو مرو دو و سمجھو کیونکہ جمہور کے نزدیک یہی حق ہے کہ امام شہر اسی میں پیدا
 ہوئے ہیں اور جناب الفی فی ہی کہا ہے کہ امام ابو یوسف سی روایت ہے کہ امام حسن مثنیٰ میں پیدا ہوئے تھے
 تو قول المثنیٰ کا برحق ہی قول شہر موضع باطل آں اور اگر تحقیق سے کچھ علاوہ ہو تو خود کو بھی گنجائش ہی کہ وہ وہاں
 منقولہ امام نوادی کی خبر سے وفات جابر کے سنہ اہم سنہ میں معلوم ہوتی ہے اختیار کری اور اگر کوئی اپنے
 کری کہ یہ حدیث توحید سند امام کے موجود ہی پہر کیونکہ کہا جاوی کہ یہ موضع ہی تو جواب اسکا یہ ہے
 کہ اس حدیث موضوع کو امام نے بذات خود مسند نہیں کیا کیونکہ یہ تمام سند ابو حنیفہ کے بذات خود موجود
 ہوئی نہیں ہے بلکہ سنہ چھ سو چتر تک امام سائید کو کئی شخصوں نے علیحدہ علیحدہ جمع کر رکھا تھا اور اس
 میں خوارزمی نے سب کو جمع کر دیا اور ایک سند ابو حنیفہ کے مشہور ہوئی جیسا کہ کہا استبان الحدیث میں
 برابر قائل پوشیدہ یہاں کہ مرویات شخص بر طباطبائی مجموعہ و مخلوطی باشند اور فیکہ خود ان شخص کہ اعتقاد
 بزرگی و فضیلت اور اہم ان مخلوطہ تمیز کنند و بار بار بنظر معائنہ و تحقیق مطالعہ نماید و گردان خود را تعلیم
 کنند محل اعتماد و قسم تواند بود و توضیح اہل انکہ مسند حضرت امام عظیم رحمہ کہ بالفعل مشہور است الیف قاضی القضاۃ

ابوالموید محمد بن محمد الخوارزمی است کہ سنہ شصت و ہفتاد و چہار ہزار ہجری ساختہ سائید امام عظمیٰ
 کہ علما سابق پر دانتہ بودند درین مجمع گردہ بزم خود بیج چیز از روایات امام عظمیٰ ترک نکردہ پس این
 سند را نسبت بحضرت امام عظمیٰ کردن از ان باب است کہ سندی بلبر انشاء از سند امام احمد نسبت بحضرت
 ابو بکر صدیق تا میم و از تصانیف ایشان انکار میروان از مغلطہ بین نیست خلاصہ تقریر یہ ولانا شاہ عبدالغفر
 قدس سرہ کی بستان الحمد للہ من سے نقل کیے کہی تو کیا جاتی یہ غلطی اور وجہ کرنا حدیث موضوع کا اولین
 جامع ہی واقع ہو انقطا اور عبداللہ بن انیس قبل تولد امام کے چہیل برس سنہ چوتن میں انتقال کر چکے
 تھی کہ پیدائش امام کے چہیل برس کے بعد نہ اسے ہی ہوئی تھی اور ہزار بعضی روایات کی سنہ چوتن میں
 انتقال کیے ہیں تو اس صورت میں تولد امام کا چہ برس بھی ہو چنانچہ حافظ احمد بن عثمانی تقریب میں
 فرماتی ہیں عبد اللہ بن انیس الجہنی ابو یحییٰ الذی حلیف الانصار صحابی تھد
 العقبة واحدًا ومات بالثام فی خلافة معاویة ۳۵ سنہ اربع و خمین قدیم
 من قال سنہ ثمانین لانتھی اور امام نوادی تہذیب میں فرماتی ہیں قال
 ابن عبد البر توفي سنہ اربع و سبعین وقيل توفي سنہ اربع
 و خمین لانتھی تو جو کسی روایت وفات میں اس عبد اللہ کے اختیار کر دے اسی ہی قدیم
 وفات او سکے کے امام کے تولد پر ثابت ہوگی تو پہر کس طرح کہہ سکے کہ امام نے قبل تولد کی ملاقات عبد
 ابن انیس کے حاصل کیے ہی اور ایک حدیث بھی سنی اور اگر کوئی اعتراض کری کہ یہ عبد اللہ بن انیس جو
 قبل تولد امام کی وفات پہلے تھے عبد اللہ جنہی تھے تو ہو سکتا ہی کہ امام کے ملاقات کوئی اور عبد
 چون تو جواب اسکا یہ ہے کہ جنہوں نے دعویٰ امام کے ملاقات کا عبد اللہ بن انیس سے کیا ہی تو مراد
 او انکی وہی عبد اللہ بن جو کوئی میں کہے تھے نہ کوئی اور عبد اللہ چنانچہ مولف کی کلام میں ہے کہ راہی
 کہ طحاوی بن منہرج ہی کہ امام نے چودہ برس کی عمر میں عبد اللہ بن انیس سے کوئی من سنہ چور و نو
 کی بعد حدیث سنی الخوارزمی اور روال مختار وغیرہ میں ہی ایسا ہی منقول ہے اور حال یہ ہی کہ وہ عبد اللہ
 کوئی والی نہیں ہیں مگر خبی کیونکہ سوا او انکی اور کوئی عبد اللہ بن انیس کوئی میں نہیں کہے چنانچہ
 محقق ابن العابدین والمختار بن فرماتی ہیں ولا يجب بان هذا الا نتم الخمسة من
 الصحابة فلعلم المراد غير الجہنی قد بان غيره لمدخل الكوفة لانتھی

اور اس حدیث کو جسکو مؤلف فی مخطاوی سی نقل کر لی کہ ابی ہریرہ کہ امام فی چودہ برس کہ عمر بن حوینہ
 میں نے خود ان میں عبد اللہ سی یہ حدیث سنی اسی نظری کہ عبد اللہ تو کشتہ چون میں انتقال کر چکے
 تھے یہ کہلنے چہ را نوین میں ونسی کس طرح ملاقات ہوئی اور اس نظری کہ جس سند سی وہ حدیث امام سی
 نقل کی گئی اوہیں درسا کہ مجہول الحال میں محققین کے رو کر دیاسی چنانچہ محقق ابن العابدین رد المحتار میں
 فرماتی ہیں فَاخْرَجَ بَعْضُهُمْ بِسَنَدِهِ إِلَى إِمَامِهِ أَنَّهُ قَالَ وَلِدَتْ سَنَةً ثُمَّ زَيْنَ
 فَقَدِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَنَسٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْفَ سَنَةٍ
 سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتَرْغِينٍ وَصَمِعَتْ مِنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَانَ
 يُعْجِي بِحَيْثُمْ وَاعْتَرَضَ بِلَا فِي سَنَدِهِ بِمَجْهُولَيْنِ وَبِلَا ابْنِ أَنَسٍ مَا دَتْ سَنَةَ أَرْبَعٍ
 فَخَسَيْنِ أَنْتَهَى تو دیکھو کہ جاہل بن عبد اللہ و عبد اللہ بن انیس با اتفاق قبل تولد امام کے وفات پہلی
 تھی اور قطع نظر سب محققین کے کلام سی امام نووی کی ہی قول سی تقدیم وفات اون دونوں کے تولد
 امام پر ثابت ہو رہی تو انصاف سی کہو کہ اون فی سی ملاقات کا دعویٰ کرنا کیا مخالف عقل و عقل
 ہی اور نسبت اسکی طرف امام نووی کی کیسا بہتان عظیم ہے اور شیخ مؤلف کیسا شیر بہادر ہے کہ اکیلا
 اون نقل دونوں سے لیتا ہی اور زیاب ترجمہ صاحب دہو کہہ لیا او اسکی اعتماد پر اور عایشہ بنت عبد اللہ کی ملاقات
 اگر بالفرض ثابت ہے ہو تو او اسکی ملاقات سی امام صاحب تابعی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ عایشہ بنت عبد اللہ صحابیہ
 نہ تھی جیسکے شیخ الاسلام حافظ احمدیت و امراء الرجال محمد بن احمد ابو عبد اللہ دہبی ترکمانی کی کلام سی
 جنکی جلالت شان و رعلو مکان سی سب علماء آؤ اور اعلیٰ و قصبہ میں اور شیخ الاسلام حافظ احمدیت
 ابن حجر عسقلانی کے کلام سے معلوم ہوتا ہی چنانچہ محقق ابن العابدین رد المحتار میں فرماتی ہیں وَقَوْلُهُ
 بِنْتُ حَجْرٍ لَمْ يُمْسِكْهَا عَائِشَةُ وَاعْتَرَضَ بِلَا حَاصِلُ كَلَامِ الدَّهَبِيِّ وَشَيْخِ الْإِسْلَامِ
 ابْنِ حَجْرٍ الْعَسْقَلَانِيِّ أَنَّ هَذِهِ لَا مَحْتَمَلَةَ لَهَا وَأَنَّهَا لَا تَكَادُ تُعْرَفُ أَنْتَهَى
 اور اسی نظری وہ حدیث جسکو مؤلف فی مخطاوی سی رو کیا امام کے عایشہ سی قرار دیا ہی وہ نامقبول ہے چنانچہ
 محقق شامی رد المحتار میں فرماتی ہیں وَبِذَلِكَ رَدُّ مَا زَوَّيَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَوَى
 عَنْهَا هَذَا الْحَدِيثَ الصَّحِيحَ أَلَّا تُجْنَدَ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ الْجَرَادُ لَا الْكَلَّةُ
 وَلَا أَحَدٌ مِنْهُ ابْنُ حَجْرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ أَنْتَهَى اور وائے بن بلا اسے کے ملاقات عقل

محال نہیں تو محال عادت تو ہی اور متقول نہونا اور کاکسی امام ائمہ نقل میں سے مرجح دوسرا ہی درجہ
 استحکام عادی کی یہ ہے کہ وائلیہ بقول متفق علیہ کے سنہ پنجاسی میں ملک شام میں بیچ شہر
 دمشق کے وفات پائی ہے اور امام صاحب اوس زمانہ میں پانچ برس کے لڑکی تھی اور یہ بات کہ
 امام صاحب پانچ برس کے لڑکی ہو کر دمشق میں واسطی ملاقات وائلیہ کے تشریف لے گئی ہونے ثابت
 نہیں اور عقل سلیم کو ہے اسے انکار ہی کہ پانچ برس کے لڑکی سی یہ امر صادر ہو اور سنہ وفات ائمہ
 کا اور محل انتقال کا تصحیح سے حافظ ابن حجر اور امام نوادی کی طاہرہ بواسی حافظ ابن حجر تقریباً
 فرماتی ہیں **وَاِذَا بَنُ الْأَسْفَعِ بِالْقَافِ ابْنُ كَعْبٍ اللَّيْثِي صَحَابِيٌّ مَشْهُودٌ زَكَاتُهَا وَ**
عَاشَ لِحَيَاتِهِ خَمْسٌ وَثَمَانِينَ وَكُلُّهُ مِائَةٌ وَخَمْسٌ سِنِينَ اِنْتَهَى اور امام نوادی
 تہذیب میں فرماتی ہیں **وَبَقِيَ بَدَ مِثْقَلِ سَنَةٍ سِتِّ اَوْ خَمْسٍ وَثَمَانِينَ وَهُوَ ابْنُ**
ثَمَانٍ وَتِسْعِينَ قَالَهُ اَبُو مُسْهِرٍ قَالَ لِحَدَّثَنِي خَالِدٌ تَوَفَّى سَنَةً ثَلَاثَ وَثَمَانِينَ
وَهُوَ ابْنُ مِائَةٍ وَخَمْسٍ سِنِينَ لَمْ تَنْتَهَ اَنْ رَوَايَاتِ مِنْ يَحْتَمِلُ تَفَقُّعَ عَلَيْهِمَا كُو
 حسین امام نوادی اور حافظ عسقلانی کا اتفاق ہے کہ یہی اختیار کیا اور باقی دو روایتیں ہیں ہماری
 موافق ہیں خاص کر تیسرے روایت جو کہ سعید بن خالد سیمری کے بہت سفید ہے اسلمی کہ بنا برآں
 امام کے عمر وقت وفات وائلیہ کے تین سے چار برس کے ہوتی ہے کما لا یخفی اب باقی رہی عبد اللہ بن جبر
 سواؤ کسی ہے ملاقات امام کی سنہ چہا نوین میں جیسا کہ مولف اور اسکی اتباع کو دعویٰ ہے
 عقلاً محال ہے اسلمی کہ عبد اللہ بن جبر غزنی سنہ چہا سی میں مس میں انتقال کیا ہے چنانچہ حافظ ابن
 حجر تقریب میں فرماتی ہیں **عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَبْرٍ بَقِيَ الْجَنِينُ وَمُسْكُونُ**
الْزَّايِ بَعْدَهَا هَمَزَةُ الزُّبَيْدِيِّ بِضَمِّ الزَّاءِ صَحَابِيٌّ اَبُو الْحَارِثِ مَسْكُونٌ
مِصْرَ وَهُوَ اَخِرُ مَنْ مَاتَ بِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ سَنَةَ خَمْسٍ اَوْ سِتِّ
اَوْ سَبْعٍ وَثَمَانِينَ وَالْشَّامِي اَصَحُّ اِنْ تَحَقَّقَ اور یہ سنہ وفات کا عبد اللہ کی متفق
 شامی نے اور شیخ ابن طاہر نے نقل کیا ہی جیسا کہ غفریب و لکھا تو علی تحقیق امام صاحب نے کل
 چہ سال حیات سی عبد اللہ بن جبر کی باپی اور امام چہٹی سال میں تھے کہ ابن جبرانی انتقال
 کیا پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ یہ ہر نو برس کے ہو کر سنہ چہا نوین میں عبد اللہ ملاقات

اور دو حدیثیں سنیں تو دیکھو کہ یہ کبھی غلطی فاش نہیں اور خطا صریح مولف مذکور سے واقع ہوئی نہایت تیرنے
 اور عدم اطلاع اور کتب معتقدین کے سے بدنام کن نام کو نام چند چنانچہ اس دعویٰ کو بشرط اس کذب
 بیہیہ اور بہتان قطع کی علما محققین حنفیہ سے رو کر دیاجی چنانچہ ابن العابدین حنفی روایت میں
 فرماتے ہیں وَأَمَّا مَا جَاءَ عَنِ ابْنِ حَنِيفَةَ مِنْ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ سِتَّةً سِتْرَيْنِ
 وَأَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَدْرُسُ بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَمِعَ مِنْهُ حَدِيثًا فَرَدَّهُ جَمَاعَةٌ
 مِنْهُمْ الشَّيْخُ قَاسِمُ الْحَنْفِيِّ بِأَن سَنَدَ ذَلِكَ فِيهِ قَلْبٌ وَتَحْرِيفٌ وَفِيهِ
 كَذَابٌ بَارِقٌ وَبِأَن ابْنَ جُرَيْرٍ مَاتَ بِمَصْرٍ وَلَا فِي حَنِيفَةَ سِتْرَيْنِ
 وَبِأَن ابْنَ جُرَيْرٍ كَرِهَ يَدْخُلَ الْكُوفَةَ فِي تِلْكَ الْمَدَّةِ ابْنُ حَجْرٍ انْتَهَى اور شیخ ابن
 عساکر حنفی تذکرہ موضوعات میں فرماتی ہیں فِي الدَّلِيلِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ شَنَاخُودَ
 بْنُ أَحْمَدَ اشْعَنِي ثَنِي إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَحْمَدَ شَنَاخُودَ الصَّدِّيقِ الْحَمَّانِيِّ ثَنَا أَحْمَدُ
 بْنُ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ سَمِعْتُ مَعَ أَبِي فُلَيْسَةَ
 عَشْرَ سَنَةٍ فَمَرَرْنَا حَلَقَةً فَلَا أَظْهَرَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 الْحَارِثِ بْنِ جُرَيْرٍ فَقَدَّمْتُ إِلَيْهِ فَمِنَعَنِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللَّهِ كَفَاهُ اللَّهُ هِمَّةً وَدَدَةً مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
 فِي الْمِيزَانِ هَذَا كَذِبٌ فَإِنَّ جُرَيْرًا مَاتَ بِمَصْرٍ وَلَا فِي حَنِيفَةَ سِتْرَيْنِ وَلَا فَرَدَّهُ
 مِنْ الْحَمَّانِيِّ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ مَا رَأَيْتُ فِي الْكَذَّابِينَ أَقْلَ حَيَاءٍ مِثْلَهُ
 قَالَ الدَّارِقُطَنِيُّ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ فَقَدْ وَقَعَ لَنَا هَذَا الْحَدِيثُ
 مِنْ وَجْهِ الْخَرَدِ وَهُوَ بَاطِلٌ أَيْضًا وَاحْتَدَجَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْوَاهِيَاتِ
 انْتَهَى لطیفہ دعویٰ امام کی ملاقات کا جاہری جو قبل تولد امام کی ایک سال یا دو سال اٹھال کر چلی تھے
 اور ایسا عبد اللہ بن ابی سیف جو چہ پچیس برس پہلے تولد امام سے امام کی وفات پاچکی تھے اور ایسا ابن جریر
 سی سنہ چھیانوین میں حالانکہ وہ سنہ چھیاسی میں ولادت فرما چکی تھی ایسی بے تمیز دان سی کچھ نے بات
 نہیں کیے کیونکہ وہ شخص جسے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خضر علیہ السلام نے میں سے برس میں امام سی علم حاصل
 کیا تھا یا پھر برس زندگی میں اور پچیس برس بعد موت کی قبر پر سی وہ بھی تو انہیں کا بہانی

بے تمیز تھا یہ اگر انہوں نے بھی دو تین مردوں کے ملاقات کا دعویٰ کیا تو کچھ عجیب نہیں
 کیونکہ تصائب ربی تمیزیہ میں دونوں پر مبنی فتہ بر قال الحاصل امام نے بمصدق آیت کریمہ
 اَلْبِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِينَ ابْتَعَوْهُمْ
 بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَدَضُوا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
 تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ علم مغفرت اور فضیلت کا اور ہر سہ مجتہدین کی بلند کیا کہ باقی مجتہدین میں
 یہ فضیلت نہیں پائی جاتی اسلئے کہ امام مالک تیرا نوین یا چورا نوین یا ستا نوین سن میں پیدا
 ہوئی اور زکین بن کہ میں تشریف لیما نا او لکا ثابت نہیں تا ابو طفیل سے ملاقات کا احتمال ہو بلکہ ابن صلامہ
 فی تصحیح کے ہی کہ امام مالک تبع تابعین میں کہ کسی صحابہ سے ملاقات نہیں ہوئی اور امام شافعی پر زکین
 و غیرہ سون میں پیدا ہوئی شاگرد امام محمد رحمہ کی اور امام مالک کے میں اور امام احمد بن حنبل شاگرد امام شافعی پر
 کی میں کہ ایک سو چونسٹھ میں پیدا ہوئی پس ثابت ہوا کہ امام عظمیٰ کا مرتبہ سب مجتہدین سے نہایت ہے
 بڑا ہی اقوال امام صاحب اس بقہ کی مصداق تو ہوئی جبکہ تابعی ہوتے اور اسکا حال خوب روشن ہو گیا
 تو فضیلت امام کے باقی تینوں مجتہدوں پر اگر تابعی ہونی کے نظری سے تو نہ ہی پیر تابعی ہونے میں
 جارون برابر میں اور باوجود تابعی ہونے کے تبع احسان میں عموماً داخل میں جیسا کہ تفسیر ضیاء ہے
 وَغَيْرِهِ سَيُتَفَادَوْنَهَا سَيُتَفَادَوْنَهَا سَيُتَفَادَوْنَهَا سَيُتَفَادَوْنَهَا سَيُتَفَادَوْنَهَا
 مِنَ الْقَبِيلَتَيْنِ اَوْ مِنَ ابْتَعَوْهُمْ بِالْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
 اب اگر کہو کہ امام کے فضیلت بعضی حدیثوں سے معلوم ہوتی ہی جیسا کہ جناب مولف نے کہا ہی کہ بعض
 الصحیفہ میں سیوطی نے کہا ہی کہ امام کی فضیلت میں یہ حدیث صحیح بخاری کے کافی ہی کوکات
 الْاِيْمَانُ عِنْدَ النَّبِيِّ لَنَا لَنَا رِجَالٌ مِّنْ مِّنْ بَاقِي اور امسون پر فضل نہیں ثابت
 ہوتا کیونکہ اور آئمہ جہ کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتی ہیں چنانچہ امام مالک حمزہ اندلی علیہ حدیث
 يَوْمَئِذٍ اَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِزْلِ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ اَحَدًا
 اَعْلَمَ مِنْ عَلِيٍّ الْمَدِينِيِّ کی جو کہ ترمذی فی روایت کی ہی مصداق ہو سکتی ہیں جیسا کہ
 عبد الرزاق اور سفیان بن عیینہ سے جو راوی ہیں اس حدیث کی ترمذی فی روایت کی ہے اور امام شافعی
 سے تو کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتی ہیں جیسا کہ امام نووی نے ان احادیث کو تہذیب میں

خوب تفصیل سے وارو کیا ہی طالب تفصیل کو چاہی کہ تہذیب کو ملاحظہ کری اور اگر کہو کہ اودن کا حدیث
 مذکورہ بالا میں تو نام کسی کسے نہیں اور مصداق ہونا کسی امام کا مثلاً ابو حنیفہ کا یا شافعی کا اور اچانک
 میں تو تجویز اور فرع اپنے اپنی عقیدہ کیسے لاکر ابو حنیفہ کی فضیلت میں بعضی ایسے حدیث میں جو
 اودن میں اسم مبارک پر او کی تخصیص اور تصریح ہی ایک امت میں اس طرح آیا ہے یٰکُونُ فِی امَّتِی
 رَجُلٌ یُقَالُ لَهُ اَبُو حَنِیْفَةَ وَهُوَ سِرَاجُ امَّتِی اور ایک میں یون ایسا ہی سیاتی بعد
 رَجُلٌ یُقَالُ لَهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْکُوْفِیُّ وَیَکُونُ بَابِی حَنِیْفَةً لِحَسَنٍ دِیْنِ اللّٰهِ
 وَسُنَّتِی عَلٰی بَیْدَہ اور ایک میں یون فرمایا ہی یُخْرُجُ فِی امَّتِی رَجُلٌ یُقَالُ لَهُ اَبُو حَنِیْفَةَ
 وَبِیْنِ کُتُبِہِ خَالِ یُحْمٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی بَیْدَہ سُنَّتِی اور حضرت علی سی روایہ
 اَلَا اَنْتُمْ کُمْ رَجُلٌ مِّنْ کُوْفٍ کُمْ ہٰذِہِ یَکُونُ بَابِی حَنِیْفَةً قَدْ مَلَکَ قَلْبُہِ
 عَلِیًّا وَحَکَمًا وَیَسْهَلُکَ بِہِ قَوْمٌ فِی الْاٰخِرِ الزَّمَانِ الْغَالِبُ عَلَیْہِمُ النَّاسُ یُقَالُ لَہُمْ
 الْبَنَانِیۃُ کَمَا هَلَكْتَ الرِّقْصَۃُ بِابِی بَکْرٍ وَنَعَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اور یہ دور و اہل خبر کس
 مؤلف فی نقل کہیں میں سوزیہ بات کسی کو سوا امام صاحب کیسے میسر نہیں تو اور وہ برفضل ثابت ہوا تو ہم
 اسکی جواب میں کہیں کہ یہ سب بیات اور تصریحات اور موضوعات میں اور وہ معین اسکی مصداق میں
 اس حدیث کی من گذب علی متعمداً فلیکذبوا مفعداً من النار اور اقلین
 انکی اگر باوجود علم بالوضع کی اودن کو نقل کیے میں تو فاسق میں بالاجماع کیونکہ روایت کرنا حدیث ممنوعہ
 کا حرام ہی اتفاقاً اور اگر بسبب جہل کیے اونکے ممنوع ہونے سی نقل کیے میں تو جابل اور مغرور میں اور
 ممنوع ہونا اودن و اہیات کا او کی الفاظ اور معنی سی ظاہر ہے اور میں نہیں یہ تنبیہ کیسے چاہیہ
 نور الدین علی کتاب مختصر تفسیرہ الشریعہ المفروغہ عن الاخبار شیخۃ الموضوعہ میں فرماتے میں حدیث
 سِیَاتِیْ بَعْدَ رَجُلٍ یُقَالُ لَهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ وَیَکُونُ بَابِی حَنِیْفَةً لِحَسَنٍ دِیْنِ
 اللّٰهِ وَسُنَّتِی عَلٰی بَیْدَہ حَظٌّ مِّنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مِّنْ طَرِیْقِ ابَانَ وَعَنْہُ اَبُو
 الْعَلٰی بْنُ الْمَہَاجِرِ مَجْہُولٌ وَعَنْہُ سُلَیْمَانُ بْنُ قَیْسٍ کَذٰلِکَ وَعَنْہُ
 مُحَمَّدُ بْنُ یَزِیْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّیْتِیِّ مَتْرُوکٌ وَوَجَدَ مِنْ طَرِیْقِ الْجَوْنِبَارِیِّ
 وَنَاہِیْکَ بِہِ کَذٰبًا اور قبل اس عبارت کیے فرماتے میں حدیث یوں

فِي امْتِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدٌ اِذَا رِئِيسَ اَخَرٍ عَلَى امْتِي مِنَ الْبَيْتِ
 يَكُونُ فِي امْتِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ وَهُوَ سِرَاجُ امْتِي فَاَمَّا مِنْ حَدِيثِ اَسِرٍ
 فِيهِ اَحْمَدُ جَوْبًا رَدِي وَعَنْهُ مَا مَوْنُ السَّلْمِيِّ وَاحَدٌ هَاوِصُهُ وَذَكَرَ الْحَاكِمُ فِي الْمَعْلُومِ
 اَنَّ مَا مَوْكَاتِلَ لَهُ كَمَا تَرَى اِلَى الشَّرَافِيِّ وَمَنْ تَبِعَهُ اِلَى حُرَّاسَانَ فَقَالَ
 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ اِلَى اَخِيهِ بَيَانٌ بِهَذَا اَنَّهُ الْوَاضِعُ لَهُ عَلَيْهِ مَا لَسْتُ حَقِّقُهُ
 وَجَعَلُوهُ اَيْضًا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ هُرَيْرَةَ اَخْرَجَهُ الْخَطِيبُ مِنْ طَرِيقِ مُحَمَّدِ بْنِ
 سَعْدِ الْمُرْزُوقِيِّ الْبُورْقِيِّ وَقَالَ الْحَاكِمُ وَالْخَطِيبُ وَهُوَ مِنْ وَضَعَهُ
 اِسْتَمْنَى وَرَقَاضِي مُحَمَّدُ بْنُ الشُّوْكَانِي كِتَابُ فَوَائِدِ الْجَمْعِ فِيهِ اَلْاَعَادِيثُ الْمَوْضُوعَةُ مِنْ فَرَاغِي
 وَيَكُونُ فِي امْتِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ وَهُوَ سِرَاجُ امْتِي وَهُوَ مَوْضُوعٌ فِي
 اِسْنَادِهِ وَصَاحِبَانِ مَا مَوْنُ السَّلْمِيِّ وَاحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَوْبِ رَدِي وَالْوَاضِعُ
 لَهُ اَحَدُهُمَا اِسْتَمْنَى وَرَشِيحُ ابْنِ طَابَرٍ ذَكَرَ مَوْضُوعَاتٍ مِنْ فَرَاغِي مِنْ قَالَ الصَّغَابِيُّ
 سِرَاجُ امْتِي أَبُو حَنِيفَةَ مَوْضُوعٌ اِسْتَمْنَى اَوْرَ عِلَامَةِ اَلدَّرِيسِ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْصُومٍ اَلدِّينِ سَابِغِ
 قَامُوسُ سَفَرِ السَّعَادَاتِ مِنْ فَرَاغِي مِنْ وَرَفَضَائِلِ اِمَامِ اَبِي حَنِيفَةَ وَاِمَامِ شَاْفِعِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَذَكَرَ بَيَانُ
 خَيْرِيَّةٍ صَحِيحٌ نَابِتٌ نَشَدَ وَهَرَجَ وَرَأَى اَنْ مَعْنَى ذِكْرِ سِتٍّ مَجْمُوعٍ مَغْرَبِيٍّ وَمَوْضُوعٍ هَتَّاهِيٍّ اَوْ اَيْدِيٍّ لِيَعْلَمَ
 مِنْ يَدِي كَيْسِي حَضَرَتْ كُوْدُوسِيَّةً بِرَفْعِضِلٍ كَلِمَةٍ سَبْ حَضَرَاتِ اَنْصَارِ دِيْنِ اَوْرَ مَقْدَمِي سِرَافِي
 سَتِيْنِ تَحْصِيْلِي نِيْزَانِ شَوْرَانِي مِنْ كِهَابِي اَلَا اَمْتُهُ كَلَامٌ عَلَى هُدًى مِّنْ دِيْهِمْ اَوْ كَيْسِي
 صَاحِبِ مِنْ كَيْسِي فَضْلٌ تَبَا اَوْ كَيْسِي مِنْ كُوْنِي فَضْلِيَّتِي تَبَا مَسْرُوعِي هَرِيْكَ اَرْزَنْكَ اَوْ كَيْسِي دِيْكَرَتِي
 قَبِيْةِ اِسْ قَوْلِي كِيْ اَيْسِي اَنْدَا زِيْدَا زِيْلِيْ كِيْ سِي كِيْ اِسْ مِنْ بَلَدِي بَعْضِي قَوْلِي اَيْسِي بَلَدِي
 هُوَ كِيْ سِي وَتَخْصُصِي اَدِيْنِيْ جِيْ نَهْمِي كِهَابِي هُوَ كَا اِسْ وَكُوْ اَوِيْكَ بَاسِيْةِ كَامِي بِرِشْلِيْقِي كِيْ اَيْسِي قَوْلِي
 اَعْدَا اِمَامِي كَا قَوْلِي هِيْ كِيْ فَرَمُوْدُهُ حَضَرَتْ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا اَوْرَا صَحَابِي كَا سِرَا كِيْ هُوَ
 بِرَاوَرِ قَوْلِي تَابِعِيْنِ كَا هَارِيْ قَوْلِي كِيْ بَرَابَرِيْ هِيْ اَعْنِيْ اَوْ لِكَ قَوْلِي سِيْمِي حُجَّتِي نَعِيْنِ اِسْ قَوْلِي سِيْمِي
 تَابِيْ هُوَ نَابِتِي هِيْ اِقْوَلِي اَكْرَعْدِي سَلِيْمِي هِيْ اِمَامِي كِيْ قَوْلِي كُوْ تَابِعِيْنِ كِيْ اِمَامِي صَاحِبِي كَا
 تَابِيْ هُوَ نَابِتِي هُوَ تَوَاجِبِيْ كِيْ كَرِيْنِيْ كُوْ اَوْرَاوِيْسِي كُوْ اَوْرَا شَاْفِعِي رَدِيْ كُوْ اَوْرَا اَبِيْكَ جَاعَتِي

غلیظہ کو علماء اصول سے صحابہ کہدین کیونکہ منافق رہے بنا بر قول جدید کی اور اولیٰ علم
 سی خجکا نام گذار یہ مروی ہی کہ قول صحابی کا حسین ای کو دخل ہو ہمہر حجت نہیں جلیا کہ
 سناغہ وغیرہ میں لکھا ہے حالانکہ اون لوگوں کو کوئی شخص صحابہ نہیں کہتا تو چاہئے کہ امام
 کو ہے تابعی نہ کہو بسبب انکا اونکے کے تسلیم سے قول تابعی کے فاجہم قال پہر ایک روز ٹرگون
 نیے امام صاحب کو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص نرا رکعت ہر شب میں پڑھتا ہے اور تمام بیدار رہتا ہی
 اوس در سے آپ ہزار رکعت پڑھتی تھے اور تمام شب جاگتی طحا ویسے میں نقل ہے کہ جس مقام پر
 امام نے وفات پائی ہے وہاں ستر ہزار ختم کئے تھے اور تاریخ بغداد میں خطیب نے لکھا ہے کہ تیر
 یا چالیس برس تک امام نے ایک وضو ہی نماز عشاء اور صبح کے پڑھے ہے اقوال یہ سب
 و امیات ہی اور موجب ذم کا ہے نہ یہ کہ مدح کا باعث ہوا اور جناب حضرت امام کے تو یہ نشان
 نہیں ہے کہ ایسی تکلیف شاق اور بدعات کو اونکی طرف نسبت کیا جاوی اور دلیل باعث ہوئی
 اوس عبادت کی یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر پہر میں کبھے شب کو
 تیرہ رکعت ہی زیادہ نوافل نہیں پڑھے اور نہ کہو تہم شب جاگی بلکہ ایک ثلث جاگتی اور
 دو ثلث سوتی اور اس پر زیادہ دیتے کہ بنو الی کو فرماتی کہ یہ شخص میری مسنت ہی فرماتا ہی اور ہم
 میں سے نہیں اور ایسا ہی ختم کرنا قرآن کا ہے ستاد ان کے وری درست نہ کہتی اور فرماتے کہ
 میں دن سے کم مدت میں پرہی والا تو قرآن کو سمجھتا ہے نہیں چنانچہ روایت ہی عبداللہ بن
 عمرو ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الصلوة الى الله صلوة
 داؤد و احب الصیام الى الله صیام داؤد کان یساکم ینصف اللیل ویقوم
 ثلث و یام سدرہ ویصوم یوما ویفطر یوما رواہ الشیخان اور روایت ہی
 عائشہ صدیقہ سی قالت کان تعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینام اول اللیل و یحیی آخرہ
 ثم ان کانت لہ حاجۃ الی اہلہ فقی حاجتہ ثم ینام وان کان عند البداء الا و ل
 حبنا و شب کا قاض علیہ الماء وان لم یکن حبنا تو صلا للصلوة ثم صلی رکعتین
 رواہ ایضا الشیخان اور روایت ہی عائشہ صدیقہ سی کہ فرماتے تھیں ولا اعلم ان نبی
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ القرآن کلہ فی لیلۃ ولا قام لیلۃ کا مکملہ حتی الصلح

واجبات اور سنت اور مستحبات ایک گہنڈہ کی سی عادیں عقل سلیم محال جانتی ہے مان اگر یہ کہو کہ اس کیفیت سے
پڑھتی تھے کہ بعد تحریر کی قراءۃ بقدر ما سنان کر کے رکوع و سجود میں اشارۃ ذرہ سا سر کو تہو کا کرکوت
پورے کرتے تھے تو البتہ اسکا اپنے لاکھ بیہ کیا عبادت ہے اور اس میں کیا تقریب ثواب اور ایسا شہر
ہزار ختم جسکے تخمیناً تین ختم ہر روز ہوتے ہیں جب دشوار ہے اسلئے کہ امام صاحب کار بار تجارت بھی کرتے تھے یہاں
کہ کلام میں بن طاہر کے جو جمع البجا سے نقل کیا گیا ہے گزر چکا اور اجتہاد مسائل ہے کرتے تھے اور بعد
اجتہاد کے مباحثہ اور نثرہ گرد و سب کرتے تھے اور تعلیم و تعلم میں بے شغل رہتے تھے بین انہم ہر روز
میں ختم قرآن کے کس طرح کرتے ہوئے اور یہ ہے نہیں کہہ سکتے کہ کرامت سے تین ختم ہر روز کرتے تھے اسلئے
کہ کرامت تو ایک امر اتفاقی ہے کہ خارج عادت کی ہوتی ہے نہ دائمی اور عادی حالانکہ یہ شہار امام کا
مقبول خصم کے دائمی تھا تو خوب ثابت ہو کہ ایسی شایع عبادت شرعاً عادت ہے اور عادیہ دشوار ہے اور نسبت کرنا
اسکا طرف جناب امام کے اچانکین اور شان حضرت امام کے اس سے بلند تر ہے اور ثواب کثیر و تالیفات
میں ملتا ہے نہ زیادہ شہرت اور ہٹانی میں جسکے قاضیہ نثار دمر عوم ترجمہ ارشاد و الطالین وغیرہ میں ارشاد
فرماتی ہیں در جناب شاہ وکرم اللہ محدث والدہ العبد مولانا شاہ عبدالغفریہ قدس سرہما حجا مدد اللہ الباقیہ میں باری
بِئِنَّ مِنْهَا التَّشَدُّدُ وَحَقِيقَةُ اخْتِيَارِ الْعِبَادَةِ الشَّائِقَةِ لَمْ يَأْمُرْ بِهَا الشَّارِعُ كَدَامِ
الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالتَّبَتُّلِ وَتَرَكَ التَّزْوِجَ وَانْ تَلْتَزِمُ الشَّنَّ وَالْأَدَابَ كَالْتَزَامِ التَّوْحِيدِ
وَهُوَ حَدِيثُ نَبِيِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَوَعُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ عَمَّا قَصَدَا مِنْ
الْعِبَادَاتِ الشَّائِقَةِ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَشَادَ الدِّينَ أَحَدًا إِلَّا غَلَبَتْهُ فَإِنَّ أَصْدَرَ الْمُعْتَمِدِ
مَعْلَمُ قَوْمٍ وَبَيِّنَتُهُمْ فَسَوَالُ هَذَا أَمْرٌ شَرَعٌ وَرَضَاهُ هَذَا دَاءُ رُهْبَانِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَةِ
اسْتَهْيَ كَلَامُهُ بِأَبِ جَحَامٍ الَّذِي مِنْ التَّحْرِيفِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا أَمَرَهُمْ أَمْرَهُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ بِمَا يُلْحِقُونَ قَالُوا إِنَّا لَنَسْأَلُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّ اللَّهَ
قَدْ غَوَّ لَكَ مَا تَقْدِمُ مِنْ ذَلِكَ وَمَا تَأْخُرُ فَيَغْضِبُ حَتَّى يَبْعَثَ الْغَضَبَ فِي قُلُوبِهِمْ يَقُولُ
إِنْ تَقَامُوا وَاعْلَمُوا بِأَنَّ اللَّهَ أَنَا كَمَا دَوَاهُ الْبَحَائِثِ فِي تَكْلِيفِهَا وَإِنْ تَقَامُوا بِالْبَارِ بِسَبْعَةِ حَدِيثٍ
نُفَايِدَةٍ مِنْ بَحْلِهِ أَيْ تَسْمَعُونَ فَيَسْمَعُونَ النَّاسَ الْوُقُوفَ عِنْدَ مَا حُدِّثَ الشَّرْعُ مِنْ غَيْرِ تَعَبٍ وَخُصْبَةٍ
وَالْإِعْقَادِ الْإِحْدَادِ وَالْوُقُوفَ الْإِقْفَادِ مِنَ الْإِشْقِ الْخَالِفِ لَكَ إِنِّي أَفِي فِتْنَةِ الْبَارِ بِسَبْعَةِ حَدِيثٍ مِنْ بَحْلِهِ

چنانچہ صدر الشریعہ توضیح میں فرماتی ہیں وَلَوْ جَازَ ارَادَةُ الْبَعْضِ بِلَا قَرِينَةٍ لَا تَنفَعُ
 الْأَمَانُ عَنِ اللَّغْوِ وَالشَّرْحِ بِالْكَلِمَةِ لِأَنَّ خُطَابَاتِ الشَّرْحِ عَامَّةٌ اِنْتَهَى اور علامہ
 تفسار فرماتی ہیں فرماتی ہیں فَقَرِئَةُ أَنَّهُ لَوْ جَازَ ارَادَةُ بَعْضِ مُسَمِّيَاتِ الْعَامِّ مِنْ غَيْرِ
 قَرِينَةٍ لَا تَنفَعُ الْأَمَانُ عَنِ اللَّغْوِ لِأَنَّ كُلَّ مَا دَرَجَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ مِنَ الْأَلْفَاظِ الْعَامَّةِ
 يُجْتَمِلُ الْخُصُوصُ فَلَا يَسْتَقِيمُ مَا يَفْهَمُ السَّامِعُونَ مِنَ الْعُمُومِ دَعَى الشَّرْحِ لِأَنَّ عَامَّةَ خُطَابَاتِ
 الشَّرْحِ عَامَّةٌ فَلَوْ جَوَّزْنَا ارَادَةَ الْبَعْضِ مِنْ غَيْرِ قَرِينَةٍ لَمَّا صَحَّ قَوْلُهُمْ الْأَحْكَامُ بِمُسَمِّيَةِ الْعُمُومِ
 اِنْتَهَى بلکہ یہ شخص یا شخص کے لیے کہتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں اِنَّمَا هَٰذَا كَلِمَاتُ
 قَبْلَكُمْ اَنْتُمْ كَانْتُمْ اِذَا اسْرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيفُ ذِكْوَةٌ وَاِذَا اسْرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيفُ اَقَامُوا
 عَلَيْهِ الْحَدَّ ذَوَا الْعِمَارِ وَمُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَامَةِ قِصَّةِ الْمَرْءِ
 الْمَخْرُوفِ قِيَّتَهُ اور جب تک کسی ایک فرد کی جے یہ دعوی نہیں کیا کہ میرا یہ شخص ہے پھر اجماع کے کیا معنی
 اور مؤلف کے دعوی اجماع کو جو محض بے بدینہ اور بے سند ہی کون سا ہی اور جو کہ مؤلف کی کہاتے
 کہ اہل سنت اجازت نہیں دیتے کہ پیروی کیجاویں روافض کے اور ایسا، بالعکس اس سے اجماع شخصیں
 لفظ اہل کے اوس آئیے میں نہیں نکلتا ہے اسلئے کہ اجازت مذنیائے یون کا واسطی اتباع رضاء کیے
 اجازت مذنیاء رضیون کا واسطی اتباع اہل سنت کی معنی اس پر نہیں ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنی مثال
 کو اہل ذکر کا مصداق جان کر پراپی تخصیص کرتا ہی بلکہ ہر ایک فرقہ اپنی مثال کو اہل ذکر کا مصداق ہے ہمیں
 جاننا اور اوس میں اہل ہے ہمیں کہتا اور جبکہ اپنے مقابل کو اہل فرمیں داخل نہ مانتو حاجت او کی خارج
 کرنے کے اور اپنی فرقہ کو خاص کرنے کے کہاں ہوئی تقریر مفصل اسکی فرقہ اہل سنت کی طرف سے
 کہے جاتے ہے اہل سنت کہتے ہیں کہ اہل ذکر ہم سے ہیں اور کسی پر فرقہ ضالہ سی اہل ذکر صادق
 نہیں آتا اسلئے کہ لفظ ذکر کا جو کہ مضاف الیہ لفظ اہل ہے نے نفسہ تو مطلق اور شامل تھا
 ذکر حق صریح کو ہے اور ذکر باطل محض کو ہے اور ذکر مخلوط اور مشوب ہوا ہے نفسانی کو ہے
 لکن اس آئیے میں مقید ہے ساتھ قید حق کے اور باعث اس تقیید یہ آیت قرآنیہ اَوْحَا دِیْتِیْ
 ہے میں اور عقل نیز تائید کرتے ہے قَالَ اللهُ تَعَالٰی ذٰلِکَ یَاۤاَ اللّٰہُ نَزَّلَ الْکِتَابَ
 بِالْحَقِّ اَلَا یَسِّرْ نَزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ اَلَا یَسِّرْ وَلَا تَلْسِسُ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتُکَلِّمُوا

الْحَقُّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْآيَةَ وَيُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا وَدَّاعَاهُ وَهُوَ الْحَقُّ الْآيَةَ مِنْ بَعْدِ مَا يَبَيِّنُ لَهُمُ
 الْحَقُّ فَاغْفِرُوا وَأَصْفَحُوا الْآيَةَ وَإِنْ فَرَّقْنَا مِنْهُمْ لِيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَلَهُمْ يَعْلَمُونَ الْحَقُّ
 مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ الْآيَةَ وَلَهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَارِ
 عَمَّا يَعْمَلُونَ الْآيَةَ وَلَكِنَّ بِيَدِ قَوْمِكَ وَهُوَ الْحَقُّ الْآيَةَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ مَنْ
 شَاءَ فَلْيُؤْمِرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ الْآيَةَ حَتَّى جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَدَسُّوا أَسِنَّةَ
 الْآيَةَ وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ الْآيَةَ وَلِذَا قَالَ فِي التَّكْوِينِ الْإِنشَاءِ
 بِوَرْدِي الْعَالَمِ بِالْحَقِّ يُحِبُّ عَلَيْهِ الْإِهَادُ وَحُجْرُكُمْ كَمَا تَرَانِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 فَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ مِنْ رَبِّكُمْ فَقَالَ تَعَالَى اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ
 أَوْيَاكُم وَقَالَ تَعَالَى عِبَادِي الَّذِينَ يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ وَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ وَقَالَ تَعَالَى مِنْ
 اتَّخَذَ اللَّهُ هُوَ الْآيَةَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَأْتِيَنِي عَلَى أُمَّتِي كَمَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ
 بِالْعَصَى كَانُوا مِنْهُمْ مَنْ أَتَى لَمْ يَلِدْ لَمْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَقَرَّوْا عَلَى شَيْءٍ وَتَعَيَّنَ
 مِلَّةٌ تَقَرَّرَتْ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثِ سَعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي التَّائِيَةِ الْإِمْلَةِ وَحَدَّثَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ مَا نَا عَلِيٍّ وَجَاهُ اللَّهِ

عن عبد الله بن عمر

اور سوامی اسکی اور بہت حدیثیں جو کہ رو میں فارجمہ اور مرجہ اور جمہ اور عشرہ اور قدرہ اور جبرہ
 کیے وارو میں اس تقیہ پر باعث میں اور باعث ہونا عقل کا تو ہا ہر ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے ہمیں
 رسولوں کا اور نازل کرنا وحی سلوا اور غیر سلوا کا نہیں کیا مگر وسطی اتباع حق کے تو بالیقین معلوم
 کہ اس آیت میں مراد ذکر ہے ذکر حق ہے سو جو کوئی اہل ایسی ذکر کا ہوگا عموماً خواہ کوئی ہوا و سکا
 وقت لا علی کیے واجب ہوگا اور وہ نہیں ہے مگر ہمارا فرقہ سنیہ اور ماسوی ہمارے سب قہا
 ذکر میں اہل ہے نہیں باعتبار عقاید کے کیونکہ ذکر اور مذہب اذیکا باطل ہے اکثر امور میں بنا بر
 عقیدہ اور اعمال کے چنانچہ علامہ ابن نجیم صاحب بحر الراین نے کتاب اشباہ والنظائر میں
 ناقلاً عن النصفی کہا ہی وَاِذَا اسْتَلَيْنَا عَنْ مُعْتَقِدِنَا وَمُعْتَقِدِ خُصْمِنَا فِي الْعُقَايِدِ يُحِبُّ عَلَيْنَا
 اَنْ نَقُولَ الْحَقَّ مَا لَحْنُ عَلَيْهِ وَبِالْإِطْلَافِ مَا عَلَيْنَا هَذَا اَنْفَلَّ عَنْ الشَّيْخِ اِبْنِ
 اور ایسا ہی طحاوی نے دعوی کیا ہے اور کہا ہے فَعَلَيْكُمْ مَعَاشِرَ الْمُؤْمِنِينَ بِاتِّبَاعِ
 الْفِرَقَةِ النَّاجِيَةِ الْمَسْمُوءَةِ بِأَهْلِ الشُّمَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ نَصْرَهُ أَيْ نَصْرَ اللَّهِ وَنَصْرَ نَبِيِّهِ وَنَصْرَ

علیٰ امر شریعی: اور جو عبارتیں خواہ اس دعویٰ پر طحاوی وغیرہ نقل کیا ہے اور عبارتوں میں
 ایک سی ہے معلوم نہیں ہوتا کہ اس آیت میں ائمہ اربعہ کی مراد ہونے پر اجماع اہل سنت کا ہوا ہے
 طحاوی کی کلام کے تو معنی ظاہری یہ ہیں کہ اکٹھا ہو گیا ہے آج کل دن وہ فرقہ ناجیہ مذاہب اربعین
 یعنی اگرچہ قبل اس سے سب صحابہ اور تابعین اور مجتہدین آخرین سوائے ائمہ اربعہ اور ابتلع اوٹکی کے فرقہ
 ناجیہ میں داخل تھے لاکن چونکہ زمانہ انکا منقرض ہو گیا ہے اور کسی صاحب مذہب کے سوائے ائمہ اربعہ کے
 اور متقدمین نہیں رہے تو اب اہل سنت میں سے ائمہ اربعہ کے لوگ باقیہ بگئی ہیں اور وہ فرقہ نہیں
 میں اکٹھا ہو گیا ہے تو انصاف سے کہو کہ اس کلام سے اجماع مراد ہونے پر ائمہ اربعہ کے
 گمان نکلتا ہے شاید جناب مولف نے لفظ تبعیت سے کہ جس میں جمع حروف اجماع کے موجود ہیں
 اجماع کو استنباط کیا ہی تو مستنبط مولف کا ساتھ کلام طحاوی کے باطل ہوا اور باقی اوٹکیوں
 کو جن سے اجماع سمجھا، عنقریب نقل کر کے اولیٰ جواب دیا جاوے گا انتشار اللہ تعالیٰ اب طحاوی کے
 اس دعویٰ کے کہ ائمہ دن اہل سنت مذاہب اربعہ ہی میں منحصر ہیں اور سوائے انکی جو ہو سو وہ اہل
 بدعت اور اہل نار میں سے ہے تحقیق کیے جاتے ہی تو سنو کہ اگر اس حصر کو عادی اور اکثری کہیں
 تو مسلم الثبوت ہے جیسا کہ عقاید جلالیہ میں حصر دعائے محض کیا ہے الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمُ الْأَشَاعِرَةُ
 أَجْمَعُ وَهُمْ السَّلَفُ الصَّالِحُونَ مِنَ الْمُخْذَرَيْنِ الْعَارِفِينَ بِأَحَادِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمَّا بَرَزْنَا
 مِنَ الصَّخْرِ وَالْحَسَنِ وَالضَّعِيفِ وَغَيْرِهَا وَنَقَدْنَا مِنَ الْمَوْضُوعَاتِ انْتَهَى
 مافی العقاید الجلالیہ حالانکہ ما ترید یہ ہے فرقہ ناجیہ میں یاریب داخل ہیں پس عبارت عقاید جلالیہ سے
 حصر دعائے اکثری ہی نہ صرف تحقیقی تنزیہیے کہ ما ترید یہ اسے خارج ہو جاوے گا لانیفی علیٰ الامام المتفطن
 مور سے توجیہ عبارت طحاوی کے کیجاوے کہ تمام اہل سلف ائمہ اربعہ اور محدثین و صحابہ صحاح
 ستہ وغیرہم فرقہ ناجیہ میں داخل ہو جاوے گا اور جو بزرگ علم اپنے ہر شخص اپنے کو فرقہ ناجیہ ہونے کا
 دعویٰ کرتا ہے اور دوسرے کو خلاف اسکے ثابت کرتا ہے تو اس طرح کا دعویٰ لغو محض ہے شرعاً و عقیدہ
 اہل تصبیحاً یہ ہوتا ہے الشُّكُورُ فِي دِيَارِ الْحُرَّاسَانِ وَالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَالْأَنْدَلُسِ
 أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ هُمُ الْأَشَاعِرَةُ وَفِي دِيَارِمَا دَاءِ النَّهْرِ أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ وَ
 الْجَمَاعَةِ هُمُ الْمَاتَرِيدِيُّ أَصْحَابُ أَبِي الْمُسَوْدِ الْمَاتَرِيدِيُّ كَمَا ذَكَرْتُ فِي حَاشِيَتِهِ

تَشْرَحُ الْعُقَايِدَ الْجَلِيلَةَ هَذَا مَوْسٌ مِنْ هَوَسَاتِهِمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ
 بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ أَهْلِ الشُّنَّةِ وَالْجَاهِلَةِ كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى أَهْلِ الْحُجْرَةِ بِالشَّهَادَةِ وَالْحَوَالِ الْقُرُونِ
 الثَّلَاثَةِ وَخَيْرُهَا أَوْ مَعْنَى عَادِي الْكُتْرَى كَيْ يَهْمُ مِنْ كُفَى الْوَقْعِ تَوْجِبُ حُكْمَ هَذَا رَسُولِ كَيْ سَبَّ اِهْلِ
 سُنَّتِ كَيْ سَقْدَايَ صَحَابَهُ أَوْ تَابِعِينَ أَوْ مُجْتَهِدِينَ أَيْ اِرْبَعًا أَوْ سَوَامِي اُنْكَ اَوْ مُتَقِلِّدِينَ اَوْ كَيْ فَرَقَهُ تَابِعِيَّةً
 دَاخِلَ تَحْتِ اِلَاكِنْ اُسْكَ دِنِ عَادَاتِ اِيسِي هُوَ كَيْ هَسَ سَوَامِي اِهْلِ مَذَاهِبِ اِرْبَعِي كَيْ كُوَيْ نَهْمِنْ رَمَا اَوْ
 رَوَايَتِ بَسَ كَيْ مَذْهَبِ كَيْ سَوَامِي مَذَاهِبِ اِرْبَعِي كَيْ اَكْثَرُ كَرِهِيْنِ مِثْلِ تَوْاسِطِ يَسَ حَصْرُ كَرَاهِيْتِ شَرِيْعَ
 تَمَنَّى لِيَا تَهْوَا بَلْ كَيْ عَادِي سَبَبِ وَجُوْدِ اِنْفِ كَيْ هُوَا اَوْ اَرْتِفَاعِ اِسْ بَالِغِ كَيْ يَسَ يَهْمُ خُزْمِيْكَ
 يَعْْنِي حُكْمَ كُوَيْ رَوَايَتِ صَحِيْحَةِ قَبْلِ تَمَثُّلِ نَبْتِ كَيْ مُجْتَهِدِيْ سَوَامِي اَيْ اِرْبَعِي كَيْ هَكَوَيْلِ كَيْ تَوْ اَوْ سَوَقِ
 اَيْ اِرْبَعِي اَوْ رُوْهُ مُجْتَهِدَا خَرِيْكَ اِنْ هُوَ كَيْ عِيَا كَلَامُ بِلَاغَتِ نِظَامِ يَسَ سَوَلِيَا اِجْرَا اَلْعُلُوْمِ عَمْدِ اَلْعِلْمِ
 كَيْ مَعْلُوْمِ تَوَابِتِ خَبْرِيْ شَرْحِ تَحْرِيرِ اِبْنِ اِلْهَامِ مِنْ فَرَايَتِيْ مِنْ دَامَا الْمُجْتَهِدُونَ الَّذِينَ لَتَبْعُوْهُمْ
 بِاِحْسَانٍ فَكُلُّهُمْ سَوَاءٌ فِي صَلَاحِ التَّقْلِيْدِ اِيَّاهُمْ اِنْ وَصَلَتْ فِتْوَى سَفِيَانِ بْنِ عُيَيْنَةَ
 اَوْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ يَجُوزُ اِلَاخْذُ بِهِ كَمَا يَجُوزُ اِلَاخْذُ بِفِتْوَى اَلْاِمَّةِ اِلَّا بِتَبَعٍ اِلَّا اَنْهَ اَلَمْ يَتَّقِ عَنِ
 اَلْاَخَرِيْنَ نَقْلَ صَحِيْحِهِ اِلَّا اَقْلَ الْقَلِيْلِ وَلِذَا مَنَعَ مِنْ مَنَعَ مِنَ التَّقْلِيْدِ اِيَّاكُمْ اِنْ وَجَدَ نَقْلَ صَحِيْحِهِ مِنْهُمْ فَيَسْتَأْذِنُ
 اِلَّا اَلْاَخَرِيْنَ اَوْ شَرَحَ مُسْلِمٌ مِنْ فَرَايَتِيْ مِنْ اَنْهَ فِي كَلَامِهِ يَعْنِي اِبْنَ الصَّلَاحِ خَلَّلَ اَحْرًا اِذَا
 الْمُجْتَهِدُونَ اِلَّا خَرُودًا اَيْضًا بَدَلًا وَاجْهَدَهُمْ مِثْلَ اَلْاِمَّةِ اِلَّا دَبْعَةً وَانْكَارُ هَذَا
 مُكَابَرَةٌ دَسُوْءِ اَدَبٍ بَلِ الْحَقُّ اَنْهَ اِيْمَا مَنَعَ مِنَ تَقْلِيْدِهِمْ غَيْرُهُمْ لَا اَنْهَ لَمْ يَسْبِقْ
 رَوَايَتُهُ مَذْهَبَهُمْ مُحْفُوْطَةً حَتَّى كُوُجِدَ رَوَايَتُهُ صَحِيْحَةً مِنْ مُجْتَهِدٍ اَخَرٍ يَجُوزُ
 الْعَمَلُ بِهَا اَلَا تَرَوْنَ اَنْ اَلْمُتَأَخِّرِيْنَ اَبْتَوُا بِخُلَيْفِ الشُّهُودِ اِقَامَتُهُ لَهُ مَوْقِعُ
 اَلْمُرَكَّبِيَّةِ عَلَى مَذْهَبِ اِبْنِ اَبِي لَيْكِي فَاقْتَمَ اِسْتَنْتَى اَوْ اِذَا اِرْبَعِي حَصْرُ اِسْ نَظَرِيْ هُوَ جَوْرُ
 مَذْكَوْرٍ هُوَا بَلْ كَيْ اِسْ نَظَرِيْ هُوَا اِجْتِهَادُ مُتَقِلِّ اَيْ اِرْبَعِي بِرُخْمِ سَوَامِي اَيْ اِرْبَعِي كَيْ
 اِهْلِ سُنَّتِ مِنْ كُوَيْ مُجْتَهِدٍ هُوَا نَهْمِنْ نَهْمِنْ قَبْلِ اَوْنِ كَيْ اَوْ نَهْمِنْ اَوْ نَهْمِنْ اَوْ اِسْ نَظَرِيْ هُوَا مُجْتَهِدٌ
 سَوَامِي اَيْ اِرْبَعِي كَيْ بَسَ هُوَ اِنْ اِلَاكِنْ سَوَامِي اِنْ جَارِي كَيْ اِتْبَاعِ كَيْ سَدْرَتِ نَهْمِنْ خَوَاهِدُ
 صَحَابِيْ هُوَ خَوَاهِدُ تَابِعِيْ اَوْ اِبْنِ اِرْبَعِي كَيْ خَوَاهِدُ اَوْ نَهْمِنْ حَصْرُ اِنْ دُوْنِ نَظَرُونِ يَسَ

ظاہری ہے کہ تہا وہ مجتہد مستقل صاحب اقبال کثیرہ کہا امام یا فقی نے مراد انجمن
 کہ تہا داؤد ظاہری فقیہ و امام اصہبانی صاحب مذہب مستقل اور بہت لوگ اونکے متقدمین
 جو کہ ظاہری گمراہ تھے اور کہا شیخ ابو اسحق شیرازی نے طبقات میں کہ داؤد ظاہری
 مجتہد تھے اور آئمہ متقدمین میں سے تھے اور کہا قاضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان
 میں کہ ابو سلیم داؤد بن علی بن خلف الاصبہانی امام مشہور تھے اور ظاہری کہ معروف
 تھے اور بڑے زاہد اور نقل گذار تھے علم حاصل کیا تھا اسحق بن راہویہ اور امام ابو ثور سے اور
 امام شافعی کی طرف بہت میلان رکھتے تھے اور اونکی مرچ میں کچھ تصنیف بھی کی تھی اور تھے
 صاحب مذہب مستقل کے تابع ہوئے اونکے بہت لوگ جو ظاہری کہلاتی تھے اور تہا بیٹا
 و لکا ابو بکر محمد انہیں کے مذہب پر اور منتہی ہوئے طرف داؤد کے ریاست علم کے شہر
 بغداد میں اور کہا گیا ہے کہ اونکی مجلس علم بھی بزرگوار پرورش حاضر ہوا کرتے تھے اور تھے
 سے عقلمند کہا ابو العباس احمد بن یحییٰ نے جو معروف تھے ثعلب کہ حج حق داؤد کے کہتے
 داؤد ایسے کہ عقل اونکی زیادہ تھی علم سے اونکے اور پیدائش اونکی کو فہم میں ہوئی ہے سنہ
 ۲۰۰ و ۲۰۱ میں اور بعض روایت میں دو سو ایک میں اور نشوونما پائی بغداد میں اور فوت ہوئے
 سنہ ۲۰۸ و ۲۰۹ میں یا رمضان میں انتہے اور کہا علامہ مجلسی نے شرح جمع الجوامع میں کہ
 داؤد ایک پہاڑ تھے پہاڑوں علم اور دین کیسے اور اونکو محکم نظر کی اور فراخی علم کی اور فزونی
 کا اور احاطہ اقوال پر عجایب اور تابعین کی اور قدرت اور استنباط مسائل کی اسقدر تھی کہ اب
 متعذرا و عظیم ہے وقوع اسکا اور بیشک مدون ہوئیں کتابیں اونکی اور بہت ہوئی اقبال
 اونکی اور ذکر کیا ہے اونکو شیخ ابو اسحق شیرازی نے اپنی طبقات میں اور امامون میں
 جو اتباع کئے گئے میں سچ فروع کے اور تھی وہ مشہور زمانہ میں شیخ کے اور بعد اونکے
 بہت جگہ خاص کہ بلاد فارس میں مثل شیرازی اور متقل او سکے جانب عراق تک اور سچ بلا
 مغرب کے انتہی اور شیخ بلقانی نے یہی شیخ جو برہ میں داؤد ظاہری کو مجتہد متقل
 کیا ہے اور عینی نے بھی شیخ بخاری میں مجتہد مستقل فرمایا ہے اور ایک اور میں ہے
 امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری میں کہ تھی وہ مجتہد مستقل بڑے زبردست عالم اور بڑے مفسر

ایک تفسیر دہلی بہت بڑی حجم و ضخامت میں موجود ہے کہا امام یافعی نے ہر وہ الجحان میں
کہ ابو جعفر طبری ایک عالم تھے بڑے علما میں سے اور تھے صاحب تفسیر کبیر اور تاریخ شہیر
کے اور صاحب مصنفات عدیدہ اور اوصاف حمیدہ کے اور تھے مجتہد اور کسی کی تقلید
نہیں کرتے تھے انتہی اور کہا قاضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں
ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد اور کہا بعض نے یزید بن کثیر بن غالب تھے صاحب تفسیر
کبیر اور تاریخ شہیر کی اور تھے امام کئی فہم نہیں یعنی تفسیر اور حدیث اور فقہ اور تاریخ وغیرہ میں
اور انکی تصنیف میں کئی ایسی کتابیں ہیں کہ انکی وسعت قدر اور طبعی فضل پر دال ہیں
اور تھے ائمہ مجتہدین میں سے کسی کے مقلد نہ تھے اور ابن الفرج معاف بن زکریا ہندوانی
جو کہ ابن طراز کہ مشہور تھے انہیں کے مذہب پر تھے اور پیدائش انکی سنہ ۸۰۵ سے
چوگیل میں ہوئی تھی اہل طبرستان میں اور وفات پائے ہیں آخر وقت دیکھے اور
مدفون ہوئے اتوار کے دن شہر بغداد میں ستائیسویں شوال کو سنہ تین اسے دس
میں انتہی اور کہا حافظ ابو محمد ابن خرم نے کہ میں نہیں دیکھتا ہوں روی زمین پر
محمد بن جریر سے بڑا عالم اور بیشک ظلم کیا جنابیوں نے اس سے اور کہا شیخ
جلال الدین السیوطی نے کہ محمد بن جریر پہنچ گئے تھے مرتبہ اجتہاد مطلق کو اور
مدون کیا انہوں نے اپنا مذہب مستقل اور بہت لوگ انکے مقلد ہوئے اور انہیں
کے مذہب پر ان مقلدین نے قضا اور فتوے جاری کئے اور وہ لوگ جریر یہ
کہلاتے تھے اور کہا خطیب بغدادی نے کہ محمد بن جریر ایک امام تھے ان ائمہ میں
سے جنکی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور انکے حکم پر چلا جاتا تھا انتہی اور ذکر کیا ہے شیخ
ابو اسحق شیرازی نے انکو طبقات فقہاء اور محدثین میں اور ایک انہیں سے
شیخ عزالدین بن عبد السلام میں اور ایک ابن حریق العید میں کہ یہ دونوں
صاحب ہی مرتبہ اجتہاد مطلق کو پہنچ گئے تھے چنانچہ فاضل حبیب الدین قدس سرہ
مفتیہ الحصول میں فرماتے ہیں

فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَخْتَلِفُ لَانَّ
أَبْنَ عَبْدِ السَّلَامِ وَأَبْنَ حَرِيقٍ الْعِيدَ بِلُغَا رُبْنَةِ الْأَجْهَادِ لَا شَكَّ

پس توشت نمونہ خرواری نوکر کیا بعض مجتہدوں کا جو کہ آئمہ اربعہ کے ہوئے ہیں کیا گیا طالب
 شایق کو لازم ہے کہ کتب تواریخ اور طبقات فقہاء کو ملاحظہ کرے ہماری غرض یعنی البطل
 حصر مذاہب اربعہ بنظر اول سیقتدیرین حاصل ہوگئی ہے اور اگر یہ حصر بنظر ثانی ہو یعنی اس نظر سے
 ہو کہ مجتہد تو آئمہ اربعہ کے سوا کسی کتنے ہی ہوئے ہیں قبل اوند کے صحابہ اور تابعین اور بعد ائسے
 مجتہدین آخرین لاکن اتباع کسی کا سوائی ان چاروں کے درست نہیں تو جی باطل ہونا
 اس حصر کا ظاہر ہے اسلئے کہ یہ حصر نسخ کرتا ہے عام کتاب اللہ کو اور روکتا ہے حدیث
 خیر القرون قرنی ثم الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم الحدیث
 کو اور روکتا ہے حدیث ابن مسعود کو من کان مستنفا فلیست من بمن قد مات فان
 الحی لا یومن علیہ واولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تو افضل ہر
 الامۃ وابتہا فلوا واعمقہا علما واکملہا تکلیفا اختارہم اللہ بصحبۃ نبیہ واما
 دینیہ فالمرء فی الدنیا فیہ فضلہ واتبعوا علی تہذیبہ وکملوا ہما لست تعلمون من اخلاہم وکملہم
 کا تو اعلیٰ الہدی المستقیم رواہ رزین اور مخالف ہے اجماع صحابہ کے اور اجماع تمام مسلمین
 جو کہ علامہ قرانی نے نقل کیا ہے اور مخالف ہے قیاس کے اور بر خلاف ہے تصریحات
 سلف اور خلف کے چنانچہ بحث میں تقلید شخصی کی بوجہ بسط معلوم ہوگا اسلئے اسلئے
 علامہ ابن حزم کتاب بطلان التعلیل میں فرماتے ہیں فما الذی یخص باحنیفہ وما لکاو
 المشافعی بان یقلدوا وادوا ہے بکرم و عمر و عثمان و علی و ابن مسعود و ابن عباس
 و عائشہ و ذون سعید ابن السبیب و الزہری و الثوری و الشافعی و مالک و ابن
 الیصری رضی اللہ عنہم انتہی اور مولانا سبیر العلوم شرح مسلم میں فرماتے
 ہیں فان المقلد ان فہم مراد الصحابی عیال و الا سأل
 عن مجتہد آخر فافہم الے آخرہ اور شرح تحریر میں فرماتے ہیں
 الصحابۃ احق بالقتلید فانہم اقرب الی خیر الامم کام من
 صاحب اویلی الخیرہ اور چونکہ تحقیق مذاہب اربعہ کی بنظر ثانی شل تخصیص مذہب عین
 کے ہے اور جب ہلکان اون دونوں کی سمت ہے اسلئے اس مقام میں قدر قلیل

بیان کیا گیا اور تفصیل سمجھ میں ابطال شخصیں مذہب معین کی آویگی انشاء اللہ تعالیٰ
 تفسیر کلام طحاوی کا جس سے مولف اجماع اور مراد ہوئی ائمہ اربعہ کی فاسئلوا اهل
 الذکر سے سمجھتا تھا خوب منع ہوا اور یہ بھی خوب ثابت ہوا کہ اس سے وہ اجماع نہیں
 نکلتا اب اور عبارتوں کو جس سے وہ اجماع سمجھا ہے نقل کر کے اون سے جواب دیا جاتا
 ہے قال اور کہا شیخ محقق ابن ہمام کمال الدین صاحب فتح القدر نے بیچ کتاب
 تحریر کے کہ علم اصول میں ہے انْعَقَدَ لِاجْمَاعٍ عَلَى عِلْمِ الْعَمَلِ بِالْمَذَاهِبِ الْمَخَالِفَةِ
 لِلاُئِمَّةِ الْارْبَعَةِ انتہی اور کہا صاحب بحر الرائق نے بیچ کتاب ایشاء والنظایر
 کے فن اول میں من خالف الائمة الاربعة فهو مخالف للاجماع یعنی جو

کوئی مخالف ہے چاروں اماموں کے پس وہ مخالف ہے اجماع کے اور کہا قاضی ثناء اللہ
 پانی پتی نے تفسیر منظر ہی میں بیچ تفسیر اس آیت کے وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ
 دُونِ اللَّهِ فَإِنْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَدِ افْتَرَقَ بَعْدَ لِقَاؤِ الثَّلَاثَةِ اَوِ الْارْبَعَةِ عُلُو
 اَرْبَعَةٍ مَذَاهِبٍ لَمْ يَتَّبِعْ فِي فُرُوعِ الْمَسَائِلِ سِوَى هَذِهِ الْمَذَاهِبِ الْارْبَعَةِ فَقَدْ انْعَقَدَ
 اَلْاجْمَاعُ الْمُرَكَّبُ عَلَى بَطْلَانِ قَوْلِ يَخَالِفُ كُلَّهُمْ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعُ اُمَّيٌّ عَلَى الضَّلَالَةِ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
 الْمُؤْمِنِينَ تَوَلَّوْهُ مَا تَوَلَّوْا وَنَصَلَهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا انتہی ثم ترجمہ بالہندیہ میں قال
 اور سیطرح اجماع مرکب چاروں اماموں کا اسپر ہوا ہے کہ جہات خلاف ان چاروں کے
 ہے وہ باطل ہے اور ہونا اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا اوپر باطل ہونے عمل کے کہ وہ مخالف
 ہوا ان سب کے پوشیدہ نہیں کسی شخص پر خواہ عوام ہوں خواہ خواص پس دلیل نقل
 کرنی اقوال کی اسپر ضرور نہیں بعض کا قول سین کا فی ہے کہا فخر الدین رازی متنا
 تفسیر کبیر نے بیچ کتاب محمول کے کہ وہ علم اصول میں ہے ان الائمة اذا اختلفت في فرع
 مسئلة على اقوال كان اجماعهم على ان ما عدلها باطل پھر کہا اکی المراد من الائمة الائمة

انتہی یہ سب امام متخلف ہوا ایک مسئلہ میں کئی اقوال پر تو ہوتا ہے اجماع اصل است
 کا اسپر کہ سوا ہی او کئے اقوال کے باطل ہے اور مراد است سے چاروں امام میں پس بسبب

اس جملے کے نقل کیا گیا ہے فقہون سے کہا محدث ابن صلاح نے کہ وہ مشہور ہے
 و بیان اہل حدیث اور اصول کے اَنَّ تَقْلِيدَ غَيْرِ ذَا رُبْعَةٍ مُمْتَنِعٌ لِّمَا يَكُونُ فِيهِ
 اَلْمُشَبَّهَاتُ مِمَّنْ جَوَّاهُ دَفْنُهُ مَا يَنْبَغِي لِيَعْنِي اَسْمَيْنِ شَبَّهَ بِسٍ وَهُوَ اَوَّاهُ كَمَا شَبَّهَ اَوَّاهُ
 ساتھ نقل کرنے ان ثقات مذکورین کے اس اجماع کو اقول اس قول ثالث سے
 معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے چھ تین عبارتوں سے یا تو جمیع بسیط سمجھا ہے
 اسلئے اب کہتا ہے کہ اسیدط اجماع مرکب بھی ہوا ہے اور یا اسنے بھی اجماع مرکب ہے
 سمجھا ہے لاکن کسی اور کا سوائے آئمہ اربعہ کے اسلئے اب کہتا ہے کہ اسیدط اجماع
 آئمہ اربعہ کا بھی ہوا ہے تو سنو کہ سمجھنا اوسکا اول معنی کو ان تین عبارتوں نے غلطی فاحشہ
 ہے کیونکہ غلطی سمجھنی معنی اول کی یعنی اجماع بسیط کی عبارت قاضی صاحب کیسی تو
 ظاہر ہے اسلئے کہ اوسمین ساتھ لفظ اجماع کے لفظ مرکب کا یہی منضم ہے اسیدط
 عبارت تیسری اور شہادہ کی اگر تسلیم کیا جاوے وجود اوسکا تو اوسمین بھی لفظ اجماع
 کے سوائے اجماع مرکب کے معنی نہیں کر سکے کیونکہ منقذ ہونا اجماع بسیط کا اوپر
 بطلان حکم مخالف کے واسطے آئمہ اربعہ کے بسیط متصور نہیں اور آجتک کسی عاقل
 نے یہ دعوت نہیں کیا پھر معنی اجماع کی شخصوں کے کلام کے بسیط کئے جاوین اور
 وجہ نہ متصور ہونے اوس اجماع کی یہ ہے کہ اجماع بسیط میں دو امر ضروری ہیں ایک
 مجتہد ہونا اہل اجماع کا اور دوسرا ہم عصر ہونا اور ایک عصر میں اتفاق کرنا اونکا جیسا کہ
 صدر الشریعہ متبع میں فرماتے ہیں اَلَّذِي اَلْتَالِثُ فِي اَلْاِجْمَاعِ وَهُوَ اِتِّفَاقُ الْمُجْتَهِدِ
 مِنْ مَقَرَّةٍ يَحْدُثُ عَلَى اَللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَصْرِ عَكَّةَ شَرْعِيَّةٍ اَسْتَعْنَى
 اتفاق کرنا تمام مجتہدین ایک عصر کا کسی امر شرعی پر اور علامہ سعد الدین تقی تازانی
 نے کہا ہے کہ قید ایک زمانہ میں اختلاف کر نیکی بہت ضرور ہے ورنہ قیامت تک
 اجماع نہیں پایا جائیگا اسلئے کہ اتفاق سب مجتہدین ہر زمانہ کا تو اسی وقت ہو گا جب
 قیامت برپا ہوگی اور اجتہاد ختم ہو گا چنانچہ بیوع میں فرماتے ہیں قَوْلِي فِي عَصْرِ هَالِكٍ
 مِنْ اَلْمُجْتَهِدِينَ مَعْنَاهُ زَمَانٌ قَاطِلٌ اَوْ كَثْرٌ وَفَائِدَتُهُ اَلْاِخْتِرَانُ عَمَّا يَرُدُّ عَلَى مَنْ زَكَا

کتاب
 اجماع
 مرکب

ہستان مولف کا معلوم ہوا ہے ایسا ہی یہ بھی کذب معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب مولف تصحیح
نقل کر بھی دین اور شیخ نے اور رازی نے یہ دعویٰ کیا بھی ہو جیسا کہ قاضی صاحب نے کیا ہے
تو دعویٰ اونکا مخالف دلیل جماعی کے اور نامقبول عند ارباب العقول اور وجہ مخالف ہونے
اوس دعویٰ کی دلیل اجماعی سے یہ ہے کہ ہر اجماع مرکب ہو خواہ بسیط اوسمین اتحاد زمانہ
اہل جماع کا شرط ہے ورنہ قیامت تک اجماع معتقد ہی نہ ہو چنانچہ ابھی کلام علامہ فقہ ادا
کا متضمن ان معنی کا گذرا بلکہ خاصکر اجماع مرکب کی تعریف میں ہی یہ امر ملحوظ ہے اسلئے
کہ اجماع مرکب عبارت ہے اختلاف سے تو یہاں ہے کہ زمانہ اختلاف کرنے والوں کا ایک ہو
ورنہ اجماع مرکب قیامت تک معتقد نہ ہو گا کیونکہ اختلاف مجتہدین مختلفین ہر زمانہ کا تو او
دن ہو چکے گا جبکہ قیامت برپا ہوگی اور اسید اختلاف کہ مجتہدین کی منقطع ہوگی چنانچہ فقیر
تفسیر احمدی سے معلوم ہوگا اسلئے کہ اصل فقہ کشف بزودی اور سلم اور نور الانوار وغیرہ اتحاد
زمانہ پر تصریح کی ہے کہ سلم من ذالم یخاؤن اھل العقبہ علی قولین فی مسئلہ کم یجھل احدا
ثالث عند اکثر وخصہ بعض الحنفیۃ بالصحابیۃ وبار عند طائفہ مطلقا و یجھل ثانی
الاحد فی الرازی ان رفع ما اتفقوا علیہ ممنوع انتہی وکذا فی الکشف وغیرہ اور آیہ لربکا
اختلاف ایک مانہ میں نہیں ہوا اسلئے کہ امام عظیم شان فائز میں پیدائش امام شافعی کی ہو اور امام
احمد اوسے ہی بعد پیدا ہوئے پھر انکے اختلاف کو کس طرح اجماع مرکب قرار دیا جاوے اور اگر
بطور منزل کے اجماع مرکب میں اتحاد زمانہ مشروط نہیں ہے تو بھی لازم آتا ہو کہ فقط امیہ اربعہ کے اختلاف کو
اجماع مرکب کہیں بلکہ یہ کہیں کہیں انکا اختلاف اور امام ابو ثور کا اور امام بخاری کا اور داؤد و ظاہری کا
اور امام محمد بن جریر طبری کا کسی مسلمین جماع مرکب ہے اور بطلان قول آخر کے تو عدم اعتبار
اتحاد زمانہ سے تمہاری ہی دلیل سے خلاف مذاہب اربعہ کا درست ہوا اور خصوصا باطل ہوا اور
یہ دلیل اولیٰ پیروی ہوتی بلکہ اس عدم اعتبار اتحاد زمانہ سے لازم آتا ہو کہ قیامت تک اجماع مرکب
پایا نہ جاوے کیونکہ اختلاف سب مجتہدین کا اوسیدن ہو چکے گا تو ورسے اوسکے ہر مذہب کا اختلاف
درست ہوگا تو نظر اسی افعال اشکال کے اور بے دلیل ہونے بلکہ مخالف دلیل ہوئی دعویٰ جماع
مرکب امیہ اربعہ کی صاحب تفسیر احمدی نے اثبات سے اس دعویٰ کے عاجز ہو کر عترت

کیا ہے کہ اس اعتراض سے جواب دینا سخت امر ہے چنانچہ نور الانوار میں بعد بیان اجماع
مربک کے فرماتے ہیں عِنْدِي اَنَّ هَذَا اَصْلُ هُوَ الشَّوْكَ لَا لِحَصَادِ الْمَذَاهِبِ فِي الْاَبْعَةِ
وَبُطْلَانِ الْحَاوِيسِ الْمُسْتَحْدَثِ وَلَكِنْ يَرِدُ عَلَيْهِ اِنَّ اُرْدِيْدَ بِالْاِخْتِلَافِ اِلْاِخْتِلَافُ مُشَاهَدَةٍ
فِي زَمَانٍ وَاحِدٍ فَيَنْبَغِي اَنْ يَكُوْنَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَاحِدًا بِنَحْوِ رَحِمَةِ ابُو حَنِبَلٍ اَوْ خِيفَةً
وَمَا لِكَ رَحِمَةِ فِي زَمَانٍ وَاحِدٍ وَاِنْ اُرْدِيْدَ بِالْاِخْتِلَافِ اَعْمُ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ فِي زَمَانٍ وَاحِدٍ
اَمْ لَا نَكْفِي لَا يُعْتَبَرُ اِخْتِلَافُنَا كَمَا اُعْتَبِرَ اِخْتِلَافُ الشَّافِعِيِّ وَاحِدًا بِنَحْوِ رَحِمَةِ ابُو حَنِبَلٍ وَالْجَوَابُ
عَنْ صَحْبٍ وَقَدْ بَالِغَتْ فِي تَحْقِيقِهِ فِي التَّفْسِيرِ يُرَا اَحْمَدِي

انہی کاتب الحروف التماس کرتا ہے کہ حضرات مدعین اجماع کو حضرت نبوک ملا احمد نے نما
جائے تفسیر احمدی میں کیا کچھ تحقیق کی ہے کیونکہ یہ عاجز اس کلام کو ان کی ہی نقل
کرتا ہے اور بعد نقل کے اس کی جواب دہی سے بھی شرف ہوگا قال فی التفسیر الاختلافی
وَلَيْتَ شِعْرِي مَا مَعَى الْاِخْتِلَافِ فِي الْاَقْوَالِ اَهْوَى زَمَانٍ وَاحِدٍ بِالْمُشَاهَدَةِ اَمْ مُطْلَقًا فَاِنْ كَانَ مُطْلَقًا
فَالْاِخْتِلَافُ بَاقٍ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَمْ تَخْصِرِ الْمَذَاهِبُ فِي الْاَبْعَةِ وَاِنْ كَانَ فِي زَمَانٍ فَمِنْ الْمَعْلُومِ اَنَّ
زَمَانَ الشَّافِعِيِّ رَحِمَةِ زَمَانَ اَحْمَدَ بْنَ حَنِبَلٍ غَيْرَ زَمَانٍ اِلَى خِيفَةٍ وَمَالِكٍ فَازَا اِخْتَلَفَ ابُو حَنِيفَةَ وَ
مَالِكُ رَحِمَةِ فَيَنْبَغِي اَنْ يَكُوْنَ اِجْمَاعًا عَلَى بُطْلَانِ قَوْلِ الشَّافِعِيِّ وَاحِدًا بِنَحْوِ رَحِمَةِ ابُو حَنِبَلٍ اَوْ اِنْ يُقَالُ
اِلْاِخْتِلَافُ الْمَعْتَبَرُ هُوَ الَّذِي فِي زَمَانٍ وَاحِدٍ الشَّافِعِيُّ وَغَيْرُهُ اِذَا قَالُوا قَوْلًا اَنَّمَا يَقُولُونَ اِذَا جَزَمَ
بِهِ رَأَى ابُو يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ مَعَ ابِي حَنِيفَةَ رَحِمَةِ اَوْ كَانَ اِلْاِخْتِلَافُ بَيْنَ السَّحَابَةِ فَلَمَّا رَوَى
خِيفَةَ رَحِمَةِ بِقَوْلِ صَحَابِيٍّ وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَةِ بِقَوْلِ صَحَابِيٍّ اَخْرَاجَتِي اِسْ كَلَامِ بْنِ عَمْرِو بْنِ
تَوْوَسٍ سَيِّدِ نُوْرِ الْاَنْوَارِ كِي عِبَارَتِ مِیْنِ گِذْرَا ہے اور جواب اس سے یہ دیا ہے کہ ہنہ
شق اول کو یعنی اعتبار اتحاد زمانہ کو اختیار کیا اور دفع اوسل پر ادکا جو اس شق پر دوا
تہا دو وجہ سے ہے وجہ اول یہ کہ امام شافعی اور امام احمد نے امام عظیم سے اوسے قول
میں اختلاف کیا ہوگا جیسے ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ابو حنیفہ سے متحد ہوگی تو اختلاف
شافعی اور احمد کا ابو یوسف اور محمد سے بعینہ اختلاف ہوا ابو حنیفہ سے نظر الی الامتداد اور
اختلاف انکا ابو یوسف اور محمد سے تو ایک ہی زمانہ میں ہوا ہے تو لازم آیا کہ ابو حنیفہ

سے بھی ایک ہی زمانہ میں ہوا اور چونکہ دوسری یہ کہ بیشک بسبب خدا تعالیٰ کے
 ایدہ اربعہ کا اپنا خاص اختلاف تو اجماع مرکب نہیں ہو سکتا لاکن چونکہ اختلاف اول کا جو
 کرتا ہے حرف اختلاف صحابہ کے اسلئے یہ اختلاف اجماع مرکب ہو سکتا ہے اسلئے
 کہ اختلاف صحابہ کا بلا خلاف اجماع مرکب ہونا مسلم ہے اقوال فی الجواب عن جواب
 یہ جواب دونوں وجہ سے باطل ہے وجہ اول تو قابل مضحکہ کے ہے کیونکہ جب ایک فرقہ اختلاف
 امام مالک اور امام اعظم کا مثلاً مقدار سترہ سو سال تک ایک زمانہ میں واقع ہوا اور اسکو اجماع مرکب
 فرض کیا گیا تو بعد انقطاع اجماع کے وقت احداث شافعی کے قول ثالث کو مسیح سترہ سو
 مخالف ہے اور دونوں کی موافقت راسی ابو یوسف اور محمد کے ابو حنیفہ سے کیا فائدہ کریگی
 بلکہ اگر ابو یوسف کو خود ابو حنیفہ ہی فرض کیا جاوے تو بھی کچھ فائدہ نہیں اسلئے کہ اجماع مرکب
 ایک فرقہ منع ہو گیا اور احداث قول ثالث کا باطل ٹھہرایا گیا اور اگر کہو کہ وقت اختلاف امام
 مالک اور امام اعظم کے فی الفور اجماع نہ ہوا تھا بلکہ امام شافعی کی بانتظاری تھی اور جبکہ اولیٰ
 اختلاف بمصر ابو یوسف اور امام محمد کے ہو گیا تو اجماع مرکب منعقد ہوا تو ہم کہیں گے کہ ایسا
 ہی امام بخاری اور طبری اور داؤد ظاہری اور سوائے ان کے اور مجتہدوں کے قیامت تک انتظاری
 کرنی چاہئی اور اگر انتظاری شافعی کے کو اور دکنی انتظاری سے کوئی مرجع شرعی ہو تو بیان کرد
 علاوہ یہ کہ اس وجہ سے اختلاف سب مجتہدوں کا قیامت تک ایک زمانہ میں ہو جائیگا
 کیونکہ جسطرح ابو یوسف کے بمصر امام شافعی سے بواسطہ اتحاد اسے ابو یوسف کے امام اعظم
 سے موجب بنوئی بمصر امام شافعی کو امام اعظم سے اسطرح بمصر کسی اور موافق فی الزم
 او دکنی کے مثلاً امام ابو ثور یا امام طبری سے یا کسی اور مجتہد سے قیامت تک موجب ہوگی بمصر
 ابو ثور وغیرہ کی امام اعظم سے کیا وقت اختلاف ابو ثور یا بخاری کی یا کسی اور مجتہد کی قیامت
 تک کوئی شخص موافق نہ رہے الراسی امام اعظم یا امام شافعی اور احمد کا نہوگا علاوہ یہ کہ یہ وجہ
 اوسے صورت اور اوسے مسئلہ میں جاری ہوگی جس میں امام ابو یوسف وغیرہ امام اعظم سے متفق ہونے
 اور بہت سے مسائل میں جن میں امام ابو یوسف اور امام محمد امام سے مخالف ہیں ان میں اس وجہ سے
 اجماع واجب منعقد نہوگا حالانکہ رعایا یہ تہا کہ ہر مسئلہ مذاہب اربعہ کے خلاف درست نہیں اور

بحمیم انجرا مذاہب اربعہ پر اجماع مرکب و منعقد ہے اور وجہ ثانی کا لغو ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ وہ
 ثانی سے ایسا لازم آتا ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف آئمہ ربہ سکاہ افرق اختلاف صحابہ کے ہوگا
 اور ہمیں احداث قول آخر کا ممنوع ہے نہ سب مسائل میں اور نہایت سے اہل و اقارب مختلف قطع
 آئمہ اربعہ کی ایسی میں جو ان میں اختلاف اور نکاط طرف اختلاف صحابہ کے راجع نہیں ہے پیدا نہیں
 احداث قول آخر کا درست ہوگا تو جواب ملا احمد صاحب دم کا بوجہ حسن تخریض و در باطل ہوا اور
 دعویٰ انصار مذاہب کا بر غم اجماع مرکب کی بوجہ اوضاع منقوض ہوا احمد صاحب علی توفیقہ و الھامہ
 الحق تحقیق یہ ناظرین اہل انصاف اور علماء اصول ہے اعتساف سے اس پر غور اور انصاف
 کی ہے اور یہ ہر جو مولف نے اخیر میں قول ثالث کے دعویٰ کیا ہے کہ ابن صلاح نے اس
 تفسیر سے کہ مذاہب اربعہ پر اجماع مرکب منعقد ہو گیا ہے تقلید غیر الاربعہ کو ممنوع کہا ہے اور وہ
 نے اس دعویٰ کو کتاب سلم الثبوت کی طرف سند کیا ہے یہ غلط محض اور کذب و بحت ہے
 اس لیے کہ خود سلم الثبوت میں لکھا ہے کہ ابن صلاح نے تقلید غیر الاربعہ کو اس نقل سے منع
 کیا ہے کہ یہ مذاہب اربعہ خوب مذکور اور مفصل ہو گئی ہیں اور باب باب اور فصل فصل کے لکھ کر
 میں اور خوب مہذب اور تفریع و تفصیل ہو گئی ہیں اور سوائے ان مذاہب کے تحقیق اور تفصیل اور
 تعلیل اور ثبوت اور ترجیح کیسے پائی نہیں جاتی اور صاحب سلم نے ابن صلاح کی اس نظر
 کو جو در اصل ثبوتی اسکا قول امام الحرمین کا ہی بھی باطل کر دیا ہے بدلیل اجماع صحابہ اور اجماع
 تمام مسلمین کے اور سلم کی شرح میں ولانا بحر العلوم لکھنوی جعفر نے خوب تفصیل سے
 دلائل سے قول ابن صلاح کو افسوس کے معنی کو باطل کیا ہے اور اسی طرح سے تحصیل در تعیان
 مذاہب اربعہ کو اوہا یا ہے چنانچہ کہلے سلم اور شرح بحر العلوم میں قال الامام
 اجماع المحققون علی منع العوام من تقلید ائیمان الصحابة رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم فان اتوا لہم قد احتاج من استخراج الحكم منها الى تنقیہ كما فی الشئ
 ولا یقید العوام علیہ بل یحب علیہم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا و یروا
 ای اوردوا آیاتاً یکل مسئلہ علی حدہ فہد بوا مسئلہ کل باب
 ونقحوا کل مسئلہ عن غیرہا و جمعوا بجامع و قرروا بفارقی و عللوا ای

اودودوا لک مسئلہ مسئلہ علتہ وفصلوا تفصیلاً یعنی بحج علی العوام تقلید من تصدی
 لعلم الفقہ لا یعین الصحابہ وعلیہ ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمة الاربعہ ہم
 الامام الصالح امام الائمة ابو حنیفہ الکوفی والامام مالک والشافعی والامام احمد رحمہم
 اللہ تعالیٰ وجرأهم عنا احسن الجزاء لان ذلك المذکور لم یدکنی غیرہم وفیہ ما فیہ فی الحاشیہ
 قال القرانی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع
 الصحابہ علی ان من استفق ابابکر وعمر امیري المؤمنین فله ان یتستقی اباہریرہ ومعاذ بن
 جبل وغیرہما ویعمل بقولہم من غیر نیکر فمن ادعی برفع ہذین الاجماعین فعلمہ بیان انتہی
 فقد بطل ہذین الاجماعین قول الامام وقولہ اجمع المحققون لا یفہم منہ الاجماع الذي
 هو حجة حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل یكون مختاراً عند احد ویکون الجماعۃ متفقین
 یقال اجمع المحققون علی کذا فہی کلامہ خلل اخر وهو ان التبیہ لا دخل لہ فی التہلیل
 وكذا التفصیل فان المقلد ان فہم مراد الصحابی عمل ولا سأل عن مجتہد اخر فافہم و
 بطل ہذا قول ابن الصلاح ایضاً فہی کلامہ خلل اخر اذ المجتہد وان لا یجوز ان یغیرہما
 جہدہم مثل الائمة الاربعہ وانکار ہذا مکابرة سوء ادب فالحق انہ انما منع من منع تقلید غیرہم کما
 لم یبق روايت مذہبہم محفوظة حتی لو وجد رواية صحیحة من مجتہد اخر یجوز العمل
 بہا الا تری ان المتأخرین اختلفوا بحلیف الشہود اقامۃ لہ مقام التزکیر
 علی مذہب ابن ابی کثیر فافہم انتہی ما فی المسلم وشرحہ
 فی العلم

اور ایسا ہی فاضل قنداری نے منعم الحصول میں فرمایا ہے تو اس عبارت مسلم کی
 اور شرح کی صحابہ مولف کی کیسی تکذیب ہوئی اور معلوم ہوا کہ منع کرنا ابن صلاح کا تقلید
 سے غیر ایمہ اربعہ کی اجماع مرکب پر مبنی نہیں بلکہ قول پر امام الحرمین کی اور وہ پہر ہی غلط
 اور مخالف اجماع صحابہ اور اجماع تمام مسلمین کے اور اسی جگہ سے باطل ہوا جو کہ مولف نے
 اعتراض نہ مافیہ سے جواب ماصواب یا تھا اور کہا تھا کہ اوٹھ گیا شبہ اسکا ساتھ نقل نے
 ان ثقات مذکورین کے اس جماع کو انتہی اور وجہ باطل ہونے اس جواب کی میری کہنی

اعتراض مسلم کا اجماع صحابہ کا ہے جسکے بعد کوئی اجماع مخالف اوسکے اور ناسخ اوسکا باجماع
اہل اصول کے مقبول نہیں ہے اور اجماع تمام مسلمین کا ہے جو کہ قرآنی نے نقل کیا ہے
اور مبنی مولف کے جواب کا اختلاف ائمہ اربعہ کا ہے جسکو فی دلیل وجہ اجماع مرکب نام رکھ
لیا ہے اور جسکے قرار واقعی تعلیق کی گئی ہے فتدبر ولا تلک من المغترین متنبیہ
کردینو دعوی اجماع مرکب کے حاجت رد کرنے کی باقی کلام کو مولف کی نہیں ہی کیونکہ
وہ تمام اسی سے مستنبط اور اسی پر مبنی ہے اور جبکہ مبنی اور اصل باطل ہو گیا تو جو کہ سیر
بنایا گیا ہے اور اوپر مترفع کیا ہے بطریق اولی باطل ہو گیا لاکن چونکہ کلام باقی مولف کا قطع
نظر بطلان دعوی اجماع مرکب کے سے اور دلائل اور وجوہات سے یہی باطل تھا اسلئے اوسکو رد
درپے ہوتے ہیں قال پشانت ہوئین اس سے کتنی باتیں اول تو یہ کہ باطل ہوا قول
اون جہلا کا کہ کہا اونہوں نے تقلید شرک ہے بسبب قول صدقائے کے قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
تَعَالَوْا إِلَىٰ رِبْطَةِ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ لَا تَعْبُدُوا اِلَّا اللّٰهَ كَلَّا تَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّ
لَا يَخُذُ بَعْضُنَا بَعْضًا اَدْبَابٌ اَمِنْ ذُوِ اللّٰهِ اور بسبب
قول صدقائے اَتَّخِذُوا اَحْبَادَكُمْ دُخْبًا نَحْمَدُ اَبَاءَ مَنْ دُوِّنَ اللّٰهُ بَيْنَ صَلِّ يَدُ كَيْفَ قَوْلِ اَبْلِ
بسبب اس جماع کے کہ منقول ہے بڑی علماء سے اور بسبب قول صدقائے کے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اطِيعُوا اللّٰهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا كُنْتُمْ تُعْلَمُونَ اَلَمْ تَعْلَمُوْنَ اَلَمْ تَعْلَمُوْنَ اَلَمْ تَعْلَمُوْنَ
کہ فَاَسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اَلَمْ تَعْلَمُوْنَ اَلَمْ تَعْلَمُوْنَ اَلَمْ تَعْلَمُوْنَ
اسمعیل صاحب پر قوت ثابت ہوا جو کہ ہمیں خطبہ میں کہ باہتا کہ رسالہ معرفت کا مقابلہ مولوی اسماعیل
کے تالیف ہوا ہے سو بیان اسکا پیر ہو گا پہلے ایک مقدمہ سن لینا چاہیے وہ مقدمہ یہ
ہے کہ معنی تقلید کے اصطلاح میں اہل اصول کی بھیہ میں کہ مان لینا اور عمل کر لینا ساتھ
قول بلا دلیل اس شخص کے جسکا قول حجتہ شرعی نہ ہو تو برابر اس اصطلاح کے رجوع کرنا مانے
کا طرف مجتہدوں کی اور تقلید کرنی اونکی کسی مسلمین تقلید نہوگی بلکہ اسکو اتباع اور
سوال کہیں گے اور معنی تقلید کے عرف میں بھیہ میں کہ وقت لا علمی کے کسی اہل علم کا
قول ان لینا اور اوپر عمل کرنا اور اسی معنی عرفی سے مجتہد دیکھے اتباع کو تقلید بولا جاتا ہے

چنانچہ ملا حسن شہر نیلائی حنفی عقد الفرید میں فرماتے ہیں حقیقتہً التقلید العمل بقول
 من لیس قولہ احدى الحجج الاربعۃ الشرعیۃ بلا حجة منها فلیس الرجوع الی النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید لان کلاهما حجة شرعیۃ من الحجج
 الشرعیۃ وعلی هذا اقتصر الکمال فی تحریرہ وقال ابن امیر الحاج وعلی هذا عمل
 العاجی بقول المفتی وعمل القاضی بقول العدول لان کلاهما وان لم یکن حجج
 الحج فلیس العمل به بلا حجة شرعیۃ لا یجاب النص اخذ العاجی بقول
 المفتی واخذ القاضی بقول العدول انتهى ما فی العقد الفرید لیبیان
 التراجیح من الاختلاف فی جواز التقلید
 اور فاضل قندھاری مفتی محصل میں فرماتے ہیں التقلید العمل بقولہ من
 لیس قولہ من الحجج الشرعیۃ بلا حجة فالرجوع الی النبی علیہ الصلوۃ
 والسلام او الی الاجماع لیس منه هکذا رجوع العاجی الی المفتی
 والقاضی الی العدول لوجوبہ بالنص بل رجوع المجتہد او العاجی
 الی مثله لکن العرف علی ان العاجی مقلد للمجتہد قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولین قال
 الغزالی ولا صدیق وابن الحاجب ان سببی الرجوع الی الوسول والی الاجماع
 والی المفتی والی الشہود تقلیداً فلا مشاکحۃ انتہی پس ثابت ہو کہ آنحضرت کی پیروی
 کو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا مجوز ہے مدت المقدمۃ اور جبکہ مقدمہ مجتہد ہو تو اس معلوم
 کرنا چاہیئے کہ تقلید مجتہد و مکی عالم بالحدیث و بالقرآن کو وقت جاننے ایک سنیہ کے قرآن مجید
 سے یا حدیث سے اس سنیہ معلومہ میں نہ چاہیئے مثلاً جبکہ عالم بالحدیث و بالقرآن کو معلوم
 ہو کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے ہر مکلف پر تو پورا اس سنیہ میں تقلید کسی مجتہد کی نہ چاہیئے
 بلکہ اس وقت تقلید رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بر ضرور چاہیئے اسلئے کہ جس یہ کہ حکم سے کہ تقلید ثابت
 ہے تو وہ اویس صورت میں ہی جبکہ لا علمی ہو قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان
 انتم لا تعلمون یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم ادیہی آیہ دلیل ہے وجوب
 تقلید پر کما اشار الیہ المحقق ابن الہمام فی التحدیر وغیرہ اور ظاہر ہے

کہ امر بالسوال اس میں بین مقید بالشرط ہے اور اس میں مقتضی ہے کہ حکم مقید بالشرط مستعمل
 نہیں ہوتا ہے اس فرد میں جو کہ مجر دہو و سحر و سحر سے جہاں مسلم الثبوت میں لکھا ہے
 الظاهر ان التخصیص بمعنی القصر اتفاقاً وانما الخلاف فی انساب التثقیل فی بعض اشیاء
 اور توضیح میں کہا ہے و عندنا لا یثبت بہ ای بالتعلیق بل یبقی الحكم
 علی العدم الاصلی حتی لا یكون هذا العدم حکماً شرعیاً بل علماً علیاً استیعاباً اور ایسی کوئی دلیل
 قرآن سے یا حدیث سے یا اجماع سے یا قیاس سے جو کہ باوجود علم کے تنقید کو واجب یا جائز
 کر دے اور اس کو عدم اصلی سے نکالے بلکہ کسی آیت صریح و دلالت کرتی میں سپر کہ مجر د کسی مسئلہ
 کے وقت یا حدیث سے بدون کسی تعلیق کے یہ وہی قرآن اور حدیث کی لازم سے قال
 تعالیٰ وَلَئِنْ أَتَبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ دَیْءٍ
 ولا نصیر اور وجہ استدلال کی اس یہ ہے عنقریب شاہ عبد الغنی قدس سرہ کے کلام سے معلوم
 ہو سکتی و قال البہ تعلیٰ فبشر عباد الذین یتسمعون القول فتبعون احسنه
 اولئک الذین ہذا ہم اللہ و اولئک ہم اولو الالباب یہ واسطے آئمہ اربعہ اور
 اون کے اتباع سے بھی اور کبیر وہی ہے جہاں شیخ جلال الدین سیوطی کتاب التذکر علی من
 اخلد الی الارض میں فرماتی ہیں ہل ابا ج مالک و ابو حنیفہ و الشافعی
 رضی اللہ عنہم تطرأ حدیث تقلید ہم حاشا انہم بل انہم قد سئلوا عن ذلك فلم یسئلوا حدیثاً
 اور شیخ عبد الوہاب شرع نے یواقیت و البحر میں فرماتے ہیں و کان الامام احمد
 یقول لیس لاحد مع اللہ و رسوله کلام لا تقلد فی ولا تقلد مالک ولا
 الاذاعی ولا النفعی ولا غیرہم و حدیث الاحکام من حیث خلا من الکتاب و السنۃ علی ما نقل فی عقد الجہد
 اور فاضل بھاری مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں تعدد عن الدلیل الی التقليد
 خلا من المعقول کیف و فیہ ردیک و قد امرنا بترکہ فی الحدیث المنقول استیعاباً اور تاج الدین
 عثمانی جامع الفوائد میں فرماتے ہیں من یعمل بقول المجتہدین فهو متباہ فی الدنیا
 والاخرۃ عالم یجد الحدیث الصحیح المتصل الاسناد و اذا وجدہ یعمل بالحدیث
 استیعاباً اور علامہ محمد الدین صاحب قاموس سفر السعادت میں فرماتے ہیں اور در باب

عبادات اعتماد کلی بران کنند یعنی برانچرا حدیث ثابت است و از خلاف زبرد و عمر منشد
 انتہی اور قاضی عقد شراح مختصر الاصول فرماتے ہیں الْمُسْتَفْقَى الْمُقْلِدُ وَالْمُتَقِي الْجَمْعُ
 وَالْمُسْتَفْقَى فِيهِ هُوَ الْمَسَائِلُ الْوَاجِبَاتُ فِيهَا دِيْنُهُ انتہی یعنی وہ مسئلہ جس میں کسی
 تقلید چاہیے وہ مسائل اجتہاد میں نہ مخصوص اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ فتح العزیز
 میں تحت اس آیه کے وَلَٰكِنْ اَتَّبِعْتَ اَهْوَاءَ نَفْسِكَ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ الْاٰيَةُ
 فرماتے ہیں ازین آیه معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل و سطوح براہین تقلید باطل است زیرا کہ اتباع
 ہوا بعد مجہول العلم است انتہی مولانا اسماعیل شہید صراط المستقیم میں فرماتے ہیں پس ہر مسئلہ کہ
 حدیث صحیح غیر منسوخ یا بدلتا ہے صحیح مجتہد دران نکند انتہی تو ثابت ہوا کہ عالم بالحديث کو تو
 علم کسی مسئلہ کی تفصیل سے تقلید کسی مجتہد کی چاہیے اگرچہ قول وس مجتہد کا موافق ہے
 اوس حدیث کے ہوا لکن جو لوگ کہ حدیث پر عمل کر نیسے منع کرتے ہیں او کو باوجود وضوح
 براہین کے حق نہیں سوچتا تو وہ بھیہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ایک دن حدیث پر عمل کرنا بہت
 دشوار ہے کیونکہ حدیث و قرآن ایک ریہا ہی ناپیدا کنار او سکو سمجھنا اور او سپر عمل کرنا مجتہد
 مطلق ہی کا کام ہے اور ہمارے شان ایسی نہیں ہے کہ حدیث و قرآن کو سمجھیں اور اگر کچھ
 ترجمہ ظاہری سمجھتے ہیں تو ہر مکو بھیہ معلوم نہیں ہوتا کہ فلاں حدیث منسوخ ہے یا نہیں
 یا معنی ظاہر پر محمول ہے یا منقول ہے یا کوئی اور حدیث اسکے معارض موجود ہے یا نہیں
 تو اس عذر کا دو وجہ سے جواب ہے وجہ اول یہ کہ قرآن اور حدیث ایسے شکی نہیں ہیں
 کہ سوائے مجتہد مطلق کے کسی بھیہ میں نہ تو بین بلکہ ایسے آسان ہیں کہ جسکو اہل عرب سے
 معرفت ہو فاس کہ علماء تو وہ بخوبی بشرط قصد سمجھنے کے منی سے قرآن اور حدیث کے توف
 ہو جائے تو قرآن و حدیث سے قرآن لِلَّذِي كَرِهَ مِنْ مُّذْكَرٍ وَّ قَالَ تَعَالَى هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي
 الْأُمِّيِّينَ رُسُلًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ
 قَبْلِ لَقِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ الْاٰيَةُ و قَالَ تَعَالَى وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اَيُّتٍ بَيِّنَةٍ وَمَا يُكْفِّرُ بِهَا اِلَّا الْفَاسِقُونَ
 تو جو کوئی اہل علم مدکر کہے کہ ہم قرآن و حدیث نہیں سمجھتے تو گو یا وعید میں آیه کریمہ مذکور ہوا
 کے دانش و ادب کا کہ مولانا اسماعیل شہید رسالہ تقویۃ الایمان میں فرماتے ہیں سوائے

سب محققین تصحیح کی ہے کہ حکم مخصوص کو ہر ایک عالم سمجھتا ہے اور جو اس سمجھ بھد کے
 مختص ہے وہ قیاس ہی ہے چنانچہ شرح شاشی میں کہا ہے کُلُّ عَالِمٍ لَهُ اَصَابَةُ الْحُكْمِ
 الْمَخْصُوصِ عَلَيْهِ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ قَطْعِيًّا اَوْ ظَنِّيًّا بِحَسَبِ الدَّلَالَةِ وَالْاَيَاتِ مَا كَانَ ظَنِّيًّا اَلَيْسَ
 اَعْنَى الْقِيَاسُ هُوَ الْمَخْصُوصُ بِالْمُجْهَدِ انتہ اور قاضی عسکری نے کہا ہے اِذَا دَخَلَ الْعَالَمُ فِي لَفْظِ الرَّأْيِ
 مِثْلُ رَأْيِ مَا عَرَفْتُكُمْ فَالْفَقِيهَةُ وَغَيْرُهُ فِي ذَلِكَ سَوَاءٌ انتہ بلکہ شیخ ابن الہمام نے
 کہا ہے کہ دلالہ النص کو جو کہ عبارات النص اور اشارۃ النص سے مرتبہ خفا میں ہے وہ عام بھی سمجھتے
 ہیں چنانچہ تحریر میں فرماتے ہیں اَنَّ دَلَالَةَ النَّصِّ يُحَالِفُ الْقِيَاسَ فِي اَنَّ الْقِيَاسَ يَخْتَصُّ بِالْمُجْهَدِ
 دَلَالَةُ النَّصِّ فِيهَا الْعَوَامُ انتہ تو اسی سبب سے کتب فقہ میں تصحیح ہے کہ جو عامی ظاہر معنی پر حدیث
 افطر الحاجم والمجوم کے مطلع ہو کر بعجمامت کے جانکوحہ کہلے تو اس پر کفارہ نہیں آتا چنانچہ بحر الرائق
 میں کہا ہے وَلَئِنْ لَمْ يَكُنْ قَدْ بَلَغَهُ الْخَبَرُ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ افطر الحاجم والمجوم
 وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْغَيْبَةُ يُفْطِرُ الصَّامَ لَمْ يَعْرِفِ الشَّيْءَ وَلَا نَوَيْلَهُ فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ عِنْدَ هَذَا ظَاهِر
 الْحَدِيثِ وَاجِبُ الْعَمَلِ بِهِ خِلَافًا لِابْنِ يَوْسُفَ لِأَنَّهُ لَيْسَ لِلْعَامِيِّ الْعَمَلُ بِالْحَدِيثِ لِعَدَمِ عَلَيْهِ بِالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُخِ
 اِنْتَهی اور ابن میں کہا ہے وَلَوْ بَلَغَهُ الْحَدِيثُ فَاعْتَمَدَ فَكَذَلِكَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ لِأَنَّ قَوْلَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَا يَنْزِلُ عَنْ قَوْلِ الْمُفْطِي اِنْتَهی قول خلاف ابن یوسف تاہم اھو فی العاصم فی الضرب الجاہل الذی
 یَعْرِفُ مَعْنَى الْاَحَادِيثِ وَتَأْوِيلَاتِهَا وَاَمَّا الْعَارِضُ بِمَعْنَى الْمَخْصُوصِ بِتَأْوِيلَاتِهَا وَنَسْخِهَا وَبِحَرْفِهَا
 فَتَحْتَهَا وَاسْلَامَتِهَا عَنْ مَعَارَضِهِ اَقْوَمُ مِنْهَا فَلَا خِلَافَ فِي صِحَّةِ عَمَلِهِ بِهَا كَمَا قَالَ ابْنُ خَزَّازٍ رَوَاهُ
 نَقْلًا عَنْ دُسْتُوَرِ السَّائِلِينَ وَكَمَا الْجَوَابُ عَنْ قَوْلِ ابْنِ يَوْسُفَ أَنَّهُ لِعَامِيٍّ لَا فِدَاءَ بِالْفَقْهَاءِ
 فَحُكْمُ عَلَى الْعَامِيِّ الضَّرْبِ الْجَاهِلِ الَّذِي لَا يَعْرِفُ مَعْنَى الْاَحَادِيثِ وَتَأْوِيلَاتِهَا
 لِأَنَّهُ أَشَاءَ لَهُ لَيْتَهُ لَعَدَمَ الْاِهْتِدَادِ فِي حَقِّهِ إِلَى مَعْرِفَةِ الْاَحَادِيثِ وَكَيْدَ اقْوَالِهِ وَإِنْ
 عَرَفَ الْعَامِيُّ تَأْوِيلَهُ يَجِبُ لِكُنْفَاءِ يُنْشِرُ إِلَى أَنْ الْمُرَادُ مِنَ الْعَامِيِّ غَيْرُ الْعَالِمِ
 وَفِي الْحُمَيْدِيِّ الْعَامِيُّ مَسْنُوبٌ إِلَى الْعَامَّةِ وَهُمْ الْجُهَالُ نَعْلَمُ مِنْ هَلْهُوَ
 الْاِشَارَاتِ أَنَّ مُرَادَ ابْنِ يَوْسُفَ اَيْضًا مِنَ الْعَامِيِّ الْجَاهِلِ الَّذِي لَا
 يَعْرِفُ مَعْنَى النَّصِّ وَتَأْوِيلَهُ نَبِي مَا ذَكَرَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ خُزَيْمَةَ وَالتَّائِيهِ وَفِي مَجْلَدِ بَدْعِ

قَوْلُ الْقَائِلِ بِوُجُوبِ الْعَمَلِ بِالرَّوَايَةِ بِخِلَافِ النَّسَبِ اِنْهِيَ مَا قُلْنَا الْاَيْتُجِ الْمَاجِلُ فِي عَقْدِ الْحَيْدِ
 اَوْ يَتَوَجَّعُ اَوْ حَاشِي شَيْخِ الْاِسْلَامِ عَلَى التَّوَجُّعِ اَوْ شَرَحَ عَقْدًا اَوْ فَوَقَّاهُ فَمِنْ تَعْلِيلِهِ اَوْ نَقُوذٍ وَغَيْرِهِ سَبْهُ
 صَافٍ مَعْلُومٍ هُوَ تَابِعٌ كَسَبْهُنَا نَصُوصُ كُلِّ مَجْتَهِدٍ بِرِخَاصٍ نَحْنُ بِلَاغِيَةٍ مُجْتَهِدٍ بِي سَبْهُتِ مِمَّنْ تَوَجَّعُ حَالِ
 سَبْهُتِ عِلْمًا كَامِلًا مَعَانِي نَصُوصُ كَوْبِلَا عِلَافَتِ هُوَ اَوْ جَبْكَ يَحْتَابُتِ هُوَ اَكْمَلُ عِلْمِ نَفْسٍ مَعَانِي اَحَادِثِ
 اَوْ قُرْآنِ كَوْبِ سَبْهُتِ سَكْتِ مِمَّنْ تَوَابِعُ مَعْلُومٍ كَرَا جَابِئِ اَيْطَاحِ عَالَمِ شَيْخِ طَالِبِ حَقِّ كَوْبِ مَكْنَسِ
 كَتَبِ حَادِثِ اَوْ شَرَحِ اَوْنَكِ كِي اَوْ كَتَبِ سَمَارِ الرِّجَالِ كِي غَالِبِ ظَنِّ سَبْهُتِ مَعْلُومٍ هُوَ جَابِئِ
 مُوَافِقِ فَرَمِ وَاسْتَدَاوَكِ كِي فَلَانِي حَدِيثِ صَحِيحِ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ
 مَعَارِضِ كَوْنِي حَدِيثِ صَحِيحِ مَوْجُودِ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ
 مَسَائِلِ كِي دَالِ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ
 بَاتِ نَحْنُ مَرَّتِ اَوْ حَقِّ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ
 عَمْدِ الْعِلْمِ وَغَيْرِهِ شَرَحِ مُسْلِمٍ مِمَّنْ زَمَانِ مِمَّنْ اَوْ مُسْلِمِ الشُّبُوتِ سَبْهُتِ هُوَ اَوْ حَقِّ مَوْجُودِ يَصْغِيحُ
 الْمَطْلُوقِ وَلَوْ كَانَ عَالِمًا يَلْزَمُهُ تَقْلِيدُ الْمُجْتَهِدِ فِيمَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ اِلَاجِهَا دِيَاتِ اَيْ تَحْنِيذِ
 بِالْاِجْتِهَادِ بِنَاءً عَلَى التَّجْزِئِ فِي الْاِجْتِهَادِ وَيَلْزَمُهُ التَّقْلِيدُ مُطْلَقًا فِيمَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَفِيمَا لَا
 يَقْدِرُ عَلَيْهِ بِنَاءً عَلَى فِقْهِهِ بِالْجُزْئِ فَقَدْ عَرَفْنَا اَنَّ الْحَقَّ هُوَ اَلَّذِي اِنْهِيَ مَا قَالَهُ مُؤَلَّانَا
 عَبْدُ الْعِزِّ فِي تَرْجِمَةِ مُسْلِمِ الشُّبُوتِ اَوْ اَلَّذِي اَوْ كَرِهُوا اَوْ اَطْلَاعِ اسْمِ كِي بَقِيْنَا اَيْ كِي وَشَوَارِبِ تَوَكُّهًا بِهَا
 كِي عِلْمِ الْيَقِينِ تَوَانِ اُمُورِ كَامِلِ مُجْتَهِدِينَ كَوْبِ مِمَّنْ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ
 سَبْهُتِ دَرْدَبَانَهُ اَنَّ اَرَادَ عَمْدَ التَّيَقُّنِ بِفِي هَذِهِ الْاِحْتِمَالَاتِ فَالْمُجْتَهِدُ اَيْضًا لَا يَحْصُلُ لَهُ
 فِي زَمَانِنَا التَّيَقُّنُ بِذَلِكَ وَلَئِنْ اَبْدَنَّا اَكْثَرُ اَمْرٍ عَلَى غَالِبِ الظَّنِّ اَنَّ اَرَادَ اَنَّهُ لَا يَدْرِي
 ذَلِكَ بِغَالِبِ الظَّنِّ مَنَعَتْهُ فِي صُورَةِ التَّزَاوُعِ اَنَّ الْمُبْتَغَى فِي الْمَذْهَبِ الْمُنْتَبِعِ لِكِتَابِ
 الْقَوْمِ اَلْمَحَظِّظِ مِنَ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ بِحُكْمِ صَالِحَةٍ كَثِيرًا مَا يَحْصُلُ لَهُ غَالِبِ الظَّنِّ اَنَّ الْحَدِيثَ
 وَلَا مُؤَلَّانَا يَصْغِيحُ الْعُلَمَاءُ اَنْتِجُ بَلَا اَيْ كِي سَبْهُتِ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ يَصْغِيحُ
 زَمَانِ مِمَّنْ عِلْمِ حَدِيثِ زَبَانِي زَبَانِي سَبْهُتِ جَابِئِهَا اَوْ كَتَبِ مُؤَدِّنِ نَتَمَّى اَوْ قَوَاعِدِ مَهْدِنِ تَبِ اَوْ كَتَبِ
 اَسْمَاءِ الرِّجَالِ كَامِلًا وَنَشَانِ نَهَا اَوْ اَبِ كَبْهُتِ اَسْمَاءِ كَبْهُتِ مَالَا بَدِئِ مَالَا بَدِئِ مَالَا بَدِئِ مَالَا بَدِئِ

میں عبد الرحمن بن اسماعیل ابو شامہ کے آویگا اور وجہ نافی یہ کہ اگر کوئی شخص اہل علم حب
 وسعت اپنی کے ایک حدیث کو تحقیق کر کے اور پہل کرے تو نہایت ہی ہو گا کہ وہ حدیث
 منسوخ ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص عمل کرنے میں ساتھ اور حدیث کے گنہگار نہ ہو گا اور وہ
 عمل اور سکيا اصل اور قابل اعادہ کے ہو گا جیسا کہ مروی ہے کہ بعد نسخ قبلہ ہیرا نے بیت المقدس
 کے بعض لوگ بدستور قدیم طرف بیت المقدس کے نماز پڑھتے رہے اور جب آنحضرت سے
 او کو خبر پہنچی تو متوجہ کی طرف ہوئے اور آنحضرت علیہ السلام نے ان کو بھی امر کیا کہ جو نماز طرف
 بیت المقدس کے باوجود منسوخ ہونے استقبال بیت المقدس کے پڑھ چکے تھے ان کو اعادہ
 کریں چنانچہ فاضل قدما رمی نے معتمد میں لکھا ہے اِنَّ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَاللَّامُ لَوْ كَانَتْ
 لَدُنَّ مَنْ صَلَّوْا اِلَیْهِ بَیْتُ الْمَقْدِسِ بَعْدَ الْغَوْبِ اِلَیْهِمْ اَنْ یُعَادُوا صَلَاتَهُمْ وَتَبَعَتْهُ تَوْعِیْرًا وَنَیْیًا
 جو کہ حدیث پر عمل کرنے سے بالکل منع کرتے ہیں جمیع وجوہ باطل ہو اور ثابت ہو کہ عالم
 باحدیث کو وقت جانتے ایک مسئلہ کے حدیث سے تقلید کسی مجتہد کی نہ چاہئے اس مسئلہ
 خاص میں باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سویم چار قسم ہے قسم اول واجب ہے اور وہ مطلقاً
 تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی لاعلمی التبعین جبکہ مولانا شاہ ولی اللہ نے عقیدہ
 میں لکھا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اس کے یہ علامت لکھی
 ہے کہ عمل مقلد کا ساتھ قول مجتہد کے اسطرچہ ہو جیسے شرط کی ہوئی ہے کہ اگر وہ قول مؤلف
 سنت کے ہو تو عمل کے جاؤز گا اور جبکہ معلوم ہو گا کہ مخالف ہے سنت کے تو اس کو چھوڑنا
 دونوں کا نسخہ فرماتے ہیں اَعْلَمُ اَنْ تَقْلِدَ جُمُھُورَ عَلَی وَجْھِیْنِ وَاجِبٌ وَحَرَامٌ قَاعِدُھُمَا
 اَنْ یَكُوْنَ مِنْ تَابِعِ الرَّوَاۃِ وَكُلَاۡلَاۃٍ نَقَضِیْلُہٗ اَنْ یُجَاھِلَ بِاَلِیْنَا بَرُ الْاِسْتِطَاعِ
 التَّبَعِ وَلَا اَلِیْسْتِیْبَاطُ كَانَ وَطِیْقَتُہٗ اَنْ یَاۡلَ فِقْہُ مَا حَكَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ
 وَكَذَا یَلِیٰ تَعٰیْنِ فَاِذَا اخْبَرْنَا بَعَثَ سَوَاحِیْكَ اَنْ یَاۡلَ فِقْہُ مَا حَكَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ
 مَقْبُوسٌ عَلَی النَّصْرِ فَاِذَا رَاجِعٌ اِلَی الرَّوَاۃِ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ وَكُلَاۡلَاۃٍ وَهَذَا قَاعِدُ
 اَلْاَمِّ عَلَی حَیْثُ قَدْ نَاۡبَعْدُ فَرَنْ اَمَادَہُ هَذَا التَّقْلِیْدُ اَنْ یَكُوْنَ عَلَیْہِ بِقُوَّةِ اَلْجُمُھُورِ اَلْمَشْرُوْطِ بِكُوْنِ
 مُوَافَقًا لِّلْاِسْتِیْبَاطِ اَلْمُتَخَصِّصِ مِنَ الشَّیْءِ بِقَدْرِ اَلْمَیْكَانِ مَعْنٰی طَرِیْقِیْنِ اِلَیْہِ اَلْوَلَّیْہُ اَلْوَلَّیْہُ

قسم ثانی مباح اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے بشرطیکہ مقلد اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھو بلکہ اس نظر سے تعین کرے کہ جبکہ امر اللہ تعالیٰ کا واسطے اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے تو جس ایک مجتہد کا اتباع کرینگا اسی کے اتباع سے عہدہ تکلیف کیسے فارغ ہو جائینگا اور سمیز سہولت بھی پائی جاتی ہے اور علامت اس تقلید کی یہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کی کسی مسئلہ پر عمل کر سکے تو اس سے انکار نہ کرے اور کسی شخص علی کرنے والی کو برا نہ جانے اور ملامت اور کمیز نہ کرے مثلاً جنفی الذہب کو مسلہ رفع یدین اگر معلوم ہو تو اس کے استعمال سے نفرت اور انکار نہ کرے بلکہ کہی کر بھی لے اور جنفی ہو کر کسی کریمو اسے پر طعن نہ کرے قسم ثالث حرام و بخت ہے اور وہ تقلید ہے بطور یقین کے برعکس وجوب کے برخلاف قسم ثانی کے قسم رابع شرک ہے اور وہ ایسی تقلید ہے کہ وقت لاعلمی کے مقلد نے ایک مجتہد کا اتباع کیا پھر اسکو حدیث صحیحہ غیر منوعہ غیر معارض مخالف مذہب سن مجتہد کے مثلاً معلوم ہوئی تو اب وہ مقلد بدستور ازون عذرات کے حصے سابقاً بنوبی جواب یا گلبا ہے یا تو حدیث کو قبول ہی نہیں کرتا اور یا اس میں بدو سبب کے تاویل و تحریف کر کے اور حدیث کو طرف قول امام کے لجامت ہے غرضکہ وہ مقلد مذہب اپنے امام کا نہیں چھوڑتا سون قسم نویں قسم اول اور ثانی تو محتاج جاہل کے نہیں کیونکہ ان دونوں کو فریقین تسلیم کرتے ہیں لاکن قسم ثالث اور رابع بیشک معرکہ آرا اور محاط انظار ہے سو دلائل قسم ثالث کی تو بحث میں تعلیق خاصی کی آویٹنے فائز نظر اور قسم رابع کو اس مقام پر مدلل کیا جاتا ہے تو واضح ہو جائے کہ شرک ہونے پر ایسی تقلید کے آیات قرآنی اور احادیث نبوی بہت سے دال ہیں اور بہت علمائے اہل آیات اور احادیث سے شرک ہونا ایسی تقلید کا ثابت کیا ہے پس نقل کر دینا تاویل ان علما کا جن میں وہ آیات اور احادیث موجود ہیں مستغنی ہے ذکر کرنی آیات کیسے عیسویہ تفسیر میں پوری میں ضمن اس آیت لا تخذوا آجنادہم و ذہباتہم از بابا ما من ذور اللہ کے مذکور ہے کہ یہ مراد نہیں کہ یہہ و انصار علی اپنے علما اور درویشوں کو خدا پیر الیہا بلکہ مراد یہ ہے کہ اطاعت انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کی نہ حکم خدا و رسول کے کی تھی عبارت تفسیر مذکور کی معنیہ کہیں جاتی ہے لا تخذوا فی معنی انما ذہب انما لہم از بابا بعد الاثبات علی انہ لکن المراد انہ جعلوہم اللہ فقال الذل لغيرہا المراد انہم اھا عوہم فی اوارہم و نواہیہم و نقل عن علی بن حاتم کان نصرانیاً فانتہی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَهُوَ يَفْرَهُ سُورَةَ بَرَاءَةٍ فَلَمَّا وَصَلَ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ إِبْنِ أَبِي نَضْرَةَ لَنَا سَنَاءٌ نَعْبُدُكُمْ فَقَالَ
أَلَيْسَ تَحَرَّمُوا مَا أَحَلَّ اللَّهُ وَتَحَلُّوْنَ مَا حَرَّمَ فَقُلْتُ بَلَى فَقَالَ لَيْتَكَ عِبَادَتُهُمْ قَالَ الرَّبِيعُ فَلَيْتَكَ لَكِي
الْعَالِيَةِ كَيْفَ كَانَتْ أَرْبُوعِيَّةُ نَبِيِّ نَحْنُ سَرَّاءُ بَلَى فَقَالَ لَنَا هُمْ وَنَحْنُ وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا يَحِلُّ لَكُمْ فَقَالَ
الْأَخْبَارُ وَالرُّهْبَانُ نَكُونُوا يَأْخُذُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ وَمَا كَانُوا يَقْبَلُونَ حُكْمَ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ الْعَلَاءُ لِمَا عَالَمَ
بَلِيزُمْ تَكْفِيرُ الْفَارِسِيِّ بِطَاعَةِ الشَّيْطَانِ خِلَافَ مَا عَلَيْهِمُ الْخَوَارِجُ لِأَنَّ الْفَارِسِيَّ إِذَا كَانَ يَقْبَلُ دُعَاةَ
الشَّيْطَانِ لِأَنَّهُ يَلْعَنُهُ وَيَتَخَفُّهُ بِحِلَالِ ذَلِكَ الْأَتْبَاعِ الْعَظِيمِينَ قَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ لَا زِيَادَةَ
فَدَسَّاهُذَاتُ جَمَاعَةٍ مِنْ مُقَلِّدَةِ الْفُقَهَاءِ قَرَأَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتٍ كَثِيرَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فِي مَسَاجِدَ
كَانَتْ تِلْكَ الْآيَاتُ مُخَالِفَةً لِمَذْهَبِهِمْ فِيهَا فَلَمْ يَقْبَلُوا ذَلِكَ الْآيَاتِ وَلَمْ يَتَقَبَّلُوا إِلَيْهَا وَكَانُوا
يَنْظُرُونَ إِلَيَّ كَأَنَّهُمْ يَعْجَبُونَ كَيْفَ يُمْكِنُ الْعَمَلُ بِظُوْهِرِ تِلْكَ الْآيَاتِ مَعَ أَنَّ الرُّوَاةَ عَنْ عَلِيٍّ
لَيْسَتْ بِالْأَفْوَاهِ وَكَانَتْ تَحْتَ الشَّامِلِ جَدَّتْ هَذَا الدَّاءُ سَرَّاءُ فِي عَرَفَاءِ الْأَكْثَرِينَ أَهْلِي مَا فِي الْقُبَيْرِ السَّارِ وَكَانَ فِي الْقُبَيْرِ
بِإِسْمِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ كَيْ تَقْرَأُ مِنْ صَافٍ وَاضِعٍ هُوَ أَكْثَرُ مُقَلِّدِينَ مُتَعَصِّبِينَ خَالَفَتْ قُرْآنَ وَحْدِثِ
كَهْ كَرْتِي رَسْمِ سَبَبِ غَلْبَةِ تَقْلِيدِ كَرْتِي وَنِظَامِهِمْ هُوَ أَوْ كَلَامِهِمْ سَهْ كَلَامِهِمْ سَهْ كَلَامِهِمْ سَهْ كَلَامِهِمْ
قُرْآنَ وَحْدِثِ كَهْ هُوَ ذَمُّومٌ أَوْ وَاجِبٌ أَوْ سَهْ أَوْ مُتَعَصِّبِينَ سَاتِ أَهْلُهُ سُورَةُ سَهْ
جَلِي اتِي هِنَ كَهْ بَاعْتِ تَحْصِبَ مَذْهَبِي كِي ظَاهِرُ قُرْآنَ وَحْدِثِ بِرِ عَمَلِ كَرْدَانِ سَوَارِ سَوَاتِي أَوْ سَوَارِ سَوَاتِي
صَدَقَ اتَّخَذَ وَالْجَدَائِدُ وَهَبْنَا هُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَهْ هِنَ أَوْ جَنَابِ مَوْلَانَا سَوَاتِي سَوَاتِي سَوَاتِي
كَهْ أَهْلِي كَهْ أَوْ سَبَبِ سَبَبِ لِيَا كَهْ سَكِي شَانِ سَهْ خَطَابِ عِيدِ سَهْ تَوَاسُفِ نَظَرِ سَهْ أَلِجْ كَرْتِي وَلِيلِ عَمَلِ
قَوْلِ أَوْ سَمَامِ كَهْ لِي تَوَهَّبِي أَوْ سَكِي تَقْلِيدِ كَهْ نَظَرِ سَهْ تَوَهَّبِ خَضْرَاءِ سَهْ اتَّخَذُوا
أَجَادَتُمْ وَكَلْبَانُكُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ مِينَ جَنَابِ عَهْدِ الْحَجْدِ مِينَ أَرْشَادِ وَفَرَمَاتِهِ مِينَ
مَنْ يَكُونُ عَامِيًا وَيَقْلُدُ رَجُلًا مِنَ الْفُقَهَاءِ بِعَيْنِهِ يَرَى أَنَّهُ يَمْتَنِعُ مِنْ مِثْلِهِ الظُّكْرَانِ
مَا قَالَ هُوَ الصَّوَابُ لَيْسَتْ وَتَحَرَّمُ فِي قَلْبِهِ أَنْ لَا يَتْرَكَ تَقْلِيدَهُ وَإِنْ ظَهَرَ لَكَ لَيْسَ عَلَى
خِلَافِهِ وَذَلِكَ مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ يَزِيدَ بْنِ هَاشِمٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
يَقْرَأُ اتَّخَذُوا أَجْبَادَهُمْ وَرَهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ لَانْتَهَمُوا لَمْ
يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلَّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحْلَوْا

امامہ فقہ شافعیین الشریعہ کا بدل علی حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انه سئل
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ اُحْبَذُوا احْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَدْبَابُ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَالَ
 انکم ظلمتمہما احلوا وحرمتہما احرموا وانیس المراد بالتقلید والتقليد في العقائد علی ما سبق لفظ حلقہ
 ہتم فان التعلیل والحریم انما یستعملان فی الافعال وانما یسکراد بہ بالتقلید وطلقا والا لزم کیف
 کل عام بالاحزاب وانما یسکراد بہ التصویف کا دہا فی عقائدہ قول التہام والاکہم یکنون انما یسکراد بہ
 بالمراد ہوتا وکیل الکلام الشریعتی الی قول منہم فقل من ہذا ان اتباع شخص معین بحیث یشک
 بقولہ ان ثبت علی خلافہ ذلک من السنن والکتاب والی قولہ شوبہ من التصویف وخط
 من الشریعہ والعجب من القوم لا یخافون من مثل ہذا الا اتباعہ لا یخفون نازکہ فما حق ہذا الا فی
 کلام کیف احاط ما شرکتم وہکذا خون انکم اشرکتکم باللہ ما یزولہ علیکم سلطانا فانی للفرقین
 حق الا من ان کفرہ تعلمین قد بدوا نصف ولا تکن من المشرکین وغیرہ باللہ ان یتوکلن للمعین
 اتبعہ او جناب فاضل الدین ہیسی تقلید کو شرک کہا ہے اور اثبات حکایتہ تکیہ
 اهل الکتاب تعالوا الی کل منہ سوا یتینا ویتینکم لا نعبد الا اللہ ولا نشکرہ شیئا ولا یخیرنا
 جذا دبا بان بنی اللہ سے اور آیتہ اُحْبَذُوا احْبَارَهُمْ الایہ سے و حدیث عدی بن حاتم سے
 کیا ہے چنانچہ تفسیر مطہری میں تحت آیتہ قل یا اهل الکتاب الہم کے بعد نقل کرنی حدیث عدی بن
 حاتم کے فرماتے میں ومن ہما یظہر انہ اذا حکم عند حدیث مرفوع من النبی صلی اللہ علیہ و
 سلم سألما عن المعارضتہم یظہر انہما سئلوا وكان فتویٰ یحقیقہ حدیثہم خلا نہ وقد ذہب
 علی وقوع الحدیث احد من الائمة الاربعہ بحسب علیہ اتباع الحدیث الثالثہ کہ منہم یقولون
 من ذلک لیس لیلہ یلزمہ اتخاذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ انتہی
 اسلئے یہاں بعد نے ہیسی ہی تقلید سے منع کیا ہے اور ان کے اتباع نے اور صوفیہ اور محدثین نے
 اس تقلید کو مگر ہی اور باعث غضب الہی قرار دیا ہے امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جب
 کوئی آیت قرآنی یا کوئی حدیث یا قول کسی صحابہ کا میرے قول کے مخالف معلوم ہو تو میرے
 قول کو چھوڑ دو جیسے میری تقلید کرتے ہیں انہما نے زہد و عیسوی نے روضۃ العلماء میں بروایت
 صاحب ہدایہ کے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے اَنَّهُ یَعْنِي بِأُحْبِيفَةٍ سُئِلَ إِذَا قُلْتَ قَوْلًا

یہاں تفسیر مطہری کے الفاظ میں
 کہ ان کے قول میں
 کہ ان کے قول میں
 کہ ان کے قول میں

مَنْ تَرَكَ الشُّنَّةَ وَمَا عَلِيَ بِالْحَدِيثِ اسْتَغْنَاءً عَنْهَا بَلْ لَكِبْتَ فَيَكْفِ بِحُجِّ الرَّأْيِ عَلَى الْحَدِيثِ
 وَإِذَا سَمِعَ حَدِيثًا مِنَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ قَالَ لَا عَلَى أَنْ يَمْلَأَ يَدَيْهِ مَذْهَبًا اسْتَعْمَلَهُ
 شيخ الصوفية محي الدين ابن العربي فرماتے ہیں کہ جسے حدیث کے مقابل میں قول کسی امام مجتہد کا یا
 کسی پر مشہور کا پکڑ کر کہا اور حدیث کو ترک کیا تو وہ شخص گمراہ ہو گیا اور نکل گیا اسد کے ویسے چنانچہ
 فتوحات مکیہ میں ارشاد کرتے ہیں اِذَا سَمِعَ الْحَدِيثَ وَعَادَ صَاحِبَ قَوْلٍ أَوْ إِمَامًا فَلَا يَسِيرُ
 إِلَى الْعَدْوِ وَلَوْ أَنَّ الْحَدِيثَ وَيَتْرُكُ قَوْلَ ذَلِكَ الْأَمَامِ وَالصَّاحِبِ لِلْخَيْرِ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ يَجُوزُ
 وَلَكِنْ أَيْدِ الْأَوْجَرِ يَقُولُ صَاحِبُ الْأَمَامِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ضَلَّ مَلَكُهُ عَنْ رُبِّهِ اللَّهُمَّ سُبِّحْ
 سبحانی قطب ربانی محی الدین عبدالقادر جیلانی نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ فکر کرو کتاب اسد و حدیث
 سے الگ ہیں اور قریب مت کھاؤ کسی قول ضعیف یا قوی سے یعنی حدیث کے مقابل اور مخالف کیا قول است
 مانو و اگر کسی شافعی سے مروی ہے کہ کبھی اویس نے اسے حدیث کے مقابل کیا تو ان میں کراؤ فرماتے کہ کبھی
 بلاکت یہ حدیث ہے رسول اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ خطیب بغدادی نے سند صحیح سے نقل کیا ہے اِنَّ
 الدَّايِكُ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ كَانَ يَسْتَسْتَبِدُّ بِمَا يَقْتَضِي بَعْضَ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَالْبُيْهَقِيُّ فَقَالَ
 لَهُ هَذَا لَيْسَ بِقَوْلِهِمَا فَيَقُولُ وَيَلْكُكُمْ حَدِيثُ فَلَانَ عَنْ فَلَانٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا
 انتہی عقد المجید و قاضی شمس الدین ابن بطغان نے یوں نقل کیا ہے وَكَانَ أَيُّ الدَّايِكِ إِذَا أَجَاءَتْهُ
 مَسْئَلَةٌ تَفَكَّرَ طَوِيلًا ثُمَّ يَقْتَضِي فِيهَا وَدَبَّ مَا أَفْتَى عَلَى خِلَافِ مَذْهَبِ الْأَمَامِ مِنَ الشَّافِعِيِّ وَالْبُيْهَقِيُّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَيَقَالَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَيَقُولُ وَيَلْكُكُمْ حَدِيثُ فَلَانَ عَنْ فَلَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بلکہ اگر کہتے ہیں امام مجتہد بعض شیخ عزالدین ابن عبدالسلام کھارے تھے کہ بڑا تعجب ہے کہ فقہا مقلدین امام ابن
 کی ضعیف بات پر واقف ہو کر ہر ایسے جم جاتے ہیں کہ اگر دوسرے امام کا قول موافق کتاب اسد و حدیث کے
 اونکے آگے پیش کیا جائے تو ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ کتاب اسد و حدیث کے دفع کرنے کے بعد یہ کہتے ہیں
 کرتے ہیں اور تاویلین اعلیٰ پیش لاتے ہیں جیسا کہ کلام اونکا مولا نا شاہ ولی اللہ عقد المجید میں نقل کرتے
 ہیں قَالَ يُسَمَّى ابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ وَمِنْ أَعْجَابِ الْعَجَائِبِ أَنَّ الْأَفْقَهَاءَ الْمُقْلِدِينَ يَقِفُ لِحَدِيثِهِمْ
 عَلَى ضَعْفٍ أَوْ مَا بِهِ بَحْثٌ لَا يَجِدُ لِيُضْعِفَ مَذْهَبًا وَنَعَادُوا مَعَ ذَلِكَ يُقْلِدُونَهُ فَيَتْرُكُ
 مَنْ شَهِدَ لَهُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَيَتَأَقَّلَمُ بِالْأَثَرِ وَيَتَأَيَّدُ بِالْبَلَاغِ سُبِّحْ مَا نَفَقَ وَفَقَدَ حَدِيثَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

بن اسمعیل ابو شامہ اور ان فقہاء مقلدین کی طرف سے جو احادیث سے متنفی ہو کر خیالات پر نہیں اور
 تنقیہ کی کفایت ہی تھی اور حدیث کو بہت مشکل جان کر وہی عذرات جو سابق میں نقل کر کے اون سے جو
 دیا گیا ہے پیش کرتی تھی افسوس اور تحریر کیا کرتے اور ان کی جان پر وادیا کرتے چنانچہ کتاب اُمول
 میں فرماتے ہیں وَقَدْ حَرَّمَ الْفُقَهَاءُ فِي زَمَانِنَا النَّظَرَ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ وَالْأَنَادُ
 الْبَحْثَ عَنْ فِقْهِهَا وَمَعَانِيهَا وَمُطَالَعَةَ الْكُتُبِ النَّفْسِيَّةِ الْمُصَنَّفَةِ فِي شُرُوحِهَا وَعَمَلِهَا
 بَلْ أَفْنَوْا زَمَانَهُمْ وَعُمُرَهُمْ فِي النَّظَرِ فِي أَقْوَالٍ مَنْ سَبَقَهُمْ مِنْ مُتَاخِرِيهِ
 الْفُقَهَاءِ وَتَرَكُوا النَّظَرَ فِي نُصُوصِ نَبِيِّهِمُ الْمُعْصُومِ مِنَ الْخَطَا صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَادِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ شَهِدُوا الْوَحْيَ وَعَايَنُوا الْمُصْطَفَى صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِمْ
 نَفَائِسُ الشَّرْعِيَّةِ فَلَا حَرَمَ حَرَمٌ هُوَ لَا رَيْبَ لَهُ فِيهِ وَلَا اجْتِهَادٌ وَبَقُوا مَقْلِدِينَ عَلَى الْأَبَاءِ وَقَدْ كَانُوا
 الْعُلَمَاءَ فِي الْقَدْرِ وَالْأَقْلَ مَعْدُودِينَ فِي تَرْكِ مَا لَمْ يَقِفُوا عَلَيْهِ مِنَ الْحَدِيثِ لَكُنْ لَكُمُ
 لَمْ تَكُنْ خَيْرًا فِيمَا بَيْنَهُمْ مَدُونَةً أَعْمَاكَتْ تَلَقَّى مِنْ أَقْوَاهُ الْعُلَمَاءُ وَهُمْ يَتَفَرَّدُونَ فِي الْمَذَاهِبِ
 وَقَدْ رَأَى ذَلِكَ الْعَدُوُّ لِلَّهِ الْحَمْدُ جَمْعَ الْأَحَادِيثِ الْمُجْتَمِعِ بِهَا فِي كُتُبٍ يَبْهَوْنَ بِهَا وَتُسَمَّى بِهَا وَسَهْلًا لَمْ
 إِلَيْهَا وَيَبْهَوْنَ أضعف كثير منها وصحته وتكلموا في عدالت الرجال وجرم المجرم منهم وفي علل الأحاديث
 ولم يدعوا للمستعمل ما يتعلل به وفسر القرآن وتكلموا في غيرهما وفقها وكل ما يتعلق بها
 مُصَنَّفَاتٌ عَلَى يَدِ بَنِيهِ جَلِيلَةٍ وَالْأَكْثَرُ مَتَمِيمَةٌ لِذِي حَلَبٍ صَادِقٍ وَذَكَاءٍ وَطَائِفَةٍ وَكَذَا اللَّغَةُ
 وَمَسَاعِدُ الْعَرَبِيِّ كُلُّ ذَلِكَ فَقَدْ حَرَدَهُ أَهْلُهُ وَحَقَّقُوهُ فَالتَّوَصَّلُوا إِلَى اجْتِهَادٍ بَعْدَ الْجَمْعِ وَالنَّظَرِ
 فِي الْكُتُبِ الْمُعْتَمَلَةِ إِذَا دُرِقَ الْإِنْسَانُ الْحِفْظُ وَالْفَهْمُ وَمَعْرِفَةُ اللِّسَانِ أَسْهَلُ مِنْهُ بَلْ ذَكَرَ
 أَنَّهُ عَلَى النَّبِيِّ إِيَّكَ فَعِيَ كَوْنَهُ تَعْلَمُ كَيْفَ يَنْتَظِرُ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ بَعْضِ الْحَدِيثِ كَيْفَ يَنْتَظِرُ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ بَعْضِ
 عَمَلٍ كَيْفَ يَنْتَظِرُ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ بَعْضِ عَمَلٍ كَيْفَ يَنْتَظِرُ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ بَعْضِ عَمَلٍ كَيْفَ يَنْتَظِرُ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ بَعْضِ عَمَلٍ
 اقوال مخالف ہوں احادیث کے تو ہمارے قول کو کہو جو وہ تو اگر حکم امام ہی کی تقلید منظور ہے تو
 اس قول کو کیوں نہیں ماننا اور دلیل یعنی اس حدیث پر متفقین سے عمل کیوں نہیں کرتا جیسا کہ امام
 کے قول پر اس حال سے کہ امام کو کوئی دلیل معلوم ہوگی مجھ کو اور سپر اطلاع نہیں عمل کرتا ہے چنانچہ
 شیخ شمرانی مشارق الانوار القدسیہ میں فرماتے ہیں وَسَمِعْتُ سَيِّدِي عَلِيَّ بْنَ ابْنِ أَبِي

عَنْ يَقُولُ لِقَظِيرِ يَاكَ يَا وَلَدِي وَأَنْ تَعْمَلَ بِرَأْيِ رَأَيْتَهُ مُخَالَفًا لِمَا صَحَّ فِي الْأَحَادِيثِ
وَيَقُولُ هَذَا مَذْهَبٌ، إِمَامِي فَإِنَّ الْأُمَّةَ كُلَّهَا تَبَرُّوا مِنْ أَقْوَامِهِمْ إِذَا خَالَفَتْ صَحِيحَ
النُّسْخَةِ وَأَنْتَ مُقْلِدٌ لِأَحَدِهِمْ بِإِلَاسِكَ فَمَا لَكَ لَا تَقْلُدُ هُمْ فِي هَذَا الْقَوْلِ وَتَعْمَلُ بِالذَّلِيلِ كَمَا
أَفْعَلَ يَقُولُ إِمَامِيكَ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ لَكَ ذَلِيلٌ لَمْ تَطَّلِعْ أَنْتَ عَلَيْهِ إِنَّهُ
سَيَبْ عَلَامَهُ أَكْثَرُ صَاحِبِ عَنَانِهِ مَا ظَلَا إِمَامٌ عَلَانِي سَيَبْ فَمَا تَمِينُ كَيْسِي مَقْلُودٌ دُوسَرِ سَيَبْ
مُوافِقِ حَدِيثِ كَيْسِي مَعْلُومٌ هُوَ أَوَّلُ مَذْهَبِ مُخَالَفِ حَدِيثِ كَيْسِي تَوَاسُطِ مَقْلُودِ كَيْسِي كَيْسِي سَيَبْ
سَيَبْ اِتِّهَالِ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ
مِينُ وَذَكَرَ الْأَمَامُ الْعَلَانِي أَنَّهُ يَرْجِعُ الْقَوْلَ بِالْإِتِّهَالِ فِي صُورَتَيْنِ أَحَدُهُمَا إِذَا كَانَ
مَذْهَبٌ غَيْرُ إِمَامِي يَتَقَضَى تَشْدِيدًا عَلَيْهِ وَأَحَدُهُمَا بِالْإِحْتِيَاظِ وَالثَّانِيَةُ إِذَا آتَى بِخِلَافِ
مَذْهَبِ إِمَامِهِ دَلِيلًا مِنْ حَدِيثٍ صَحِيحٍ فَلَمْ يَجِدْ فِي مَذْهَبِ إِمَامِهِ جَوَابًا قَوِيًّا
وَلَا مُعَادِرًا رَاجِحًا عَلَيْهِ إِذَا دَلَّ جَوَابُ الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ مُحَافَظَةً عَلَى مَذْهَبِ إِمَامِهِ فَلَمْ
يُجِبْ عَلَيْهِ إِلَّا بِالْقُدْرَةِ الْخَفِيَّةِ وَتَشْدِيدًا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ الْخَفِيَّةُ سَيَبْ نَقْلُ كَيْسِي فَاضِلٌ قَدْ بَارَى سَيَبْ
كَيْسِي سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ سَيَبْ
بَيْنَ الصُّورَتَيْنِ بِأَنْ لَا يُتَّقَالَ فِي الْأَوَّلَى إِحْتِيَاظٌ فِي الثَّانِيَةِ رَاجِحٌ كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ كَلَامِ الْعَلَانِي
أَيْسِي أَسْوَدُ الْمُحَقِّقِينَ بَدَا الْمُحَدِّثِينَ حَاضِرُ الْوَجْهِ ابْنُ خَرَمٍ نَسَبِي سَيَبْ كَيْسِي كَيْسِي كَيْسِي كَيْسِي
أَوْ حَرَمَتِ اسْكِي دَالِيسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ كَيْسِي سَيَبْ
وَلَا يَجْعَلُ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ قَوْلَ أَحَدٍ غَيْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُرْهَانِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى أُنَبِّئُكُمْ
مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ مِنْ ذِكْرٍ وَلَا يُنَبِّئُكُمْ مِنْ ذُرِّيَةِ أَوْلِيَائِهِمْ وَقَوْلُهُ تَعَالَى فَلَا أُقْبِلُ لَهُمْ أَتَعْبُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ قَالُوا
بَلْ نُبْنِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِمْ إِبَاءً مَا وَقَالَ تَعَالَى مَا دَحَاكُمْ يَقْلُدُ بَنِي عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمْعُونَ الْقَوْلَ فَيَسْتَمِعُونَ
أَحْسَنَ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ دُورَ أُولَئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَبَابِ وَقَالَ تَعَالَى فَإِنْ تَنَادَعْتُمْ فِي شَيْءٍ
فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْكَمْ بِاللَّهِ تَعَالَى الْوَدْعُنَا التَّنَادُعُ
إِلَى أَحَدٍ دُونَ الْقَرَّانِ وَالنُّسْخَةِ وَقَدْ صَحَّ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ أَوَّلَهُمْ وَآخِرُهُمْ وَاجْتِمَاعُ التَّابِعِينَ أَوَّلَهُمْ
عَنْ آخِرِهِمْ وَاجْتِمَاعُ تَابِعِي التَّابِعِينَ أَوَّلَهُمْ عَنْ آخِرِهِمْ عَلَى الْأَمْتِنَاعِ وَالنَّبْعِ مِنْ أَنْ يَقْصِدَ أَحَدُهُمْ قَوْلَ

اِنْسَانٍ مِنْهُمْ اَوْ مِنْ قَبْلَهُمْ نِيَاخُذُ كُلَّهُ فَلْيَعْلَمَنَّ اَخَذَ جَمِيعَ اقْوَالِ ابِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ
 اَوْ جَمِيعَ اقْوَالِ مَالِكٍ رَحِمَهُ اَوْ جَمِيعَ اقْوَالِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اَوْ جَمِيعَ اقْوَالِ أَحْمَدَ رَحِمَهُ
 وَلَا يَتْرُكُ شَيْئًا مِنْ أَقْوَالِ مَنْ اتَّبَعَ مِنْهُمْ إِلَى قَوْلٍ غَيْرِهِ وَلَمْ يَعْتَدِ عَلَى مَا جَاءَ
 فِي الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ غَيْرَ صَادِقٍ لِذَلِكَ إِلَى قَوْلِ اِنْسَانٍ بَعْثَنِي اَنَّهُ قَدْ خَالَفَ
 اِجْمَاعَ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا عَنْ آخِرِهَا يَبْقِيَانِ لَا اِشْكَالَ فِيهِ وَانَّهُ لَا يَجِدُ لِنَفْسِهِ سَلَفًا وَلَا اِمَامًا
 فِي جَمِيعِ الْأَعْصَادِ الْمَحْمُودَةِ الثَّلَاثَةِ وَقَدْ اشْتَبَعَ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ تَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْمَلَزَمَةِ
 اورو جو معمول ہونے اس کلام کی تقلید بمعوض منصوص پر ظاہر ہے اس لیے کہ مطلق تقلید کو جو کو وقت
 لا علمی کے کجاوے اور او سبب من مخالفت احادیث کی نہ ہو کوئی ممنوع ٹانگ نہیں کہتا اسیدو اسطے جناب
 حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اس کلام کو ابن عزم کے نقل کر کر فرماتے ہیں کہ یہ کلام ابن عزم
 کا اوس شخص کے حقیق ہے جو قرآن اور حدیث کے استنباط سے پہلے اور ایک سلیب ہی حدیث سے
 استنباط کرے اور نہ کسی اہل حق کو کرنے دے یا اوس کے حق میں ہے جسکو کوئی حدیث مخالف نہ
 دے سکے لہذا وہ اور وہ منسوخ ہی نہیں ہو وہ شخص امام کے استیع کو نہیں چھوڑتا اور حدیث کو
 برگر نہ نہیں قبول کرتا تو یہ خصلت ہے منافقوں کی اور احمقوں کی چنانچہ محمد مجید میں بعد نقل کرنے کلام
 ابن عزم کے فرماتے ہیں اِنَّمَا نَبَيْتُمْ بَعْنِي كَلَامَ ابْنِ حَزْمٍ فِيمَنْ يَضْرِبُ مِنَ الْجَهَادِ وَلَوْ فِي مَسْئَلَةٍ
 وَفِيمَنْ ظَهَرَ عَلَيْهِ ظُهُورًا بَيِّنًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ هَكَذَا اَوْ نَهَى عَنْ كَذَا وَانَّهُ لَيْسَ بِمُسْتَوْجِبٍ
 اِمَامِيَّانِ يَتَّبِعُ احَادِيثَ وَاَقْوَالَ الْمُخَالِفِ وَالْمُتَأَنِّفِ فِي الْمَسْئَلَةِ فَلَا يَجِدُ بَهَا اسْتِخْا اَوْ اَبَانَ بَرِي
 جًا غَيْرَ مَنْ الْمُتَعَرِّفِينَ فِي الْعِلْمِ بَيْنَ هَبُونَ اِلَيْهِ وَيَرَى الْمُخَالِفَ لَهُ لَا يَتَّبِعُ اِلَّا بِقِيَاسٍ وَاسْتِنَابَةٍ
 اَوْ تَحُودَ لِكَ فَيُجَنِّدُ لَا سَبَبَ لِمَا لَفَتْ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا نِفَاقًا جَلِيًّا وَحَقُّ
 حَقِّ هَذَا هُوَ الَّذِي اَشَادَ اِلَيْهِ الشَّيْخُ عَزَّ الدِّينَ بَنُ عَبْدِ السَّلَامِ حَيْثُ قَالَ وَمِنْ عَجَبِ الْعَجَابِ
 اَنَّ الْفُقَهَاءَ الْمُقْلِدِينَ يَقِفُ احَدُهُمْ عَلَى ضَعْفِ اِمَامٍ حَيْثُ لَا يَجِدُ لِمَا يَضَعُفُهُمْ دَعَا هُوَ
 ذَلِكَ يَقْلِدُهُ فَيَزِيدُ وَيَتْرُكُ مَنْ شَهِدَ لَهُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْأَقْيَسَةُ الْفَصِيحَةُ لِمَا هَبَهُمْ جُودًا
 عَلَى تَقْلِيدِ اِمَامٍ بَلِيغٍ لَدُنْ ظَاهِرِ الْكُتُبِ وَالسُّنَنِ دِيْنًا وَلَمْ يَلْبِثْ اِلَّا بِدَلَالِ الْبَعِيدَةِ الْبَالِغَةِ اِنْتَهَى
 اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایک جگہ یہ فرماتے ہیں کہ انہما کی تقریبات کو کتاب بہر

اور حدیث رسول اللہ پر عرض کر کے موافق قرآن اور حدیث کے دیکھو اور سکا قبول کر دو جو مخالف
قرآن اور حدیث کے ہو وہ متاعِ بد اور کہوٹی ہے اور سکا وہ نہیں کی ریش پر دی مار و اور ایسے
فقہا متفقہ و جنہوں نے تقلید کو دست آورنا کر قرآن و حدیث میں غور اور متبع کو ترک کر رکھا ہے
التفات مت کرو اور اوتنے دور رہنے میں خدا کی قربت سمجھو چنانچہ رسالہ وصیتہ اور نصیحتہ میں فرمایا
میں دو ایسا فقریات فقہیہ برابر کتاب و سنت عرض کر دینا موافق باشد درخیز قبول آوروں والا کا
دربیش خاوند و اون امت را ہیچو از عرض محدث بر کتاب سنت استقامت حاصل نیست و سخن متفقہ فقہا
را کہ تقلید عالمی را دست آور سازتہ قیاس کتاب سنت را ترک کردہ نشیندن و بدیشان التفات نہ کروں و قربت
خدا جستن دوری یہاں انتہی اور عقد الحید میں فرماتے ہیں جو کوئی کسی امام کی تقلید کو اپنی ذمہ پر
لازم سمجھ کر التزام کر لے اور اس امام کو ایسا سمجھ کہ وہ خطا سے پاک ہے اور اسی جہت سے کوئی حد
بیع مخالف قول اپنے امام کے دیکھ کر حدیث کو قبول نہ کرے تو یہ عقیدہ اس کا فاسد اور صحیح قول اس کا گہونا ہو
کوئی اور سکا گواہ نہیں نہ عقل سے اور نہ نقل سے اور ایسے ہی شخص کے

حقین یہ است و ارسا وجدنا ابناء علی امۃ و انا علی اناہم

مقتدون اور پہلے و منوں میں جو فساد و موافق سے تو اسی عقیدہ سے موافق چنانچہ عقد الحید میں
فرماتے ہیں و الذی یالی ان یظن بفقیہ انہ بلغ الغایۃ القصوی فلا یکن ان یخطی لہم بالغایۃ حدیث
صحیح صریح مخالف مقابلہ کرتا کہ اولیٰ انہ لما قلده کلفہ اللہ بمقابلہ و کان سقیفہ الحیجر علیہ
ان بلغ حدیث و استیقن بصیرتہ ان یقبلہ لکن ذمہ مشغولہ بالتقلید فہذا اعتقاد فاسد و قول
کاسد لیس کہ شاہد من الثقل و العقل و ما کان احدا من القرین السابقہ یفعل ذلک
و قد کذب فی ظنہ من لیس بمحصوم من الخطا معصوما حقیقۃ و معصوما فی حق العمل
یقبلہ و فی کتبہ ان اللہ تعالیٰ کلفہ بقرائہ و ان ذمہ مشغولہ بتقلید و فی منہ نزل قولہ تعالیٰ و انما
انارہم مقتدون و کھل کان الملل السابقہ لکن ہذا الوجه الیہی توبہ و توبہ و الیہی تقلید کتنی بڑی اکابر نے شرک کیا ہے
اور کتنوں نے اسکی مذمت کی ہی پس اگر جناب مولف ایسے تقلید کے شرک کہنے والا ہو گا جاہل جانتے ہیں تو پھر عالم کون ہو

نہیں کہ جناب لف اس پر دلیل کیا کہتے ہیں تو مجرد قول جہین اتنے اکابر پر جہل کا دعویٰ کیا ہے کس طرح
سنا جاوے اور جو کہ مولف نے اس دعویٰ پر آیات اور حدیث اور بزرگ خود اجماع کو نقل کیا اور اسے

مطلق تعلیق وقت لاعلمی کے ثابت ہوتی ہے نہ یہ تعلیق جبکہ نثرل ہر ماہ لالہ طبعیہ سے ثابت کیا گیا ہے
 فَاَنَّمْ قَالَ اور دوسری بات اسل جماع مذکور سے یہ بھی نکلی کہ باطل ہے یہ قول ناوانو نکا بھی کہ کہتے ہیں
 امد تعالیٰ نے نہیں حکم کیا بلکہ ابو حنیفہ کے اتباع کرنیکا اور نہ کسیا بلکہ ارشاد کیا ہے بلکہ رسول امد صلی
 امد علیہ وسلم کے اتباع کرنیکا اقول قائل اس قول کے ایک توجہ اب شاہ ولی امد صاحب بن
 جیسا کہ سالہ قول اسید میں فرماتے ہیں اَعْلَمَ اَنْتُمْ يَكْلِفُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَحَدًا مِنْ عِبَادِهِ بِاَنْ يَكُوْنَ
 حَنِيفًا اَوْ مَالِكِيًّا اَوْ حَنْبَلِيًّا بَلْ اَوْجَبَ عَلَيْهِمْ اَلْاِيْمَانَ بِمَا بَعَثَ بِهِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّي
 عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْدَايْکَ ملا علی قادی ہین چنانچہ شرح عین العلم میں فرماتی ہیں وَمِنْ اَلْاَقْوَالِ
 اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى مَا كَلَّفَ اَحَدًا اَنْ يَكُوْنَ حَنِيفًا اَوْ مَالِكِيًّا اَوْ شَاَفِيًّا اَوْ حَنْبَلِيًّا بَلْ كَلَّمَهُمْ
 اَنْ يَعْمَلُوْا بِالسُّنَنِ اِنْ كَانُوْا عُلَمَاءَ اَوْ يَقْلِدُوْا عُلَمَاءَ اِنْ كَانُوْا اَصْحَابُ سُنَنِ اَوْ اَصْحَابُ مَذَاهِبٍ
 اور علامہ سید باو شاہ نے اور شیخ ابن الحاجب نے اور قاضی عضد الدین نے اور صاحب مسلم محب امد
 اباماری نے اور مولانا بحر العلوم عبد العلّیٰ لکھنوی نے اور صاحب مفتاح فاضل قدمازی نے اور بہت سے
 علماء و خلف اور سلف نے بھی لکھا ہے کہ امد تعالیٰ نے کسی کو حکم نہیں کیا کہ ایک ہی امام کے ائمہ ہند
 میں سے تعلیق کرے جیسا کہ بحث تعلیق شخصی میں مغرب سے کلاموں کو نقل کیا جاوے گا تو غرض سبکی ہی
 ہے کہ امد تعالیٰ نے کسی کو تخصیص نہیں کر دی بلکہ عمومہ اہل ذکر چھکا اتباع ناواقف پر واجب کیا ہے اور
 یہ بھی اہل حق و حقیقت کا بیہی ہے اور اراکہ متقا کا اور سے بحث تعلیق شخصی میں کیا جائیگا یہ معلوم نہیں
 کہ جناب لکھنوی سے ان سب حضرات کو ناوان کہتے ہیں قال اور نام رکھتے ہیں اپنا فرقہ محمدیہ
 جیسا کہ نام رکھتے ہیں معتز کا اپنا اہل قریح اقول یہ ایک درجہ شیعہ مولوی سہیل صاحب پراسیہ کے اہل ہند
 نے ایضاح الحق میں ہدایت کی ہے کہ اپنا شعار محمدیہ خالصہ مقرر کر لینا چاہیے چنانچہ مغرب کلام تمام نام
 نقل کیا جاوے گا تو انوس سے کہ مولوی سہیل لکھنوی کی سبکی سے امد تعالیٰ نے ایک عالم کو راہ رہت پر کر دیا معتزلی
 ہوں اور جناب لکھنوی سے فَاَلِی اللّٰهِ الْمُشْتَرِکِ توجہ اب اسکا لایق جناب لکھنوی کے تویم بھی تھا کہ اذ نکا بھی کوئی
 ایسا ہی لعب معین کر کر اذ نکا ثابت کرتے لاکن بہت و شتم کر خاموش ہند و صبر کرنا طریق اہل امد کا ہے
 دَرَقْنَا اللّٰهَ اَتَرَفَهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُو الْعِزْمِ وَفَاک تَعَالٰى فَاصْبِرْ

عَلَى مَا يَقُولُونَ وَ أَجْمَعُهُمْ أَجْمَعًا قَالَ دُرَيْسُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ اسْتِجْلَاعُ سَبْعَةِ مِثْقَالٍ مِنْ نَارٍ
 تَقْلِيدُ بَطْنِ تَيْمَنٍ يَفْعَلُ مَذْهَبَ مَعِينٍ كِيَا بَاطِلُ مَوْحِي تَقْلِيدُ بَطْنِ قَدَمٍ تَعِينُ كِيَا نِشْرُوتِ تَقْلِيدُ كَابِطِ قَوْ
 تَعِينُ كِيَا سَبْعُ سَبْعٍ كِيَا سَبْعُ سَبْعٍ كِيَا سَبْعُ سَبْعٍ كِيَا سَبْعُ سَبْعٍ كِيَا سَبْعُ سَبْعٍ كِيَا سَبْعُ سَبْعٍ
 اوس عمل کے کہ مخالف ہو آئمہ اربعہ کے تو ثابت ہوئی اور نہ دو نوا جا عوں سے تقلید مذہب معین اس لئے کہ یہ
 ایک فرد ہے اور اوادون دو نوا جا عوں کے سے اقول یہ ایک اور چوٹ ہے مولوی اسماعیل پر کیونکہ
 اوہوں نے اس تقلید کو بدعت اور شرعہ فرض کل کہا ہے چنانچہ عنقریب کلام اوں کا دیکھا اور حق بھی یہی ہے کہ
 وجوب پر تقلید مذہب معین کی کوئی دلیل شرعی کتاب الہیہ یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے نہیں اور نہ کوئی
 نقل کسی مجتہد یا فقیہ مقدم معتد علیہ سے اور ظاہر ہے کہ جناب مؤلف نے بھی کوئی دلیل شرعی نہیں لکھی مگر
 ایسی کہ جبکہ جابر مذہب کی تخصیص ثابت ہوئی تو ایک مذہب کی بھی ثابت ہو گئی تو یہ دلیل ایسی ہے کہ قابل
 انتقادات اور جواب کے نہیں کیونکہ یہ تو ایسی بات ہوئی کہ جبکہ جابر جفت ہوئے تو ایک بھی جفت ہو گیا اور یہ ظاہر
 اس ملازم کا ظاہر ہے ہر عاقل پر اور قطع نظر اس سلطان چمکی سے بنا اس کی تخصیص مذہب اربعہ کے ہے اور اس کا
 بوجہ احسن معلوم ہو چکا ہے تو دعویٰ وجوب تقلید مجتہد معین کا بی دلیل ہوا اس لئے اوس دعویٰ کو ہم نہیں مانتے
 بلکہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ واجب تھا کہ ایک مجتہد کی تقلید کرنی بدعت ہے اور حرام اور حرمت اس کی ثابت
 ہے کتاب اللہ سے اور حدیث سے اور اجماع سے اور اوس قیاس سے جس کا چہرہ لالا اللہ النص کر تفسیر کرتے
 ہیں اور امام ملازمی قیاس نام رکھتے ہیں اور تمام اکابر سلف اور خلف کی تصریحات سے بھی معلوم ہوتا ہے
 کہ عدم التزام مذہب معین جال ہے قرون نمشہ کی تو بنظر اسی عامل قرون نمشہ کی ہماری آئینہ نمشہ نے فرمایا ہے
 کہ عدم التزام مذہب معین مفکر کو درست ہے پس پہلے قائل سلف نقل کیے جاتے ہیں بعد اسکے دلائل کتاب
 اور حدیث اور اجماع اور قیاس بیان کیے جائینگے اس لئے کہ ان دونوں نقل روایت سے لوگ بحث مٹھتے
 ہوتے ہیں لہذا جناب حضرت امام ابو حنیفہ اور صاحبین سے مروی ہے کہ شخص انبی عورت کے کسی عادی
 میں مبتلا ہو اور اسے حکم اور عادی نہ کا کسی فقیہ سے پوچھا اور فقیہ نے ایک حکم کہہ دیا کہ تیری عورت تجھ پر حلال ہوئی
 یا حرام ہوئی تو اویش شخص نے اوس حکم کو اور عادی میں جاری کر دیا مثلاً اوس عورت کو حرام سمجھ کر چھوڑ دیا پھر
 وہی عادی نہ اوس کو دوسری عورت میں پیش آیا تو اس نے اوس ہی فقیہ سے یا دوسرے سے حکم پوچھا تو اوس فقیہ
 نے یا دوسری عورت کو حرام سمجھ کر پیش کیا تو اس نے اوس کو حلال کہہ دیا تو اب اوس شخص

مثلا کو اختیار ہے چاہے تو اس دوسرے عاقل میں پہلے فقہ کے تقلید کر لے چاہے دوسرے فقہ
 کی تقلید کرے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے **وَقِي تَوَادُّ دَاوُدَ بْنِ دُشَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ**
فِي دُجَلٍ لَيْسَ بِفَقِيهِ أَبْتَلَى بَعَاذَ لَتٍ فِي الْمَرْأَةِ فَسَلَّ عَنْهَا فِقْهَهَا فَأَفْتَاهُ بِأَمْرٍ مِنْ الْحَرَامِ أَوْ
لَحْلِيلٍ غَرَّمَ عَلَيْهِ وَأَمَّصَاهُ ثُمَّ أَفْتَاهُ ذَلِكَ الْفَقِيهُ بِعَيْنِهِ أَوْ غَيْرِهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ فِي الْخُرَافَةِ
لَهُ فِي عَيْنِ بَلَكٍ النَّازِلَةِ بِخِلَافِ ذَلِكَ فَلَاخَذَ بِهِ وَعَزَّمْ عَلَيْهِ وَسَعَهُ الْأَمْرَ أَنْ جَمِعًا وَلَوْ كَانَ
هَذَا الرَّجُلُ سَأَلَ بَعْضَ الْفُقَهَاءِ عَنْ نَازِلَةٍ فَأَفْتَاهُ بِحَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ فَلَمْ يَغَرِّمْ عَلَى
ذَلِكَ فِي ذَوِّجَتِهِ وَتَرَكَ فَتَوَى الْأَوَّلَ وَسَعَهُ ذَلِكَ وَلَوْ كَانَ أَمَّصَى قَوْلَ
الْأَوَّلِ فِي ذَوِّجَتِهِ وَعَزَّمْ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ إِمْرَأَتِهِ ثُمَّ أَفْتَاهُ فِقْهَ الْخُرَافَةِ بِخِلَافِ ذَلِكَ
لَا يَسْعُهُ أَنْ يَدَّعِ مَا عَزَّمْ عَلَيْهِ وَيَلْخُذَ بِفَتَوَى الْآخِرِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَهَذَا كَلِمَةٌ قَوْلَ أَبِي حُسَيْنٍ وَلَقَدْ سَمِعْتُ
 اسے فقہ جانی نے اس روایت کو اخیر میں باب نانی کی نقل کر کے اسے دو وجہ سے جواب دیا
 ہے وجہ اول یہ کہ اگر عیال تمہیں وسعہ الامر ان سے مرویہ ہے کہ گنجائش ہے سائل کو نفاذ اس حکم کا اور
 نفاذ حکم سے جو اس فعل کا لازم نہیں آتا وجہ دوسری یہ کہ یہ عبارت علی العموم تو نہیں خواہ مخواہ رو فض جاج
 مستثنی ہوگی اور اہل سنت مستثنی ہوگی اور جبکہ ایک دفعہ تخصیص ہو چکی تو اب ہم کہتے ہیں کہ اس میں دوسری فقہ
 سے مجتہد فی المذہب مروی ہے ثم جوابہ بکلام الوہابین سو جواب وجہ اول کا یہ ہے کہ لفظ الامر ان سے
 جوثنیہ کا صیغہ ہے ارادہ نفاذ و منفرد کا خلاف نقل اور عقل کے ہے اور علادہ اسکے وہ نفاذ و وسعت میں
 سائل کے کھان ہے اور سچوہ و وام جو سائل کے وسعت میں ہوں کہما بقضیہ قولہ وسعہ الامر ان اور وہ دو امور ہیں
 مگر عمل کرنا اور فروعی پہلے فقہ کے اور عمل کرنا اور فروعی دوسرے فقہ کے فافہم اور جواب ثانی یہ کہ تخصیص
 پر اہل سنت کے تو یہیہ باعث ہے کہ وہ انصاف خواجہ اہل حق نہیں ہوں نہ تو یکا ہل سنت کے تو اس
 تخصیص سے تخصیص نہیں ہونی المذہب کی سطح بلا قرینہ او بلا باعث کیجاو سے اور جو کہ مؤلف نے
 جامعین فتاویٰ عالمگیریہ کے کلام کو قرینہ قرار دیا ہے وہ مفید نہیں کیونکہ قرینہ مختص اہل حق میں
 کلام قائلین اہل حق کا یعنی امام صاحب اور صاحبین کا چاہئے ۲ امام مجتہد شیخ غزالی بن
 عبد السلام اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ جبکہ کو عقل کسی مسابین کسی امام کی تقلید کر لو
 تو ہو کہ یہ ضرور نہیں کہ اور مسائل میں بھی اسی امام کی تقلید کا التزام کر لی کیونکہ زمانہ صحابہ سے

بکرماتہ اصحاب مذاہب تک یہی حال تھی کہ دونوں تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے چنانچہ سید
بادشاہ شرح تحریر ابن الہمام میں فرماتے ہیں اَفْتَى الشَّيْخُ الْمُتَّفِقُ عَلَى عَلَيْهِ وَصَلَّاهُ الْعَلَامَةُ
عَبْدُ الدِّينِ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ فِي قِتَادِهِ لَا يَتَّبِعُونَ عَلَى الْعَوَالِي إِذَا قُلْنَا أَمَّا فِي مَسْئَلَةٍ
أَنْ يَقُولَهُ فِي سَائِرِ مَسَائِلِ الْخِلَافِ لِأَنَّ النَّاسَ مِنْ لَذَنِ الصَّحَابَةِ الْوَلَدِ تَهَوُّتِ الْمَذَاهِبِ
يَسْأَلُونَ فَيَا شَيْخُ كَلَّمَ الْعُلَمَاءَ الْمُخْلِفينَ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ إِنْتَهَى كَلَامُ السَّيِّدِ بِخَوْفٍ مِنْ لَا يَحْتَصِلُ بِهِ شَيْءٌ
اور مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ عقد الجدید میں فرماتے ہیں وقال یعنی الشَّيْخُ عَبْدُ السَّلَامِ
لَمْ يَزَلِ النَّاسُ يَسْأَلُونَ مَنْ اتَّفَقَ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ غَيْرِ تَقْيِيدِ مَذْهَبٍ وَلَا انْكَارِ عَلَى أَحَدٍ مِنَ
السَّابِقِينَ إِلَى أَنْ تَهَوَّتِ الْمَذَاهِبُ وَتَمْتَحِنَتْ هَوَاهُ مِنَ الْمُتَقَلِّدِينَ اسْتَهْوَى
شَيْخُ عَبْدُ الْوَهَّابِ شَرْعَانِي سَنَةَ يَدِ بَابِ جَوَابِ عَبْدِ السَّلَامِ كَقَوْلِهِ فِي إِكْبَادِ جَمَاعَةٍ عَظِيمَةٍ سَعَى
كَرَّ كَلَامَهُ كَقَوْلِهِ مِ الْتَزَامِ مَذْهَبِ عَيْنِ أَبِي مُتَّقٍ عَلَيْهِ بَوَاقِي جَمَاعَةِ خِلَافٍ وَدَسْتِ نَهْمٍ يَنْفَعُ
بِحُكْمِ آيَةٍ وَيَتَّبِعُ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ تَوَلَّاهُ مَا تَوَلَّى وَتَضَلَّاهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا خَانِجِي مَوْلَا
موصوف عقد الجدید میں فرماتے ہیں وَنَقَلَ عَنْ الشَّيْخِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الشَّرْعَانِيِّ عَنْ جَمَاعَةٍ عَظِيمَةٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ
الْمَذَاهِبِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَيَقْنُونَ بِالْمَذَاهِبِ مِنْ غَيْرِ التَّزَامِ مَذْهَبِ مُعَيَّنٍ مِنْ زَمَنِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ
إِلَى زَمَانِهِ عَلَى حَقِّهِ يَقْضِي كَلَامَهُ أَنَّ ذَلِكَ أَمْرٌ نَزَلَ الْعُلَمَاءُ عَلَيْهِ قَدْ جَاءَ وَاحِدًا حَتَّى صَارَ بِمَنْزِلَةِ
الْمُتَّفِقِ عَلَيْهِ فَصَادَ سَبِيلُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِي لَا يَصِحُّ
خِلَافُهُ أَتَمُّ عَلَى شَيْخِ كَمَالِ الْإِلَهِ حَقِّ ابْنِ الْهَامِ جَنَّبِي رَفِئِ شَانِ أَوْ عَلُوْكَ كَانَتْ سَبَابُ الْعِلْمِ
واقف میں فرماتے ہیں کہ جب کوئی کسی مسلک میں کسی مجتہد کی تقلید کرے تو اسکو درست ہے
کہ دوسرے مسلمان دوسرے مجتہد کی تقلید کرے کیونکہ یقیناً معلوم ہے کہ سب لوگ قرون اولیٰ میں
کبھی کبھی تقلید کرتی اور اگر کوئی اپنے نفس پر خود بخود التزام کرے کہ میں ایک ہی مذہب کی تقلید
کر رہا ہوں تو اس کے حق میں قرآن میں اول ہجرت کو اسکو التزام لازم ہے اور دوسرا یہ کہ لازم نہیں اور
بیشک یہ کہ التزام اور عدم التزام برابر میں اور یہی غالب ہے اور وطن کے چنانچہ تحریر میں فرماتے ہیں
لَا يَرْجِعُ عَمَّا قَدْ قَدْ فِيهِ إِتْفَاقًا وَهَلْ يَقُولُ غَيْرُهُ فِي غَيْرِهِ الْخُتَابُ نَعْمَ لِلْقَطْعِ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَفْتُونَ
مَرَّةً وَاحِدَةً غَيْرَهُ غَيْرَ مُتَلَتِّزِينَ مُقْبِلًا وَاحِدًا فَلَوَ التَّزَامُ مَذْهَبًا مُعَيَّنًا كَانِي حَقِيقَةً أَوْ لَا

بسم الله الرحمن الرحيم

فَقِيلَ يَلُزُّمُ وَقِيلَ لَا وَقِيلَ مِثْلُ مَنْ لَمْ يَلُزْمْ وَهُوَ الْغَالِبُ عَلَى الظَّنِّ
 أَنَّهُ سَبِيحٌ قَوْلُهُ لَا يَرْجِعُ عَمَّا قَدْ مَعْنَى سَكَّ بِيَدِهِ مِنْ كَرِهَ عِلًّا وَنَهَى عَيْنَهُ مِنْ تَقْلِيدِ كَرِهَ كَرِهَ هُوَ
 مِمَّنْ رَجَعَ نَكْرَسَ الْكَرْجُ أَوْ سَيَّ سَلَسَ مِمَّنْ دَوَّرَ عَادَتَهُ مِمَّنْ أَوْ دَوَّرَ هُوَ وَتَمَّ مِنْ رَجَعَ كَرَسَ
 جِيسَاكَ مَلَّاحِنْ شَرِّ مَثَلِي اخْفَى نَعَى أَوْ سَيَّ عَلَى السَّهْوِ دِي نَعَى أَوْ سَيَّ بَيْنَ الْعَابِدِينَ نَعَى
 سَيَّ أَحْمَدُ طَحْطَاوِي نَعَى أَوْ سَيَّ بِأَوْ شَاهِ شَاخِ تَحْرِيفِ نَعَى أَوْ فَاضِلٌ قَدْ مَارَى نَعَى خُوبٌ وَلا مَلَّاقُ نَقْصِلُ
 سَعَى كَهَلَسَ جِيسَاكَ مَحْتَجٌّ رَجَعَ بَعْدَ الْعَمَلِ مِنْ آيَاتِكَ انْشَاءَ الدِّعَاةِ سَيَّ سَيَّ بِأَوْ شَاهِ شَاخِ
 نَعَى بَعْلِي سَيَّ سَيَّ كَهَلَسَ كَرِهَ صَحَابَهُ كَرِهَ زَمَانَهُ سَعَى لَيْكَا أَجَلٌ يَحْيَى مَالٍ أَوْ سَلَّكَ جَلَّالُ آبَاءِ كَرِهَ كَبُوسِي
 تَقْلِيدِ كَرْتِي أَوْ كَرِهَ سَيَّ بَدُونِ الْكَفَارِ كَرِهَ أَوْ لَوْنِ تَمُونِ قَوْلُونِ يَنْ سَعَى اسْقُولُ كَرِهَ التَّزَامِ سَعَى
 لَزُومِ بَيْنِ بَرِّ مَخُوبِ لَالٍ سَعَى ثَابِتِ كَرِهَ لَوْ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ
 لَزُومِ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ
 أَوْ رَجَعَ كَرِهَ سَعَى التَّزَامِ كَرِهَ تَوَاسُطِ بَالِ تَقَاتٍ تَعِينِ نَزَبِ عَيْنِ كَرِهَ لَزُومِ بَيْنِ بَرِّ لَالِ جَامِ
 صَحَابَهُ وَنَعَى تَعْدِيَّتِهِمْ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ
 كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ
 يَأْتَا فَعِي بُونِ أَيْسَا بُو كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ كَرِهَ
 فَرَمَاتِ مِمَّنْ لَا يَرْجِعُ الْقُلْدُ فَمَا قُلْدُ يَنْ مِمَّنْ لَحْكَامِ الْمُجْتَهِدِينَ أَيْ عَمَلٌ بِهِ تَفْسِيرُ الْقُلْدِ الصَّغِيرِ الْمَجْرُودِ وَرَجَعَ
 إِلَى الْمُؤَصِّلِ اتِّفَاقًا نَقْلًا لَا مَدَى وَأَبْنُ الْحَاجِبِ الْأَجْمَاعُ عَلَى عَدَمِ جَوَادِ جُودِ الْقُلْدِ فَمَا قُلْدُ يَنْ
 وَقَالَ التَّوَدُّ كَشَى لَيْسَ كَمَا قَالَ فِي كَلَامِ بَعْضِهِمَا مَا يَنْقُصُ جَرِيَانِ الْخِلَافِ أَحَدُ الْعَمَلِ أَيْضًا وَهَلْ
 يَقْلُدُ عَمَهُ أَيْ عَمَهُ مِنْ قُلْدِهِ فِي حِلْمِ عَمِهِ أَيْ عَمَهُ الْحَكْمُ الَّذِي عَمَلُ بِهِ أَوَّلًا الْخِلَافُ فِي الْجَوَابِ ثُمَّ لِلْقَطْعِ
 بِالْإِسْتِقْرَاءِ بِأَنَّهُمْ أَيْ الْمُسْتَفْتِينَ فِي كُلِّ عَمَرٍ مِنْ دَمْنِ الصَّحَابَةِ إِلَى الْآنَ كَانُوا يَسْتَفْتُونَ حَرَّةً وَاحِدَةً
 مِنَ الْمُجْتَهِدِينَ وَحَرَّةً عَمَهُ أَيْ عَمَهُ الْمُجْتَهِدِ الْأَوَّلِ حَالِ كَوْنِهِمْ غَيْرَ مُتَلَتِّزِينَ مُقْتَبَا وَاحِدًا وَشَاعَ ذَلِكَ مِنْ
 غَيْرِ كَرِهَ هَذَا إِذَا مِ تَلَتَزَمَ مَذْهَبًا مَعِينًا فَلَا لَزَمَ مَذْهَبًا مَعِينًا كَأَنِّي حَيْفَةً أَوْ الشَّارِعِي فَقِيلَ يَلُزُّمُ
 الْأَسْمَاءُ عَلَيْهِمْ فَلَا يَقْلُدُ عَمَهُ فِي مَسْئَلَةٍ مِنَ السَّائِلِ أَمْ لَا يَقْلُدُ يَلُزُّمُ كَأَيُّ مَذْهَبٍ لَا يَلُزُّمُ فِي حِلْمِ حَادِثَةٍ
 مَعِينَةٍ قُلْدِهِ فَيَنْبَغِي أَنْ يَنْتَقِدَ أَنْ مَذْهَبَهُ حَقٌّ يَحْبِبُ عَلَيْهِ الْعَمَلُ بِمُوجِبِ اعْتِقَادِهِ وَقِيلَ لَا يَلُزُّمُ دَهْوُ

الأصح لأن التوامم غير ملزم إذا وجب لا ما أوجب الله ودسوله ولم يجب على أحد أن يمتدح
 بمذهب رجل من الأئمة فيقلده في كل ما يأتي ويدعيه والتمام ليس بنذ حتى يجب الوفاء
 به تلك وتكون ولا يلزم كمالا يلزمه البحث عن العلم وأسد المذاهب على التمسك بالأسيد السليم
 وقال ابن حزم إنه لا يحل الحاكم ولا مفتي تقليد رجل فلا يحكم ولا يفتي إلا بقوله وقول ابن حزم لم
 يؤخذ به وهو كالحكمي عنه من دعوته لإجماع على أن متبع الرخص فاسق وهو مردود بما أنتمى به
 الشيخ التفتي على علمه وصلحه العلامة عز الدين بن عبد السلام في فتاواه لا يتعين على العامي إذا
 قلده أيا ما في مسئلة أن يقلد في سائر مسائل الخلاف لأن الناس من لدن الصحابة إلى الآن
 للمذاهب يسئلون فيما يستنبطونهم العلماء المخالفين من غير تكبر وسوء اتباع الرخص في ذلك أو الإجماع
 لأن من جعل المصيب واحدا وهو الصحيح لم يعينه ومن جعل كل جهة مصيبا فلا انكاد على من قلده في
 الصواب وقال أيضا وأما ملحقا بعضهم عن ابن حزم حكاية الإجماع على منع تتبع الرخص من المذاهب فلعلة
 مجموع على من تتبعها من غير تقليد لمن قال بها وعلى الرخص المكنة في القطر الواحد كذا في العقد الفريد
 أحكام التقليد للسيد على السهم وروي الشافعي بل قيل لا يصح للعامي مذهب من المذاهب لا يكون إلا من
 نوع نظر وبصيرة بالمذهب أو من أئمة الأئمة في فرع مذهب وعرف فتاوى مامنه وقوله وأما من لم يتأهل
 لذلك بل قال أنا حنفى أو شافعى لم يضر من أهل ذلك المذهب عجز هذا لما قال أنا فقيه ونحوه لم يضر
 فقيها أو نحويا وقال الإمام صلاح الدين العلائي والذي صرح به الفقهاء في مشهور كتبهم جواز انتقال
 في أحاد المسائل والعلم فيها بخلاف مذهبه إذا لم يكن على وجه التبع للرخص انتهى قلت والمراد بخلاف مذهبه
 المسائل التي عمل بها التي اعتقد هايدون على لقول الكمال ثم حقيقة لا تشال أي عن المذهب انما يحقق
 في حكم مسئلة خاصة قلده فيرد على من لا نقوله قلده أبا حنيفة رحمه الله فيما أنتمى به من المسائل
 والتمم العمل به على الإجمال فهو لا يعرف صودها ليس حقيقة التقليد بل هذا حقيقة تعليل التقليد
 أو عكسه لأنه لا يتم أن يعمل بقول أبي حنيفة فيما يقع له من المسائل التي تتعين في الواقع وإن أراد يعي
 المسائل القائلين من الخفية بأن المستقل من مذهب إلى مذهب أم يستوجب التعريرات أود هذا
 التزم فلذلك على وجوب اتباع المجتهدين المعين بالتزامهم بنفسه ذلك وكذا أدبته شرعا قلت وكذا يلزم العمل
 على الصحيح كما نقله بل الدليل أنتمى العمل بقول المجتهدين فيما إذا احتاج إليه لقوله تعالى فاسألوا أهل الذكر

انکتم لا نعلون و السؤال انما يتحقق عند طلب الحكم الحارثية المعينة وحسين اذا
 ثبت عنده قول المجتهد وجب علمه به انتهى كما نقله السيد السهمودي رحمه الله
 ثم قال السهمودي اذا افتاه مفتيان واختلفا بخير على الاظهر انتهى وقيل المنزوم
 لكن لم يلتزم بمعنى انه ان عمل الحزم تقليد المجتهد لا يرجع عنه اي عن ذلك الحكم
 بقي غيره اي غير ذلك الحكم له تقليد غيره من المجتهدين وهذا القول في الحقيقة تفصيل
 لقوله وقيل قال المصنف يعني ابن الهمام وهو يعني هذا القول الغالب على الظن بنية
 عن كمال قوته بحيث يجعل الظن متعلقاً بنفسه فلا يتعلق بما يخالفه ثم بين وجه
 عليه بقوله احترم ما يوجب اي لو دم اتباع من التزم تقليده شرعاً اي ايجاباً
 شرعياً اذ لا يجب على المقلد الا اتباع اهل العلم بقوله تعالى فاستولوا اهل الذم ان
 كنتم لا تعلمون وليس التزمه من الموجبات شرعاً او يخرج منه اي يستنبط منه اي من
 جواز اتباع غير مقلده الا قول وعلم التضييق عليه جواز اتباعه رخص المذاهب
 اي اخذ من المذاهب ما هو الا هو عليه في يقع من المسائل ولا يمنع منه مانع شرعي ^{للاستدلال}
 ان يسلك المسلك الاخف عليه اذ كان له اي للاسان اليه اي ذلك المسلك مسلكاً ثم بين السبل
 بقوله بان لم يكن عمل باخر اي بقوله اخر مخالف لذلك الاخف فيه اي في ذلك الحل
 المختلف فيه انتهى عباد السيد بادشاه هكذا في العقد الغرید بالعلامه ملا حسن الشيرازي الحنفی
 علامه ابن امير حاج نے کہا ہے کہ مختار بھی ہے کہ ایک مسلمین ابو حنیفہ کی تقلید کرنی اور
 دوسرے مسلمین کسی دوسرے امام کی تقلید کرنی مباح اور مجوز ہے واسطے تعیین سببات
 کے تمام مخدو قات زمانہ صحابہ سے لیکر آج تک کہہہ کسی تقلید کرتی تھی اور کہہہ کسی اور کی اور بھی
 و شایع اور متکرر ہو گیا ہے اور اوپر کسی نے انکار نہیں کیا یعنی گویا سبیل مومنین کا یہی ہو گیا ہے
 و فرمایا کہ اگر امام ایک مذہب کہے وہ مذہب لازم نہیں ہو جاتا اس واسطے کہ واجب اور لازم
 وہی مروتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول و سکا لازم اور واجب کر دے حالانکہ اللہ اور رسول
 کے سیکو حکم نہیں دیا کہ ایک مذہب کی فاص کی تقلید کرو اور فرمایا کہ دلیل شرعی سے توقف بھی
 ثابت ہوتا ہے کہ وقت حاجت کے قول کسی مجتہد کا اند کیا جاوے ایہ الزام اسی مجتہد کا سو

یہ نہیں ہے ثابت سے چنانچہ سچہ شرح تحریر میں فرماتے ہیں **فَهَلْ يَقْلِدُ عِمْرَهُ أَيْ مَنْ**
قَلَّدَهُ اَدَلَا فِي شَيْءٍ فِي غَيْرِهِ اَمْ غَيْرُ ذَلِكَ الشَّيْءِ كَانَ يَعْلَمُ اَوَّلًا فِي مَسْئَلَةٍ يَقُولُ ابْنُ حَنِشَلَةَ
 نَابِئًا فِي اُخْرَى يَقُولُ مُجْتَهِدٌ اُخْرَى اَلْمُخْتَارُ كَمَا ذَكَرَهُ اَلْمَدِينِيُّ وَابْنُ الْحَاجِبِ نَعَمْ لِقَطْعٍ بِالْاِسْتِقْرَاءِ
 التَّامِّ بِأَنَّهُمْ اَمْوِي الْمُسْتَفْتِينَ فِي كُلِّ عَصْرِ مِنْ دَمَنِ الْقَضَائِيَّةِ وَهَلْ جَرَّأُ كَانُوا اَيَسْتَفْتُونَ حَرَهُ
 وَزَمْرَةً اُخْرَى غَيْرَهُ مُلْتَكِمِينَ مُغْتَنِيًا وَاحِدًا وَشَاخَ وَتَكَرَّرُوا لَمْ يَكُنْ كَرَانَتِي
 اور دوسری جگہ تحت اس قول تحریر کے وقیل لا فرماتے ہیں اِذَا لَا وَاجِبًا لَمَّا اَوْجَبَهُ اللهُ تَعَالَى
 وَدَسُّوْهُ لَمْ يُوْجِبِ اللهُ وَدَسُّوْهُ عَلَى اَحَدٍ اِنَّ يَمْدُ هَبْ بِمَدِّ هَبْ يَهْلُ مِنْ اَلَا مِمَّةً يَقْلِدُهُ
 فِي كُلِّ مَا يَلِي وَيَدُّ غَيْرُهُ اَنْتَوَا اور تیسری جگہ تحت قول اس تحریر کے لعدم ما يوجب
 فرماتے ہیں بَلِ الدَّلِيلُ الشَّرْهِيُّ اِقْتَضَى الْعَمَلُ يَقُولُ الْمُجْتَهِدُ وَتَقْلِيدُهُ فِيهِ فَمَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُهُ
 فَاسْتَوْا اَمَّا الذِّكْرُ وَالسَّوَالُ اَمَّا يَحْقُقُ عِنْدَ طَلَبِ حَكْمِ الْحَادِثَةِ الْعَتِيقَةِ
 فَاِذَا اُسْتُبْتُ عَنْهُ قَوْلُ الْمُجْتَهِدِ وَجَبَ عَمَلُهُ وَاَمَّا اَلِتَرَامُ فَلَمْ يَلْتَمِزْ مِنَ السَّمْعِ
 اِغْتِبَادُهُ مُلْزَمًا اَمَّا ذَلِكَ فِي التَّذَرُّوْكَ فَافْهَمُ فِي ذَلِكَ بَيِّنٌ اَنْ يَلْتَمِزُ مُنْزِلَ قَطْعِهِ اَوْ
 بِقَلْبِهِ عَلَى اَنْ قَوْلُ الْقَضَائِيَّةِ مُتَلَدٌ قَدْ تَقْلَدْنَا اِنَّمَا اَفْتَى بِتَعَلُّقِ الْقَلِيدِ وَلَوْ اَعْلَى لَمْ يَصْغُرْ
 ابن الحاجب مالکی نے کہا ہے کہ ایک مسالین ایک مجتہد کی تقلید کرنی اور دوسری سلسلہ
 میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی متعامل دونوں سے ثابت ہے کیونکہ یقیناً معلوم ہے
 کہ قرون اولیٰ میں ایسا ہی واقع تھا اور اگر کوئی ایک مذہب کے التزام بھی کر لے تو وہ التزام ایسا
 ہے جیسا عدم التزام چنانچہ مختصر الاموال میں فرماتے ہیں وَلَا يَزُجُّ عَنْهُ بَعْدَ تَقْلِيدِهِ
 اِتِّفَاقًا وَفِي حَكْمِ اُخْرَى اَلْمُخْتَارُ جَوَازُهُ لَنَا اَلْقَضِيَّةُ بِوُجُوْعِهِ وَلَمْ يَذَرُ فُلُوْا اَلتَّزَمُ مِنْهُمَا مَعِيَ اَلْمَلِكُ وَ
 السَّابِقُ وَغَيْرُهُمْ فَسَاءَ مَا كَانُوا اَفْعَلُ اَسْتَبَاحُ فَاَضْعَفُ اَلْعِلْمُ وَالِدِينَ شَاغِبِي نَبِيْ هِيَ كَمَا
 کہ زمانہ صحابہ سے لیکر بعد اوسکے ہر عصر میں یہی مسلک تھا کہ دونوں التزام ایک مذہب کی تقلید
 کیا کرتے تھے اور کلام کو ابن حاجب کی خوب تفصیل سے بیان کیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ سچہ
 شرح مختصر میں فرماتے ہیں اِذَا عَمِلَ الْعَامِيُّ يَقُولُ مُجْتَهِدٌ فِي حَكْمِ مَسْئَلَةٍ فَلَيْسَ لَهُ اَلْجَوْعُ فِي
 اَلْغَيْرِ اِتِّفَاقًا وَاَمَّا فِي حَكْمِ مَسْئَلَةٍ اُخْرَى فَهَلْ يُجَوِّزُ اَنْ يَتَّخِذَ اَلْمُخْتَارُ جَوَازُهُ لَنَا اَلْقَضِيَّةُ

يَوْثُو عَمِي فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ فَإِنَّ النَّاسَ فِي كُلِّ عَصْرِ يَسْتَفْتُونَ الْمُفْتِينَ كَيْفَ مَا اتَّفَقُوا وَلَا
 يَلْزَمُونَ سُؤَالَ مُفْتٍ بَعِيْنِهِ وَقَدْ شَاعَ وَتَكَرَّرَ وَلَمْ يَكُنْ قَوْلُ التَّزَمِ مَذْهَبًا مَحِيًّا وَإِنْ كَانَ يَلْزَمُ
 لَكُنْ هَذَا مَالِكٌ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِمَا فَيُفْتِي ثَلَاثَ مَذَاهِبٍ أَحَدُهَا يَلْزَمُ
 وَغَيْرُهَا لَا يَلْزَمُ وَثَالِثُهَا لَا تَلْزَمُ وَلَا وَاحِدٌ وَهُوَ مَنْ لَمْ يَلْتَزِمْ فَإِنْ دَقَّقْتَ وَانْتَهَيْتَ فَقُلْ
 فِيهَا لَيْسَ لَهُ الرُّجُوعُ وَأَمَّا فِي غَيْرِهَا فَيَتَّبِعُ فِيهَا مَنْ شَاءَ
 اسے ۴ فاضل جامع و ماہر اصول و معقول مجاہد حنفی بھاری نے کہ اوہی مباحثات شان سے
 اہل علم کا ہل و قدم ہندوستان وغیرہ کے خوب واقف ہیں و یہاں ہی کہا ہے جو کہ کلام سے
 اون ثقات مذکورین بالا کے لایح ہوا چنانچہ مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں وَهَلْ يُقَالُ غَيْرُهُ
 فِي غَيْرِهِ الْمُتَخَذُ دَلِيلًا عَلَيْهِمْ اسْتَفْتَا بَعْضُهُمْ مَرَّةً وَاحِدًا وَآخَرَى غَيْرَهُ بِلَا تَكْرِيرٍ وَلَوْ
 التَّزَمَ مَذْهَبًا مَعِيْنًا لَمْ يَزَلْ يَلْزَمُ لَمْ يَزَلْ يَلْزَمُ لَمْ يَزَلْ يَلْزَمُ عَلَيْهِ فَقِيلَ نَعَمْ
 لِأَنَّهُ لَا يَلْزَمُ لَا يَخْلُو عَنْ إِعْتِقَادِ غَلْبَةِ الْحَقِيقَةِ فِيهِ وَفِيهِ لَا إِدْلَا وَاجِبٌ إِلَّا مَا
 أَوجِبَهُ اللَّهُ وَلَمْ يُوجِبْ عَلَى أَحَدٍ أَنْ يَتَّخِذَ هَذَا هَبْ يَمْذُوبٌ مِنْ الْأُمَمِ وَقِيلَ كُنْ
 لَمْ يَلْتَزِمْ فَلَا يَرْجِعُ عَمَّا قُلَّهِ فِيهِ وَفِي غَيْرِهِ يُقَالُ مَنْ شَاءَ وَعَلَيْهِ السَّكِينُ وَفِي التَّحْرِيرِ
 وَهُوَ الْغَالِبُ عَلَى الظَّنِّ لَعَدِمَ مَا يُوجِبُهُ شَرْعًا وَتَخْرُجُ مِنْهُ جَوَارِ تَتَّبِعُ رَحْصَ الْمَذَاهِبِ
 وَلَا يَمْنَعُ فِيهِ مَا نَعَى شَرْعِيًّا إِذَا لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَسْلُكَ الْأَخْفَ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ لَهُ الْإِثْمُ
 سَبِيلُ بَأْنٍ لَمْ يَكُنْ عَمَلٌ فِيهِ بِآخِرٍ وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَحِبُّ مَا خَفَّتْ عَلَيْهِمْ أَمْرُهُ
 وَمَا عَنْ ابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لِلْعَامِيِّ تَتَّبِعُ الْوَحْصَ إِجْمَاعًا فَاجِبٌ بِالْمَنْعِ إِذَا
 فِي تَقْسِيَتِي مُتَتَّبِعُ الرَّحْصَ عَنْ أَحَدٍ دَوَائِيَّانِ وَمَا أَوْدَدَ دِيمَا يَكُونُ الْجَمُوعُ
 مِمَّا لَمْ يَقُلْ بِهِ أَحَدٌ فَيَكُونُ بِأَهْلًا إِجْمَاعًا كُنْ تَزَوُّجٌ بِلَا صِدَاقٍ وَلَا شَهَادَةٍ وَلَا وَدِيٍّ
 فَأَقُولُ مِنْدَفَعٌ بَعْدَهُمُ اتِّخَاذُ الْمَسْئَلَةِ لِأَنَّهُ لَوْ كُنْ اسْتَفْتَا مُفْتٍ بِعَيْنِهِ اسْتَفْتَا
 لا مولانا بجز العلوم عبد العلي حنفی نے جبکہ تحقیق سے علوم نقلیہ اور عقلیہ میں کسی اہل علم کو انکار
 نہیں اور نام اور نگاہ ہر مدرسہ اور اہل مجاہد میں اہل علموں کے وظیفہ زبان ہر ماہ سے فرمایا ہے کہ
 جامع امت کا تہا سپر کہہو ایک امام کی تقلید کرتے اور کہہو دوسرے امام کی تقلید کرتے اور

اون تین قولوں میں سے جو شک کے عبارتوں میں گذری ہیں اس قول کو کہ التزام کر لینے سے مذہب لازم نہیں ہو جا تا خوب ثابت کیا ہے اور اوسکو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص پر ایک مذہب عین کی تقلید واجب نہیں کی تو اسکا وجہ کہنا گویا نبی شریعت الہیہ مہدی اور قریل کو کہ التزام کرنے سے ایک مذہب لازم ہو جائے بوجہ مقول اہل کیا ہے اور قول ثالث کو یعنی التزام مثل عدم التزام کو تو تسلیم کیا ہے لکن کلام اہل سہو کے یعنی فلا یجزع عما قلده فیہ و فی غیرہ یقلد من شاء کو وضع اور رد کیا ہے اور فرمایا کہ جو کہ بعض متاخرین نے تشدید کی ہے کہ اگر حنفی ہو کر شافعی ہو جاوے تو قیام تہذیب کے

سے بچے اون کے اپنے کہی شرع ہے اور بہت دہم و دھم سے اس التزام مذہب عین کو باطل کیا ہے چنانچہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں وَ هَلْ يُقْلَدُ غَيْرُهُ اِنِّي مِنْ قُلْدِيهِ فِي غَيْرِهِ اِنِّي غَيْرُ مَا قُلْدْتُ فِيهِ الْحَتَّادُ نَعَمْ اِنْ شَاءَ لِمَا عَلِمَ مِنْ اسْتِفْتَائِهِمْ مَرَّةً اِمَامًا وَ اِلْحَادًا وَ مَرَّةً اُخْرَى اِمَامًا عِيَّامًا مِنْ غَيْرِهِمْ يَكُنْ مِنْ اَحَدٍ فِضَادٍ اِجْمَاعًا وَ تَوَاتُرُهُدَ الْبَحْتِ لَا اِجْمَالَ لِلْمَارَاةِ فِيْهِ وَ كَوَالِ التَّزَمِ مَذْهَبًا مَعِيْنًا اِنِّي عَهْدُ نَفْسِهِ اَنَّهُ عَلَى هَذَا الْمَذْهَبِ لَكِنَّهُ هَبِ اِنِّي خِيفَةُ اَوْ غَيْرِهِ مِنْ غَيْرِهِ اَنْ يَكُوْنُ هَذَا الْاِلتِزَامُ لِمَعْرِفَتِهِ دَلِيلُ كُلِّ مَسْئَلَةٍ وَ هَتْمُهُ رَاجِعًا عَلَى دَلَالَةِ الْمَذَاهِبِ الْاُخْرَى الْمَعْلُوْمَةِ مَقْصُودًا لِّ اِنَّمَا يَكُوْنُ الْعَهْدُ مِنْ نَفْسِهِ بِطَرِيقِ الْخَطَا اِجْمَالًا اَوْ يَسْبَبُ اُخْرَ فَنَلْ يَلْزَمُ مِنَ الْاِسْتِمْرَادِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقِيلَ نَعَمْ يَجِبُ الْاِسْتِمْرَادُ وَ يَحْرُمُ الْاِنتِقَالُ مِنْ مَذْهَبٍ اِلَى مَذْهَبٍ اُخْرٍ حَتَّى شَدَّ بَعْضُ الْمَتَاخِرِيْنَ السُّكُوفِيْنَ وَ قَالَوُ الْحَقِيْقُ اِذَا صَارَ شَاغِعًا يَتَوَدَّ وَ هَذَا اَشْرَبُ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ لَانَّ الْاِلتِزَامَ لَا يَحْتَوِ عَنْ اِعْتِقَادِ عَلَيْهِ الْحَقِيْقَةِ فِيْهِ قُلْتُ لَا اَمْ ذَلِكَ فَاِنَّ الشَّخْصَ قَدْ يَلْتَزِمُ مِنَ الْمَسَائِلِ الْمُنْتَفِعَةِ لَهُ فِي الْحَالِ وَ دَفْعِ الْحَرَجِ عَنْ نَفْسِهِ وَ كَوَسْلَمَ فَنَهَذَا اِلَا عَقَادُ مَا يَشَاءُ بِهِ لِيْلَ شَرْعِيٌّ بَلْ هُوَ هَوَسٌ مِنْ هَوَسَاتِ الْمُتَعَقِدِ وَلَا يَجِبُ الْاِسْتِمْرَارُ عَلَى هَوَسِهِمْ وَ اَنَّهُمْ وَقِيلَ لَا يَجِبُ الْاِسْتِمْرَادُ وَيُصِحُّ الْاِنتِقَالُ وَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِي يَنْبَغِي اَنْ يَتَوَسَّلَ وَ يَقْتَضِيَ بِهِ لَكِنْ يَنْبَغِي اَنْ لَا يَكُوْنُ اِلَا اِنتِقَالًا لِلتَّحْقِيْقِ فَاِنَّ التَّحْقِيْقَ حَرَامٌ فِي الْمَذْهَبِ كَانَ اَوْ فِي غَيْرِهِ وَ لَا وَاجِبُ اَلَا مَا وَجَبَهُ اللهُ تَعَالَى وَ الْحُكْمُ لَهُ وَ اَمْ يُوجِبُ عَلَى اَحَدٍ اَنْ يَتِمَّ مَذْهَبٌ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَحْلِلَ مِنْ تِلْكَ الْمَذْهَبِ

فإنما يحايى شرع جديده وقيل من التزم لمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلده فيه وفي غيره بقوله من شاء
عليه السبيل من الشافعية وفي التزم وهو الغالب على القن ما يوجب شرعا أي لا تتركس لا يتبع منه
وحد موجبه شرعا وهذا إنما يدل على جزم الدعوى وهو انه يقلد من شاء ثم البيان قطع العلم بجزم
الشرع بالكل لأن الشرع بالوحي حرام وأما أنه لا يرجع عما قلده فيه فلم يلزم منه قطعا فلا ينطبق الدليل
على الدعوى فتأمل ويخرج منه أي عما ذكر أنه لا يجب الاستمرار على مذهب جواز اتباعه وخص المذهب
قال في فتح القدير لعل المانع من الانتقال إنما منعوا لئلا يتبع أحد رخص المذهب وقال هو حجة
ولا يمنع منه مانع شرعي إذ للإنسان أن يسلك الأخف عليه إذا كان له إليه سبيل بأن لم ينظمها
من الشرع منع التخيير وإن لم يكن عمل فيه باختر هذا مبني على سن والانتقال عما
به ولو مرة وكان عليه والده وأصحابه الصلوة والسلام بحسب الأحكام عليهم انتهى لكن
لا بد أن لا يكون اتباعه الرخص للتقليد كقول حنفي بالشرع على رأي الشافعية فصدق الله تعالى
شرب التلث للتقليد به وهذا حرام بالاجماع لأن التلث حرام بالنص القاطع فافهم و
ما عني ابن عبد البر أنه لا يجوز للعاجي تتبع الرخص إجماعا فقد وجد مانع شرعي
عني اتباع رخص المذهب فاجب بالمنع أي يمنع هذا الإجماع الذي تفسق تبع
الرخص عن الإمام أحمد وإتقان فلا إجماع وكعل رواية التفسير إنما هو في ما
إذا قصد التلث فقط لا غيره وما أورد أنه على تقدير جواز الأخذ بكل مذهب جازما
وقوع الخلاف المجمع عليه إذ ربما يكون المجموع الذي يعمل به بما لم يقل به أحد فيكون
بالأهل إجماعا كمن تزوج بلا عداق ولا نكاح بقول الإمامين أي أي خيفة
والتأنيب رحمهما الله ولا شهود إجماعا بقول الإمام مالك ولا وفي على قول
إمامنا أي خيفة فهذا النكاح باطل اتفاقا أما عندنا فلا تنفاه
شهود وأما عند غيرنا فلا تنفاه الوحي فاقول منه نكاح كعدو
إجماع المسئلة وقد مر أن الإجماع على بطلان القول الثالث
اتما يكون إذا اتخذت المسئلة حقيقة أو حكما قد
ولأنه لو تم لم يستفاد مفت يغيره ولا لا تحمل الوقوع انتهى محققين

حقیقتیں نکتہ شناس کر اس کلام بلاغت نظام سے مولانا سحر العلوم کی تحقیقی اقوال نمائشی دریاب
 التزام تعلیم کے خوب معلوم ہوئی اور خوب متیقن ہوا کہ امر محقق بھی ہے کہ التزام سے بھی نہ تنہا مجتہد
 معین کے لازم نہیں ہو جاتی ^{۱۱} حافظ الغفر والاعمال فاضل اخوان حبیب المدقذ ماز
 حنفی نے بھی یہی کہا ہے کہ بالاجماع التزام مذہب معین لازم نہیں اور اگر کوئی اپنی طرف التزام
 کر لی تو پھر اس میں تین قول میں لاکن حق بھی ہے کہ لازم نہیں کیونکہ استدلال سے کسی شہر پر
 واجب نہیں کیا کہ ایک ہی مذہب کو یکسر سے رہے اور فرمایا ہے کہ عامی کو یہ درست ہی نہیں
 کیونکہ مذہب تو اسکا ہوتا ہے جسکو کچھ معرفت و دلیل اور احکام کے ہو سو اگر عامی ہو کر کسی مذہب
 حنفی التزام میں تو وہ ایسا ہے جیسا کہی میں نحوی ہوں یعنی وہ جہوٹا ہے چنانچہ مفتی احمد رضا
 میں فرمائی میں ^{۱۲} وَيَقْلُدُ الْقَلْدَ الْعَامِلَ بِمَذْهَبٍ فِي حُكْمٍ غَيْرِهِ الْخِتَارُ نَعْمَ الْقَلْعُ بِأَنَّ الْمُتَقِيْنَ مِنْ عَمَلِ الصَّوْءِ
 وَيَلْجَأُ كَانُوا يَسْتَفْتُونَ مَرَّةً وَاحِدًا وَآخَرَى غَيْرَهُ غَيْرَ مُلْتَمِزِينَ مُقْتَبًا وَاحِدًا وَشَاعَ ذَلِكَ وَتَكَرَّرَ وَلَمْ يَنْتَهَ فَمَا كَانَ
 اجماعاً على ان التزام مذهب معين غير لازم واختلاف في انه هل هو ملزم بمعنى انه لو التزمه فهل يلزمه لا ستراد
 عليه على ثلثة اقوال فقيل نعم لان الالتزام يعني على ظن حقيقة نفي في على موجب وقيل لا ادلة واجب
 الا ما اوجبه الله تعالى ولم يوجب على احد ان يتخذ بيمذهب امام بعينه فيقلده في كل ما ياتي ويدله
 ولا التزام لما لم يعهد ملزم من الشرح كان بمنزلة التزام كذا الفلان من غير ان يكون له عليه في التقرير
 وهو لا يخرج في الرافعي وغيره بل قال ابن حزم اجماعاً على انه لا يلزم الحاكم ولا مفتي تقليد معين
 فلا يحكم ولا يفتي الا بقوله انتهى وقد انظرت القرون الفاضلة على عدم القول بذلك بل لا يصح
 للعامي مذهب ولو تمذهب به لان المذهب انما يكون لمن له نوع نظر واستدلال ومعرفة باقوال
 اماميه واحكامه وامان لم يتأهل لذلك وقال انا حنفى او شافعى كان لغواً لقوله انا فقيه
 او حنفي وغايته ان يكون وعداً الى آخر ما قال مثل ما قال الاول ^{۱۳} شيخ الفقهاء
 وامام الاصولين مولانا اكل صاحب عنایتہ حاشیہ ہدایہ میں ہی تقریر الاصول
 میں ایسا ہی لکھا ہے کہ التزام مذہب معین لازم نہیں چنانچہ فاضل تندرہ
 نقل کرتی ہیں شمر فی التقریر من المعلوم انه لا يشترط ان يكون
 للمجتهد مذهب مدون وانما لا يلزم احداً ان يتخذ مذهباً بذهب احداً من

الْأَمْرُ بِحَيْثُ يَأْخُذُ بِأَقْوَالِهِمْ كُلِّهَا وَيَدْعُ أَقْوَالَ غَيْرِهِ كُلِّهَا كَمَا قَدْ مَنَّا بِأَبْلَغٍ مِنْ هَذَا
 هُنَا تَأْكُلُ الْقَرَأَنِي رَتَقْتُ الْأَجْمَاعَ عَلَى أَنْ مَنْ اسْلَمَ فَلَهُ أَنْ يَقُولَ مَنْ شَاءَ مِنَ الْعُلَمَاءِ
 مِنْ غَيْرِ حَجَرٍ وَاجْمَعِ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَلَى أَنْ مَنْ اسْتَقْبَلَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُوهُ
 اللَّهُ عَنْهُمَا وَقَدْ هُمَا فَلَهُ أَنْ يَسْتَقْبَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَمُعَاذَ بْنَ حَبَلٍ رَضِيَ
 وَغَيْرَهُمَا فَمَنْ ادَّعَى رَفَعَ هَذَيْنِ الْأَجْمَاعَيْنِ فَعَلَيْهِ الْبَيِّنَاتُ
 أَقُولُ وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ أَجْمَاعَ الصَّحَابَةِ لَا يَحْتَمِلُ الشَّيْخُ بِأَجْمَاعٍ أَوْ خَرَأَتِي مَا فِي الْمَغْتَنِمِ
 تَبْلِيغِهِ جَوَازٍ قَوْلٍ مِنْ بَابِ التَّزَامِ تَقْلِيدُ كَيْفَ كَذَرَسَ مِنْ تَوَهُ اسْصَوْرَتَيْنِ مِنْ جِبْكَوْنِي أَيْ
 نَفْسٍ بِالتَّزَامِ كَسَى مَذْهَبُ كَا كَرَلِي تَوَكُّوْنِي حَضَرَتْ مَخَاطِبِينَ مِنْ سَيِّدَةِ سَمْعِينَ كَرَمِيهِمْ قَوْلًا
 لَزُومٍ تَقْلِيدِ مِنْ مِثْلِ غَرَاهُ كَوْنِي التَّزَامِ كَرَسَ خَوَاهُ كَرَسَ اسْلَمَ كَرَقَبِ التَّزَامِ كَالْأَجْمَاعِ تَعْلِينَ
 لَزُومِ تَعْلِينَ بِهَ جَانِبِهِ بِرَأْسِ عِبَارَتٍ مِنْ عِبَارَاتٍ مَذْكُورَةٍ بِالْأَمِينِ سَيِّدِ الْأَسَاطِيرِ مَوْجُودِ
 أَدْنَى طَابِعِ الْعِلْمِ بِهَ سَمْعِي لِي وَافِظِهِ هُوَ كَرَمِي تَوَكُّوْنِي تَوَكُّوْنِي مِنْ سَيِّدَةِ قَوْلٍ حَقٍّ أَوْ مَدْلَلٍ
 بِدَلِيلٍ بِهَ كَرَسَ التَّزَامِ سَيِّدِ لَزُومِ أَيْكَ مَذْهَبُ كَانِينَ هُوَ جَوَابُ أَوْ قَوْلٍ بِالزُّومِ مَحْضُ غَلَطٍ
 لَيْ دَلِيلٍ شَرْعِي بِهَ الرَّكْبِ دَلِيلٍ بِهَ تَوَقُّدُ كَرَسَ لَأَنَّ التَّزَامَ لَا يَحْتَمِلُ عَنْ عِلَّةٍ
 تَحْتَ الْحَقِيقَةِ سَوَاسُكِهِ بِهَ مَوْلَانَا بِحَرِّ الْعُلُومِ نَفْسُ تَحْقِيقِ كَيْ بِهَ يَسْ كَرَمِي تَوَكُّوْنِي قَوْلٍ غَلَطٍ وَبِ
 بَلَدٍ مَخَالَفٍ دَلِيلٍ مَقَابِلِ قَوْلٍ حَقٍّ أَوْ مَدْلَلٍ كَيْ هُوَ سَكُنَا بِهَ فِتْنَةٍ ۳ شَرْحُ شَيْخِ ابْنِ الْحَاجِبِ
 مِنْ كَلِمَاتٍ كَيْ يُونُ كَمَا كَرَسَ كَيْ أَيْكَ نَفْسُ مِثْلِ تَقْلِيدِ كَيْ جَوَابُ تَوَكُّوْنِي وَفِي مَسْئَلَةٍ بِهَ جَوَابُ
 تَقْلِيدِ وَاجِبٍ بِهَ مَسْئَلَةٍ بِهَ بِهَ فَاَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ كَرَسَ أَوْ مَخَالَفٍ بِهَ أَجْمَاعِ سَلَفِ
 كَيْ أَوْ مَخَالَفٍ بِهَ حَدِيثِ كَيْ جَانِبِهِ فَرَمَاتِهِ مِنْ كَرَسَ تَقْلِيدِ بِهَ قَوْلُ أَتَقَاتُوا حُكْمَ أَمْرٍ
 لِحُكْمِ جَوَازِهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَاَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ فَالْقَوْلُ بِهَ جَوَابُ الرَّجُوعِ إِلَى
 مَنْ قَدْ لَدَا أَوْ لَا فِي مَسْئَلَةٍ بِهَ مَقِيلًا لِنَفْسِهِ وَهُوَ بِهَ جَوَابُ جَرَى الشَّيْخِ عَلَى مَا تَقَرَّرَ فِي الْأَصُولِ وَلِقَوْلِهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالنَّجْمِ بِأَيْهِمْ أَتَدَبَّرْتُمْ وَانِ الْعَوَامُّ فِي السَّلَفِ كَانُوا يَسْتَفْتُونَ
 لِفَقْهَاءَ مِنْ غَيْرِ جَوَابٍ إِلَى مَعِينٍ مِنْ غَيْرِ كَيْهِمْ أَهْلُ الْأَجْمَاعِ عَلَى الْجَوَازِ كَذَا فِي شَرْحِ ابْنِ الْحَاجِبِ
 كَذَا فِي عَقْدِ الْحَيْدِ أَقُولُ لَنَا فِي هَذَا الْحَدِيثِ بِهَ عَلَى مَا قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَابْنُ تَوَكُّلٍ وَابْنُ مَامٍ

أَحَدُ كَلَامٍ وَإِنَّمَا نَقَلْنَاهُ مَحَافِظَةً عَلَى النُّقْلِ فَيُسْقَى مُسْتَشَدُّ نَافِي كَلَامٍ عَرُومِ النُّقْلِ الْقُرْآنِيِّ وَالْجَمْعِ السَّلَفِ
 فَانْفِمْ ۱۳۰ أَبُو الْإِخْلَاصِ مَلَّاحُ بْنُ الشَّهِرِ بْنِ مَلَّاحٍ أَخْفَى فِي دَلَالِ عَلَى طَبِيعَةِ أَوْ قَدَرِهِ تَابَتْ كَيْفَا
 بِكَ التَّزَامِ مَذْهَبِ مَعِينِ كَا إِنْسَانِ بِرَضْوَرِ نَهْدِينَ أَوْ رَسَبَاتِ مِنْ أَيْكَا لَا مَسْقِلَ تَالِيفِ
 كَيْفَا بِكَ جَمْعًا نَامِ كَهَامِ الْعَقْدِ الْفَرِيدِ بَيَانِ الرَّاجِحِ مِنَ الْخِلَافِ فِي جَوَازِ
 التَّقْلِيدِ جَانِحٍ مَعْدُ خَطْبَةِ سَنَاسَا كَيْ فَرَمَاتِي مِنْ وَبَعْدُ فَيَقُولُ الْعَبْدُ الْوَاتِقُ
 بِكْرَمِ رَبِّهِ الْوَقِي أَبُو الْإِخْلَاصِ حَسَنُ الشَّرِيفِ الْخَنَقِيُّ قَدْ رَدَّدَ سُؤَالَ فِي رَجُلٍ
 خَفِيَ الْمَذْهَبُ يَسْئَلُ مِنْهُ دَمٌ أَوْ خَوْهُ أَدَا تَقْلِيدَ الْإِمَامِ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي عَدَمِ نَقْضِ الْوُضُوءِ
 بِذَلِكَ الْخَارِجِ وَتَقْلِيدَهُ أَيْضًا فِي عَدَمِ النُّقْضِ بِاللَّيْسِ الَّذِي لَا لَكُهُ مَعَهُ كَمَا قَالَ
 الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ مُطْلَقًا مَهْلٌ يَجُوزُ لَهُ التَّقْلِيدُ وَمَا الْحُكْمُ فِي ذَلِكَ لِبُسْطُو الْجَوَابِ
 وَبِكُمْ الثَّوَابِ مِنَ الْكَرِيمِ الْوَهَّابِ فَاجْتَبَتْ بِجَوَازِ التَّقْلِيدِ مِنْ غَيْرِ تَقْيِيدِ
 بِالْعَدِّ دُجَابًا لِلتَّلْفِيقِ مُصَاحِبًا لِلتَّوْفِيقِ بِالْحَقِيقِ وَسَادَّ كُرْعَنَ أَمْتِنَا جَوَازِ
 ذَلِكَ بِجُمْلَةٍ مِنَ الْفُرُوعِ كَقَوْلِ أَهْلِ الْأُصُولِ إِنِ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَجَمَعْتُهُ بِهَذَا
 لَا وَرَاقِ أَمْتِنَا لَا مَرَّ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَيْثُ أَمَرَ بِجَمْعِ الْعِلْمِ وَالتَّقْلِيدِ
 وَاسْمَتُهُ بِالْعَقْدِ الْفَرِيدِ بَيَانِ الرَّاجِحِ مِنَ الْخِلَافِ فِي جَوَازِ التَّقْلِيدِ رَاجِحًا مِنْ اللَّهِ
 سُبْحَانَهُ الْقَبُولُ فَهُوَ خَيْرٌ مُسْتَوْجِبٌ وَكَرَّمَ مَا مَوْجِبٌ فَقُلْتُ نَعَمْ يَصِحُّ تَقْلِيدُ الْإِمَامِ
 مَالِكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي عَدَمِ نَقْضِ الْوُضُوءِ بِمَا يَسْئَلُ مِنْ دَمٍ وَرَيْحٍ سَوَاءٌ كَانَ مِنَ الْخُرْجِ أَوْ غَيْرِهِ وَسَوَاءٌ
 كَانَ التَّقْلِيدُ لِمَعْدُودٍ أَوْ سَالِمٍ مِنَ الْعَدْرِ وَسَوَاءٌ كَانَ التَّقْلِيدُ بَعْدَ الْعَمَلِ بِمَا يَخَالِفُ مِنْ مَذْهَبِ
 أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ كَانَ قَبْلَ الْعَمَلِ بِهِ وَلَكِنْ عَلَى الْمُقْلِدِ الْإِتْيَانُ بِمَا هُوَ مُسْتَوْجِبٌ أَوْ مُسْتَحَبٌّ
 لِمَا أَمَرَ بِهِ خِيفَةً وَهُوَ شَرْطٌ عِنْدَ الْإِمَامِ مَالِكٍ كَانَ يَتَوَضَّأُ دِيَامًا رَبَّتًا مَوْلِيًا عَسَلَهُ مَالِكُ الْجَمْعِ
 بِرَبْعِهِ كَيْ هَرَامِكُ خَرُوعِي كُو دَلَالِ سَتَابَتْ كَرَكِ الْخَيْرِ مِنْ سَلَاكِ قَبْلَ الْإِبْرَاقِ
 كَيْ فَرَمَاتِي مِنْ فَيَحْصِلُ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْإِنْسَانِ التَّزَامُ مَذْهَبِ
 مَعِينِ وَأَنَّهُ يَجُوزُ لَهُ الْعَمَلُ بِمَا يَخَالِفُ مَا عَمِلَهُ عَلَى مَذْهَبِهِ مُقْلِدًا فِيهِ
 تَبَرُّا مِمَّا هُوَ مُسْتَحَبٌّ شَرْطًا وَلَمْ يَعْمَلْ بِأَمْرَيْنِ مُتَضَادَّيْنِ فِي حَادِثَيْنِ

لَا تَعْلَقُ لِوَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِالْآخَرَى وَلَيْسَ لَهُ إِبْطَالُ عَيْنٍ فَعَلَهُ بِتَقْلِيدِ إِمَامٍ أَوْ
 لِأَنَّهُ مُضَاءٌ لِفَعْلٍ كَمَا مُضَاءُ الْقَاضِي لَا يُنْقَضُ انْتَهَى كَلَامُهُ —
 ۱۵ سید محمد امین المشہور بابن العابدین الشافعی الحنفی نے یہی یہاں کہا ہے کہ تعین مذہب
 معین انسان پر لازم نہیں اگرچہ خود التزام کرے اور اسناد اس دعویٰ کی تحریر شیخ ابن
 الہمام اور شرح تحریر ابن امیر حاج سے اور عقد الفرید ملاحسن شربنہ لعلی حنفی سے لائے ہیں
 مگر چونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا اور شرح ابن امیر حاج کا اور ملاحسن شربنہ لعلی کا یہی گذرا
 ہے اسلئے نقل کرنا عبارات شامی کو جو شتم ہے اور یہ کلام ابن اکابر کے ضرور نہیں اور
 یہ بھی فرمایا ہے کہ عامی کو مذہب کیا علاقہ اسلئے کہ مذہب تو اس شخص کا ہوتا ہے
 جسکو کچھ سیرت مذہب میں ہو پھر عامی ہو اگر کوئی کہے کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں تو وہ
 حق فی الواقع ہو اور اسی ہو جاوے گا جیسا کہ کہی کہ میں بخاری ہوں چنانچہ رد المحتار حاشیہ
 اللہ المختار میں بعد نقل کرنے عبارت تحریر اور تجبیہ کی ارشاد کرتے ہیں قُلْتُ وَانْفَرَّ
 قَالُوا الْعَامِيُّ لَا مَذْهَبَ لَهُ بَلْ مَذْهَبُهُ مَذْهَبُ مُفْتِيهِ وَعَلَّاهُ فِي شَرْحِ التَّحْرِيرِ بَابُ الْمَذْهَبِ
 انَّمَا يَكُونُ لِمَنْ لَهُ نَوْعٌ نَظَرٌ وَاسْتِدْلَالٌ وَبَصَرٌ بِالْمَذَاهِبِ عَلَى حَسْبِهِ وَلَمْ يَنْقُرْ أَكْثَرُ أَكْثَرِ فِي فُرُوعِ
 ذَلِكَ الْمَذْهَبِ وَعَرَفَتْ فِتَاوَى إِمَامِهِ وَقَوْلُهُ وَأَمَّا غَيْرُهُ مِمَّنْ قَالَ أَنَا حَنْفِيٌّ وَأَنَا شَافِعِيٌّ لَمْ يَصِرْ كَذَلِكَ
 بِنَجْدِ الْقَوْلِ كَقَوْلِهِ أَنَا فُقَيْهٌ وَنَحْوُ هَذَا وَتَقَدَّمَ تَمَامُ ذَلِكَ فِي الْمَقْدِمَةِ أَوَّلَ هَذَا الشَّرْحِ وَأَمَّا
 الْمُنْكَرُ ذَلِكَ لِئَلَّا يَغْتَرَّ بَعْضُ الْجَهْلَةِ بِمَا يَتَّبِعُ فِي الْكُتُبِ مِنْ إِطْلَاقِ بَعْضِ الْعِبَادَاتِ الْمَوْجِبَةِ خِلَافَ الْمَذْهَبِ
 عَلَى تَنَاصُصِ الْأَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِينَ فَإِنَّ الْعُلَمَاءَ حَاشَا لَهُمْ أَنْ يُرِيدُوا أَنْ يَذْكُرُوا بِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِ بَلْ
 يَطْلُقُونَ تِلْكَ الْعِبَادَاتِ بِالْمَنْعِ مِنَ الْإِتِّقَالِ خَوْفًا مِنَ التَّلَافُوتِ ^{عند الروي} الْمُجْتَهِدِينَ انْتَهَى
 ۱۶ عبد السمیع حنفی فرماتے ہیں کہ واجب ہونے پر تقلید مجتہد معین کی کوئی دلیل نہیں تو
 عقلی اور نفی اور بہت علمائے عدم وجوب پر تصریح کی ہے اور اس قول اپنے کو مستند کرتے
 ہیں فقہاء ضعیفہ اور مالکیہ اور شافعیہ کے طرف اور فرماتے ہیں کہ قرون اولیٰ کا اجماع تھا اس پر کہ مذہب
 ملنا کسی کو واجب ہی مجتہد کی تقلید کرنی اور اس قول کو مستند کرتے ہیں طرف علماء ابن امیر حاج
 کے چنانچہ طوابع الاموال اور حاشیہ الدار النجاریہ میں ارشاد کرتے ہیں نَا قَدْ اذْعَنَ الشَّيْخُ ابْنُ الْعَالِي

مِنْ عُلَمَاءِ السُّنَنِ وَوُجُوبُ تَقْلِيدِ مُجْتَهِدٍ مُعَيَّنٍ لَا مُجْتَهِدٍ عَلَيْهِ لَا مِنْ جِهَةِ الشَّرِيعَةِ وَ
 لَا مِنْ جِهَةِ الْعَقْلِ كَمَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَيْثَمِ مِنَ الْخَفِيفَةِ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَفِي كِتَابِهِ
 الْمُسَمَّى بِتَحْرِيرِ الْأُصُولِ وَبَعْدُ وَجُوبُهُ صَحَّحَ الشَّيْخُ ابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ فِي مُخْتَصَرِ
 مُنْتَهَى الْأُصُولِ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ وَالْمَحْقُوقِ عَضُدُ الدِّينِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَذَكَرَ ابْنُ أَمِيرِ
 الْحَاجِّ فِي التَّجْمِيرِ شَرْحَ التَّحْرِيرِ أَنَّ الْقُرُونَ الْمَاضِيَةَ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمَجْتَهِدٍ
 لَا مُقْتَدٍ تَقْلِيدُ دُخْلٍ وَاحِدٍ بِحَيْثُ لَا يَحْكُمُ وَلَا يَقِفُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَحْكَامِ إِلَّا بِقَوْلِهِ اسْتَبْرَأْ صَفْوَةَ
 الْمُحَدَّثِينَ إِمَامِ ابْنِ حَزْمٍ فِي زَبَائِرِهِ كَمَا صَحَّحَ ابْنُ أَمِيرِ الْأَمِينِ وَأَبُو بَكْرٍ تَابِعِينَ كَأَجْمَاعِ إِيَّاهُمْ
 بِأَنَّهُ لَا يَزَامُ أَحَدٌ غَيْرَ ابْنِ حَزْمٍ فِي تَحْرِيرِ الْأُصُولِ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا
 أَجْمَاعُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا
 مَوْثِقِينَ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا
 أَخْرَجَهُمْ وَأَجْمَاعُ التَّابِعِينَ أَوْلَهُمْ عَنْ أَخْرَجَهُمْ وَأَجْمَاعُ تَبِيعَ التَّابِعِينَ أَوْلَهُمْ عَنْ أَخْرَجَهُمْ عَلَى الْأَضْغَاعِ
 وَالْمَنْعِ مَنْ أَنْ يَقْعُدَ أَحَدٌ قَوْلَ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ قَبْلَهُمْ فَيَأْخُذُ كُلَّهُ فَلْيَعْلَمْ مَنْ أَخْرَجَهُمْ
 أَقْوَالِ أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ جَمِيعِ أَقْوَالِ مَالِكٍ أَوْ جَمِيعِ أَقْوَالِ الشَّافِعِيِّ أَوْ جَمِيعِ أَقْوَالِ أَحْمَدَ دُخْلِي
 اللَّهُ عَنْهُمْ وَلَا يَزُكُّ قَوْلُ مَنْ اتَّبَعَ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ غَيْرِهِمْ إِلَى قَوْلِ غَيْرِهِ وَلَمْ يَتَّخِذْ عَلَى مَا
 جَاءَ فِي الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ غَيْرَ صَادِقٍ ذَلِكَ إِلَى قَوْلِ إِنْسَانٍ بَعْضُهُ أَنَّ ذَلِكَ خَالَفَ
 أَجْمَاعَ الْأُمَّةِ كُلِّهَا أَوْلَهُمَا عَنْ أَخْبَرَهَا يَتَقَبَّلُونَ لَا شَكَّ فِيهِ وَأَنَّهُ لَا يَجِدُ
 لِنَفْسِهِ سَلَفًا وَلَا إِمَامًا فِي جَمِيعِ الْأَعْصَادِ الْحَمُودُ لِلَّهِ فَتَقَدَّرَ اتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
 نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْمَنْزِلَةِ اسْتَبْرَأْ مَوْلَانَا بَحْرُ الْعُلُومِ عَبْدُ الْعَزِيزِ كَاهِنُومِي الْخَفِيُّ
 زَمَانِيَّ بَيْنَ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا
 نَكْرَانِي جَابِيَّ بَلَدِيَّةٍ شَرْعِيَّةٍ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا
 كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا
 مِنْ زَمَانِيَّ بَيْنَ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا يَزَامُ كَرَسِيَّ تَوَاسُتَ مَخَالَفَ كَمَا
 عَلَى التَّخْيِيرِ وَتَحْصِيصِ الْعَمَلِ بِفَتْوَى مُجْتَهِدٍ دُونَ

مجتہد حکم لا یلتفت الیہ بل ہو تغیر حکم الشارع من دون بڑھان حجۃ اللہ الواسعۃ
 ۱۹ مولانا ریس المحققین المتأخرین حجۃ من حج المولانا شاہ ولی اللہ صاحب دلائل عدید
 اس التزام تقلید مذہب مسین کو باطل کیا ہے اور کتاب مستطاب عقد الجید اور انصاف ایسی
 تحقیق اور تفصیل میں تالیف فرمائی ہے سو تمام عبارات کتابوں او کو کی سبک کہان نقل ہو سکتی ہے
 طالب حق کو اور شایق تحقیق اور تدقیق کو چاہیے کہ اوں کتابوں کو مطالعہ سے مشرف ہووے
 لاکن کچھ قدیمی قلیل بطور تین اور تبرک کے ہم ہی ذکر کرتے ہیں مگر پہلو اتنا سمجھ لینا چاہیے
 کہ عامی کے صحیح تو یوں فرماتے ہیں کہ اسکا کوئی مذہب ہی نہیں اور اسکی سبیل عمل کے
 بھی ہے کہ وہ علماء وقت سے سوال کرے جیسا کہ پہلے ساتوین روایت میں کلام سے
 سید بادشاہ کے اور گیارہویں روایت میں کلام سے آخون قدما رہی کے اور پندرہویں میں
 کلام سے محقق شامی کے معلوم ہوا تو مذہب اختیار کرنا اوں کے نزدیک علماء ہی کی شان ہے جو
 مسائل فروع وصول امام کے سے واقف ہیں سوا اسکے حق میں عقد الجید میں فرماتے ہیں
 إِذَا ارَادَ هَذَا الْمُجْتَهِدُ أَنْ يَحْلُلَ فِي مَسْئَلَةٍ يَخْلُفُ مَذْهَبَ إِمَامِهِ مُقْلِدًا فِيهَا لِإِمَامٍ آخَرَ هَلْ
 يُجُوزُ لَهُ ذَلِكَ لِيُخْتَلَفَ فِيهِ مَنَعَهُ الْعَرَّاءُ وَشَرِّدُمَهُ وَهُوَ قَوْلُ ضَعِيفٍ عِنْدَ الْجُمْهُورِ لِأَنَّهُ
 مَبْنَاهُ عَلَى أَنَّ الْإِنْسَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَأْخُذَ بِالْأَدِلِّ فَإِذَا فَاتَ ذَلِكَ لِحُجْلِهِ بِالْأَدِلِّ لَا يَثِلُ
 إِنَّمَا اعْتِقَادُ أَفْضَلِيَّةِ إِمَامِهِ مَقَامَ الدَّلِيلِ فَلَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَخَالَفَ الدَّلِيلَ الشَّرْعِيَّ
 وَدُرُ بَانَ اعْتِقَادُ أَفْضَلِيَّةِ الْإِمَامِ عَلَى سَائِرِ الْأَئِمَّةِ مُطْلَقًا غَيْرَ لَا زِمَ فِي مَنَاجِزِ التَّقْلِيدِ
 إجماعاً لِأَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ كَانُوا يَعْتَقِدُونَ أَنَّ حِرْمَ هَذِهِ الْأَمَّةِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُو كَانُوا
 يُقْلِدُونَ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْمَسَائِلِ غَيْرِهَا يَخْلُفُونَ قَوْلَهَا وَلَمْ يُنْكَرْ عَلَى ذَلِكَ فَكَانَ إِجْمَاعاً عَلَى
 مَا قُلْنَاهُ وَأَمَّا أَفْضَلِيَّتُهُ قَوْلِي فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ فَلَا سَبِيلَ إِلَى مَعْرِفَتِهَا لِلْقَلْدِ الْعَرَفِ
 فَادَّ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ شَرْطاً لِلتَّقْلِيدِ إِذْ يَلْزَمُ أَنْ لَا يَصِحَّ تَقْلِيدُ جُمْهُورِ الْمُقْلِدِينَ
 ذَلِيلٌ فِي سَبِيلِنَا هَذِهِ هَذَا عَلَيْكُمْ لِأَنَّهُ كَثِيرٌ أَمَّا يَطْلُعُ عَلَى حَدِيثٍ يَخَالَفُ
 مَذْهَبَ إِمَامِهِ أَوْ قِيَاسٍ قَوِيٍّ يَخَالَفُ مَذْهَبَهُ فَيَعْتَقِدُ الْأَفْضَلِيَّةَ فِي تِلْكَ
 الْمَسْئَلَةِ بغيره وَذَهَبَ الْأَكْثَرُونَ إِلَى جَوَازِهِ مِنْهُمْ الْأَمْدِيَّةُ وَابْنُ الْحَاجِبِ

وَابْنُ الْهَسَامِ وَالنُّوْدِي وَاتَّبَاعُهُ كَأَبْنِ حَجَّيْدٍ وَالرُّمْلِيُّ وَجَمَاعَاتٌ مِنَ
الْحَنَابِلَةِ وَالْمَالِكِيَّةِ مَنْ يَفْقَهُ ذِكْرَ اسْمَائِهِمْ إِلَى الطَّرِيقِ وَهُوَ الَّذِي اتَّخَذَ عَلَيْهِ لَا تَفَاقُ
مِنْ مُفَقِّهِ الْمَذَاهِبِ لِأَدْبَعِهِ مِنَ الْمَتَأَخِّرِينَ وَتَشْجُوهُمْ كَلَامُهُمْ فِي شَهِيدٍ فِي سَبِيلِ الْمَدِ كَجَلِيلٍ مَوْلَانَا
مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعِيلٍ فِي ابْنِ سَمْعِيلٍ كَوْبَعَةٍ حَقِيقِي قَزَارِ دِيَا هِيَ أَوْ شَعْبَةَ رَفَضَ كَا تَهْمِ يَا هِيَ
أَوْ رَجَابِ مَوْلَا كُوَانِينَ سَمْعِيلٍ سَمْعِيلٍ سَمْعِيلٍ سَمْعِيلٍ سَمْعِيلٍ سَمْعِيلٍ سَمْعِيلٍ سَمْعِيلٍ سَمْعِيلٍ سَمْعِيلٍ
مُجْتَهِدِ مَعِينٍ كَا كِيَا هِيَ أَوْ يَحْيَى سَمْعِيلٍ كَا كِيَا هِيَ أَوْ يَحْيَى سَمْعِيلٍ كَا كِيَا هِيَ أَوْ يَحْيَى سَمْعِيلٍ
نَقَامِ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ دَلِيلٍ
الضَّرِجِ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ
يَحْيَى مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ
بَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ
مِنْمَا يَنْدِي تَحْدِيدِ صِلَى أَرْصُولٍ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ
بُورِ وَرُوي كَارِجِي أَرْزِيَا تَحْضِلُ أَمْرِي كِيَا وَرَانِ أَرْزِيَا مَرْجِي بُوْرِي وَرَانِ أَرْزِيَا مَرْجِي بُوْرِي
شُخْصِي مَعِينٍ أَرْزِيَا مَعْجِدِينَ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ
كَأَنَّ تَابِتِ الْأَصْلِ سَمْعِيلٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ
مَا كَثِيرٌ بَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ
بَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ وَبَعْضُهُ مَنَافِعُ
وَعَدَمِ مَبَالَاتٍ بِقَاتِمَةِ جِهَادِ لِسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي
اسْتَعْمِلَ أَوْ دُوسَرِي جَلِيسِي الْفِيحِ الْحَقِّ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ
قِيَّاسِيَّةٌ شُغْلُ صَوْنِيَّةٌ وَتَوَانِينُ عَرَبِيَّةٌ مَرْغُوبَةٌ وَارَادَةُ وَتَقْلِيدُ شُخْصِي مَعِينٍ
وَعَدَمِ مَبَالَاتٍ بِقَاتِمَةِ جِهَادِ لِسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي
تَقْلِيدُهُمْ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ مَعِينٍ
وَعَدَمِ مَبَالَاتٍ بِقَاتِمَةِ جِهَادِ لِسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي
وَعَدَمِ مَبَالَاتٍ بِقَاتِمَةِ جِهَادِ لِسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي وَنَسَانِي

کرده شود و یا دعوی اجتناب و ولایت را مثل دعوی ثبوت یا دعوی امامت بطریق بغی بر امام حق باعث
قتال و امامت قرار داده شود آیا دعوی مبنی بر اطاعت قاضی جبر کردن میرسد بر اطاعت مجتهد
که رو حکم قاضی دیگر را هم میرسد چه جایی احاد و رعایا بخلاف حکم مجتهد که بر کسی قبول آن واجب
نیست لایماد و قیقا اگر مخیر مجتهد باشد که اول تقلید مجتهد اول اصلا جائز نیست و بغی بر امام
حق اگرچنان باغی لیاقت امامت نیست باشد اصلا جائز نیست برخلاف دعوی خیار
که قیقا ملک اجتناب و باید کرد و تقلید از اگر کون خود و و باید انداخت با لفظ غرض ازین کلام آنکه اشتغال
بغیر غرض از کتاب رست و تعلیم و تعلیم آن خواهد نمودن باشد خواه با سماع مضامین سماع
و اشاعت آن از جنس کل شرب و لباس است که دراز مذکاتی بر آنست و اشتغال با چکاره غیر
معتبره و اشتغال صدقہ افکار فیصل مراد و و صاحب است که عند الضرورت بقدر حاجت بطور
آرند و بعد از آن بکار پسندی خود اشتغال باشند و عثمان و شمار خود محرمیت خاصه و تسنن و تعلیم
باید داشتند و تدریس به تدریس و انسلاک در طریق مخصوصه بکودناهب و طرق را مثل
و کاکین عطارین باید شمر و خود را از مسلک آن چند نمادی باید ساخت چنین آنکه سپاسیان را عوان
پس گیر می شمارست و اعلا کلمه سلطانی کار و بار و وقتی که بدو انجمن ششوندار هر دو کانی که
برست آمد میگرد و بقدر حاجت بعمل آرند و باقی بر برای وقت ضرورت نگاه میدارند و بکار و
بار خود مشغول میباشند همچنین محمدیه خالصه را شمار خود باید کرد و اقامه ظاهر سنه را کار بار خود
و شت و احکام فقهیه صحیحہ و اشتغال صدقہ معتبره را که خالی از شوب فساد و بدعت باشد بقدر حاجت
استعمال باید کرد و زاید از آن بان توغلاخ نماید کرد و استی سبجان البدو لانا نے کیا اچھی تمثیل
عمل با محدث کے ساتھ امور و از مذکاتی کی نسبت یہ عمل با قول مجتہدین کے ساتھ و والکی دی
ہے سو و شبہ اول کی تو ایسی ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں لاکن وہ شبہ
ثانی کی پس یہ ہے کہ جیسے دو وقت در دفاتر بکے مثلاً بکار ہوتی ہے اچھی تقلید کسی مجتہد
کی قول کی وقت مرض قلبی کے کہ وہ جہل ہے کسی سنیہ سے و کار ہوتی ہے اور شبہ نہایت
مجتہدین کی و کانون سے عطار و ملی بھی کیا واضح ہے تو اس سے نظر باریک غور کرنا چاہیے
کہ جب کوئی شخص التزام کرے کہ کہ میں عید عیداری سے متلاذد الیا کو نکاد و سرے سے کہہ

نو نگا تو وہ بیشک ایک ایکن ہلاک ہی ہو جائیگا یعنی اوسدن گز وہ تو درذات الجنب میں
 مثلاً مبتلا ہو رہا ہو اور عبد اللہ عطار کے پاس و سکی دوا نہیں ہے ایسا ہر وہ شخص جسے
 الزام کر کہا ہو کہ میں تمام عمر ابو حنیفہ ہی کی مثلاً تقلید کرونگا شافعی مالک کی ہرگز نہیں تو وہ
 کتنی کیسین گناہ میں مبتلا یا کسی فرض کا تارک ہی ہو جائیگا مثلاً الیگورت حنفیہ ہر جوان شہنشاہ
 اور اسکا خاوند منقہ و الخمر ہو اور عرصہ چار برس کا گزر گیا ہو اور اسکو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ نہ
 کے صاد ہو نہ کا خوف غالب ہو تو دیکھو کہ اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام ابو حنیفہ کے
 مذہب میں کوئی علاج نہیں وہ تو یہی فرماتے ہیں کہ نو تو جس برس تک زنا کی منظر ہے تو وہ عورت
 خواہ زنا میں مبتلا ہو وے ہی گی اور اگر الزام نہ ہو تا تو بیشک نہ سبوح جانی اسلیئے کہ امام
 مالک کے مذہب میں اسکی دوا یعنی تجویز نکاح ثانی کی بعد چار برس کے موجود ہے ایسا ہی ایک
 شخص حنفی کہ سفر میں ایسا موقع آن پڑا کہ نماز ظہر و عصر کی اپنے اپنے وقتوں میں دوا نہیں کر
 سکتا اور اسکو الزام تھا کہ شافعی مذہب کی تقلید کہو مگر گیارہ جمع میں ظہر و عصر گزر کر گیا تو وہ
 بیشک ایک ناکو اون دونوں میں سے قضا ہی کر لگا اور اگر اسکو الزام حنفیہ کا نہ ہوتا تو بی تاں
 دونوں زکوٰۃ کو شافعی مذہب پر جمع کر کر ادا کرتا اور ترک فرض سے محفوظ رہتا مگر اور بولتا ہوں
 سالہ منیر العینین نے اثبات رفع الیدین میں جہین ایسی تقلید کو شبہہ نفس کا فرمایا ہے یہ
 اشیاء کرتے ہیں وقد غلا الناس في التقليد، وتخصوا في الزام تقليد شخص معين حتى منعوا
 الاجتهاد ومنعوا تقليد غير امامه في بعض المسائل وهذا هو الداء العضال الذي هلك
 الشيعة فهو لا يصرأ شرفاً على الهلاك الا ان الشيعة قد بلغوا اقصاها فجؤوا
 رد النصوص بقبول من يزنمون تقليده وهو لا يخذلوا
 فيها واذا لولوا آيات المشهورة الى قول امامهم انتهى
 شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی ہی مقرر ہیں کہ طریق متقدمین کا یہی تھا کہ کسی ایک کی خاص
 کر تقلید نہیں کیا کرتے تھے اور اس قول کو آیت اور حدیث اور اجماع کی طرف مستند فرماتے
 ہیں اور کلام سے حافظ الحدیث ابن حزم کے یہی استہاد کرتے ہیں اور فرماتے ہیں
 کہ انصاف و عدل اس میں ہے چنانچہ تحصیل التعرف فی معرفة الفتن و التصوف میں

میں ارشاد کرتے ہیں تو وہ اتباع المجتہدین والاقدایہم فیہ طریقان فكان طریق -
 المتقدم من انہم لا یزول التزام مذہب معین واتباع مجتہد واحد بل كان للمجتہدین
 العمل باجتہادہم وكان سبیل العوام ان یتسفقوا لفقہاء ویرجعوا الیہم من غیر متابعتہ
 احد بعینہ قال الحافظ ابو محمد بن حزم الظاہری ما تعلم احدنا فی زمان القرون
 الثلاثہ الذین ہم خیر القرون اخذ بقول احد بعینہ وانما حدث ذلك بعد تلك القرون
 من غیر انکار احد فكل ذلك عمل الاجماع دلیلہم علی ذلك قی سبحانہ فاسئل اهل
 الذکر ان کنتم لا تعلمون وبقولہ ان الناس صامرون بالحمل بالکتاب السنۃ
 والاجماع والاقدایہ العلماء فیما یقتضی فما وجب التحیین والتخصیص الی ہذا الشا
 قول الشیخ علیہ وسلم اصحابنا کالجوعم بابہم اقتدیتم اہتدیتم والعملاء کلہم
 فی حکمہم وھذا القول اقرب الی الامضاء والعملاء انتہی قول قدماء الخلاف فی ہذا
 الحدیث فیہ مستندنا فی کلام الشیخ الایم والجماع علی ما علی قاری فی
 ہی وقرآن کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کسیکے علم میں کیا کہ حنفی ہی ہو یا شافعی ہی ہو
 یا مالکیہ حکم یہ ہے کہ اگر ان علم والقرآن و حدیث پر عمل کرے اور الزامی ہو
 ترک ہی ال علم سے پرچہ سے چنانچہ شرح ترمذی المسلمین فرماتے ہیں وہیں العلماء
 ان الله سبحانه وتعالى ما كلف احدا ان يكون حنفيا او مالكيا او شافعيًا او
 حنبليًا بل كلفهم ان يعملوا بالكتاب السنۃ ان كانوا علماء وبقول العلماء ان كانوا
 جملاء انتہی اور نیز بیچ رسالہ ستم القوارض کہ تم اگر بانی نقلہ اند لو انتقل خفی الی الشافعی
 لم یقبل شہادتہ وان كان مالکيا کافی و آخر الجواہر وقد انما تری لا یجوز لمسلم ان یقتضی
 بتلید فان المجتہدین من اهل السنۃ والجماعۃ کلہم علی ما لا یحب علی احد من ہذا الامۃ
 ان یكون حنفيا او شافعيًا او مالکيا وحنبليًا بل یحب علی احاد الناس ان یعملوا
 ان یقبلوا احد من هؤلاء الاعلام لقوله تعالى فاستعملوا
 اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون وبقولہ بعض مشائخنا سراج من سراج
 عالمنا فی اللہ سألنا انتہی ظام السلی القاری فی سیم القوارض فی فوم الروافض

علم ازجہ مؤخر

علماء حنفیہ عراق اور ماوراء النہر نے سات سلسلوں میں امام مالک و امام شافعی کے قول پر فتویٰ
 دے رکھا ہے پھر اگر تقلید ایک ہی مجتہد کی واجب ہوتی تو وہ علماء حنفیہ کیوں مذہب
 مالک اور شافعی پر فتویٰ دیتے جیسے کہ فرمایا شرح اسپعیانی میں نقلاً عن جامع الفتاوی
 افتی علماء العراق و ماوراء النہر علی قول مالک و الشافعی فی
 سبعہ مسائل منها تقریبات ماۃ الغائب بأربع سنین الی اخرہ اس روایت سے
 ہوا عزراون متقلدین مخصوصین کا جو کہتے تھے کہ جس نے اپنے مذہب کے خلاف پر فتویٰ
 دیا ہے تو ایک یا دو سلسلوں میں دیا ہے اور اس سے زیادہ ممکن ہے اور وجہ دفع ہونے کے
 ظاہر ہے اس شخص پر جو کہ دو میں اور سات میں فرق کر سکتا ہے ۲ فتاویٰ حنفی
 میں ہی فرمایا ہے کہ مسئلہ نکاح بن مفعود میں امام مالک کے مذہب پر حنفیوں نے عمل کر رکھا
 ہے چنانچہ بعد بیان مذہب امام مالک کے در باب نکاح زوجہ مفعود کے فرمایا ہے
 قول مالک معول بہانی ہذہ المسئلۃ وھو من لے الشافعی ولو افتی بہ الحنفی
 یحیی فتاۃ انتہی ۳ بعض علماء حنفیہ خوارزم کے نے اختیار کر رکھا تھا کہ جو کوئی نماز
 میں خطا سے قمرات غلط پڑھ جائے تو نماز اسکی فاسد نہیں ہوتی تو اسمیں امام شافعی
 کے مذہب پر فتویٰ دے کر رکھا تھا چنانچہ فتاویٰ بزاز نے میں کہا ہے ان من علماء
 خوارزم یخبر من اصحابنا من اختار عدم فساد الصلوٰۃ بالخطا فیہا اخذ المذہب
 الشافعی فقیل لہ مذہبہ فی غیر الفاتحۃ فقال اخترت من مذہبہ الاطلاقی و ترک
 التبعۃ انتہی نقلہ علامہ خاتم المتأخرین ابن نجیم فی بعض رسائلہ فی الوقف و
 نقل التہامۃ البضا فی القول السدید سو اگر تعین مذہب ضرور ہوتی تو یہ فتویٰ بعض
 علماء خوارزم کا بلائیکہ کیوں جاری ہوتا ۲ قصات متأخرین نے فتویٰ دے کر رکھا ہے قسم
 کہلانے گواہوں کو قائم مقام تزکیہ کے برابر مذہب ابن ابی ایلیہ کے چنانچہ ابن ابی ایلیہ
 شرح مسلم میں فرماتے ہیں کو زوجہ و ایدہ صحیحہ من مجتہد آخریون العمل بہ الا انہی
 ان المتأخرین اختلفوا بتخلف الشہد اقامہ لہ مقام الذمۃ علی مذہب
 ابن ایلیہ فافہم انتہی سو اگر تعین مذہب نہ ہو تو

بلکہ اگر تفسیر مذاہب اربعہ کی لازم ہو تو یہ فتویٰ مذہب پر ابن ابی سیلی کے کیوں جاری ہوتا
 جبکہ مائز میں مذہب معین ابن روایت کو دیکھتے ہیں کچھ نہیں کہہ سکتے مگر اتنا کہ یہ فتویٰ اور
 احکام علماء حنفیہ کی مذہب اہلک و شافعی اور ابن ابی سیلی پر بنا بر ضرورت کی تھی الضرورات
 مخرج المخطورات چنانچہ حضرت مولف فی روایت اخیر سے اخیر میں باب ثانی کے یہی جواب یا
 یہی اسلیئے ضرور ہوا کہ علی الرغم انکے جواب میں اس عذر کی وہ روایات جسٹے بلا ضرورت فتویٰ دینا
 مذہب مخالف پر ثابت ہونقل کیا وین تو سنہ ۱۲۸۷ شیخ الاسلام عطار بن حمزہ سے ایک
 شخص نے ایک مسئلہ خلاف حنفی مذہب کے دریافت کیا اور کہا کہ واسطے اجرائی اس حکم
 کے جو مخالف حنفیہ کے جو قاضی حنفی کسی شافعی الذہب کے پاس مقدمہ بھیجے کہ وہ شافعی
 موافق اپنے مذہب کے حکم جاری کرے اور حنفی قاضی اپنے مذہب کے مخالفت سے باز رہے تو جواب
 دیا کہ درست ہے قاضی حنفی کو یہی مقدمہ کا پاس شافعی الذہب کے اور اگر وہ
 قاضی حنفی آپ ہی او مستعد میں مخالف مذہب اپنے امام کے حکم دیوے تو یہی درست
 ہے چنانچہ مجموعہ انوازل میں ذکر کیا ہے سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ عن اب
 الصغیر نقول جہا من معین وقيل ابی وکبر الصغیران وینہما غلبت منقطعاً
 قد کان النکاح بشہادۃ الفسقة هل يجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی الذہب
 لیبطل هذا النکاح بسبب نہ کان بشہادۃ الفسقة قال نعم وللقاضی الخفی ان یفعل
 ذلک بنفسہ لخذل هذا المذہب ان لم یکن مداناً ہتی کذا فی العالگیریہ تو غور کر کہ اگر عمل اور
 فتویٰ بذہب مخالف ضرورت ہی کیوں جائز ہوتا تو اس سائل کو شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ
 باوجودیکہ شافعی الذہب ہو چودہا اور ضرورت خلاف کرنیکی اپنے مذہب حنفی کو نہ تھی کیوں
 حکم دیا کہ حنفی قاضی آپ ہی اس نکاح کو برخلاف مذہب امام اپنے کے باطل کر دیں جیسا
 کہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے فقہاء علی خلاف الذہب کو بدون ضرورت کے بھی
 درست کیا ہے ایسا ہی اور فقہاء سنی بھی درست کیا ہے چنانچہ عہدہ میں فرمایا ہے
 یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی الذہب لیبطل النکاح اذ کان التزوج بشہادۃ
 الفسقة والخفی ان یفعل ذلک وسئل مسئلۃ الفسقاء علی خلاف مذہبہ

کہانی الفضل السہودی رحمہ اللہ امام طوسی نقل کرتے ہیں کہ ایک روز جمعہ کی نماز ہوئی تھی
 اور قاضی ابوالطیب طبری شافعی بکیر کہنے کو سہو ہو گیا تو ناگاہ ایک جانور نے اُنکے
 اوپر بیٹھ کر دی اور پٹا ہے کہ شافعی مذہب میں بیٹھ جانور و کئی شخص ہونے سے لاکن
 قاضی ابوالطیب نے شافعی ہو کر اوس بیٹھ کے شخص ہونے میں امام احمد بن حنبل کی تقلید
 کر لی اور کہا کہ میں اب شافعی ہوں اور تکبیر تحریمہ کہہ دی اور نماز میں داخل ہوئے چنانچہ امام
 سید شریف علی السہودی نے نقل کیا عن الکتاب الخاوم فرمایا ہے ان الامام الطحاوی
 رَحِمَهُ اللہُ حَکَمَ اَنْدَا قِیْمَتِ صَلَوةِ الْجَمْعَةِ وَهُمْ الْقَاضِیُ ابُو الطَّیْبِ الطَّبْرِیُّ بِالْتَّکْبِیْرِ فَاِذَا
 طَاوُفَ دَرَقَ عَلَیْهِ فَقَالَ اَنَا حَنْبَلِیٌّ ثُمَّ اَحْرَمَ وَدَخَلَ قُلْتُ وَمَعْلُومٌ اِنْ اَنَا مَا كَانَ شَافِعِیًّا
 یُحْتَبِ الصَّلَوةَ بِدَرَقِ الطَّائِفِ فَلَمْ یَمْنَعُهُ عَمَلُهُ اِی السَّابِقُ عِنْدَ هَبْرِیِّ لَکَ
 میں تقلید الخالف انتہی علی ما نقل العلامة الحسن الشرنبلالی الحنفی نے
 العقد الفرید میں اور ایسا ہی مروی ہے کہ قاضی ابوعاصم عامری حنفی وقت نماز مغرب
 تھا شافعی کی مسجد میں تشریف لگے تو قاضی ابوعاصم عامری حنفی کو تھا شافعی نے
 دیکھ کر سوؤن کو حکم دیا کہ تکبیر میں دو دو کہہ کہے واسطے خاطر داری قاضی حنفی کے باوجود کہ
 شافعی مذہب میں تکبیر میں ایک ایک کہہ جاتا تھا اور قاضی حنفی کو امام بنایا تو اوہوں نے
 بھی اپنے مذہب کے خلاف پاسقی کرتا تھا شافعی کے جہر بملہ مع القراءة اور رفع یدین و
 غیر شافعیوں کے موافق نماز ادا کیا چنانچہ امام سید شریف علی السہودی کتاب دوم سے
 نقل فرماتے ہیں ان القاضی اباعاصم العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القضا
 والمؤذن یؤذن المغرب فترک ودخل المسجد فلما رآه القضا قال امو المؤمن ان شی
 الاقامة وقدم القاضی فقدم وجر بالبسملة مع القراءة والی لبشعار الشافعیہ
 فی صلوئہ ومعلوم ان القاضی اباعاصم انما یصل قبل لبشعار مذہبہ فلم یمنعہ سبقت
 عملہ عند ہبیری ذلک ایضا انتہی علی ما نقل العلامة الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید
 اور طحاوی نے بھی اس قصہ کو نقل کیا ہے تبنیہ حضرت مولف نے جواب میں روایت تھا
 اور ابوعاصم کے پھر ارشاد کیا ہے کہ یہ روایت مخالف ہے اجماع کے تو اس کو تم

غوب دیکھتے چلے آتے ہو کہ اجماع است کا کس طرف ہے الزام کی طرف ہو یا عدم الزام
 کی طرف اور یہی فرمایا ہے کہ جائز ہے کہ کیا گیا ہو یہ فعل نظر نفوذ کے نہ نظر اسنے کے یہ
 فعل درست ہے سو بطلان اس قول کا صریح ہے اسلئے کہ یہ فعل اور ترک مذہب امام اپنے کا
 قاضی ابو عاصم وغیرہ سے باوجود منع جاننے کے واقع نہیں ہوا اور نہ کیا جبر ہوا تھا کہ باوصف
 علم عدم جواز اقام کے مرتکب اس گناہ کے یعنی ترک تقلید کے بزعم مؤلف ہوئے تھے
 راست فرمایا حضرت مسلم بن یزید رضی اللہ عنہ خیر ائفقیہ فی الدین نامہ میں
 فہم و دانش ۳۲ خاتم التاخرین زین العابدین ابن نجیم صاحب بحر الرائق ذیل صحت
 حکم ملحق کے میں اور ظاہر ہے کہ جو شخص ملحق کو جو جمع میں لکھیں فی حادثہ و عادیہ سے
 عسایت ہے جائز کہی و اختیار عمل بخلاف مختلفہ میں بطریق اولے جائز کہ کیا گئے کہ جمع
 اولئین تو اختلاف ہی ہے اور ثانی مجمع علیہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں رسائل زینیہ میں
 وَیُمْکِنُ اَنْ یُّؤْخَذَ حَقُّهُ الْاِسْتِیْنَادُ مِنْ قَوْلِ ابی یُسُفَ وَحَقُّهُ الْبَیْعُ لِبَعْضِ قَاضِی
 بِقَوْلِ ابی حَنِیْفَةَ بِنَاءً عَلَیْهِ جَوَازُ التَّائِیْقِ فِی الْحُکْمِ مِیْلَ الْقَوْلِ ۳۳ غانیہ سے منقول ہے
 کہ اگر کسی شخص نے قسم کہا ہے کہ میں عورت کو میں نکاح میں لاؤں گا اسکو طلاق ہے پہر اسے
 ایک عورت سے نکاح کر لیا اور کسی فقیہ سے پوچھا کہ اب اسکو طلاق ہوئی یا نہیں تو فقیہ نے حکم
 دیا کہ طلاق نہیں ہوئی تو اس شخص نے اس عورت کو اپنی زوجیت میں کہا اور پہر آئندہ
 ایسی ہی قسم کہا لی اور بعد اسکے دوسری عورت سے نکاح کر کے حکم اسکا کسی دوسری فقیہ سے پوچھا
 تو اس دوسری فقیہ نے بخلاف پہلے فقیہ کے حکم دیا کہ طلاق واقع ہو گئی تو اس شخص کے مقین
 ہوا جو آئندہ یہ فتویٰ ہے اور حکم ہے کہ وہ شخص پہلی عورت کو پہلے فقیہ کی تقلید سے اپنے نکاح
 میں سمجھے اور دوسری عورت کو دوسری فقیہ کی تقلید سے مطلق سمجھے چوہدری سوہبہ حکم
 صریح دلت کرتا ہے اس بات پر کہ ہوا ایک فقیہ کی تقلید کرنے اور کہو دوسرے کی اور ایک مسئلہ
 میں صغی ہوتا اور دوسرے مسئلہ میں شافعی ہو مگر درست ہو اور ایک ہی امام معین کی تقلید واجب
 نہیں ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صغی تحفیل للعرف فی سمرقہ الفقہ و تصوف میں
 فرماتے ہیں وَلَقُلْ عَنْ الْحَاضِرِ فِی مَسْئَلَةِ تَعْلِیْقِ الطَّلَاقِ بِالْفَرْجِ اَنْدَقَالَ اَصْحَابُ اَبْنِ اَبْنِ

روایت لکھنی

میں سے

میں سے

اللہ اَنْ صَاحِبِ الْحَادِثَةِ اِذَا اسْتَفْتَى عَدْلًا مِنْ اَهْلِ التَّقْوَى نَافَقِي بَطْلَانِ الْبَیِّنِ وَسِعَهُ
 اَنْ یَاْخُذَ بِقَتْلُوْهُ وَیُمِیْسَکَ الْمَرْأَةَ اِنْ تَزَوَّجَ اُخْرٰی بَعْدَ مَا وَقَدْ حَلَفَ بِطَلَاقِ کُلِّ امْرَاةٍ
 تَزَوَّجَهَا فَاسْتَفْتٰی فِیْهَا اَحَرَّ مِثْلَهُ نَافَقًا بِعِصَّةِ الْبَیِّنِ وَدُوقِعَ الطَّلَاقُ الْمَضَافِ الِیْهِ
 بِالْزَوْجِ فَاَنْدَ یُمِیْسُکَ الْاَوَّلٰی وَیُفَارِقُ الثَّانِیَةَ وَهَذَا کُلُّهُ دَلِیْلٌ
 عَلٰی اَنْدَ یَجُوْزُ الرُّجُوْعُ مِنْ فِقْدِیْلِ الْفَقِیْهِ وَاَنْ یَکُوْنَ السُّفْحُ حُفٰی لَمَذْهَبِ فِیْ مَسْئَلَةٍ
 وَشَافَهُ لَمَذْهَبًا وَغَیْرِهِ فِیْ اُخْرٰی وَلَا یُعْقِلُ دِلَامَ بَعِیْدَ نَتِیْ اَوْ رِیْجِ رَوٰیثِ ذَنْبِهِ مِنْ اَوْ
 نَوَافِرِ سَتَمِیْنِ اَوْ رِقُولِ سَیِّدِ وَغَیْرِهِ مِنْ یَحِیْیِ مَوْجُوْدٌ هِیْ ۱۲۱ اَوْ رِیْجِ سَیِّدِ حَیْدَرِ عَلٰی
 مَرْحُوْمِ سَاکِنِ قَصْبِہٖ نُوْمَکَ کَہْ جَوْبِہٖ رَیْ عَالَمِ مَتَجَرِّجِ مَاعِ مَعْقُوْلٍ وَنَسْقُوْلٍ شَاکِرِ رَشِیْدِ مَوْلَا نَاشَاہِ
 عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَوْ رِیْجِ مَوْلَا نَاشَاہِ رَفِیْعِ الدِّیْنِ قَدَسَ سِرِّہٖمَا کَہْ تَحِیْ اِنِّیْ رَسَالِہٖ اِلَیْہِ اَلَا نَسْ یَحِیْ
 اَلْحَافِیْنَ کَہْ جَوْرُوْدِیْنِ مَوْلَوِیْ فَضْلِ رَسُوْلٍ بَدَا نُوْمِیْ کَہْ تَحْرِیْرِ کِیْ سَبْتِ فَرَاغِیْ قَبْلِ اَلْحَافِیْنَ
 بَعْضِ مَتَجَرِّجِیْنِ رِیْجِہٖ حَالِ سَلْکَرِ اسْتَدْعَاکِیْ کَہْ چَنْدِ بَا تِیْنِ مَوْلَوِیْ اَسْمَعِیْلِ کَہْ طَرَحِہٖ فَعْلَکِیْ
 کَہْ مَوَافِقِ مَخَافِ سَوِّحِیْقِیْ کِیْجَاوِیْنِ ہَرْچَنْدِ اَنَشْمَدِ وَنِیْ رِیْجِ مَوْلَوِیْ اَسْمَعِیْلِ کَہْ کَلَامِ سَوِّیْلِہٖ ہَرْچَنْدِ
 اَوْ نَکُوْا اَصْلًا قَیْدِ مَذْہَبِ مِلَّتِ کَہْ نَبِیْنِ ہَرْ اَوْ سَیْفِ اَلْجَبَا وَغَیْرِہٖ رِیْاٰلِیْنِ مِنْ مَحْقُوْقِ ہُوْیْ کَا جَوَابِ سَاکِنِ
 یَہِہٖ ہَرْ کَہْ حَالِ سَاکِلِ مَذْکُوْرِ کَا تُوْیْ کِیْنِ سِیْ مَعْلُوْمِ ہَرْ کَا پَرَا تَا کَہْ جَا تَا ہِہٖ کَہْ مِلَّتِ سِیْ اَکْرَمِ اَوْ
 یَہِہٖ ہَرْ کَہْ مَوْلَوِیْ اَسْمَعِیْلِ کُوْقِیْدِ دِیْنِ اِسْلَامِ کَہْ نَبِیْنِ تَہِیْ کِیْجَا سَلَامَتِ کِیْجَا یَہِہٖ کِیْجَا ہَرْ
 کِیْجَا مُشْرَکِ بَنَتِ تَہِہٖ تُوْیْہِہٖ بَاتِ قَابِلِ جَوَابِ کَہْ نَبِیْنِ اَسْکُوْہَرْ کُوْیْ جَا تَا ہِہٖ کَہْ یَہِہٖ جَہِشِہٖ
 اَوْ رَا اَکْرَمِ اَوْ مِلَّتِ سِیْ وَہِیْ مَذْہَبِ ہَرْ تُوْجَوَابِ سَاکِنِ ہَرْ کَہْ قَیْدِ اَیْکِ مَذْہَبِ کَہْ اَلْاَوَّلِ کَا ہَرْ کَہْ
 حَقِیْقِیْنِ اَلْاَحْوَالِ مِنْ اَوَّلٰی اَوْ مُسْتَحْسَنِ بَلْکَہْ ضَرْوِہٖ تَہِہٖ کِیُوْ کَا دِیْنِ ہَرْ جَلَا سَاہِلِ ہَرْ جَا تَا ہِہٖ
 لٰکِنِ ہَرْ شَخْصِ کِیُوْا سَطْرِ ضَرْوِہٖ نَبِیْنِ جِسْکُوْا اَلْعَالِیْ مَرْتَبَہٖ حَقِیْقِیْ کَا دِہٖ وَہِہٖ کِیُوْا قَابِلِ کَہْ
 یَہِہٖ تَقْلِیْدِ اَیْکِ شَخْصِ مَعِیْنِ کَہْ اَسِیْرِ اَکْرَمِیْ اَوَّلِہٖ شَرِیْعَہٖ سِیْ ہُوْ تُوْا وَفُوْکَرِ قَیْدِہٖ تُوْا ہَرْ
 بَعِیْلَامِ کَہْ ہِہٖ فَاَسْأَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اَنْ یَنْتَہِیْ لَاعْلَمٰی سَیِّدِ شَرِیْفِ فِیْ مَلْکَہٖ اَعِیْیَیْنِ کَہْ
 ہَرْ کَا اَوَّلِ اَوْ رَسُوْلِہٖ کِیْ اَیْکِ جَہَنْمِیْ ذَمِّہٖ سَلَوَاتِ کَرَامِہٖ اَوْ ہَرْ ہَرْ ذَمِّہٖ کَوْتِ کَا حَرَامِہٖ ہَرْ
 اَوَّلِ اَوْ رَسُوْلِہٖ وَہِہٖ عِلْمًا عَظَامِہٖ مِنْ اَوْثَرِ تَقْلِیْدِ جَوْدِ سِیْ عَالَمِ کَا حَرَامِہٖ ہَرْ

حرام ہو اور جو تحقیق اصل ہو مئی اور تقلید ضروری یعنی وقت نہون مرتبہ تحقیق کی ضرورت پڑے
 تو ہونی تو اس لیے مجتہد معطل کو بھی ایک جبر ہے اور اگر مصیبت تو دو جبر بخلاف عامی مسئلہ کے
 کہ اسکو خطا میں نہ دونا اجربہ ایک محقق کے حقیق کلام برسیل تہزل کیا گیا والا عامی اور تقلید
 کو بھی موافق تحقیق متاخرین اور متقدمین کے تقاضا کی شخص کے لازم اور واجب نہیں اگرچہ اولی
 اور بہتر اور موجب سہل ہونے عمل کے ہو اس ہمارے دعوی پر صحابہ رضاکا اجماع اور دلیل ہے تو
 جو شخص کہ تقاضا ایک شخص کے لازم اور واجب کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے جو عدم وجوب پر اجماع
 صحابہ کے ہو رضاسکو علم نہیں اب سنو اسکا بیان مسلم کتاب علم حدیث الفقہ کے متن میں ہے
 ہوا اخیر اور پہلی کتابوں میں حاجت بیان کی نہیں اس میں ہمارا مطلب ہے اور آخر محقق ہاں مام
 اور اسکی شرحین بھی ایسی سے اب پہلی کتاب و اسکی شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہے مسلم
 اور اسکی شرحین یوں سے قال الامام اجمع المحققون علی منع العلما من تقلید اعیان الصحابہ
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم فان قالوا ثم قد يحتاج فی استخراج الحکم منها الی تتبعہا فی السنۃ
 ولا یقدر العلما علیہ بل یحببہم اتباع الذین سبوا ای نعمقوا و یوتوا ای ردوا
 ابوابا کل مسئلہ علی حدیثہ فہذا فی مسئلہ کل باب نقول کل مسئلہ عن غیرہا واجمعوا
 بکثیرہما جامع و فرقا ببارق و عللوا ای ردوا کل مسئلہ مسئلہ علیہ و فصلوا تفصیلا
 یعنی علی العلما تقلید من تصدی بعلم الفقہ لا اعیان الصحابہ المجملین القول و علیہ نقول
 ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الامام المام الامام الائمۃ مامنا ابو حنیفہ
 الکوفی الامام مالک والامام الشافعی والامام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ و خراہم عنہا حسن
 الخیر لان ذلک المذکور لم یدرفی غیرہم وفیہ ما فیہ فی الحاشیہ قال القرانی انفقہ الاجماع
 علی ان من اسلم فلان یقلد من شاء من العلماء من غیرہم و اجمع الصحابہ علی ان من استفتی
 ابابکر و عمر من المؤمنین فہذا ان یستفتی ابابکر و عمر و معاذ بن جبل و غیرہما و یقولہم من غیر
 نکر فیض دعی برفع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان انہما یقلد بطل ہذین الاجماعین فقال الامام
 و قولہ اجمع المحققون لانہم مبدی الاجماع الذی هو الحق حین یقال لہم انہما یقلد بطل ہذین الاجماعین
 یقول مختار عند احد و یكون الجماعۃ متفقین علیہ یقال اجمع المحققون علی کذا انہ فی کل

ابغثہ فیہ خذل آخر اذا المجتہدون لا یخرون ایضا بل لو اجمعتہم مثل الامۃ الاربعہ وانما ہذا منکثر
 و سؤۃ اذیب بل الحق انہ انما منع من منع تقلید غیرہم لانہ لم یبق روایۃ
 منہم محفوظۃ حتی لو وجدوا روایۃ صحیحۃ من مجتہد آخری ليجوز العمل
 بها الاثر ان الملتزمین افتوا بتخلیف الشہود اقامۃ لہ موضوع
 التي حکیت علی مذہب ابن اسیل کیا فہم نتیجہ
 اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ طعنہ نئی خصوصاً ایسے علماء ان پر عدم تقلید مذہب اور ملت کے
 اور دوسرے مطالعین منشاء اسکا وہی نشہ و شراب قہر الہی کا ہے جسے مکر معلوم ہوا تمام ہو
 تقریر یوں ناجید علی مرحوم کی حیثانہ الاناس میں اور نیز مولانا منقولہ نے سنہ بارہ سے سترمین
 ایک فتویٰ جواب میں کسی سائل کے تحریر فرمایا تھا اور اسلئے میں مع موافقہ علماء ٹونک اور دہلی
 بقاب طبع آیا تھا وہی نقل کیا جاتا ہے چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شیعہ متین دربار
 کیسکہ ایمان برخدا و رسول آوردہ بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقلید مذہبی از مذہب اربعہ جل و جان
 کرستہ و آئمہ اربعہ را پیشوای خود میداند و خود را محمدی میگویند و مقلد مذہب حسین را کہ خود را حنفی یا شافعی
 مثلاً میگویند نیز محمدی میداند مثل عبداللہ نو مسلم مانند آن شخص مسلمان سے مست یانہ و ہر کما حد
 مشرک با کافر یا مرد و گویان کیست بینوا تو جو ابلی ازین استغناء است کہ این سوال حقیقت سے
 سوال است اول آنکہ ہر کہ با وجود ایمان بخدا و رسول بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقلید مذہب از مذہب
 اربعہ بدل و جان کرستہ و آئمہ اربعہ وغیرہم از ائمہ اہل سنت و جماعت را بر حق میداند و خود را محمدی
 میگویند این اتباع جائز است یا نہ دوم آنکہ اگر کافر یا مشرک یا مرد و گشتن و اورا فرستہ و اہل سنت
 خارج و اہل سنتن رو است یا نہ سوم آنکہ در صورتیکہ اگر کافر یا مشرک یا مرد و گشتن رو انباشتہ
 عالم این گویند چیست جواب از سوال اول آنکہ در کتاب مسلم کہ در اصول الفقہ مذہب حنفی مثل آن تائید
 زمان تالیف نگشتہ و در منہیہ آن از امام قرافی رحمہ نقل کردہ ترجمہ اش نیست کہ اجماع منعقد است
 برینکہ ہر کہ اسلام آورد و برائی اور وہ است تقلید مجتہد کہ بخوابد بغیر تعیین من غیر محمد و نیز اجماع صحابہ است
 بر اینکہ شخصی کہ استغناء از حضرت ابی بکر و حضرت عمر نہ میکرد و تقلید این پروردگار و عینود برائی اور وہ است
 استغناء از ابی ہریرہ و معاذ بن جبل مکنبد و عمل با قول اینان نماید من غیر تکریم کسی کہ رفع این
 آورد و اجماع را دعوی کند برود و جب است کہ دلیل دعوی خود بیان نماید است ترجمہ مسلسل

نیست که اتباع احکام شرعی و احادیث از هر چند که خواهد بلا تقلید و سبب زندان و حبس و غیره جایز
 باجماع صحابه پس منکر و مخالف آن منکر و مخالف اجماع صحابه است و در خوف تردید و ملاک است لیکن
 باید دانست که چنانکه عدم تعین مجتهد و تقلید جایز است همچنین تعین نیز جایز است بلکه تعین بین زمان
 موجب سهولت عمل در دین است و نیز در تقلید متبینه معین فایده دیگر است که چون بر سبک هر کتاب عمل
 جایز نیست بلکه کتاب معتبر متداول مبرر اهل سنت و جماعت در کار است و همچنین هر قول هر معلم را روا
 نیست کما صرح به المحققون از اینجا است که فتوی مجتهد فاسق چنانکه حجاج و واجب التوقف است
 صرح به علی النیر دوی و غیره و نیز حقیقتی میفرماید آنجا که فرمود *فَبِأَيِّ ذُنُوبٍ قَاتِلُوا* از اینجا است که قول اهل
 و روایات و در دیانات معتبر نیست بلکه عالم سوتوق به در دین ضرورت و نهی در تقلید متبینه معین
 سهولت در غیره و سبب اقبال قبول عمل واقع گردد و در اینجا غرض بیان عدم وجوب تعین مجتهد است و آنکه
 هر که تعین نکند اگر آن نیست جواب از سوال دوم آنکه چون شخصی متبع احکام بر وجه مذکور ایمان بفرمود
 رسول و پیغمبر پیدا و بسبب اتباع مذکور که باجماع صحابه رضایز است از ایمان خارج گشت نمی تواند
 صحیح الا ایمان باشد جواب از سوال سوم آنکه چون صحیح الا ایمان یکا فرمایند شرک گفتن حسب فرموده
 رسول *لَا شَرَكَ لِي* و السلام روان باشد بلکه خود کافر یا مشرک گویند کافر میگرد و وجع لم یوح
 است *لَا إِذَا قَالَ الْوَحْلُ لَا خَيْرَ بِيَاكَا* فرمود بآیه *أَحَدُهُمَا خَبَرَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ إِذَا قَالَ الْوَحْلُ لَا خَيْرَ بِيَاكَا*
 فرمود بآیه *أَحَدُهُمَا كَانَ الَّذِي قِيلَ لَهُ كَأَنَّهُ يَنْفَعُكَ جُزْءٌ مِنَ الْإِيمَانِ* ^{نیز} *وَالْأَخَرُ جُزْءٌ مِنَ الْإِيمَانِ*
^{نیز} *مَنْ قَالَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ* نیست حکم گویند لفظ کافر بدون شرک مستلزم کفر نیست حکم مشرک گویند هر
 باشد اگر شرک حقی مرادش نباشد آنچه امام قرافی در جمیع اجماع نقل کرده و صاحب مسلم از امام مسلم
 از پی بر تمامی اهل سنت و جماعت است لیکن بسبب بدون نقل از عالم سحر شافعی و محقق سبغی
 از امام حجت بر سبب شافعی اتم بحال است و بر المعلوم تحقیق نیست که از صحابه کرام چند صحابه بعد و مجتهد
 بودند و باقی نبویه تمام با از شریعتیه ازین تقلید یک کس معین از صحابی مجتهد لازم مگر قریب بود
 باز اگر کسی مقلد یک کس بین اتفاقا میبود این تقلید فاضل بالمقصود واجب لازم نمیدانست که خدا
 اجماع صحابه بود بلا تقلید دیگری هم جایز نیست پس اگر مردم بیایک که خود را با صحابه و پیغمبر علیهم السلام
 شهادت برانچه از خود و معنی لازم نیست قرار داد اندر آنکه صحابه یا تابعان عمل و پیغمبر صحابه یا تابعان را

سمعت بود و نیز متاخرین علماء حنفیه حکایت نمود و موافق مذہب این ائمه علیهم السلام لازم
 شود و گردانیده اند و قضاة امصار و عساکرین عمل میکنند با آنکه در هر چهار مذہب تحلیف نمودن واجب است
 پس این لفظ مذہب بمقام طعن بر زبان آوردن قدحی و جرحی است العیاذ بالله تعالی و در جواب
 کرام و در مفتیان و قضاة علماء متاخرین حنفیه پس مومن صادق را از العلم لازم است که درین امر که
 اقوال من اخذ الله هو و اصله الله علی علم و حکم علی سمع و قلبه و جعل علی بصیرة فاستشأ
 من بعد یبعث الله الفلاح و یورثه و خاف و خاشی باشد که خدا خواسته باشد مصداق همین آیه گردد
 و این کتاب که بوف خود مقلد مذہب حنفی است اگر کسی برین مذہب طعن کند خود خضم اویم لیکر این حق بیاید
 نیست خصوصاً نزدیک سوال کرد و حدیث وارد است الساکت عن الحق شیطان آخر من
 و نیز حدیث مرفوع است من علم و حکم الحکم یحیى من النار حتماً از رحمت خود را بداند
 شیطان مطلع فرموده باینکه ما بم با و عداوت کنیم ما موفی فرموده ان الشیطان کفر عدو فاحذروه
 انما یأیدون حربه لیکونوا امن احکام السعیر این شیطان ملعون عوام و میان
 بنی آدم را بکیدی و در ام خود می آرد و با العلم یازی گیریش میکند بعضی از اینها بعد شرح سبب
 او ب می باشد و بعضی دیگر مجتهدین لغو فایده تنالی منتهما و نیز این ظاهر است نزد علماء که کسب از
 انظار این طایفه تا کید صاویش نبوی علی صاحبها الصلوة والسلام و اجماع صحابه را بر این امر
 گرد آورده و اخص عوام مومنین خناس من الجنة و الناس ان الله تعالی مالک اظهار دین
 سنجیده است اینان اوست لازم بفضل خود سازد و الله تعالی علم و در شرح تحریر این ملام صاحب فیه
 هم است انکم انک قد علمت ان التكليف من الشارع الا العمل بفعله من جهة التخيير و خصوصاً
 العمل فتوى مجتهد دون مجتهد بحکم لا یلتفت الیه بل هو فی حکم الشارع مع وجوب
 برهان تجرید حمد الله العالیة و الصحابة اخصا بالتقليد فانهم اقرب الی احوال الاحکام من الی غیره
 لا یخلو بعض احکامهم عن اشراف حنفیه ففخرج الی التی هو المجتهدین الاحقیق اما المجتهدون الذین یسعون
 باحکامهم و ان فی مخرج التقليد هم فواصل من سفاس علیهما و ان سفاس علیهما و ان سفاس علیهما
 الاخذ بنقل الایة لا یرفع الایة من ان لا یرفع الاخرین نقل صحیح که احوال الفایده لازم
 می باشد فاعلم ان العالیة الایة لا یرفع الایة من ان لا یرفع الاخرین نقل صحیح که احوال الفایده لازم

روى عن يونس بن كنان كتاب ميزان كبرى شيخ عبد الوهاب مشهور في رحمته الله عليه
 سى نفر كجاني — كان الامام ابن عبد الله يقول لم يبلغنا عن احد من
 الائمة انه امر اصحابه بالترام مذهب معين لا يرى صحة خلافة بل المنقول
 عنهم تقريرهم الناس على العمل بفتوى بعضهم بعضا لا نتم كلامهم على هذه
 من ريتهم وكان يقول ايضا لم يبلغنا في حديث صحيح ولا ضعيف
 ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اخرجنا من الائمة بالترام
 مذهب معين لا يرى خلافة وما ذلك الا لان كل مجتهد مصيب انتهى
 ونقل القرافي الاجماع من الصحاح — روى على ان من استفتى ابا بكر وعمر
 وقلد هما فله بعد ذلك ان يستفتي غيرهما من الصحابة ويعمل به من غير
 تكبير واجمع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء بغير حجر ومن ادعى
 دفع هذين الاجماعين فعليه الدليل انتهى وكان الامام الزماني من ائمة المالكية
 يقول يجوز تقليد كل من اهل المذاهب في النوازل انتهى ما في كتاب
 الميزان الكبرى للامام الشعراني وايضا فيه وان قال احد من المالكية
 اليوم بنس ما صنع من انتقل من مذهب الى غيره قلنا له بنس ما قلت
 انت لان امام مذهبك الشيخ جمال الدين بن الحاج رح و الامام
 القرافي رح جوزا ذلك فقولك هذا تعصب محض فان الائمة كلهم في الحق
 سواء فليس مذهب اولي بالشرعية من مذهب وقد سئل الجلال السيوطي عن
 يقول يجوز للانسان ان يتحول حنيفا ولا يجوز للحنفي ان يتحول شافعا او مالكيا او
 حنبليا فقال قد تقدم اننا قلنا ان هذا تحم من قايله لا دليل عليه من كتاب لاسنة
 ولم يرو لنا في حديث صحيح ولا ضعيف تمييز احد من ائمة المذاهب على غيره على التمييز
 ولا استدلال بتقديم زمن الى حنفية رح لا يثبت من جهة ولو صح يوجب تقليد على كل
 حال ولم يجر تقليد غيره البتة وهو خلاف الاجماع وخلاف ما رواه البيهقي في كتاب
 المدخل عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هما اوتىتم

میں کتاب اللہ فالعین واجب لا عدل کا حدیثی ترکہ فان لم یکن فکتاب
 اللہ فسنتہ فی ما صیغہ فان لم یکن فی سنتہ لی فما ذال صحابی کان اصحابی کا لفظ
 السماء فایا اخذتمہ بہ فقد اھتدیتہم واختلاف اصحابی کلمہ رحمۃ استثنی قال الجلال السیوطی
 ثم انه یلزم من تخصیص تحریم الانتقال بذهب لامام ابی حنیفہ بطریق ذلک
 فی بقیۃ المذاسب فیقال محجۃ لا انتقال من مذهبہ بالتقدم بالتمسک الی مذهب
 المتأخر کا المشافعی یتقول حنیفیاً والمحنفی یتقول شافعیاً والعلکس فی کل قول
 لا دلیل علیہ فهو مردود علی صاحبہ قال صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل البس علیہ
 فهو رد انتہی وراکت فتویٰ آخری لہ مطبوعہ قد حث فیہا علی اعتقاد ان سائر

ایمۃ المسلمین علی ہدی من ربہم وان تفاوتوا فی العلم والفضل لا یجوز فیہم
 التفضیل لذلک یؤدّی الی نقص غیر ما مرقیاساً علی ما ورد فی تفضیل الانبیاء
 فقد حرّم العلماء التفضیل لمؤدّی الی نقص نبوی وافتقارہ لا سیما ان دخی للنبائی
 خصام ووقیعۃ فی الاغراض قد وقع الاختلاف بین الصحابۃ فی الفروع ویم خیر اقلہ و
 ما بلغنا ان احداً منہم خاصم من قال بخلاف قولہ ولا اعلاہ ولا نسبہ لخطا ولا قصور
 فی الحدیث اختلاف متبہ رحمۃ وکان لا اختلاف علی من قبلہ الخذاب او قال ہلکما استثنی
 عام ہوئی عبارت نیز ان شرانی کی پس ب کما تنک روایتیں نقل کرتی جا میں نصف ذی علم کو
 اس قدر پس ہے اور تصعب جاہل کو چاروں مذہب کی کتابوں سے ہایت غنیم ہوگی بلکہ قول و دلیل
 میں تاویل پیش کر لیا اب بعض اہل بصیرت کے لئے جو کہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کا قصد رکھتے
 ہیں اور اویکو مقصود صلی اور کافی سمجھتے ہیں دلائل شرعیہ کا بیان چاہیے پہلے دلیل قول اللہ
 تعالیٰ کا ما اتیکم الرسول فخذوه وما نہیکم عنہ فانتہوا اور قول اللہ ص کا اتبعوا ما انزل
 الیکم من ربکم وجہ استدلال کے پیچھے بیان ہوگی پہلی چند مقامات کی مقدمہ اولیٰ جو جی کہ جب
 ہوا اللہ تعالیٰ کے امر سے ترک کرنا اور سکوا حرام ہو تو اسے چنانچہ تلویح میں کہا ہے ہذا الکلام ان ذ
 الشئی یدل علی حرمتہ ترکہ وحرمتہ الشئی یدل علی وجوب ترکہ وھذا لا ینصوفہ للترجیح
 انتہ مقدمہ ثانیہ امیر اربعہ کے مذاہب حق ہیں اور مصداق میں ما اتیکم الرسول

اور انہوں کے علی سنیل لہذا ان اسلئے کہ حق عند احد ایک ہی ہو اور یہ مقدمہ عند الجمهور
 مسلم ہے اور محتاج ایراد نقل کا نہیں مقدمہ ثالثہ بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فروغ
 تحقیق اولیہ کے ہے کیونکہ انہوں نے اون احادیث کو احادیث قابل عمل نہیں سمجھا یا جو سے
 نسخ یا بدعی ضعیف و امثال اس کے نہ یہ کہ حدیث کو قابل عمل کے سمجھ کر پر اپنے اقوال کی یا
 بند یہ حدیث نہیں مانتے تھے حاشا انہم مقدمہ ربعہ جو مقدمہ بعض کہ حدیث کو کچھ غیر نہیں کہتا
 اگر حدیث کو قبول نہ کری تو قبول نہ کرنا اس کا نسخ تحقیق کی مثل ائمہ ربعہ کے نہوگی بلکہ ترک کرنا حدیث
 کا ہوگا مقدمہ خامسہ آجکل کے بعض متعصب جو بعض احادیث میں تاویل بے باعث اور دعوی
 نسخ اور ضعف کا بی دلیل بلکہ مجر د پابندی قول امام کے سر کر کے حدیث کو ترک کرتے ہیں وہ دوسرے
 نہیں جیسے کہ ائمہ اسلئے کہ ائمہ دعوی نسخ و ضعف اور تاویل کا خالصہ تحقیق وین ہند اور جماعین
 الادلۃ تھا اور انہیں کہ لوگوں کو تاویل کرنا امر عاۃ لقول الامام مقابل قول رسول کے ہو چنانچہ کلام
 بلاغت نظام میں مولوی اسماعیل صاحب کی جو تفسیر ان سے نقل کیا گیا ہو گذر ائمہ و سہ
 ائمہ ربعہ کو متقدمین کو لازم ہے کہ چاروں اماموں کو برابر سمجھیں یہ کہ اپنے امام کے مذہب کو صواب
 اور محتمل خطا اور دوسرے ائمہ کے مذاہب کو خطا محتمل الصواب سمجھیں جیسا کہ مقتضای قول
 علامہ نسفی کا ہے جو اشیاء اور درمختار میں منقول ہے اذ اسئلنا عن مذہبنا و مذہب خصمنا
 قلنا وجہا مذہبنا صحیح الخاطا و مذہبنا الخاطا یحتمل الضاۃ انتی مافی الدرہ مذافا لا مشا
 اسلئے کہ ہمیشہ سمجھے اور برابر سمجھے کہ ہر قول بظاہر معنی نامقبول ہے جیسا کہ ابن حجر اور محقق
 شیخ ابن الہمام کی کلام سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید محمد امین الشہورانی بن العابدین و انجم
 میں فرماتے ہیں اَلَا تَعْلَمُ اَنَّ مَا ذَكَرَ عَنِ النَّسَفِيِّ مِنْ وَجوبِ اعْتِقَادِ مَذَہْبِهِ صَوَابًا
 الخَطَا مَبْنِيٌّ عَلٰۤی اَنَّهُ لَا يَتَّبِعُ تَقْلِيْدَ الْمُفَضَّلِ وَاَنْ يَلْزُمَ التَّزَامُ مَذَہْبِهِ وَاَنْ ذَاكَ لَا يَتَّبِعُ
 فِي الْعِلْمِ وَقَدْ رَأَيْتُ فِي الْخَرَفَاتِ وَی بن حجر الفقیہ المصری بعبعض ذلک فَاَنْ سُئِلَ عَنْ
 عِبَارَةِ النَّسَفِيِّ الْمَذْكُورَةِ ثُمَّ حَرَّكَ اَنْ قَوْلَ الْاَيْمَنِ الشَّافِعِيَّةِ كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ مَبْنِيٌّ
 عَلِی الضَّعْفِ مِنْ اَنْدَحْثِ تَقْلِيْدِ الْاَعْلَمِ وَاَنْ يَلْزُمَ غَيْرُهُ وَاَلَا يَحْتَمِلُ تَقْلِيْدَ اَيِّ شَا
 وَلَوْ مَفْضُوْلًا وَاِنْ اَعْتَقَدْتَ لَكَ وَجْهًا فَلَا يَمْكُنُ اَنْ يَفْطَعَ اَوْ يَنْقُضَ اَنْ يَكُنْ

کے بیان ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص حنفی المذہب مثلاً ہو کر ایسے شخص سے ملے کرے
 ہے کہ شافعی مذہب کا مثلاً کسی مسئلہ میں اتباع نہیں کرنا اور اسکو ناروا جانتا ہے اور کرنے
 والی کو ظن کو تاسے تو ترک کیا اور اسے بعض مآلاتی بہ الرسول کو بحکم مقدمہ تائید کے اور ترک کرنا
 بعض مآلاتی بہ الرسول کا حرام سے بحکم مقدمہ اولی کے تو شخص سے کرنا اور حنفی کا اپنے مذہب کو
 اس طرح کہ شافعی کے کسی مسئلہ کا اتباع نہیں کرنا اور اجانکر حرام ہوا بحکم دونو مقدمہ دون کے
 اور یہ دلیل جاری نہیں ہو سکتی حقیقتاً ائمہ اربعہ وغیرہم من المجتہدین کی سبب ترک کرنے والی
 بعض احادیث کو بحکم مقدمہ ثالثہ کی اور مقدمہ محض عامی یہ بات نہیں کہہ سکتا بحکم مقدمہ رابعہ کے
 اور بعض عقیدین صاحب علم آج کے زمانہ کے جیسا کہ مؤلف ہے وہ بھی نہیں کہہ سکتا بحکم مقدمہ
 خامسہ کے اور دونو قسم کی مقلدوں کی طرف سے یہہ عذر کہ ہم لوگ مذہب دوسرے امام کا سوسہ
 مذہب امام اپنے کے یقیناً مآلاتی بہ الرسول جانتے ہی نہیں بنا بقول علامہ شافعی کے تو ترک کرنا ہر
 مذہب شافعی کے مسئلہ کو موجب ترک مآلاتی بہ الرسول کا نہوا نہیں بن سکتا بحکم مقدمہ سادسہ کے
 غافل و تشکر اور اسجگہ سے کوئی یہہ نتیجہ کہ اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک کو واجب ہوا
 کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پر عمل کیا کرے ورنہ ترک بعض مآلاتی بہ الرسول کا لازم آدینگا سوسہ
 کہ یہ دلیل اس مقدمہ کے حق میں جاری ہوتی ہے جو کہ قسم ثالث کو اقسام تقلید سے اختیار
 کرے اور جو مقدمہ تخصیص مذہب معین کی بطور قسم ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقتہً تارک بعض مآلاتی
 بہ الرسول کا نہیں ہے بلکہ عامل مقتضای عموم نص کے ہے اسلئے کہ تخصیص اسکی یا بظہر عدم استقلال
 کے ہوگی یا بنظر اسکے ہوگی کہ نص سے عموماً اتباع مآلاتی بہ الرسول کا ثابت ہوتا ہے پھر اگر حق
 مذہب کے مسئلہ کی ضمن میں اخذ مآلاتی بہ الرسول کر لیا تو یہی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا نہوا
 نظیر اسکی یہہ ہے مثلاً عموم آیتہ فآؤ ذوالکبر من القرآن سے فرضیہ قرآہ کی نماز میں بدون
 تعین کے ثابت ہوتی ہے تو اگر کسی شخص نے بنظر اسکے کہ تحقق عام کا ایک فرد میں ہو جاتا ہے
 یا بنظر اسکے کہ مجھے تمام قرآن کی حفظ پر عاقبت نہیں بارہ علم کو داسلئے قرآہ کے نماز میں خاص
 کر رکھا تو اس شخص نے پاتی قرآہ کی قرآہ کو ترک نہیں کیا ہاں اگر کوئی شخص بارہ علم کو
 باوجود قدرت کے تمام قرآن برابر نظر سے کہ بارہ علم کا پڑھنا نماز میں درج ہے اور باقی قرآن پڑھنا

درست نہیں خاص کر لے تو بیشک دوسرے باقی قرآن کو ترک کیا اور مرکب ممنوع کا ہوا جیسا کہ
مقلد تقلید قسم ثالث باوجود علم ایک مسئلہ کے بموجب مذہب دوسرے
امام کے اس نظر سے کہ ہر کوئی اتباع اپنے امام کے کیسی پیروی درست
نہیں دوسرے کو عمل میں نہیں لانا تو بیشک ترک کیا اسے بعض آثار الرسول کو بخلاف مقلد مختص
بتقلید قسم ثانی کے کہ تخصیص دسکے بغیر کفایت یا عدم استطاعت عامہ بموجب النص ہے تو ثابت ہوا
کہ ایسے متقدمین تبارک بعض اکی بہ الرسول کی نہیں اور اپنی تقلید بموجب ہر مسئلہ کی جب
نہیں فاقہ دوسری دلیل حدیث اسوٰی بن مسعود سے قال قال عبد اللہ العباسی یجدل احکمہ للشیطان
شیطاناً من صلواتہ یرى حقاً علیہ لا ینصرف الا عنہ لایستغیر الا عنہ لایستغیر الا عنہ لایستغیر الا عنہ
یکصرف عن یسارہ روایت کے اسکو امام بخاری نے حاصل ترجمہ فرمایا ہے عبد
بن مسعود صحابی مجلس اہل ان سے کہ جو کوئی امام بہ التزام کرے کہ بعد از غت کے نماز سے
دہنی ہی طرف کو ہر کر بیٹھے اور بائیں طرف نہ بیٹھے تو اوست اپنی نماز میں سے شیطان کا
حصہ ہیرا دیا اسوٰی سے کہ میں نے رسول اللہ کو بہت دفعہ بائیں طرف کو پھرتے ہی دیکھا ہے
شیخ الاسلام عینی غنی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ابن مسعود کی اور کچھ متین ہے جو دہنی طرف
کے پھرنے کو ضروری اور واجب بناتا ہے اور اگر واجب ہانے تو دونوں طرف برابر میں
لاکن دہنی طرف اولیٰ ہے چنانچہ شیخ محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ماتحت اسی حدیث کے حکمانہ
یرى مشتمل و وجوبہ و اما اذا لم یستوخ ذالک فیتوی فیہ الامران لکن جہۃ الیسار علیٰ استیوار
اور عینی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک امر مستحب پر مبنی جیسا
کہ اسمعقانی اختیار کرنا جائز ہے میں کا ہے خوب اصرار کر رکھے اس طرح کہ کہہ دے اسکو بخیر ہے
تو اسے شیطان نے حصہ پایا اضلال کا پھر کیا حال اوش شخص جو امر مذکور پر بہت پختہ
ہو رہے چنانچہ شیخ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں تحت اوسی حدیث کے وفيہ اصرار علیٰ امر
مندوب وجعل غمماً ولم یعمل بالرد نصرة اصاب منه الشیطان منہ احد خلا
فکف من اصرار علی بدیعہ من نکرانہ اور اسی جگہ سے ہی جو فقہانے
کہا ہے کہ سجدہ شکر کا فی نفسہ مستحب لکن بعد نماز کے مکروہ ہے اس جہت سے کہ عوام کہیں

واجب جانے باسنت مجھیں کے چنانچہ درمیان میں فرماتے ہیں وَ سَعِدَتْهُ الشُّكْرُ مُتَّحِدَةً
 اَلْفَيْ لَكَ نَكْرًا بَعْدَ اَلصَّلَاةِ لَانِ الْجَمْعَةَ يُعْقَدُ وَهَاسَنَةٌ اَوْ اَوْجِبَةٌ وَكُلُّ مَبَاحٍ يَتَّبِعُ اِلَى اِلَهِ فَلَكَ
 اَنْتَ وَكُنْدَانِي سَاكِرَتَا الْعَقَدِ اَوْ طَوَّلَاكَ كَمَا هِيَ كَيْفَ كَرُوهُ تَحْرِيْمِي هِيَ تَوَاسِ حَدِيثُكَ مَحْوٍ
 سے مطالب تصریحات اور محدثین اور فقہاء کی جبکہ کسی امر متوجہ التزام اور اوپر امر اور
 کرنا فصل شدائی اور کر وہ تحریمی ہو ان التزام اور امر ارتضا اور وجوباً ایک مجتہد کے ذریعہ کا
 جو مخالف جماع و قرون ثلثہ کے اور مخالف قرآن کے کہ کیونکر عبت نہ ہو گا غیر سنی خلیل
 اجماع صحابہ کا جو قرآنی نے نقل کیا ہے وَاجْعَ الْعَهْدَ عَلٰی اَنْ يَنْتَفِیْ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ
 خَلْدُهُمَا فَذَلِكَ اَنْ يَنْتَفِیْ بَاہِدِیْ وَصَحَابَتِیْ جَمَلِیْ حَتّٰی حَسِبَ اَلْمُتَّبِعُ لَمْ يَنْتَفِیْ مِنْ نَفْلِ
 کیا ہے اور فاضل قندھاری نے اقبل عن النفر بفتح الموصول میں نقل کیا ہے اور مولانا
 عبد العلی نے شرح مسلم میں نقل کیا ہے کہ اوپر تصریحات کے میں اور عبد الوہاب شمرانی نے
 نیز ان میں نقل کیا ہے اور تمام کتب اصول میں مذکور ہے فَالَا تَقْوٰی اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ
 یعنی قومی تراجم صحابہ کا ہے خلاف اس جماع کا مقبول نہیں بلکہ مردود ہے
 اور اجماع تمام مسلمین کا قرآن ازلے میں چنانچہ روایت تَوَسَّوْا وَتَوَدَّوْا وَتَوَدَّوْا
 اور ۱۱۳ سے جو جلیل ہے معلوم ہوا ہے کہ صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولیٰ میں اس پر
 ثابت ہوا کہ یہی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور یہی دوسرے مجتہد کی ہدایاں ہیں جبکہ التزام کرنا اور اس کو
 واجب جانتا اور انکے التزام کے کو گمراہ جاننا اور لامذہب نام نہ کرنا اور لائق تذکرہ کے جانکر تفریق
 اور مردود الشہادہ کہنا پر نسبت ایسے عقیدہ والے کے بدعت ضلالہ اور حرم نہیں تو کیا ہے
 معتقد ایسے عقیدہ اور عمل کا مصداق اس پر کہ یہ معتقد ہیں کہ عیسیٰ بن مریم کا کیونکر نہ ہو گا اور مصداق
 شیخ فی الناریہ اس حدیث سے اُتھو سوا کا اَلْعِلْمُ مِنْ شَيْءٍ سَدَّ سُبُلَ الْفِتَنِ اَلْكَرْبُ يَحْجُو كَيْفَ جَوْ مَحْسِي دَلِيلِ قِيَامِ
 مجتہد عیسیٰ علیہ السلام میں سے مجتہد معین برظفا ابو مہر ہے سے تصویر اسکی یہ ہے کہ جبکہ ابو ریحان
 رضی اللہ عنہ کہ جسکے اجتہاد سے کیونکر انکار نہیں اور فضائل اور ان کے اظہار
 من الشمس من جماع اہل سنت کے تقید بالخصوص اہل سنت کے
 واجب نہ ہوئی اور کوئی مذہب ان کا خاص کر التزم

طریق اول یہ ہے کہ جب تعلیق ثابت ہوئی اس آیت سے فلسفہ اہل الذکر وغیرہ سے تو مفسر اسکا یہ ملوک
 اخیر عمل کر کر ہی الذمہ ہو جائیگا ہم بالیقین عہدہ تکلیف تعلیق کسی نم قال سو یہ بات حاصل ہوتی ہے تعلیق
 مذہب معین میں نہ چہ بہ وجہ و کچھ وجہ اول یہ ہے کہ اس میں احتمال ہے نہ یکا خلاف اجماع میں یعنی ایسی بات کر گیا کہ
 اوستے سے نزدیک عمل باطل ہو جبکہ ایک شخص نے عمل کیا ہو جب مذہب امام مالک کے کہ وضو کیا قلدین کی کم سے
 کہ اس میں حکمت پڑی تھی اور مسیح کیا ہو جب مذہب افعی کے چند بالو پھر نماز پڑھے تو یہ نماز ہاروں یا مومن سے کیسی ہو سکے
 جائز ہوئی اقوال فرض مولف کی وجہ اول سے یہ ہے کہ عدم تعین مذہب میں احتمال ہے نہ یکا ان میں تو نہیں باطل میں
 باطل مرکب نہ ہو کہ عیسایا کہ صورت مذکورہ میں گذرا اور جبکہ تعلیق غیر معین میں آیا احتمال ہو تو تعلیق معین و جب یہی
 پس معلوم کرنا چاہیے کہ یہ قول مولف باطل ہے اور یہ وجہ اول اگر تعلیق و مثبت وجہ تعلیق معین کو نہیں ہو سکتی سلیے
 کہ ایسی ہی تعین ہر ایک جمیع مرکب مجموعہ ہے ہوا سطر کہ اجماع مرکب میں تمام مسئلہ کا شرط ہے اور اسکا مسئلہ مطلقہ فیہا
 مختلف ہیں سلیے یا کیا علی ہے اور مسیح کا عیسوی وہی بلکہ سب کے محققین جو اولیں نے صورتہ نکاح بلا حواہ بلا کوہ
 اور بلا ولی کا باطل باجماع مرکب نہ ہمیں تسلیم کیا چنانچہ کہا ہے "مسلم میں دعاء اور دہا کہ دیکھ لیکن المجموع
 مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کن تفرج بلا صدق ولا شہود ولا ولی فاقول مند
 بعدم اتحاد المسئلة ولا نہ لی تجلزم استفتاء مفت بعینہ انتہی اور کہا شرح بحر العلوم میں و
 ما اورد انه علی تقدیر جواز الاخذ بكل مذہب احتمال وقوع الخلاف للجمع علیہ اذ
 یکن المجموع الذی یعمل بہ مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کن تفرج
 بلا صدق لا لا اتباع بقول الامامین ای الی حنیفہ والشافع رحمہما اللہ ولا شہود
 اتباعا بقول الامام مالک ولا ولی علی قول اما من الی حنیفہ فہذا الشکار باطل اتفاقا
 اما عندنا فلا تنفایا الشہود اما عند غیرنا فلا تنفایا ولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلة
 قد مر ان اجماع علی بطلان القول الثالث لما یکن اذا احدثت المسئلة حقیقۃ او حکما فتدبر ولا نہ
 لی تم لزم استفتاء مفت بعینہ ولا اصل الواقع ہے اس عمل میں خیال کر کہ وجہ اول کو نفی انشاء کر رہی
 اور کس طرح ہوا احتمال کو بیان کر رہی ہے اور کہا ہے مقدم بحصول میں ثم ما یتعلق بہ بعض المنقہ
 فی المذہبین والذہبین ولی مسئلین من انہ خلاف اجماع المركب مردود بان شرط ترکیب
 الاجماع اتحاد المسئلة والیقولی لزم استفتاء مفت بعینہ فی جمیع المسائل وقد

عَقِبَ بَطْلَانِهِ بَلَا جَمَاعَ كَذَا لِلْمُسْلِمِ اِنْتَه اور اگر کوئی کہے کہ تحقق اجماع مرکب کا اور بطلان سے صواب کو ہر حال میں ہے
 اس تصویر سے کہ مذہب امام مالک کے کم ہونا مقدار مسیح کا یعنی ایک وبال کو مانع صحت و وضو سے نہ کی
 مقدار پانی کی پینے کم ہونا قلمین سے اور مذہب امام ابو حنیفہ کے دونوں مقدار و نمکی کی مانع صحت
 وضو سے اور نزدیک امام احمد کے اور امام شافعی کے قات مستعملہ بانی کی قلمین سے مانع صحت وضو
 ہے نہ مقدار مسیح کی توجہ کوئی سطح حکم وضو کر لگا تو اس سے یہ سمجھا کہ ان میں سے کوئی چیز یہی مانع
 صحت وضو نہیں ہے یعنی شمول عدم کر کے جیسا کہ توضیح میں اسی صورت لکھی ہے اور اس کو
 شمول عدم سے تعبیر کیا ہے اور یہ شمول عدم باطل ہے باجماع مرکب ائمہ اربعہ کی توجہ وضو بھی
 باطل ہوا اجماع مرکب سے اس کے تو عدم التزام مذہب معین باطل ہو گیا کیونکہ اس میں احتمال ہے
 بڑیکہ ایسی صورتوں باطلہ میں تو اب جواب اسکے چار میں اول یہ ہے کہ اس طرح بعض دور
 صورتوں میں بھی شمول عدم تحقق ہے حالانکہ وہ بعض صورتیں تمہاری نزدیک بھی مسلم صورت
 میں جیسا کہ ایک شخص نے بانی بقدر قلمین سے جہیں کچھ نجاست تھی امام مالک کا مسئلہ ہو کر
 وضو کیا اس لئے کہ جبکہ مذہب اولیٰ میں قلمین سے کم پانی نجس نہیں ہوتا تو بقدر قلمین کے
 بطریق اولیٰ نجس نہ ہو گا اور مسیح ربیعہ مرکب امام ابو حنیفہ کا مسئلہ ہو کر کیا تو ظاہر ہے کہ توجہ
 میں صحت وضو کی بھی شمول عدم موجود ہے اس طرح کہ امام مالک کے مذہب میں کمی ربع
 کی مانع صحت وضو کو تھی اور امام ابو حنیفہ کے مذہب میں کمی قسدر پانی کی مانع تھی تو گو باجماع
 اس وضو کے نہ کھا کہ دو نوافل مانع نہیں ہیں شمول عدم بوجہ اظہار صورت میں تحقق ہو گیا
 اور باوجود اسکے یہ صورت تمہارے نزدیک صحیح ہے بھرا یا جیسا کہ صورت اپنی بیان کیے کہ
 فاسد کہو اور اس صورت کو جو کہ ہم نے بیان کی ہے صحیح کہو بالکل شمول عدم دونوں صورتوں میں
 متحقق ہے بلکہ پہلی صورتیں اہل اختلاف ایک عنصر میں نہیں اور صورت ثانی اہل اختلاف ایک مانع
 اختلاف ہوا ہے فلیش الذ لا یجیح المخرج اور اگر کہو کہ یہ صورت بھی باطل اور فاسد ہے
 تو اور آفت اور مصیبت بڑی کی کہ تخصیص ایک مذہب کی ثابت کرتے کہ مذہب کے بعد کو آفت ہے
 بڑیا کی وضو یا مذہب امام شافعی اور امام احمد کے دست ہے اس لئے کہ ان کے مذہب میں کم مقدار پانی
 اور کمی مقدار مسیح کی دونوں مانع صحت وضو نہیں ہیں اگر صورت کو فاسد کہو گے تو مذہب امام

اور ائمہ کا باطل ہو جائیگا اور انحصار مذہب اہل سنت کا مذہب اربعہ میں نہ رہے بلکہ مذہب بین اہل
 مالک و امام اعظم مذہب اہل سنت منحصر ہوگی و دوسرے یہ کہ صورت معمول عدم مقلد کو بالاجماع مرنے
 سے تصویر اسکی جیسے کہ جبکہ ایک شخص نے فقیہین سے کم بانی نجاست اقتداء میں سے وضو کیا امام
 کا مقلد ہو کر تو اس بانی کے وضو کو امام احمد اور شافعی اور ابو حنیفہ مگر فاسد نہیں جانتے بنا بر
 اس نکتے کہ اوس شخص منصوصی نے اس سہل میں تقلید امام مالک کی کی ہے اگرچہ وہ اوس بانی
 کہ اپنے حق میں اور اپنے متقلدین کے حق میں نہیں جانتے ہیں
 میں اور ایسا ہی جبکہ اوس شخص نے مسح کیا و وبال پر امام شافعی کا مقلد ہو کر تو اس مسح کو امام مالک
 اور امام اعظم اوس کے حق میں نافذ نہیں جانتے اس نظر سے کہ وہ شخص مسح میں مقدم ہے امام شافعی
 کا اگرچہ امام اعظم اور امام مالک و مسح کو اپنے حق میں اور اپنے متقلدین کے حق میں نافذ جانتے
 ہیں تو یہ وضو بالاجماع ائمہ اربعہ کے درست ہوا ایسا سطر اور یہ طور پر بعضی متعقبن نے صورت بطاح
 بلا صدق و بلا دلی اور بلا مشہور و کو جو معمول عدم پر مشتمل ہے بعد تسلیم ہوا اس مسئلہ کے بھی درست کہ اسے
 چنانچہ سید بادشاہ شریح تحریر میں فرماتے ہیں فاعترض علیہ بأن بطلان الصورة المذكورة
 عندنا بما فیہ سلم فان مالکاً مثلاً لم یقل ان من قلدا الشافعی فی علم الصدوق ان
 کما حہ باطل لم یقل الشافعی ان من قلدا مالکاً فی علم الشافعی ان کما حہ باطل انتہی و
 اور علیہ ان علم قولہا بالبطلان فی حق من قلدا احدہا و اربع مذہبہ فی جمیع مآثرہا
 علیہ صحیح العمل بالحق فی من قلدا کما فی شئی وعدم القول بالبطلان فی ذلک لا یتسلط علیہ
 القول بہ فی هذا و قد یجاءبہ بان لفارق بینہما لا یسر لہ ان کل واحد من المجتہدین لہ
 فی صورة التام فی جمیع مآثرہ فی صحیحہ ایل یجد بعضہ یأخذ بعض و هذا الفارق لا یتسلط
 ان یکون مؤیداً للحکم بالبطلان و کیف یسلط و المخالفة فی بعض الشرط اھو من المخالفة
 فی الجمیع فیکون الحکم فی الصلحۃ فی الھو بالطریق الاولی و من یلزم و یجوز و اقول آخر و یجوز
 انہ علی بطلان صورة التفتیق علی خلافی الصورة الاولی علیہ بالبرہان فان قلت لا یتسلط
 التفتیق فی البعوت اھو من المخالفة فی کل ان المخالف فی کل یتبع مجتہد او اھو من جمیع
 یتوقف علیہ صحیح العمل ہذا لم یتبع و لہذا قلت هذا فانما یمکن ان کان معک لیس من نھای

اجماع اوقیاس قوعی بیک علی ان العمل اذا کان له شرک یجب علی المقلد اتباع محمد
 واحد فی جمیع ما یتوقف علیہ ذلک فأت بد ان کنت من الصادقین واللہ اعلم انتم
 عبارة السيد بادشاہ رحمہ اللہ علی ما نقلہ الملاحسن الشرنبلالی الخفقی فی العقد
 الفہید وما اورد علیہ فسبحنیب عنہ انشا اللہ تعالیٰ فی مبحث التلخیص
 اور علامہ اکمل صاحب عنایہ تقریر میں فرماتے ہیں وتُعقب لاؤل بان

الحکم الذکور لیس بفار لان مالک لم یقل بطلان النکحۃ الشاغیہ ولا الشاغی
 بطلان النکحۃ المالکیۃ بلاشعور ولكن فیہ نظر ظاہر علی ما نقلہ القندہار
 فی مفتہم بمحصول اتقول وجہ النظر ما مر فی کلام السيد بادشاہ من یزاد وقد مر جوابہ
 میر جیہ کہ فرض کیا کہ ایک امام کے مقلد کے فعل کو دوسرا امام فاسد کہتا ہے اور شمول عدم
 درست نہیں لاکن بالی او یعنی اس عدم جو از شمول عدم کا تو یہی ہے کہ اختلاف مذکور یہ کہ مستلزم بطلان
 شق مخالف کا ہوتا ہے اور اسکا بطلان مبحث میں اجماع مرکب کے بوجہ بطلان معلوم ہو چکا ہو تھا ہر کہ
 فرض کیا کہ اجماع مرکب مذکور کا بھی درست ہو سکتا ہے اور یہ صورت وضو کی باطل ہے تو یہ بھی
 ہے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ تقلید ایک مجتہد کی پر مسئلہ میں واجب ہو جاوے بلکہ ہو سکتا ہے کہ مقلد
 ایسی صورتوں میں جو میں اجماع میں مذہب لازم آوے پر نیز کہے اور باوجود اسکے التزام ایسی صورتوں
 کے مثلا کوئی شخص طرح کرے کہ فریضہ وضو میں امام مالک کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے مگر ہرگز
 نہ پڑا اور کان اور سنن اور صحاح و دیگر مذہب میں ہیں سکوا و کرے اور کوئی امر ایسا کرے کہ جسے امام
 مالک کے مذہب میں وہ وضو فاسد ہو جائے اور نظر کے وضو میں امام شافعی کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے
 اسے کیفیت سے کہ امام مالک کے مذہب کے عمل میں گزیری ہے اور عسر کے وضو میں امام مالک کی تقلید کرے
 اسی کیفیت سے اور مذہب کے وضو میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرے اسی کیفیت اور شرائط سے جو مذہب پر
 ذہن شمس کے حق میں مولف کی جلد کو نوکر جاری ہوگی اور اور تقلید شخص میں کی اس میں سے کہہ کر جواب
 کی سیو سے کہلے ملا حسن شرنبلالی خفی نے عقد فریقین تفصل ممآذ کرنا انہ لیس علی الانشا
 قرآن مذہب سعین وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما یحکم علی مذہبہ مقلد انہ
 با امامہ مستحب و اسر و طہ و یعمل بالمرین متضادین جائز علی خلقی الحد منہ ما لا یخ

قابل اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب سب غیر معین بر عمل کر لیا تو احتمال ہی پر چکا غیر ثواب میں نہ دیکھ
 آواز بلند کرے جیسا کہ ایک شخص نے عمل کیا مگر جب سب فاعلی کے کپڑا نما زمین ساہیہ ہر سہم اللہ کے اور عمل
 کیا، جو جب سب اہل ام اعظم امام مالک کے ترک کیا جہر آمین کو تو نماز بارگاہ مذکورہ ایک سبب ہوئی اقول بہت غایب
 ہے کہ مال اور مرجع اس وجہ کا طرف جہ اول ہے کی ہے تو جبکہ اس وجہ کی خاک اور اسی گئی تو سب کا کیا ذکر کیا
 رہا تو چاہئے کہ جواب جہ اول کو سب پر مطلق کر لیں قال تیسری وجہ یہ ہے کہ رجوع کرنا تعقید سے بعد عمل کر نیکی
 ممنوع ہو بالاتفاق کہا یونہی ابن حجاب مالکی نے سبب مختصر الاصول کے اور قاضی محمد الدین سنی نے سبب
 شرح مختصر الاصول کے اور قاضی محمد الدین سنی نے شرح او سکی میں اور شیخ ابن ہمام حنفی نے شرح تہذیب
 الاصول کے اور صاحب المحتار نے سبب در مختار کے اور سوسے اسکے اور علمانی جہم الدین یا محمد آدمی وغیرہ کہ
 او عبارت تحریر کی یہ ہے لایزال جمع عملاً لئلا یعمل بہ اتفاقاً اسے اور کہا صاحب بحر الرائق
 نے یہ بیان کیا ہے فی نقل السنن فی تصحیحہ عن جمیع الاصولین لئلا یضرب الرجوع عن التعلیل
 بعد العمل بالاتفاق اسے یعنی نقل کیا شیخ فاسم نے سبب صحیح ابنی کے جمیع اصول میں سے کہ بلاشبہ نہیں
 سمجھتا ہے رجوع کرنا تعقید سے بعد عمل کر نیکی بالاتفاق مثلاً ایک شخص نماز نہ پڑھے بتقلید امام غزالی کے تو نہیں
 درست ہے کہ نماز پڑھے اور کے طریق پر اور یاد اور نگاہ رکھنا اعمال کا کہ سمنے غلام نے مذہب پر عمل کیا ہے
 غلامی وقتان کے خلاف کرین شکل ہے سبب کم ہونے دینداری کے اور سستی مونیکی امور دین میں ہر جگہ
 یا نہ یا سطور تو پڑ لگاوسمین جو ممنوع ہے بالاتفاق یعنی بالاجماع پس سبب تعین مذہب ضروری ہوئی اقول جواب
 اسکو یہ میں اوجا رہا تہ اثبات اختلاف کے رجوع بعد العمل میں اور ساتھ تو زیادہ دعویٰ جماع کے اسکے نہ
 ہونے پر تو کہتے ہیں ہم کہ اول دعویٰ اس اتفاق کا ابن الحجاب و آدمی کیا اور باقی صاحب جگہ مٹونے ذکر کیا
 ہے اور سبب ان کے سبب میں ابن الحجاب و آدمی کے تو معلوم کرنا چاہئے کہ دعویٰ جماع کا منفع ہونے پر رجوع
 بعد العمل کے محققین نے رد کر دیا ہے اور قابل مونی میں اختلاف کے اس مسئلہ میں چنانچہ زرکشی نے کہا ہے کہ جو کہ ہر
 الحجاب و آدمی کے یہ غلط ہے یعنی دعویٰ جماع کا نہایت نہیں سبب کہ ان دونوں غیر کے کام سے معلوم ہوتا ہے
 کہ میں بعد العمل میں اختلاف ہے یعنی بعض کہتے ہیں کہ رجوع بعد العمل درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ درست
 نہیں ہے کہ جہاں سے کہ جماع کرین اس میں کمال ہے جو از کا بھیجہ اس میں ختم ہونا بالی متقی غلامی نے جو فرما دینا
 اور دکنی لیس کا قائل ہے الامم و ابن الحجاب سبب کلام غیر ہما ما مقتضی جہاں الحلال

ای قلنا اتباع القائل بالجواز التقليد بعد العمل بقول غیر من قلده و عمل برانستی کلام
 الشریعہ علی اور فاضل سہارنوی سے کہ میں ارشاد کرتے ہیں کہ قال الذکر کشتی الا اتفاق ذکرہ الامامی
 وابن الحاجب ویس کما قالہ ففی کلام غیر ہما ما یقتضی جریان الخلاف بعد العمل
 انستی انی اباشیہ المیزان فاضل اکمل صاحب نامہ فی تقریر میں کلام کو زکشتی کے نقل کر کے
 تاخیر کی ہے اور کہا کہ جو کہ زکشتی کو زکشتی کے نام سے کہتا ہے وہ اس کے نام سے کہتا ہے
 قنداری نے فقہانہ اصول میں کہا ہے و فی تقریر اتفاق ذکرہ الامامی دہان
 الحاجب و عقیدہ الذکر کشتی بان کلام غیر ہما یقتضی الاختلاف بعد العمل ایضاً
 و کیف یشیع الرجوع اذا اعتقد صحیحہ عنہ انستی اور ایسا ہی شیخ امامی الدین
 نے ہے دعویٰ اجماع کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ سوانی ابن الحاجب اور آمدی کے اور ان کے کلام
 سے رجوع بعد العمل میں اختلاف معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ کس طرح سے رجوع متوع ہوگا جابجا ہے یہ
 معلوم ہو گیا ہے چنانچہ سید شریف علی السمرہوی کے عقد الفرید میں فرماتے ہیں ثم دایت
 فی فتاویٰ السنبلی اند سئل عن ذلك فی ضمن مسائل الی لکن قال السنبلی دعویٰ
 الاتفاق فیہ نظر ففی کلام غیر ہما ما یشرع باثبات الخلاف بعد العمل ایضاً و کیف
 يمنع اذا اعتقد صحیحہ انستی کذا فی العقد الفرید للشرینبلا لی اور ایسا ہی
 محقق شامی نے ہے کہا ہے کہ دعویٰ اجماع میں نظر ہے اسلئے کہ اختلاف رویہ ہے پس جائز ہے
 اتباع قول الجواز کا چنانچہ روا التمارین فرماتے ہیں علی ان فی دعویٰ الاتفاق نظر فقد حکم
 الاختلاف فيجوز اتباع القائل بالجواز انستی بلکہ فو شیخ ابن الہمام نے اگرچہ تحریر میں موافق
 ابن الحاجب کے کہا ہے لکن فتح القدر میں ابن حاجب کے اتباع کو خلاف پر کہہ کر حق کو اختیار کیا ہے اور
 اختلاف کے ہونی میں چنانچہ بحوالہ العلوم شرعہ میں فرماتے ہیں لا يرجع المقلد عما عمل بہ من
 حکم جزئی اتفاقاً لکذا فی المختصر و التقریر للشیخ وان ذکرہنا موافقاً للمختصر و تذکرہ علی
 دایرہ کلامہ فی فتح القدر بشرع الخلاف بعد العمل انستی بلکہ بہرہ کے کلام سے
 رجوع بعد العمل میں معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ رد و تقلید میں بعد التزام کے جوہر کے نزدیک بین قول میں
 رد و تقلید لازم و رد و لا متع و رد و لا بین ہوا بلکہ جیسا کہ سابق میں تو دس کتابوں کے

عبارتوں سے معلوم ہوا اور ظاہر ہے کہ جبکہ لزوم بعد التزام میں تین قول ہوئے تو منع رجوع میں مجہول
 ہے لزوم کے کیونکر اختلاف ہو گا چنانچہ مسلمین کہاتے ہیں کہ قبل مختلف فیہ یعنی الرجوع بعد العمل
 اقول یدل علیہ التثلیث فی الالزام فان وجودہ لیس اولی من عدمہ ضررہ تدلیل
 اور شرح میں بحر العلوم نے کہا ہے اقول یدل علیہ التثلیث فی المذاهب فی الالزام رأی مجتہد
 فان وجودہ الی الالزام لیس اولی من عدمہ ضررہ کلامی للمعنی للاتفاق عند وجودہ ولاختلاف عند
 عدمہ تدلیل انتہی پس جبکہ کلام سے زرکشی کے اوشیخ نقی الدین سبکی کے بلکہ فوشیخ ابن ابیہام کے بلکہ
 کلام سے تمام قائلین بالتثلیث کے ثابت ہوا کہ دعوی اجماع کا منع ہوئے رجوع بعد العمل پر غلط ہے تو
 یہ امر مختلف فیہ نہیں ہو سکتا بقول ملا حسن شرنبلالی حنفی کے جواز کو اختیار کیا سبب اس کے کہ جواز
 رجوع مدلل ہے بعینہا وان دلائل سے جو عدم التزام تقلید معین پر گذر چکے ہیں اور امتناع رجوع پر
 کوئی دلیل اذکر شرعیہ میں سے نہیں ہے ما انزل اللہ بہا من سلطان دوسرے جواب یہ کہ اگر فرض ہے
 کیا ہوا ہے کہ دعوی اجماع کا ثابت ہی تو ہے اس سے تقلید معین نہیں ہوتے اسلیئے کہ متفقین نقاد
 معنی امتناع رجوع بعد العمل کے یہ کہتے ہیں کہ جبکہ کوئی شخص ایک حادثہ میں کیسے مجتہد کی تقلید کرے
 تو اسکو درست نہیں کہ اس حادثہ خاص میں اس تقلید سے رجوع کرے مثلاً ایک شخص نے
 ظہر کا وضو کیا ساہرے سب سے اس کے امام ابو حنیفہ کا مقلد ہو کر تو اب اسکو درست نہیں کہ اس وضو
 حائض تقلید سے امام حنیفہ کے رجوع کرے اور اس سب کو باطل کہے اور سب کا نام کا بنا بر مذہب امام
 مالک کے اسی وضو میں واجب بنا اور امتناع رجوع بعد العمل کے یہ یعنی نہیں کہ جبکہ اس شخص نے مثلاً
 بیچ فرض ظہر کے دن جمعہ کے سب سے سب سے تقلید ابو حنیفہ کے اختیار کیے تو اب اسکو دوسرے وضو
 میں غلامتہ کے ظہر کے وضو میں یا جمعہ کے عصر کے وضو میں ہے سب سے سب سے رجوع
 کرنا منع ہے جیسا کہ حضرت مولف بھیجی میں اور بعض متفقین اس امتناع کو اس محل حاکم کرتی ہیں
 جبکہ کہے کا ضرر لازم آویں جیسے کہ ایک شخص نے نکاح کیا بلا شہود و بنا بر مذہب مالک کے اور جبکہ
 عورت نے مہر طلب کیا تو بعض اعلیہ مالک کیسی ہجو کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں خفی مذہب
 مقلد ہو کر اس نکاح کو ناجائز ٹھہرا کر مہر دینی سے بچ جاؤں تو اس محل میں رجوع کرنا اسکا
 مذہب مالک سی باعث عزرا اس عورت کا ہے اور بعض کے نزدیک یہ امتناع رجوع

محصول ہے صورتہ مفہوم پر تاکن یہ محل خلاف تحقیق کے ہے چنانچہ بہت تلفیق میں آویگا اسکی
اسانید پہلے دونوں جہتی کے نقل کیے جاتی ہیں تو سنو کہ یہ محقق ثانی نے روا المختار میں بعد
قول عدم جواز رجوع کے اٹھ ٹھٹھول علی منہج التقليد فی تلك الحادثة بعينها لا منہا كما صرح
بہ الامام السبکی وبتبعہ علیہ جماعتہ وذلك كما صلی ظہر اربعہ ربع الواس مقلداً للحنفي فليس
ابطالها باعتماد لزوم مسيح العمل مقلداً للمالكي واما لو صلی يوماً على مذهب وادان بصل
يوماً اخر على غيره لا يمنع منه على ان في دعوى الاتفاق نظراً فقد حكي الاختلاف فيجوز اتباع
القائل بالجواز كما افاده العلامة الشرنبلالي في العقد الفريد ثم قال بعد ذكر فروغ اهل المذهب
صريحاً بالجواز وكلام طويل فتحصل مما ذكرناه انه ليس على الانسان التزام مذهب معين
وانه يجوز له العمل بمذهب ما علم على مذهب غير اماميه مستحباً الشرط العمل بالامر من تضاد
في حادتين لا تعلق لاسواحدة منهما بالآخر

کھل
سی اور کھلاوی

نے حاشیہ درخت میں قولہ وان الرجوع الخ کان قلد الحنفی ما الکاملہ فی کتاب غیر شہود
ثم اراد الرجوع عن التقليد اي ويحكم بمذهبه بان المهر لا يلزمه فليس له ذلك اوح
بزيادة واعلم انه ليس المراد نفى جواز التقليد مطلقاً بل في نحو ما ذكرناه لان الرجوع هنا ضرر
الغير واعلم ان تقليد الحنفی الشافعي مثلاً في مسئلة عبادة عن الاخذ بقوله بقاءه على مذهب
في المسئلة حتى لو استفتى عن خصوص هذه المسئلة التي قلدها لا يجيب السائل الا بيقين من
الامام ومعنى بقاءه على مذهب فيها ان يكون وقت العمل بمذهب الشافعي في المسئلة التي
قلدها فيه بائناً على اعتقاد متابع الامام في حكم المسئلة التي قلدها الشافعي فيها بالنسبة
لما عساه ان يقع لدى المستفتي فان قلت ان بقاءه على مذهب ولا يجزى الا بقول امام
يتضمن الرجوع عما قلده فيه قلت الممتنع الرجوع من عين تلك
الواقعة المتقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها انتهى اودها فاضل قد
لے معشتم من مین ثم ان شرنبلالی انھي قرأ ان المنع عن الرجوع بعد العمل
انما هو في تلك الحادثة بشخصها لا في مثلها انتهى اور کہا شریف علی السہود

عقد الفريد في احكام التقليد من المختار ان كل مسئلة اتصل علمها فلا مانع من اتباع غير
 مذهبه الاول وبه يعلم ما في حكاية الخلاف الاتفاق على المنع ولعل المراد اتفاق الأصوليين
 ثم ان كان المراد من منع الوجوع حيث عمل في الواقعة عين تلك الواقعة المنقضية لا ما يجدر
 بعدها من جنسها فهو ظاهر كحنفي سلم شفعة الجوار عملاً بعقيدته ثم عن له تقليد الشافعي
 حتى ينزع العقار ممن سلمه فليس له ذلك كما انه لا يحاطب بعد تقليده للشافعي باعادة ما ضمن
 من عباداته التي يقول الشافعي بطلانها لمخفيها على الصحة في اعتقاده فيما مضى فلو شر
 هذا الحنفى بعد ذلك عقاراً آخر وقلة الشافعي في عدم القول بشفعة الجوار فلا يمنع سبق
 من ان يقلد في ذلك فله ان يمنع من تسليم العقار الثاني فان قال الامدني وابن الحاجب
 ومن تبعهما بالمنع في مثل هذا وعموا ذلك في جميع صور ما وقع العمل به اذ لا فهو غير مسلم
 ودعوى الاتفاق عليه ممنوع في الخادم ان الامام المظفر سي رحمه الله حكى انه اقيمت
 صلوة الجمعة وهم القاضي ابوالطيب الطبري بالكبير فاذا اطار قد ورد عليه فقال انا
 حنبلي ثم احرّم ودخل في الصلوة انتهى قلت ومعلوم انه انما كان شافعيّاً يجب الصلوة
 بالنافذ الطبري فلم يمنع عمله اي السابق بمذهبه في ذلك من تقليد المخالف عند الحاجة
 الى رد في الخادم ايضاً ان القاضي اباعاصم العامري الحنفى كان يقف على باب مسجد القفال
 المؤذن يؤذن المغرب فنزل ودخل المسجد فلما رآه القفال امر المؤذن ان يثني
 في قامته وقدم القاضي فتقدم وجهوا بالبسملة مع القراءة واتى بشعاع الشافعي في صلوة
 انتهى ومعلوم ان القاضي اباعاصم انما يصلي قبل شعاع مذهبهم فلم يمنع سبق عمله
 بمذهبه في ذلك ايضاً ثم قال السيد السمرودي ثم دأيت في فتاوى التقي السبكي ان يسأل
 عن ذلك في ضمن مسائل الى ان قال السبكي ودعوى الاتفاق فيها نظري في كلام غيرهما يشهد
 بانبات الخلاف بعد العمل وكيف يمنع اذا اعتقد صحة ولكن وجه ما قلده انه بالتزامه
 بمذهب امامه مكلف به ما لم يظهر له غير بخلاف المجتهد حيث ينتقل من اعادة الى امارة
 بعد اوجزه ما لا الامدني وابن الحاجب ولا بأس به لانه ارى تنزيهه على خصوص
 العين فلا يضل عين ما فعله وله فعل جنسه بخلافه انتهى

عِبَادَةُ السَّيِّدِ مُلْحَقًا نَقْلًا عَنِ الْعَقْدِ الْفَرِيدِ لِلْعَلَامَةِ
الشَّيْخِ رَسُوْلِ الْإِسْلَامِ الْحَنَفِيِّ

ما حسن الشَّرْحُ لِلْحَنَفِيِّ فِي عَقْدِ الْفَرِيدِ مِنْ مَقُولٍ وَرِاْيَاتٍ صَحِيْحَةٍ مَعْتَدَةٍ كَيْهِيَ اَنْ مَعْنَى كَوْنِهَا ثَابِتٌ كَمَا هِيَ
حَسْبُ كَوْنِ شَوْقٍ بِهِيَ عَقْدُ الْفَرِيدِ كَمَا مَلَاحِظَ كَرِيْهِ اَنْ مَخْتَصِرٍ مِنْ نَقْلِ كَرَامَاتٍ كُلِّهَا وَكَأَنَّكَ دُشَوَارٍ سَهْلٍ مَقْدَرٍ
قَلِيلٍ يَتِمُّ نَاقِلُهَا ثَابِتٌ تَوْسُوْكَ شُرُوعٍ مِنْ تَحْقِيقٍ نَعْرِجُ عِبَادَ الْعَمَلِ كَيْهِيَ اَنْ مَعْنَى كَوْنِهَا ثَابِتٌ كَمَا هِيَ
بِرَافِعٍ مَعَ قَوْلِ الْعَلَامَةِ الشَّيْخِ الْاِمَامِ ابْنِ الْاِمَامِ فِي تَحْوِيْهِهِ مَسْكُوْرَةٍ لَا يَرْجِعُ فِيْمَا قُلْدَ فِيْهِ اِيْ عَمَلٍ بِهِيَ
اِتِّفَاقًا اَنْتَهَى قُلْتُ الْمَنْعُ عَنْ خُصُوصِ الْعَيْنِ اَخْصُوصُ الْجَنَسِ اَنْتَهَى اَوْ عِبَادَتُكَ حَسْبُ
رَوَا تَيْنِ مَعْتَدَةٍ مَوْجِدَةٍ اِبْنِيْ جَوَابِ كَيْهِيَ نَقْلُ كَيْهِيَ بِهِيَ مَعْنَى طَابَرِيْهِ كَلَامِ ابْنِ الْحَاجِبِ كَوْنِ الْاِمَامِ
شَيْخٍ خَالِدٍ اَزْهَرِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ كَوْنِ كَرِيْهِ بِهِيَ خِيَانَةٍ فَرَا تَيْهِ بِهِيَ وَلَمَّا يَنْهَى مِنْ دَدِ مَا يَتَوَهَّمُ مِنْ
طَاهِرِ عِبَادَةِ ابْنِ الْحَاجِبِ وَمِنْ دَدِ مَا يَتَوَهَّمُ بِهِيَ فِي شَرْحِ جَمْعِ الْجَوَامِعِ لِلشَّيْخِ خَالِدِ اَزْهَرِيْهِ
مُسْتَدَلٌّ لَذَلِكَ اَلَا يَهَامُ حَيْثُ قَالَ وَادَّاعَى الْعَامِيُّ بِقَوْلِ جَهْدِهِ فِي حَادِثَةٍ فَلَيْسَ لَهُ الْوُجُوْهُ
عَنْهُ اِلَى فِتْوَى غَيْرِهِ فِي مِثْلِ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ اِلْجَاءًا كَمَا نَقَلَهُ ابْنُ الْحَاجِبِ وَغَيْرُهُ اَنْتَهُ عِبَادَةُ الشَّيْخِ
خَالِدٍ رَحِمَهُ اللهُ وَانْتَ تَرَكْنِيْ اَنْهَ لَيْسَ فِيْ كَلَامِ مَتْنِ جَمْعِ الْجَوَامِعِ وَلَا كَلَامِ ابْنِ الْحَاجِبِ اَلْتَصَرُّعُ
بِالْمَنْعِ عَنْ مِثْلِ مَا قُلْدَ فِيْهِ بَلْ اَحْتِمَالُهُ وَلَنَا اَنْ مَنَعَ ذَلِكَ اَلْاَحْتِمَالُ وَنَقُولُ لَيْسَ فِيْ كَلَامِ ابْنِ
الْحَاجِبِ وَلَا جَمْعِ الْجَوَامِعِ اَلَا الْمَنْعُ عَنْ الْوُجُوْهِ اَنْ عَيْنِ مَا قُلْدَ فِيْهِ وَعَمَلٍ بِهِيَ اَنْ عِبَادَةُ ابْنِ
الْحَاجِبِ اَلْتَقْلِيْدُ هُوَ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ حِجَّةٍ ثُمَّ قَالَ فَلَا يَرْجِعُ عَنْهُ بَعْدَ تَقْلِيْدِهِ اِتِّفَاقًا
وَفِيْ حَكْمٍ اَخْرَجَ اَلْحَتَّابُ جَوَادَهُ لَنَا الْقَطْعُ بِوُقُوْعِهِ وَلَمْ يَنْكُرْ اَنْتَهُ اَنْ قَوْلُهُ وَفِيْ حَكْمِ اَخْرَجَ اَلْحَتَّابُ جَوَادَهُ
اَخْرَجَ اَعْمُ مِنْ اَنْ تُمَازِلَ مَا فَعَلَهُ اَوْ تَخَالَفَهُ وَاِنْ اُرِيدَ مَا يَحْتَاجُ اَلْفَرَقَ فَقَطُّ قُلْنَا
الْمَنْعُ وَكَذَلِكَ اَلْكَلَامُ عَلَى عِبَادَةِ جَمْعِ الْجَوَامِعِ وَسَنَدُ كَرَامَاتِهِ هَذَا اِنْ شَاءَ اللهُ
تَعَالَى فَمَا قَدْ عَلِمْتَ بِهِيَ جَوَادَ اَلْتَقْلِيْدِ بَعْدَ الْعَمَلِ فِيْ جَنَسٍ اَعْمَلُ اَنْتَهُ اَلْمَشْرُوعُ
اَلْحَنَفِيُّ حَاصِلُ كَلَامِ هِيَ كَمَا اُرَدَ عُمُوْ اِلْجَاءُ كَمَا تَسْلِيْمُ بِهِيَ كَمَا جَوَابُكَ تَوْمَعْنِيْ اَنْتَهُ بِهِيَ كَمَا جَوَابُكَ
خَاتَمُ تَقْلِيْدِ كَرَامَاتِهِ اَوْسَمِنْ اَوْسَمِنْ اَوْسَمِنْ اَوْسَمِنْ اَوْسَمِنْ اَوْسَمِنْ اَوْسَمِنْ اَوْسَمِنْ اَوْسَمِنْ اَوْسَمِنْ
خِيَانَةٍ كَمَا مَوْجِدَةٍ اَنْتَهُ اَلْمَنْعُ عَنْ خُصُوصِ الْعَيْنِ اَخْصُوصُ الْجَنَسِ اَنْتَهَى اَوْ عِبَادَتُكَ حَسْبُ

ثابت نہونی قال جو تہی وجہ یہ ہے کہ تلاش کرنا اسبیکر خضون کا ممنوع ہے بالاجماع کہا ہے
 اسکو ابن عبد البر الہی نے کہا بہینج مسلم کے اور لوگوں کا یہ حال ہے کہ جو کچھ ان کے نفسوں کے
 موافق ہے اویسکے طرف بہت دھڑتے ہیں سبب کبے دین واریہ کے اور سستی کچے امور میں
 خصوصاً اس زمانہ میں پس پڑینگلی لوگ بچ ممنوع کے کہ بالاجماع ہے پس کیونکر بری الذمہ ہونگے
 مہدہ تعلیم کسی بالیقین اقوال جناب مولف نے اس قول میں یہ خیانت کی ہے کہ لا تقربوا
 الصلوة کو تو لے لیا ہے اور انتم سکا دی کہ چھوڑ دیا ہے سطر جسے کہ کتاب مسلم میں ہے
 اجماع ابن عبد البر کا لے لیا ہے اور جو کہ مسلم میں اسکا جواب لکھا ہے اسکو چھوڑ دیا ہے خیر یہ
 چالایکے اونسی کچھ نے نہیں ہے بلکہ اس چالایکے سے کچھ تعرض نہیں اصل بات کا جواب دینا
 چاہیے تو سنو کہ اس چوتھی وجہ کے جواب دو میں اول جواب تو یہ ہے کہ دعویٰ اجماع ابن عبد البر کا
 منقوض ہے ساتھ انتہات اختلاف امام احمد کے اور ساتھ ہونے اسکو کے مخالف احادیث صحیحہ کے
 جو روئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان اسکا یہ ہے کہ امام احمد سے روایت ہو کہ تلاش
 کرنے والا خضون مذاہب فاسق نہیں تو متبع رضوں کے نزدیک ممنوع ہوا تو اجماع کہاں ہوا
 بنا براس قاعدہ متفق علیہا کے خلافت الواحد مانع کذا فی بیع کتب الاصول اگرچہ
 ایک روایت میں یوں ہے آیا ہے کہ وہ فاسق ہے لکن قاضی ابوالغنیہ وغیرہ نے روایت
 متفقہ اس شخص کے حق میں محمول کی ہے جو غیر ملول ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ روایت شیعہ
 حق میں ہے اور روضۃ المندی میں سرسے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ شخص فاسق نہیں ہے
 چنانچہ ہر ایک قول پر شامہ نقل کیا جاوے گا اور وہ اسی کے اجماع کیونکہ اسکی کوئی سند چاہئے قرآن سے یا
 حدیث سے یا قیاس سے یا لا متبع رض کے ممنوع ہونے پر کوئی دلیل نہ ودلیاں شرعے
 چنانچہ عنقریب چہا بدہ فن کے کلاموں معلوم ہوگا بلکہ چند احادیث صحیحہ مخالف اسکی متبع رضوں میں
 معلوم ہوتا ہو جو وہ چنانچہ عنقریب کلام میں نتائج تحریر کے اوٹ لین کہ شیخ ابن الہمام نے تحریر میں
 دیکھ کر منہ جواز اتباعہ رخص المذاهب ولا يمنع منہ مانع شرعی اذ لا انسان ان یسلک
 الا خف علیہ اذا کان لہ الید سبیل بان لم یکن عمل فیہ بالحد و کان علیہ السلام
 ما علیہم انتہی اور کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر میں وکان صلی اللہ علیہ وسلم یحب

جہا بدہ جمع
 جہا بدہ جمع
 جہا بدہ جمع

ما خفف عليهم في صحيح البخاري عن عايشة رضي الله عنها بلفظ عنهم وفي رواية يرفق
 ما يخفف عنهم أي أمير ذكره عدة أحاديث صحيحة دلالة على هذا المعنى قلت وذلك لقوله
 تعالوا يا أيها الذين آمنوا لا يريد بكم العسر وروى الشيخان وغيرهما حديثاً أنما بغتكم
 ولم تبعثوا معسرين ولا حملاً بسند صحيح خبره بينكم أيسه وروى الشيخ نصر المقدسي في
 كتاب الحجته مرفوعاً اختلأ امتي رحمة ونقله ابن الأثير في مقلته متجامعاً من قول مالك
 وفي المدخل للبيهقي عن القاسم بن محمد أنه قال اختلأ امتي رحمة محمد صلى الله عليه وسلم رحمة
 وبرحم ما ذاك بعضهم على حمل الاختلاف في الأحكام بما في مسند الفردوس عن ابن عباس
 مرفوعاً اختلأ أصحابي لكم رحمة لأن في المدخل للبيهقي عن عمر بن عبد العزيز
 قال ما سرفني أن أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم لم يختلفوا إلا في ما لم يختلفوا لم تكن
 رخصته وشره البيهقي في حديث ابن عباس رضي الله عنهما قال فيه إن أصحابي بمنزلة
 النجوم فأيما أخذتم بردت أيتم واختلأ أصحابي لكم رحمة قلت واختلأ الصحابة فهو منشأ
 الاختلاف لا أمير ولما أودها بعد الوشيد حمل الناس على موكله أمام مالك كما حمل عثمان الناس
 على القرآن قال له مالك ليس إلى ذلك سبيل لأن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
 أقرؤوا بعده في الأصداء فحدثوا عند أهل كل مفرقة وقد قال صلى الله عليه وسلم اختلأ
 امتي رحمة وهذا كما لصريح في أن المراد الاختلاف في الأحكام قاله السيد علي السهمودي
 رحمه الله وقال الكمال في فتح القدور في باب الاعتكاف إن الله يحب الإفاة والرفق
 في كل شيء حتى طلبة في المشي إلى الصلوة وإن كان ذلك يقوت بعد ما معد بالجماعة وذكره الإسراع ونهى عنه
 كان محصلاً لها كلها بالجماعة تحصيلاً لفصلية الخشوع اليهودية هب بالسرعة انتهى قلت
 وهو معنى حديث في الجامع الصغير للسيوطي عن عمر مرفوعاً أفضل بيتي الذين يعملون بالوحيص انتهى
 أو كما سيذكره في شرحه وما نقل عن ابن عبد البر من أنه لا يجوز للعامة تتبع الوحيص
 إجماعاً فلا نسلم صحة النقل منه ولو سلم فلا نسلم صحة دعوى الإجماع بينه وفي تفسيره متبوع الوحيص
 عن أحمد وحمل القاضي أبو يعلى الرواية المفسدة على أنها مقلدة انتهى كما في العقد الفردي للعلامة
 الشرنبلالي أو كما فاضل بهار في سلم من وما عن ابن عبد البر أنه لا يجوز للعامة

تتبع الرخص اجماعاً فاجيب بالمنع اذ في تفسيره تتبع الرخص عن احمد روايت
انتهى وكرها عن العلوم في شرح سلم بن اذ في تفسيره تتبع الرخص عن الامام احمد روايتان
فلا اجماع وكل روايت التفسير اما هو في ما اذا قصد التلويح فقط في انتهى وكرها
فاصل قوله اي في من من قال ويخرج منه جوازاً بانه رخص المذهب ولا يمنع منه مانع
شرح اذ لا انسان ان يسلك الاخف عليه اذا كان له سبيل اليربان لم يكن عمل باخريه و
كان عليه والصلوة والسلام يجب ما خفف عليهم في التقريب اخرجه البخاري عن عايشة
رضي بلفظ عليهم وفي لفظ ما يخفف عنهم اي عن امير ويدل عليه عدة احاديث صحيحة
لكن ما عن ابن عبد البر لا يجوز للعالم تتبع الرخص اجماعاً ان من احتاج الى جواب
ويمكن ان يمنع محو دعوى اجماع اذ في تفسيره تتبع الرخص عن احمد روايتان وحمل القائل
ابو يحيى الرواية المفسرة على غير متناول ولا مقلد في دونه النوري انه لا تفسيره انتهى
اور ابن امير حاج مقابل من روايتي في جوابه مني منع كما في فرائي من وتعقب هذا
اي منع الرواياني عن تتبع الرخص بانه ان اراد بالرخص ما ينقص فيه قضاء القاضيه
ادبته ما خالف اجماع الفقهاء او النص والقياس الجلي فهو حسن متعين فان ما لم ينقص
مع تأكيده بحكم الحاكم فاذا ان لا نفرة قبل ذلك وان اراد بالرخص ما فيه سهولة على
المكلف كيف ما كان يلزمه ان يكون من قلة الامام ما لا في المياه والادوات و
تلك اللفاظ في العقود مخالفاً لتقوى الله وليس كذلك انتهى ما قال ابن
امير الحاج في شرح الترمذي كذا في الحقد الغريد للشر بن سدي
اور يا سي فرائي في جوابه مقابل واني في جوابه مني منع كما في فرائي من وتعقب هذا
نما حسب عنايته في جوابه وتعقب القرائي الاخير ما يرد ان اراد بالرخص ما ينقص فيه
قضاء القاضيه حسن متعين وان اراد ما فيه سهولة على المكلف كيف ما كان يلزمه ان يكون من قلة مالكا
في المياه والادوات مخالفاً لتقوى الله تعالى وليس كذلك انتهى كذا انما فصل القاضيه
في المتنم ووسر جواب به مني فرض كما في تتبع رخص ممنوع في الاكن اس في به كما ان الزم
انما هي في تتبع رخص ممنوع في وجوب هو ما في كذا بعد تعيين هذا في تتبع رخص ممنوع في او شمال

اور بنیاد کیا کہ مولف کہتا ہو اس سے وجوب تعین ثابت نہیں ہو جاتا مثلاً ایسی ہی شخص کے حق میں جو ایک مذہب خاص کے تقلید تو نہیں کرتا اور چاروں مذاہب کے غرائم مسائل کو حوادث مختلفہ میں عمل میں لاتا ہے یہ وجہ چوتھے جو منہی احتمال پر ہے کہ طرح جابر ہو گئے مقدمہ بر قال یا پنجویں وجہ یہ ہے کہ تقلید بطریق تعین سے جائز ہے بالاتفاق اور تقلید بدون تعین کے مختلف ہے درمیان علماء کے اقوال غرض اسکی اس قول سے یہ ہے کہ تقلید بطریق تعین جبر کا جواز جمع علیہ ہے کہ کیے جیسے الذمہ ہو سکتی ہیں نہ غیر معین کہ وہ مختلف فیہ ہے تو جواب اسکا بہت ظاہر ہے ایسی کہ کلام اس تعین تقلید میں ہے جو بنظر وجوب کے ہو جیسا کہ مولف دعویٰ کرتا ہے اور اسکی جواز پر اجماع ہونے کے کیا معنی جبکہ باعتبار اعتقاد رکھنی وجوب شریعہ کے بدست ہونا اور اسکا سابق میں چاروں دلیلوں اور تفسیر ہدایتوں سے ثابت ہو چکا ہے قال در وجہ چوتھی یہ ہے کہ تقلید بدون تعین کے کہوں اور وازہ فساد کا ہے دین میں اور مذکر کا ورا نہ فساد کا واجب ہے بالاتفاق اقوال مقدمہ اوپے اسکا رد و وجہ بلکہ تقلید بدون تعین کے عین مصلحت پر مشتمل ہے اور محافظانِ ایمان ہے ساتھ خدا اور رسول کے اور مانع ہے انرا کہ نے ابھر سے اور تقلید بطریق تعین کے بزعم وجوب دلائل المفاسد ہو اور بخیر ہوتے سے طرف کیے جیسا کہ آج کل کے بعضی لوگ سے تقلید معین کے التزام سے مشرک ہو رہے ہیں کہ مقابل میں روایت کیدینے کے اگر حدیث صحیح پیش کر تو وہ نہیں مانتی بعضی تو یہہذا کرتے ہیں کہ ہمارا منصب ہے نہین کہ حدیث کو سمجھ میں ملو اور وہی بایں باوجود اسکی کہ ہم لوگ اپنے مذہب کی موافق حدیثوں کو سمجھتی ہیں اور حدیث کی کتابوں کا ترجمہ کرتے ہیں اور بعضی تاویلین کرتے ہیں اور مشرک ہونا ایسی تقلید کا سابق میں بلکہ لایل بیان ہو چکا ہو وہاں پر دیکھنا چاہیے تو کہو کہ تقلید بدون تعین مذہب معین کے کہوں اور وازہ فساد کا ہے یا تقلید تعین ایٹھ ہر کے بزعم وجہ متضمن فساد ہی اور اختیار کرنے میں تقلید غیر معین کے در وازہ فساد کا مذہب ہوتا ہی یا تقلید معین میں قال اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ جبکہ ہوئے تقلید غیر معین سے جو اوپر گذر گئی تو اقل مرتبہ یہ ہے کہ ہو کی مرجوح اقوال جبکہ تقلید معین وجوب کا بدعت ہونا ثابت ہو تو اسکی راجع ہونے کے اور غیر معین کے مرجوح ہونے کے کیا معنی یہ بات تو ظاہر ہے تھے لکن استقام میں قابلِ اطمینان اور تبصیر کے یہ ہے کہ اس دلیل کے قبل کو یہ دلیل ہے اور دوسرے اور غیر ہے گذریے ایسی کہ مولف نے پہلے اس سے بین با بین اسنے داسی اجماع سے رہتا ہوا کہ کیے بیان

لیکن ہرادی اور تیسرے بات اگرچہ ان میں برتھن ہے لیکن وہ ایک ہے نہ میں پیراس دلیل کو جو
 حضرت مولف دلیل جو تھے فرامی میں اس سے معلوم ہوا کہ یا تو ایسی جاہل ہیں کہ انکے دو میں چار
 ایکے گنتی سے ناواقف ہیں اور بہرہ نہیں جانتے کہ چار کے پہلے تین درجے اماد اعداد کے جسے ہوا
 کرتے ہیں اور یا جو نہ کہہ دیا کہ جو تھے دلیل تو کہ عوام معلوم کریں کہ اس سے پہلے تین دلیلین کہہ چکے
 ہیں اور عقائد ولائلی ثابت ہو قال اور یا جو تین دلیل ہے کہ جبکہ ہوئے یہ عقیدہ غیر معین مرجع تو ترک
 کرنا اور کا واجب ہوا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ لکل وجهة هو موليها فاستبقوا الخیرات اور
 ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے و سادعوا الی الخیرات اقول جواب تو اسکا بھی ظاہر ہی کہ عقیدہ
 بطریق عدم تعین کے یہ ہے سبیل مومنین کے اعمی صحابہ اور تابعین اور مجتہدین کے اور عقیدہ معین
 بنوع وجوب بدعت ہی اور مخالف کتاب اللہ کے اور حدیث رسول اللہ کے اور اجماع کے اور قبایس
 کے تو اوکا موجد ہونا اور وہی ترک کر لیا کہ خیر ہونا کیونکر ہو سکتا ہے لیکن ایک ایسا معین ہے قابل
 تنبیہ کے ہے کہ جناب مولف نے ترک امر و مرجع کو خیر ٹھہرا کر واجب کہا اس میں تیسری جو کہ گذری ہے
 تو اس سے معلوم ہوا کہ جناب مولف کے نزدیک جو خیر ہے خواہ وہ حسن ہو خواہ مستحب ہو سبب و حسب
 حکم اس آیت کے اور مستحب روح حب میں فرق کرنا جیسا کہ اجماع امت کا ہی بہر سبب بننے ہو حالانکہ
 یہ بات زمانہ رسول اللہ کے سے لیکر اب تک کسی مسلمان نے خواہ وہ جاہل ہو خواہ عالم نہ ہو کہجے
 سبلی جس شخص نے اس بات کو سنا تو اسنی سوامی حقیقہ کے کچھ جواب نہیں دیا تو ناظرین تنویر الحق
 کے اگر اس دلیل پر جناب مولف کے ہے مطلع ہو کر اوکی لیاقت سے مطلع ہوں تو خدا حافظ قال
 پہلی دلیل کے آخرہ اقول مدار اس دلیل کا اس مقدمہ پر ہے کہ عقیدہ غیر معین ہے عہدہ تکلیف سی ابراہہ
 نہیں ہوتے اور تم خوب دیکھ چکے ہو کہ عقیدہ غیر معین ہے سبیل مومنین کے زمانہ صحابہ سے لیکر زمانہ
 اصحاب مذہب تک اور خلف اسکا بدعت ہی پھر کس طرح عہدہ برائی ہو گے عقیدہ غیر معین سے
 قال اور طریقہ دوسرا اقول مدار اس کا اس مقدمہ پر ہے کہ اپنا اپنا مذہب غائبین سے احسن ہوتا
 ہے مذہب غیر ہے جیسا کہ کہا ہے علامہ نسفی نے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قول نسفی کا ناقبول ہے
 بظاہر معنی اور ہر عقیدہ کے یہ نشان نہیں کہ اپنی مذہب غیر مذہب بہتر سمجھ رکھے بلکہ اسکے نزدیک
 آمیز حق میں برابر ہیں چنانچہ تحقیق اسکے بموجب بسط مقدمہ سادہ میں مقدمات دلیل اول ہے

یہ بات
 نہایت
 عجیب
 و
 غریب
 ہے

اور پھر بطور تعلیق عین نزعم وجوب کے گذر چکے ہیں غایت کو چاہئے کہ دلائل پر مدعیے قائل طریق میں
 الخ اقول اس طریق کا مبنی کیے امر میں ایک تو لفظ بن حکم مخاف لایۃ الامار یعنی ہے اور ایک شناع
 بر جمع بعد اعلیٰ اور ایک تنہا جمع متبع برخص سوان تینوں امروں کے تحقیق بوجہ بسط علامہ علیہ وکذ
 چکے ہیں اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہ امور اولاً تو باطل ہیں اور ثانیاً بار جو تسلیم صحت ان کے
 مستلزم وجوب یقین مذہب عین کے نہیں ہوتے اور ایک معنی جدید اس طریق کا یہ ہے کہ حکم
 ملحق باطل ہے بالاجماع تو برابر اس مبنی کے تقریر اس طریق کے قطع نظر صحت اور غلطی سے یہ ہو
 کہ ملحق باطل ہے بالاجماع پس تقلید ایک مذہب کو واجب ہو گئی تو جواب ایکے دو میں اول یہ کہ تفریق امر
 مختلف فیہ ہے بعضی کہتے ہیں جائز ہے اور بعضوں کے نزدیک باطل ہے تو جس نے کہ بالاجماع باطل ہے
 سے نو دعویٰ اور کا مردود ہے اس واسطی طحاوی نے کہا ہے قَوْلُهُ بِالْأَجْمَاعِ
 لَعَلَّهُ لَمْ يَعْتَبِرِ الْقَوْلَ بِحُجَّةٍ إِذْهُ اسْتَدِلَّ بِمَدْعَىٰ اِجْمَاعٍ كَيْفَ تَقُولُ جَوَازَ كُونِيَا
 نِهْنِ كَمَا اَوْ يَرُكَبَا وَهُوَ بِالْأَجْمَاعِ أَفَادَهُ أَبُو السَّخَوْدِ اسْتَدِلَّ
 جبکہ دعویٰ مدعی اجماع کے کا مردود ہوا اور حکم ملحق مختلف فیہ ہو تو اب ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ہے
 تفریق کا محقق ہے اور یہ دلائل مدلل ہیں اور مختار ہے تفریق ابن امام کا و سید یا و شاہ شمس
 کا اور خاتم المتأخرین ابن نجیم صاحب بحر کا اور بعض ائمہ کا انداز خوارزمیہ اور ابن سب علی کا جو
 قضاء علی الخائب بعبارة النكاح بعبارة النساء تجوز کرتے ہیں بلکہ ثابت ہے جو از اسکا امام ابو یوسف
 کے فعل سے کہا صاحب بحر نے رسالہ بیع الوقت لاعلیٰ وجہ الاستبدالین دیکھیں اَنْ يُّوْضَحَ
 صَحَّةُ اِسْتِدْلَالِ مِنْ قَوْلِ ابِي يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللهُ بِصَحَّةِ الْبَيْعِ بِغَيْرِ نَاحِيَةٍ بِقَوْلِ ابِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ
 التَّلْفِيقُ فِي الْحَكْمِ بَيْنَ الْفَوَلَيْنِ قَالِ فِي الْفَتَاوَى الْبَزْازِي فِي كِتَابِ السَّوَةِ مِنْ فَعْلٍ ذَلِ الْفَقَارِي وَ
 عَلَامَةُ خَوَارِزْمِ مَنْ اخْتَارَ عَدَمَ الْفَسَادِ بِالْخَطَا فِي الْقَرَاءَةِ اخَذَ بِمَذْهَبِ الْاِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ فَقَالَ لَمْ يَأْتِ
 مَذْهَبُ مِنْ غَيْرِ الْفَاتِحَةِ فَقَالَ لِيَا قَوْحِي اخَذْتُ مِنْ مَذْهَبِ الْاَهْلِ الْاَهْلِيَّةِ وَتَرَكْتُ الْقَيْدَ لِمَا تَقَرَّرَ فِي كِتَابِ
 مُحَمَّدٍ اَنْ الْجَهْدَ يَتَّبَعُ الدَّلِيلَ الْقَائِلُ حَتَّىٰ يَصِحَّ الْقَضَاءُ بِصَحَّةِ النِّكَاحِ بِعِبَادَةِ النِّسَاءِ عَلَى الْغَائِبِ اَنْ
 وَمَا دَعَىٰ فِي آخِرِ التَّحْرِيمِ مِنْ مَنَعِ التَّلْفِيقِ فَاَمَّا عَزَاهُ اِلَىٰ بَعْضِ الْمُتَأَخِّرِينَ وَلَيْسَ هَذَا الْمَذْهَبُ كَلَامُ
 سَابِغِ الْبَحْرَانِ اَوْ كَمَا سَيَدُ بَا وَشَاهِ نَشْرَحُ تَحْرِيمِ اَوْ عَمَرُ مِنْ عَلَيْهِ بَانَ بُلْغَانِ الشُّوْر

المذكورة عند هماغير مسلم فإن ما لم يقل أن من قلد الشافعي في عدم الصداق أن يكافئ
 باطل ولم يقل الشافعي أن من قلد ما لا في عدم الشهود أن نكاحه باطل انتهى وأورد عليه أن عدم
 قولها بالبطلان في حق من قلد أحد هادعي من هبة في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل و
 نحن فيه قلدها مخالفاً كلاً منها في شيء وعدم القول بالبطلان في ذلك لا يستلزم عدم القول
 به في هذا وقد يجاب بأن الفارق بينهما ليس إلا لأن كل واحد من المجتهدين لا يحد في صورة
 التلفيق جميع ما شرط في صحته بل يحد بعضها دون بعض وهذا الفارق لا يسلم أن يكون حجة
 للحكم بالبطلان وكيف يسلم والمخالفة في بعض الشرطها هو من المخالفة في الجميع فيلزم الحكم بها
 لصحة بالأهون بالطريق الأولى ومن يدعي وجود فادق آخر وجود دليل آخر على بطلان صورة
 التلفيق وعلى خلاف الصورة الأولى فعليه بالبرهان فإن قلت لا نسلم كون المخالفة في البعض هو
 من المخالفة في الكل لأن المخالف في الكل يتبع مجتهداً واحداً في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل و
 ههنا لم يتبع واحداً قلت هذا انما يتم لك إذا كان معك دليل من نص أو إجماع أو قياس قوي يدل
 على أن العمل إذا كان له شرط يجب على المقلد ههنا اتباع مجتهده واحد في جميع ما يتوقف
 على ذلك فأت بد أن كنت من الصادقين انتهى كلامه كما مر من قبول الغير أعلم أن الملاحسن
 الشريفي يدعي خلاف ما ادعاه السيد بادشاه فلذا نقل كلام السيد في رسالة العقد الفريد
 ثم أورد عليه كلاماً هو لا يكتفي بنبق جميع ذلك على الإجماع المراد للائمة الأربعة وقد أيدت نفساً
 وما أورد على سيد منبه بوجوه الفارق من أنه مع التلفيق لا يحد شيئاً لحكم عليه بالصحة أو
 الفساد وادعاء أهوية التقليد في البعض من الكل يستلزم وجود موصوف ليقال
 بوجوهية بالأهوية ولا وجود لشيء حالة التلفيق فانهى ادعاء الأهوية فلا يحتاج لإقامة دليل
 من نص أو إجماع على منع التلفيق انتهى إرادته فلا يخفى أنه باطل صريحاً بعيداً من شأنه كل
 البعد ومصادرة على المطلوب لا يخفى على من له أدنى مسكة أن مناه لا يراد على أنه لا وجود
 لشيء حالة التلفيق وهو عين الدعوى اعني بطلان التلفيق فكيف يعلم لكونه دليلاً ومنع
 السيد رحمه الله ليس إلا إياه ولا يطلب السيد دم الدليل من نص أو إجماع أو قياس
 قوي لا على هذا فكيف الاستغناء للمورد من إقامة الدليل كما قال لا يحتاج لإقامة الدليل

مِنْ نَفْسٍ أَوْ اجْتِمَاعِ الْخَلْقِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ السَّيِّدِ بَادٍ شَاهِدٌ مِنْ جَوَادِ التَّلْفِيْقِ وَانْتَهَ اعْلَمُ مَا هُوَ
 التَّحْقِيقُ أَوْ كَمَا مَوِّدُ التَّحْقِيقِ ابْنُ الْمَلِّحِ رَوَّاحُ الْمَكِّي الْحَسَنِيُّ فِي قَوْلِ
 سَيِّدِ مِيقَاتٍ قَدْ اسْتَفَاضَ عِنْدَ فَضْلَاءِ الْعَصْرِ مَنَعَ التَّلْفِيْقِ فِي النَّقْلِ وَذَلِكَ بِأَنَّهُ يَعْلَمُ
 مَثَلًا فِي بَعْضِ أَعْمَالِ الطَّهَارَةِ وَالصَّلَاةِ وَاحِدُهُمَا بِمَذْهَبِ إِمَامٍ فِي الْبَعْضِ بِمَذْهَبِ إِمَامٍ
 آخَرَ وَلَمْ أَجِدْ عَلَى اسْتِنَاعِ ذَلِكَ بَرَهًا ذَائِلًا قَدْ أَشَارَ إِلَى عَدَمِ مَنَعِهِ الْحَقُّ ابْنُ الْهَمَامِ فِي التَّحْرِيرِ
 أَنَّهُ لَمْ يَدْرُ مَا يَنْبَغُ مِنْهُ وَنَقَلَ مَنَعَ التَّلْفِيْقِ مِنْ بَعْضِ الْمُتَأَخِّرِينَ قَالَ شَارِحُ تَحْرِيرِهِ الْعَلَامَةُ
 ابْنُ أَمِيرِ الْحَاجِّ هُوَ الْعَلَامَةُ الْعِرَاقِيُّ انْتَهَى قَوْلُهُ وَهُوَ مِنْ فَضْلَاءِ الْأَصُولَيْنِ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ وَلَا
 عَلَيْنَا أَنْ نَأْخُذَ بِقَوْلِ خُصُوصًا قَدْ وَجَدْتُ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ تَأْيِيدِ مَا يُدَلُّ عَلَى جَوَازِهِ بَلْ وَتَوَعَّدَ وَهُوَ
 مَا نَقَلَهُ فِي الْبَيِّنَاتِ أَنَّ مِنْ عُلَمَاءِ خُورَزْمٍ يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِنَا مَنْ اخْتَارَ عَدَمَ فُسَادِ الصَّلَاةِ بِأَخْطَاءِ
 الْخَطَا فِي الْقِرَاءَةِ فِيهَا أَخَذَ بِمَذْهَبِ الْأَمَامِ الشَّافِعِيِّ فَقِيلَ لَهُ مَذْهَبُهُ فِي غَيْرِ الْفَاتِحَةِ فَقَالَ اخْرُجْتَ
 مِنْ مَذْهَبِهِ لِأَهْلِكَ وَتَرَكْتَ الْقَيْدَ لِمَا تَقَرَّدَ فِي كَلَامِ مُحَمَّدٍ وَحَدَّثَ أَنَّ الْمُجْتَهِدَ يَتَّبِعُ الدَّلِيلَ
 لَا الْقَائِلَ حَتَّى يَصِحَّ الْقَضَاءُ بِصِحَّةِ النِّكَاحِ بِعِبَادَةِ النِّسَاءِ عَلَى الْغَائِبِ انْتَهَى نَقْلُهُ
 عَنْهَا الْعَلَامَةُ خَاتَمُ الْمُتَأَخِّرِينَ ابْنُ تَجَمُّيٍّ فِي بَعْضِ دَسَائِلِهِ فِي الْوَقْفِ فَانْظُرْ حَيْثُ نَفَقَ
 بِأَنَّهُ أَخَذَ بِمَذْهَبِهِ أَيْ بِمَذْهَبِ نَفْسِهِ الْحَنَفِيَّةِ فِي أَنَّ الْفَاتِحَةَ لَيْسَتْ بِرَكْنٍ وَلَا يَضُرُّ
 نَقْصَانُ بَعْضِهَا فِيمَا أَخْطَأَ فِيهِ بِعَيْنِ خَطَا خَطَا فَأَجَسَّابَانِ قَالَ مَثَلًا إِيَّاكَ نَاطِلٌ وَإِيَّاكَ
 نَسَبْتُ لِسَبْقِ اللِّسَانِ خَطَا فَإِنَّ الْفَاتِحَةَ نَقَصْتُ بِلَفْظِ تَعْبُدُ فَلَمْ يَحْزِنْ صَلَاتُهُ عَلَى
 مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ مَا لَمْ يَعُدْ قِرَاءَةَ تَعْبُدُ فَإِذَا عَادَهَا صَحَّتْ وَلَمْ تَنْقُصْ صَلَاتُهُ عِنْدَهُ
 بِهَذِهِ اللَّفْظِ لِأَنَّهُ عِنْدَهُ الْكَلَامُ الْخَطَا لَا يُفْسِدُ إِذَا كَانَ قَلِيلًا وَعِنْدَنَا هُوَ مُفْسِدٌ
 فَإِذَا عَادَهَا عَلَى الصَّحَّةِ لَا يُفْسِدُ لِأَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ نَسَدَتْ هَذَا وَقَدْ قَالَ بَعْدَ
 الْفُسَادِ بَعْضُ الْمُشَافِئِ إِذَا عَادَهَا عَلَى الصَّحَّةِ كَمَا نَقَلَهُ الزَّاهِدِيُّ وَكَانَ ظَاهِرًا
 مَا فِي الْبَيِّنَاتِ عَنْ بَعْضِ عُلَمَاءِ خُورَزْمٍ أَنَّهُ لَا يُفْسِدُ وَلَوْ لَمْ يَعُدْ عَلَى الصَّحَّةِ أَخَذَ بِمَذْهَبِ
 الشَّافِعِيِّ فِي عَدَمِ الْفُسَادِ بِالْخَطَا وَهُوَ عَيْنُ التَّلْفِيْقِ وَكَذَلِكَ مَسْئَلَةُ النِّكَاحِ
 فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ بِعِبَادَةِ النِّسَاءِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَيَصِحُّ عِنْدَهُ عَلَى الْغَائِبِ عِنْدَنَا الْحَكْمُ بِالْعَكْسِ

فی المسئلین فاذا حکم بصحة وقوعه بعبارة النساء علی الغائب فقد کفق ومع هذا فقد حکم بصحة
 الحكم الملقق من الذہبین وكذلك مسئلة الامام ابی یوسف رحمہ اللہ لما صلی بالناس الجمعة
 واخبر بوجود فارة ميتة في ماء الحمام الذي اغتسل منه للجمعة فقال ناخذ بقول اخواننا من اهل
 المدينة اذا باع الماء فليتن لم يحمل خبثا قال في الفتاوى الظهيرية ولم يكن ذلك مذهبه و
 ذكر المسئلة في التمهيد وغيرها في كتاب النكاح مستشهدا بها في مسئلة يخفى ان محل
 فيها خبر من غير من مسائل النكاح وسياتي ذكرها فهذا ابو يوسف امام المذهب واثير المجتهد
 الشافعي قد قلنا عند الضرورة ولم يكن ذلك مذهبا لبل مذهبه تجس الماء القليل وان لم
 يتغير بوضع ما يتكس فيه ولا ياتي الظاهر انه فعل المهادرة وصلى الصلوة على مقتضى مذهبه وانما
 قلنا في خصوص الماء فقد حصل التلقيق منه وهو اذن حجة انتهي واضح هو كبر روايات
 مستندة الى الامة والجماعة تليق بوضع الزنا نقل كى كى من اور دلائل تحقيقى ہمارے نزدیک ہی پر
 جو بطلان پر تعلیل شخص میں کے اور حقیقت پر تقلید بدون التزام کے نقل كى كى من اسبى كذا
 دلائل سے جو باتیں جو باطل ہوتے سے خواہ حادثہ واحدہ میں ہو خواہ حادثہ مختلفہ میں ہو
 دوسرے جواب فرض کیا کہ تلیق باطل ہے لیکن اس سے وہ عدم تعین سبب تلیق نیا سے عبادت
 کیونکہ باطل ہو کے کیا عدم التزام مستلزم تلیق کو ہوتا ہے مثلا ایک شخص ایک محل میں ابو حنیفہ
 کے مذہب کے تقلید کرتا ہے اس طرح کہ دوسرے مذہب کی او سبب غلط نہیں کرتا اور دوسرے محل میں
 شافعی ہو کے تقلید کرتا ہے اور اس طرح پر تو اس شخص کے حق میں بطلان تلیق لیا نہ کر دیکھا اور سبب
 مسلک کہ کیونکہ باطل کر دیکھا تنبیہ ایک دلیل جناب مولف نے خاص اپنے طرف سبب میں کو یہ
 اولیٰ مقتدا نہیں کر سوا نعم اور نقابہ ارشاد فرمائی ہے سو نقل کرنا اسکا سوا ہی تفسیح اوقات کے
 کچھ نہیں ہے اور رد میں اس کے یہ قدر کافی ہے کہ وارا اس دلیل کے میں امر میں اجتماع مرکب
 ایک اربہ کا اور منع ہونا رجوع بعد العمل کا معنی ظاہر اور منع ہونا متبع رخص کا بالاجماع اور بطلان
 ان میں امر و ن کا جو ربط گذر چکا قال اور یہ جو گمان کیا گیا ہے کہ تلیق نزدیک صاحب
 حوالہ ابن ادریس ابن الہام کے جائز ہے سو یہ بات او کی صریح کلام یہ نہیں ثابت اقوال
 مذہب سے بحدی کلام سے دیکھے صاف معلوم ہوا اور مذہب ابن الہام کا ہی کلام

او نے اور کلام بلاغت نظام سے شاہ ولی اللہ کے معلوم ہو چکا ہے اگر مولف ہوتا تو ہم کلام
 اونکے کے نہ کہتا ہو تو صاحب بحر و ابن الہام کا کیا تصور لیکن اس سبب سے کہ تقلید مذہب کے
 بیٹی انکے اور دل پر باندہ رہا ہو نظر نہ اوی تو ہمارا امین کیا اختیار انا اللہ وانا الیہ راجعون
 اور جن قائل ہیں ابن الہام کے اور صاحب بحر کے و انما بطلان تالیف کا تھا ہے اور میں سے
 ہرگز بطلان تالیف کے مفہوم نہیں ہوتے اور چونکہ اخیر میں باب تالیف کے مولف قول ابن الہام
 کا فتح القدیر سے بواسطہ عالمگیری کے اور صاحب بحر کا کراہیہ سے پہر مارا لایا ہے اسلئے رو
 دسکا وہاں پر ہے ہو گا تو اسکی صاف معلوم ہو گا کہ ان قولوں سے عام التزام مذہب معین بطلان
 باطل نہیں ہوتا جو عابے باطل ہوتا تالیف کا فتنہ طریقی تھا طریقی الخاقول اس طریق میں
 یہ خرافات کیا ہے کہ مجتہد کو اپنی مذہب کے مخالف حکم نہ دینا یا اپنے حدیث کا کہا مسامحہ میں بخلاف
 اجتہادہ کان بالہذا اتفاقا فان قلد غیرہ لا ینحب علیہ العکل بظنہ ولا یجوز لہ
 التقليد مع اجتہادہ اجماعا کذا فی شرح المختصر اور یہ مقدمہ کو مجتہد پر قیاس کے
 کہا ہے کہ جبکہ مجتہد کو اپنے مذہب کے خلاف پر عمل نہ چاہیے تو اسکی مسئلہ کو جبہ خلاف اپنی امام کے
 مجلسیہ انتہی حاصل کلام لاکن معنی ایسا نافل کہیں نہیں دیکھا کہ مقدمہ کو مجتہد پر قیاس کرتا ہے اللہ
 مجتہد کو تقلید دوسرے مجتہد کے واجب اور مقدمہ کو عدم العلم کے تقلید کسی مجتہد کے لاعلمی میں
 واجب ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون پس
 رو کیا اس فائل نے اس قیاس کر نے سے اولاً رہنہ رہنہ مذکورہ سابقہ کو جو تعین مذہب میں سے
 بزعم و جو منع کر ہے میں اور سابق میں نقل کے گئے میں اور رو کیا اقول انیہ کو چہ تین تیس روایتوں
 کے ضمن میں گذر چکے ہیں اور قطع نظر ان اولہ اور روایات سی نفس مختصر الاصول میں خاص کر
 یہ تصریح ہے کہ اگر حکم کرے مقدمہ مخالف اجتہاد امام اپنے کے تو حکم اسکا جائز ہے چنانچہ کہ مقدمہ مختصر
 میں نے المختصر و لو حکم المقلد بخلاف اجتہاد امام جری علی حوالہ تقلید غیرہ استثنیٰ
 استثنیٰ الحکم علی ما یجہی من المقلد لہ تقلید غیرہ استثنیٰ یہ مخالف دلائل اربعہ کے اور تین
 روایات سلف کے اور باوجود خاص مختصر الاصول کے تصریح کے اوپر اس بات کے اگر مقدمہ اپنے
 امام کے اجتہاد کے خلاف حکم کر دیے تو حکم اسکا جائز ہے برعکس قیاس مع الفارق جناب

مولف کا سوای غفلت اور کم فہمی کے کیا تصور کیا جاتا ہے ذرہ اس مقام میں غور کرنا چاہیے قال
نقل کیا محوی نے یہی شریعت اشباہ و انظاریہ میں تائید میں ہے کتاب التعلیض کے ذمہ الفتح
قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب بلا اجتہاد و البرہان اثم يستوجب التعلیل
فلا اجتہاد و برہان اولی انتہی اقول اس نقل میں فتح القدیر سے ہے وہی نقشبہ ہے
کہ لا تقر بوا الصلوۃ کو تو ایسا ہے اور اثم نکاری کو چہوڑ دیا ہے اسلیو کہ شیخ ابن الہمام نے یہ
قول شایع کا فتح القدیر میں نقل کر کے ہر او سکور و کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تشدیدات مختصرات
ہیں یعنی کوئی امر شرعی نہیں اور حجت دینی نہیں چنانچہ ابن امیر الحاج شرح تخریر میں تمام کلام شیخ ابن
الہمام کا نقل فرماتے ہیں جیسا کہ ملا حسن شرنبلالی حنفی کلام ابن امیر حاج کا نقل کرتے ہیں و قال
ابن امیر الحاج عقب کلام الماتین ابن الہمام فی ہذا المحل مانصہ و قال ایضاً یعنی شیخ ابن
الہمام فی شرح الہدایۃ عقب ما قد مناه من بیان حقیقۃ الانتقال والغالب ان مثل ہذا
یعنی التشدیدات الی ذکرہا فقالوا المنتقل من مذہب الی مذہب بالاجتہاد و برہان اثم
یستوجب التعلیل فلا اجتہاد و برہان اولی ولا بد ان یؤاد بهذا الاجتہاد معنی التخریج و حکم
الغالب لان العامی لیس لہ اجتہاد فتلك التشدیدات الزامات منہم ائی من الشایع لکف
الناس عن تتبع الرخص ولا اخذ العامی فی کل مسئلۃ بقول مجتہد یكون
قوله اخف علیہ وانا لا ادری ما یمنع هذا من العقل والسمع وكون الانسان
یتبع ما هو ارف علی نفسه من قول مجتہد مسؤوغ لہ الاجتہاد
ما علمت من الشرع ذمۃ علیہ انتہی مانقلہ الشرنبلالی عن ابن امیر حاج
نے "العقد الفرید" کو دیکھ کر صرف غرت نازل کا کہ قالوا کے سر سے حرف کو اوڑا دیا ہے اور خبر کو
فذلك التشدیدات الزامات منہم کو چہوڑ دیا وغیرہ بالبعد من ہذا البیان نے الدین اور
جبکہ سرتہ اور خیانت نقل کے فتح القدیر سے ثابت ہو چکے تو اب سنو نفس مسئلہ انتقال کے تحقیق
سورہ چند کہ بعد اثبات حقیقہ تقلید بدو ن تعین کے اولہ اربعہ سے اور تینتیس روایتوں سلف و خلف
سے جنہی یہ معلوم ہو گیا ہے کہ سبیل سونین کا یہ ہے کہ بدو ن التمرام ایک مذہب معین کے اتباع
بمقتدین کیا کریں حاجت اسکی نہیں رہے کہ حوازا انتقال کو علیحدہ ثابت کریں لکن چونکہ عند قوم

والاعلم الاصلین یہ مسئلہ مستقل ہو کر مندرج تحت اصول میں ہے اسلیو ہم یہ تعلیم بیان کرتے ہیں
 تو معلوم کرنا چاہیے کہ انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کے درست ہو یا ریتاب اور نہیں بلکہ
 یہ جتنی تقلید بطور معتبرین کے ثابت ہو چکے ہے اور علماء مذاہب میں سے بہت لوگوں کے جو
 برواقین میں اور سب محقق لوگ تجویز انتقال کے قائل ہیں اگرچہ بعضی متاخرین جیسی صاحب قنبہ
 و قہستان نے وغیرہ کہ جو حدیث و قرآن سے بے بہرہ ہیں منتقل کے حق میں تعزیر مروی ہے تو
 صاحب مذہب و راوی کے شاگردوں کا میں سے منقول نہیں اور ملا علی قاری کے ہر سالہ اپنے
 اسم القوارض کے لکھتے ہیں ذی النظریۃ دوی عن ابی حنیفۃ اَنَّهُ قَالَ لَا یَحِلُّ لِمَنْ
 اَنْ یُضَیِّ بِقَوْلِنَا مَا یَعْلَمُ مِنْ اَیْنٍ قُلْنَا اِنْتَهٰی فَاِذَا کَانَ لَا یَحْزُزُ تَقْلِیْدًا
 مِنْ غَیْرِ دَلِیْلِ فِی الْاَحْکَامِ فَلَیْکُمْ یَحْزُزُ تَقْلِیْدُ الْمُقْلِدِیْنَ الذِّیْنَ مَا
 وَصَلُوْا اِلٰی مَقَامِ الْمُتَهِدِّیْنَ نَعَمْ یَحْزُزُ لِلْعَالِمِ اَنْ یُقِلَّدَ الْعَالِمَ
 وَلَوْ مُقِلَّدُ النَّصْرِ وَدَا اَمْرُ الدِّیْنِ اِنْتَهٰی گلاں عین عبارت میں ملا علی قاری کے
 نظر کردہ غور سے کہ قول قید وغیرہ ہر حق منتقل کے تجویز تعزیر کے کیونکر مقبول ہو بلا دلیل شرعی
 وغیرہ نقل کے مجتہدین سابقین سے اور کلام شیخ ابن الہمام کا اور شام ابن حجاج کا حسین بن نعیمین
 انتقال پر وہودہ تو عبارت سے شرح ابن امیر حاج کے جو ملاحظہ فرمائیے نے نقل کیے ہیں
 معلوم ہو گیا ہے اسنو کہ کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر میں فَاِنْ اَدَّادَ اِیْنِی الْمَشَافِخِ الْقَاطِلِیْنَ
 مِنَ الْحَقِیْقَةِ بِاَنَّ السُّقُلَ مِنَ الْمَذْهَبِ اِلَى الْمَذْهَبِ اَنْ یُوجِبَ التَّعْزِیْرُ اِنْ اَدَّادَ وَهَذَا لَا یُتْرَکُ فَلَ
 دَلِیْلٌ عَلٰی تَبَایُعِ الْمُجْتَهِدِ الْمَعِیْنِ بِالْاِتِّمَاعِ نَفْسُ ذَلِكْ تَوَلَّی اَوْ یَنْتَزِعُ عَنْ اِنْتَهٰی کما نقل الشرنبلالی
 فی العقد الفرید اَلْاَکْثَرُ اَوْ اِیْ اَوَّلِی اَوْدَاعِی سِیْ یَیْ یَیْ مُنْقُولُ هٰکِ انتقال جایز ہی اور
 کما ناوی فی ردصہ میں کہ جب کہ مذاہب مدون ہو گئی تو اب مقدمہ کو درست ہی انتقال
 کرنا ایک مذہب سے دوسری کے چنانچہ شیخ جلال الدین السیوطی جنریل المواہب میں
 فرماتی ہیں اَلْمُتَقَالُ مِنَ الْمَذْهَبِ اِلَى الْمَذْهَبِ هُوَ جَائِزٌ کَمَا جَرَمَ بِهِ الرَّافِعِیُّ وَشُعْبَةُ النُّوْذِیُّ وَفَالِی
 الرَّوْضِیُّ اِذَا دُوْنِ الْمَذْهَبِ قَبْلَ یَحْزُزُ لِلْقِلْدِ اِنْ یَنْتَقِلُ مِنْ مَذْهَبٍ اِلَى مَذْهَبٍ فَلَا یُکْرَهُ لِمَا جَهِدَ
 فِی کُلِّ اَلْعَمَلِ وَغَلَبَ عَلٰی طَرَفٍ اَلْاَنَیْ اَعْلَمُ بِمَعْنٰی اَنْ یَحْزُزَ لِحَبِّ وَاِنْ جَهِدَ فَلَیْکُمْ اَنْ یَحْزُزَ اِنْتَهٰی

اس کلام میں سیوطی کے غور کرنا چاہیے کہ سیوطی نے جو از انتقال کو کیا محقق کیا ہے پس نقل کرنا سیوطی
 کا بعضی اکیون کے قول کو جو مقتضی ہو منع انتقال پر جیسا کہ مولف نے نقل کیا ہے اگر تسلیم ہے کیا
 عبادی تو بطور ملحق اور تعریض کیے اوس مالکے پر ہو گا کما لا یخفی اور کما مولا کیا بحر العلوم لکھنویہ
 نے شرح مسلم میں لایا یجب الاستمرار ویعمم الانتقال وهذا هو الحق الذي ينبغي ان يؤخذ
 ویعتقد به ولكن ينبغي ان لا يكون الانتقال للتكليف فان التكاليف حرام قطعاً
 فی التمدد هب كان ادغیر انتہی اور قبل اس عبارت کے فرمایا ہے حتی
 شد بعض المتأخرین المتکلفین وقالوا الحنفی اذا صاد شافعیاً یغزو وهذا
 تشریح من عند انفسہم انتہی پس ان روایات سے جواباً دون روایات کا جنہیں منتقل حق میں تعزیر کا حکم
 دیا ہے اور جواب لے لے وہ روایتیں نقل کی ہیں جہاں اب باعث تنصیف تعزیر کا نتائج سے
 معلوم کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ انتقال منتقل کا واسطہ کسے غرض نیک شرعی کی ہو بلکہ واسطی اتباع فشر
 کی ہو جیسا کہ ایک شخص سے عہد میں ابوبکر جو زمانے کے واقع ہوا تھا چنانچہ محقق شافعی بحر و مختار
 حاشیہ در مختار میں نقل کیا ہے قوله ارحل الى مذهب الشافعي یغزو ای اذا كان ارحل الى
 لغرض محمود شرعاً کما فی التنازعاً غیر حکمی ان رجلاً من اصحاب ابی حنیفۃ خطب الى رجل
 من اصحاب الحديث ابنته فی عهد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یتوک مذهبہ
 فیتقر خلف الامام ویرفع یدیه عند الانحطاط ولخو ذلك فاجابه فرفجه
 وقال الشيخ بعد ما سئل عن هذه وأطرق داسه النکاح جائز ولكن
 اخاف عليه ان يذهب ايمانه وقت النزاع لانه استخف بمذهب الذي هو
 حق عنده وتركه لاجل حيفه منيته ولوان رجلاً من مذهب باجتهاد وضع له
 كان محموداً ما جوداً انتهى اقول خد ما صفی من هذه النقل ودع ما كذب وعلم ان معنى
 الاجتهاد في كلام الشافعي هو الذي قاله العلامة ابن امير الحاج في شرح التحرير للشيخ ابن الهمام
 كما مر في عدة العقد الفريد اعني به التحري وتحكيم الغالب لان العارفين له الاجتهاد ۵
 اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض ائمہ نے اس انتقال مذاہب میں بعض شرط ہے بیان کہ میں چاہتا ہوں
 نے کہا ہے ایجاب انتقال من قریب شریعت میں اول یہ کہ منتقل تین مکررے اور دوسرے یہ کہ ائمہ خاص

نکرے اور یہ ہے کہ جبلی طرف انتقال کرتا ہے اور سب کو اہل فضل و علمی اعتقاد کرے پس اویس کے
 تقلید کرے جسکو جاہل جانتا ہے اور ابن قتیق العید کے کہا ہے کہ منتقل تفیق نکرے اور وہ مسئلہ میں
 منقلد تھا قابل نقض کے ہو حکم سے یعنی جو کہ مخالف اجماع کے اور قواعد کے اور رض کے اور قیاس کے
 ہو اور شیخ عمر الدین بن عبد السلام نے ایک شرط کو اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ وہ مسئلہ کہ حسین
 منقلد تھا اس قبل سے ہو جو منقوض حکم ہو سکی اور بعضی نقل کرتے ہیں کہ ان شرح صدر ہے او کی شرط
 ہے اور امام صلاح الدین العلائی نے کہا ہے کہ دو صورت میں انتقال مرجع ہے اول
 یہ کہ منقلد پر مذہب تائید میں تشدید ہو اور دوسرے یہ کہ مذہب اول کے معارض کوئی حدیث
 صحیح معلوم ہو اور فاضل قندھاری کہتے ہیں کہ دوسرے صورت میں حج کیا بلکہ واجب ہو تا مگر تحقیق
 کتاب تقریر میں ہے اور شرح ابن امیر حاج میں ہے کہ مگر شرح ابن امیر حاج بہت طوالت ہی ہے
 اسلئے عبارت تقریر کے نقل کے جاتے ہے کہا تقریر میں وقال الرویانی یجوز الانتقال بثلثة
 شروط لا یجتمع بین مذہبین علی صوة تخالف اجماع لمن تزوج بغیر صدق ولا
 ولی ولا شہود وان یعقد فمن قلده الفضل بوصوله اخباره اليه فلا یقلد امیانی
 عما یبہ وان لا یتبع الرخص وتعب القرانی الا خیر بانه ان اراد بالرخص ما ینقض فیہ
 قضاء القاضی فحسن متعین وان اراد ما ینہ سہولۃ علی المكلف کیف ما کان یلزم ان یكون
 من قلده مال کافی المیاء والادوات الخ لیا لتقوی الله تعالی و لیس كذلك وتعب الاول
 بان یجمع المذكور لیس بضار لان مال کالم یقل بطلان انکرة الشافعیۃ بلا صدق ولا
 الشافعی بطلان انکرة المالکیۃ بلا شہود لکن فیہ نظر ظاہر ووافق ابن دقیق العید
 الرویانی علی الشرط الاول وابدل الثالث بان لا یكون ما قلده فیہ مما ینقض فیہ الحکم
 لودیع وانتصر الشیخ عمر الدین بن عبد السلام علی اشتراط هذا ذکر الامام العلائی اہ
 برجح القول بالانتقال فی صورتین احدهما اذا کان مذہب غیر امامہ یقتضی تشدیداً ولخداً
 بالاحتیاط والثانیۃ اذا دای الخلاف مذہب امامہ دلیلاً من حدیث صحیح ولم یجد فی
 مذہب امامہ جواباً قویاً منہ ولا معارضاً راجحاً علیہ اذ لا وجه لہج الحدیث الصحیح علی حفظہ
 علی مذہب التزمۃ قلت وهذا موافق لما نص علیہ احمد والقدر دینی الحنفی ومشی علیہ

ابن الصلاح وغیرہ انتہی مافی الثغر پر نقد الفاضل القندہ ہادی ثم قال اقول يجب الفرق بين القولين
 بان الانتقال في الاول احتياط وفي الثاني واجب كما هو كلام العلّاء في انتقائي انتم تو ظاہر ہے
 کہ شرط یہ رویانی کیے دو شرطین اول تو بوجہ اظہار باطل من جہا کہ عبارت سے تقریر کیے گزرا اور
 قبل اسکی مقامات متعددہ میں شرح تحریر وغیرہ کیے یہ ذکر ہو لیا اور شرط ثالث متبیک
 سلم الثبوت ہے ظاہر ہے کہ اسی کے تعلیق کو نہ درست ہو اسی حکم سے شرط اول ابن دینق العید کی ہی باطل
 ہو گئے اور شرط ثانیہ اسکی حسین بن عبد السلام موافقی میں باعتبار مفہوم موافقی کیے تو صحیح ہے اور مسلم
 لاکن باعتبار مفہوم مخالف کیے وہ جہ باطل ہے نفس کلام سے ابن عبد السلام کی جو روایت نمبر زمین
 گزرے ہو بلکہ یہ شرط باعتبار مفہوم مخالف کیے مخالف ہے اور ان تثنیٰ روایات کیے اور اول رابع
 کیے اور ان شرح صدر جو بعض روایات سے شرط ابن عبد السلام کی معلوم ہوتے ہے رابع ہے
 طرف ثالث شرط رویا کیے اور ہا یہ موافقی ہی اب رہن دونوں شرطین امام ملا علی کیے سؤہ شرطین
 جواز کی نہیں بلکہ نہ رجحان انتقال کیے میں الحاصل ان شرطوں سی جو کہ حق میں ہے انتقال مذہب
 ممنوع نہیں ہوتا اور تعلیق مذہب میں واجب نہیں ہوتی فافہم قال اور کہا ملا علی قاری سے نیچے ج
 شرح علین العلم کے فلولا لزم احد مذہب کا فی حنیفۃ او الشافعی دھما اللہ فلزم علیہ
 الاستمرار فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل انتہی اقول اسکی دو جواب میں اول یہ کہ ملا علی
 نے اسی طرح میں علم من یہ جہ کہ ہے ومن العلوم ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ ما کلف احد ان
 یكون حنیفاً او مالکاً الی آخر ما قلناہ سابقاً تو دیکھو کہ بیان تو یہ اعتراف ہے کہ
 اسدنی کسی پر وجہ نہیں کیے تعلیق ابو حنیفہ کے خاص کر اور مولف کے روایت میں اگر تسلیم کیے
 جاوے قول بالوجہ سبب التزام کرنے کیے اور ظاہر ہے کہ التزام محبت شرعیہ موجب وجہ نہیں
 تو دونوں کلام ان کے متعارض ہوئے واذا تعارضت اقطاراً و سراً یہ ہے کہ جو لوگ قول مخالف
 دلیل کے ابو حنیفہ اور شافعی کا نہیں مانتے ان کے آگے قول مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع اور
 قیاس کیے اور مخالف تثنیٰ روایات آئمہ سلف اور خلف کیے ملا علی قاری سے کا پیش کرنا سوا یہ
 مضحکہ کے کیا تصور کیا جاوے گا انصاف ہے کہ تمام جہان کے مقابل اکیلا ملا علی قاری کسطح
 ہو سکتا ہے مثل مشہور ہے کہ نقار خانہ میں طوطے کے گون سننا ہی قال اور کہا صاحب

بحر الرایق نے پھر رسائل زمینیہ کے فوج علی مقلد ابی حنیفہ ان یعمل بدو لا یجوز لہ العمل
 بقول غیرہ النسی اقول یہ قول صاحب بحر کا مطلق تقلید ابو حنیفہ میں نہیں ہے
 بلکہ ایک مسئلہ خاص یعنی وقت عشرین جو اونکے نزدیک اوس مسئلہ میں مذہب ابو حنیفہ کا قوی اور مل
 ہے یہ قول فرمایا ہے چنانچہ یہ کلام صاحب بحر کا اوس رسالہ کے اخیر میں اس امر پر تصریح کر رہا
 فرماتے ہیں فاذا اظهر لنا مذهب الامام الاعظم ابی حنیفہ رحمہ فی ہذین الوقتین وکھڑ
 ایضاً دلیلہ وقوتہ وصحة دلائلہ اقوی من دلیل ہما وجب علینا اتباعہ والعلم بہ والاختیار بہ انتہی
 کلام ہو دیکھو چالاکے حضرت مولف کی کہ قول وجوب اتباع کو ایک مسئلہ میں دلیل نہیں آیا ہے وجوب
 اتباع کے ہر مسئلہ میں فافہم فان قلت ان تعقلہ بعد بقولہ لما نقلک القاسم فی تصحیحہ الخ نص علی
 كون التزام التقليد علته لوجوب اتباع مع قطع النظر عن كون مذهب قویاً او صحیحاً قلت قد
 دلت ان الرجوع المنتفع انما هو فی عین الحادثة التي قلده فيها فالتعلیل بہ لا یفید الا وجوب
 اتباع فی حادثہ خاصہ قلده فيها فاذا لم یکن قوله فوجب الخ نصاً فی وجوب اتباع فی جمیع
 الحوادث بل فی حادثہ خرم فیہ حقیقۃ الامام ابی حنیفہ وقلده فيها فحصل المطلوب من انہ
 لم یحکم بوجوب اتباع فی کل مسئلہ بل فی مسئلہ وقت العمر وھذا مفاد تعلیلنا بقوتہ
 الدلیل ولم یحکم ایضاً فی کل الحوادث بل فی حادثہ خاصہ قلده فيها وھذا مفاد
 تعلیل بقولہ لما نقلک الخ قال اور کہا تفسیر احمدی کی مؤلف نے جو اوستاذ میں عالم گاہ یا دشاہ کے
 بیچ تفسیر احمدی کے اذا التزم مذهباً یجب علیہ ان یدوم علی مذهب التزمہ لا ینقل الی مذهب
 اخر انتہی اقول اسکا جواب یہی ہے جو کہ ملا علی قاری کے قول کا دوسرا جواب دیا گیا ہے علاوہ
 یہ کہ اس شخص کا کلام اس قابل کہاں ہے کہ مقابل میں قایل علماء اصول کے بیان کیا جاویں یہ تو
 ایسی حضرت میں کہ تفسیر احمدی میں صاف فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن اور حدیث اور اجماع پر عمل
 کر لیا تو وہ ہے ابو حنیفہ ہے کا مقلد ہو جائیگا اسلامی کہ قرآن و حدیث و اجماع پر عمل کرنا ابو حنیفہ ہی نے
 نبایا ہی تو گویا سب صحابہ و تابعین کو ابو حنیفہ کا مقلد بناتے ہیں اور ایسا شیخ سعدی کے کبریٰ کو
 علال کتب فاتی میں اور سوائے اسکے اوس تفسیر میں جا بجا ایسی خرافات ارشاد فرماتی ہیں
 کہ دیکھ کر نہیں دیتے ہے تو ایسی شخص کا کلام بے دلیل کس طرح مقابل اولہ و جمعہ مسئلہ کے ہو سکتا

قال اور مولانا عبدالعلی شیح تحریر میں لکھتے ہیں وکذا للعاری الانتقال من مذهب الى مذهب
 فی زماننا لا یجوز لظہور الحیاسة انتہی اقول سابق میں تم خوب دیکھ چکے ہو
 کلام مولانا عبدالعلی کا شرح تحریر سے یہ ہے اور شرح مسلم سے یہ کہ کس طرح باغی نڈا سنا دئی ہو کہ مولانا عبدالعلی
 سچا علوم ایک مذہب کے تخصیص نہ کہاں نڈا سب دلوں کے تخصیص کے ہے کچھ حقیقت نہیں سمجھتی مگر بعض
 وقت جو نقل صحیح نہ ہے مذہب سے ہی اور مجتہد رخص اور رجوع عبدالعلی کہ دوسرے دھام سے جائز رکھتے ہیں اور
 مانعین کے حق میں فرماتے ہیں کہ منع کرنا اولیٰ اور تشدید اولیٰ اپنی کہہ کے شرع غرض کہ ہر امر میں ہمارے
 موافق اور شاہد ہیں اور محل اس قول کا کلمہ ہے کہ حقیقت میں ہے جیسی کہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں لا ینفی
 ینفی ان لا یكون الانتقال للثبوت فان التلیٰ حرام کذا فی شرح المسلم
 بلکہ تعلیل اولیٰ ساتھ اس قول کے یہ ظہور انجیانتہ شاہد ہیں ہے کہ یہ منع کرنا اولیٰ اور تشدید اولیٰ حقیقت میں
 ہر مجتہدوں خیانت اور کلمہ کا کلمہ لایحییٰ قال اور کہا سچ قادی عالمگیری کے ہذا کلمہ فی القاضی
 المجتہد واما المقلد فانما لا یلزم بحدہ ابی حنیفہ مثلاً فلا یملک الخالفۃ فیکون
 معزولاً بالنسبۃ الی ذلک الحکم ہکذا فی فتح القدیر انتہی اقول معزول ہونا
 قاضی خفی مقلد کا اوس حکم میں جو برخلاف مذہب ابو حنیفہ کے ہو اس جہت سے نہیں کہ اوس پر تقلید ابو حنیفہ کے
 واجب ہے تو کہ مفید عامولف کے ہو بلکہ اوس جہت سے ہو جو خود کلام ابن الہام میں موجود ہو یعنی مخالفت
 ولایت خاصہ کے جہت سے اور اوس میں کسی کی تاویل کو دخل نہیں اسلئے کہ تصنیف اور تصنیف نیکو کنندہ بیان
 اور وہ خود فرماتی ہیں فانما لا یلزم بحدہ ابی حنیفہ اور اسی پر تفریع کرتے ہیں فیکون
 معزولاً کو اور یہ بات ایسی ہے کہ اس کو کوئی ادنیٰ طالب علم ہے انکار نہ کرے جیسا کہ کوئی بادشاہ
 کے طرفی قاضی کسی شہر کا مقرر اور متعین ہو یہ وہ قاضی اوس شہر کا دوسرے شہر کے قضاۃ میں حکم دے
 تو یہ ہے معزول ہوگا نسبت اوس حکم کے بسبب مخالفت کے ولایت خاصہ سے تو اس سے یہ ہتھوڑا لازم
 آتا ہے کہ اوس شہر کے تخصیص اور سکونت قطع نظر ولایت سے وہاں ہو جاوے یہ تو کوئی اہل عقل نہیں کہ سمجھا
 اور لکھا ہو شاہ و نظائر وغیرہ میں کہ حکم سلطان و مہم کا اس طرح پر صادر ہوا کہ قضاۃ ممالک محمد و سہ سلطانہ
 کے دعویٰ کیلئے بعد پندرہ برس کے بنا کرین بلکہ بعد پندرہ برس کے اوسکی دعویٰ کو باطل سمجھیں تو دیکھو کہ
 قضاۃ خلاف حکم سلطانہ نہیں دیکھتے اس امر خاص میں تو اسے اگر کوئی یہ سمجھی کہ یہ حکم

شروع کیا کہ قضاۃ ابنی زمان اور کاغذ میں اس حکم کو نافذ فرمائیے میں محض نادر ایسے ہی اسکے کو امر
 السلطان بعدم سماع الدعوی بعد خستہ عشر سنہ لا شمع وحب علیہ عدم سماعہا کذا فی
 الاشباہ یہ جو کوئی اس وجہ سے وجوب شریعہ سمجھی اور یکے بوقافی سے صاحب اشباہ کا تصور
 قال اور کہا درختار میں یہ کتاب القضا کے دنی الوہابیہ لشرعیہ لای یفتی من لیس بمجتہد کفیتہ
 زمانہ بخلاف مذہبہ عالمہ فلا ینفذ انتہی یعنی اور وہابیہ میں ہے جو کہ شرعیہ لای یفتی
 لایفک ہے فتویٰ دہ و شخص کہ نہیں مجتہد نافع خفی زمانہ بہرہ کیے خلاف مذہب اپنی کے قصد پس
 نہ جاکر کیا جاوے حکم اتفاقاً اقول مستعیداً باللہ من المخرجین الضالین المضلین الذین یخرجون
 الکلام عن مواضعہ ولا یحافظون لیوم الدین ۵ شرعیہ لای یفتی کے کلام میں یفتی کا
 لفظ نہیں ہے جیسا کہ مولف نے نقل کیا ہے یفتی میں لیس انہ اور ترجمہ ہے یفتی کا یہ کیا ہی کہ فتویٰ دہ
 بلکہ اولیٰ کلام میں قضا کا واقعہ چنانچہ درختار میں موجود ہے دنی شرح الوہابیہ لشرعیہ لای یفتی من لیس
 مجتہد کفیتہ زمانہ بخلاف مذہبہ عالمہ لا ینفذ اتفاقاً و کذا لک ناسیاً عندہما الی آخر فی الدراخما سور حکم
 لفظ قضی کا ہوا تو معنی یہ ہوئے کہ قضا ابنی مذہب کے خلاف حکم نافذ ہونگے تو سبب رکھا و جب ہے جو یہ ابن
 الہام کے کلام میں گذر چکا یعنی مخالفت ولایت خاصہ کیے تو ہلو یہ روایت کی طرح مضربو کیے لاکن مولف
 رئیس المخرجین کے جہاں لایے کہ وہ یہ کہ قضی کو یفتی بنا کر ترجمہ اسکا یہ کر دیا ہے کہ فتویٰ دہ اسو اسطی کہ جو کہ
 قضا علی خلاف المذہب کے عدم نفاذی وجوب تقلید مذہب معین کا ثابت کیا تھا اور اسکا جواب تو یہ کہ
 کلام ابن الہام سے واضح ہے تھا تو سمجھا کہ شاید کو یہ مطلع ہو جائیگا اسو اسطی اس عبارت میں قضی کہ
 یفتی بنا دیا تو کہ عدم نفاذ فتویٰ خلاف المذہب کا ہے ثابت ہوا اور التزام مذہب معین واجب ہو
 لاکن یہ نہ سمجھا کہ کوی درختار کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں مصرع برین عقل و دانش باید کرست ہا
 تو اگر ناظرین یا وجود اطلاع کے اس تحریف صریح یہ پہر ہے اس کے حیانت پر متنبہ ہوں تو خدا حافظ
 واضح ہو مسئلہ قضا علی خلاف المذہب ہر چند کہ قابل تحقیق کے تھا لاکن چونکہ اس محل سے کچھ تعلق
 نہ کہتا تھا اسلئے اوس سے سکوت واقع ہوا نتیجہ میں ب دلائل و باہیہ مولف کے تمام موہی اور
 جیسی کہ رد اسکی حرافہ ہو گئے ہے وہ یہ علماء کو معلوم ہوگی اب ایگے اسکے خراب لکھ خرافا
 کیا ہے تو وہ ہا بعض باتوں سے جواب دیا ہے پہلے روایت مالکیر سے کہ جواب دیا دوسرے

تصدی بعل الفقه لا اعیان الصحابہ وعلیہما بتی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ
ہم الامام الائمۃ ابو حنیفہ الکوفی و الامام مالک و الشافعی و الامام احمد رحمہم اللہ نقلاً و جزاء ہم
عنا احسن الجزاء لان ذلك لم يد ر في غيرهم وفيما فيه في الحاشية قل القراني فقد اجماع على ان
من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء من غير نكير و اجمع الصحابہ و علما ان من استفتى ابا بكر و عمر امير
المؤمنين فله ان يستفتي با هريره و معاذ بن جبل و غيرهما و يعلم بقولهم بغیر نكير من ادعي رفع
هذين الا جماعين فليد ان قد بطل بمدين الا جماعين قول الامام و قوله اجمع المحققون
لا يفهم منه الا جماع الذي هو مجتہد حتى يقال يلزم نقاض الا جماعين بل يكون محتار عند احد و يكون
الجماعۃ متفقين يقال اجمع المحققون على كذا ثم في كلامه خلل آخر و هو ان التبويب لا دخل له في
التقليد و لكن التفصيل فان المقلدان فهم مراد الصحابي عمل و الا سال عن مجتہد اخر فانهم بطل بهذا قول ابن
الصلاح ايضاً ثم في كلامه خلل آخر ان المجتہد من الاخرين ايضاً بدوا جدهم مثل الائمۃ الاربعۃ و انكار هذا كما مر
و سوابل الحق انما من من منع من تقليد غيرهم لانهم بين رواية و ما فيهم محفظة حتى لو وجدوا رواية صحيحة من مجتہد آخر
يجوز العلم بالاتي و ان المتأخرين قوا بخلاف الشهود على مذهبينا و لا يسلوا فاحل من التبرك على ذلك و لم يلحقنا فافهم
استنى تو معلوم كذا في جناب تبيين اب حضرت مولف نے اس جواب میں دو فریب بازیاں
کیں ہیں اول یہ کہ جس اجماع قرانی کا یہ مضمون ہے کہ اجماع سلیم علی قرون اولی سے
لیکرا تب تک معتقد ہے کہ نو مسلم کو اختیار ہے کہ جسکی چاہے تقلید کرے اور اسی اجماع سے اکابر
حنفیہ و اقلین اس اجماع کے اوسے کتا بو عنین تخصیص مذہب اربعہ کو جو مختار دین صلاح کیلئے
کرتے ہیں جیسا کہ عبارت مسلم اور شرح مسلم سے اور سابق میں عبارت تقریر اور مقتضی معمول سے
معلوم ہوا جناب مولف اسی اجماع بطل سے تخصیص مذہب اربعہ میں فرماتے ہیں کہ اس میں لفظ علماء
ایک بار بعد از میں اور باعث اس تخصیص مراد یہ کیسے وہی اجماع مرکب سے نبوی جعلی بدلیل کو ہر اسے میر
جسکے قرار قبیحا کی اور اسی گئی ہے اور اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ اجماع زمانہ صحابہ اور تابعین سے معتقد ہے
حالانکہ اس وقت ایہ اربعہ کا تولد ہی نہیں ہوا تھا پہر قبل تولد کے انکو واسطے تقلید کے خاص کرنا
منع لفظ علماء مراد کہنا بڑی چالاکی اور جھوٹہ دلیلانہ ہے ایسے تو جہد اور تاویل بتلایں اور بتول
آج تک سوائے مولف کے کسی سے صادر نہیں ہوئی دوسری فریب بازی یہ کہ دوسرے اجماع کے چوتھے

نے نقل کیا ہے جسکا پیچھ منون ہے کہ جو لوگ تقلید کرتے تھے ابو بکر اور عمر کی تو وہی تقلید کر لیتے تھے
 ابو ہریرہ اور سادہ کی اور اوسو وجوب تخصیص ایک شب کا باطل ہوتا ہے اوسکو جناب مولف نے
 اوڑا دیا اور کہا کہ من تعیضیہ ہے تو معنی یہ ہوئی کہ کسی ایک کی تقلید کرے اور یہ نہ سمجھا کہ اس کے
 تبعیضیہ ہو نہ ہو تقلید غیر معین کے ایکو قعین اور ایک مسئلہ میں تو بیشک ثابت ہونی ہے لاکن یہ کہا
 ثابت ہوتا ہے کہ اوسو بعض معین کی تقلید یا تخصیص ہر مسئلہ اور ہر حادثہ میں واجب ہو جاوے گی چنانچہ
 مستلزم ہے تعین کو باوجودیکہ خود اجماع صحابہ کا اس تعین کو باطل کر کے کہا ہے پس مولف کی
 تخصیص ساتھ کسی عالم کے امیدار بعد میں سے بھی باطل ہوئی اور من تبعیضیہ کہہ کر یہ اسکو ایک
 بعضین منحصر کہنا بھی غلط ہوا اور معنی اوس اجماع کے جو قرانی سے موافق ہے نقل کیا ہے
 بانضمام اجماع ثانی کے جو پہلی نقل کیا ہے یہ بھی ہوئی کہ جو کوئی نو مسلم ہو وہی تو اوسکو جائز ہے کہ تقلید
 کسی عالم غیر معین اہل حق کی خواہ وہ ائمہ اربعہ میں سے ہوں خواہ غیر ان کا اور اوسکو جائز ہے کہ جو
 ایک عالم اہل حق کی تقلید کرے اور کسی دوسری کی اور یہی ہے مقتضائے کتاب اللہ کا اور حدیث رسول اللہ
 کا اور قیاس کا اور نصیرحات جمہور سلف اور متعقین خلف کا جیسا کہ دلائل اور نقول عدم التزام میں پہلے
 گذری ہیں اب جو مخالف ہو اس سبیل کا اور طاعن ہو اس پر تو وہ مخالف صحابہ کرام و تابعین و متبع تابعین
 علماء و مجتہدین و مقلدوں کا اور جب ان لوگوں نے مخالف ہو تو متبع غیر سبیل المؤمنین کا ہوا اور ایسی نفی
 خدا قسم ساری مسلمانوں کو محفوظ رکھی و امید اعلم بالصواب عتبہ و ایاد الالباب فیہ وصل مطلب رسالہ
 توفیر الحق کا دوسری بابین بھی ہے کہ تقلید ایک مجتہد خاص کی واجب ہے اور اس پر اجماع یا ایک یا کبار مخالف اسکا
 مردود اور لامذہب کے منکر اجماع کا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ دونو دعوی مولف رسالہ مذکورہ کا لغو اور بے
 اعتبار شرعی ہو ساقط ہے اسلئے کہ اسمیں کوئی دلیل و وجوب شرعی اور نہ دلیل اجماع شرعی کی باقی
 جاتی ہے کہ دعوی مولف کا نزدیک قفان قواعد شرعیہ کے قابل محبت اور سماعت کی وجہ حقیقت کا
 وجوب شرعی اور اجماع شرعی کی کان لگا کر سنو کہ بطلان اسکا ہر ادنیٰ اور اعلیٰ پرواضح ہو گا پس
 اس جہاں کے یہ ہے کہ وجوب ایک حکم یا احکام شرعی میں سے اور حکم نزدیک اہل سنت و جماعت کے
 خطا رہا ہے کہ متعلق ہوتا ہے ساتھ فعل مکلف کو از روی وجوب کے یا از روی اباحہ کے حق تعالیٰ
 حبیب میری رشاد و زمانہ ہر ان حکم اللہ الایۃ الحکم عند الخطا ۱۳۰ تعلق المتعلق بفعل الکاف اقضاء الخ

کذا فی مسلم الثبوت و تحریر ابن الہمام وغیرہما سن کتب الاصول اور دلائل قرائن و حدیث کے باعتبار ثبوت احکام شرعیہ کے چار طرح پرین دلیل اول قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة کہ احتمال تاویل کا وسعین نہیں ہو سکتا جیسا آیات میرحہ اور احادیث متواترہ میرحہ اور سید لیل سے فرض قطعی اور حرام ثابت ہوتا ہی اور دلیل دوسرے قطع الثبوت اور ظنی الدلالة جیسے کہ آیات واحادیث کہ زمین تاویل کو دخل ہے اور اسد لیل سے فرض علی ثابت ہوتا ہی اور تیسری دلیل ظنی الثبوت قطعی الدلالة چنانچہ اخبار احوال میرحہ کہ مجال تاویل کی وسیع نہیں ہو سکتی اور اسد لیل سے وجوب اصطلاحی اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہی چوتھی دلیل ظنی الثبوت اور ظنی الدلالة جیسا کہ اخبار احوال کہ جنہیں احتمال تاویل کا پایا جاتا ہی اور سنت اور عبادت ثابت ہوتا ہی اعلان الادلہ ادفعہ انواع الاول قطعی الثبوت والدلالة کالایات القرآنیۃ والاحادیث المتواترۃ الصریحۃ الخ لا یختل التاویل من وجہ الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالة کالآیات والاحادیث المواترۃ الثالث غلبہ الثبوت قطعی الدلالة کالاجابہ الاحاد الصریحۃ الرابع ظنی الثبوت والدلالة کالاجابہ الاخبار الاحتمالۃ معانی فالاول یفید القطعی والثانی یفید الظنی والآخر الغرض العلم والثالث یفید الوجوب والمکروہ تحریمی والرابع یفید البیہ

والاستحباب ہکذا فی الطحاوی وغیرہ

من کتب الاصول والفرقۃ الخ المقتضب علماء حقانی بعد وضوح و بیان دلائل وجہ شرعیہ کے راہ انصاف سے غور فرما کر ارشاد کریں کہ اگر کوئی بھی دلیل ان دلائل اربعہ مذکورہ بالا سے وجوب تقلید ایک مجتہد خاص پر پائی جاتی ہو تو تصاف بیان کریں کہ حق ظاہر ہو جاوے و برای خدا کتمان حق کریں لیکن نہیں لاسکتے کہ لو کان بعضهم بعض ظہیر اس واسطے سلف سے خلف تک کسینی کوئی دلیل شرعی اس وجہ تقلید ایک مجتہد خاص پر قائم نہیں کی ہاں اگر وہ قوم و مملکت کا بیان کرے کہ حق و باطل میں امتیاز ہو جاوے اور بلا دلیل شرعی کے غلو کرنا دین میں سر اسر نہ موم ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے یا اہل الکتاب لا تغفلوا فی دینکم الایہ حکم وجوب شرعی کا تو حال معلوم ہو چکا اب اکی حکم اجماع شرعی کا حال سنو پس اجماع شرعی کیو اسطے وہ ضرور دین پہلا ہر جہ کہ اتفاق ساری مجتہدین سے ہوا اس امت سے اوپر شرعی کی مستحق ہو اور دوسرا اہم یہ کہ سند اسکی قرآن اور حدیث سے پائی جاوے کیونکہ پنا یا جانا سند کا مستلزم خطا کہ ہوگا اور حکم کرنا دین میں بلا دلیل خطا ہے پس اگرچہ دو مرتبہ ثابت نہ ہوں تو اجماع شرعی سے تصور نہ ہوگا اگرچہ ہزاروں جمع ہو جاوے کسی کام دین پر اگر اہل اجتہاد سے نہ ہوں اور سند اسکی کتاب و حدیث سے

نہ پائی جاتی ہو تو ایسے اجماع کا کچھ اعتبار نہیں شروع میں اس واسطے کہ اجماع شرعی عبارت ہی قول کا ہے
 اور قول کل کا بلا دلیل شرعی کے باطل ہے تو یہ اجماع بھی باطل ہوگا اور ایسا اجماع بی سند کہ جبر اتفاق تمام
 مجتہدین ہے، محض کا بنایا جاوی اور نہ کوئی سند اسکی کتاب سنت سی پائی جاوی باوجود اسکے ایسے اجماع کو سمجھ
 اور شرعیہ سے جانتا اور حکم اجماع شرعی میں شمار کرنا سہر کہ جہی ورنہ نادانی بلکہ ایسا اجماع حکم میں اوجہ نہ
 علیہ آیات کے شامل ہوگا کہ جیسے مذاق فی الزام و یا می اور عصفہ فرمایا توضیح اور تلویح کی عبارت نقل کیجائے
 ہے اما الخامس فقی السند فالناقل جمیعہ ما ینے جہت واحد کلنا سببان فالاول سبب ثبوت
 الاجماع والثانی سبب ظہورہ والمجہود علی انہ یجوز لا جماع الا عندنا من دلیل او امادۃ لان
 عدم السند یتلزم الخطا اذ الحكم فی الدین بلا دلیل خطا انتہی مانی التلویح مختصراً الاجماع هو
 نفع الغرم والاتفاق وكلاهما من الجمع واصطلاحاً اتفاق المجتہدین من هذه الامتہ فی عسر علی
 امر شرعی ولا یعتقد باہل الست و حدم خلافاً للشیعہ ولا بالشیعین عند اکثرہ بالخلق
 عند اکثرہ ولا بالخلق الا بدعتہ خلافاً لاجل عن مالک الانقضاء بالمدينة فقط لا اجماع الا
 عن مستند علی المختار لدنا اولاً الفتوی بلا دلیل شرعی حرام الی آخرہ فی مسلم الثبوت فان حجة الاجماع
 لیست الا لان اتفاق المجتہدین من حیث ہم مجتہدین لا اذ کانوا منہم من دلیل وانہما ظہیر
 عن المجتہد من حیث ہم مجتہد انتہی وقال العلامة عبد الباقی فی شرح مسلم
 الثبوت قال الشیخ ابن الہمام فی البحر بدو الاجماع الغرم والاتفاق فاصطلاحاً اتفاق مجتہدین
 عو علی امر شرعی ولا یعتقد باہل البیت و حدم خلافاً للشیعہ ولا یعتقد بمجتہد بالمدينة الخیرۃ حرم
 خلافاً لمالک ولا اجماع الا عن سند انتہی ولا یجوز بالجملة یلزم احد المرین کون الما اطلاقاً او کون الاجماع فقط
 لان الاجماع قول کل فتوا کل بلا دلیل محرم فتوا واحد بلا دلیل باطل المتبہ کن فاذا العلم متبع عبد العلی الکرمی
 اور جناب شاہ ولی الدیوید و دیوید کتاب حجة البالد میں فرماتے ہیں کہ اتباع کرنا اجماع بغیر
 سند شرعی کا موجب تخریفات دین کا ہوتا ہے ومنہا اتباع الاجماع و حقیقۃ ان ینفق
 قوم من جملة الملہ الذین اعتقدوا العامة فیہم الاصابۃ غالباً او دائماً علی شیء فیظن ان ذلک
 دلیل قاطع علی ثبوت الحكم وذلك فيما لیس له اصل من الکتاب والسنة وهذا اجماع الذی
 اجمعت الامتہ علیہ فانہم اتفقوا علی القول بالاجماع الذی یستند بالکتاب والسنة والاستنباط

من احدها لم یجوز القول بالاجماع الذی لیس مستنداً الیہما وهو قوله تعالیٰ واذ اقبل لهم
 امنوا بما انزلنا لعلکم تتقون ما الفینا علیہا اثنا عشر آیتاً فی حجة الله الباقية لا شیخ الاصل مولانا ولی اللہ محدث
 الدہلوی رحمہ جناب قاضی شہاراد صاحب قدس سرہ ج رسالہ اصول فقہ کے کہ جو بنابر فہمائش
 جناب مرزا جاسخان پیر مرشد قدس سرہ اپنے کتب دہوم و دوم سے لکھا ہے آخر میں فرماتے
 ہیں کسیک لازم گیر و بر خود مذہبی معین مثل مذہب اجماعیہ میں بعضے گویند کہ جائز نیست از تقلید گیر
 و بعضی گویند کہ در مسایلی کہ موافق فتویٰ اجماعیہ دران عمل کردہ است تقلید و گیر ی جائز نیست و در
 آنچه من لکوردہ است ہرگز اخوانہ تقلید نماید و کسیک بر خود مذہبی لازم نگرفتہ است ہر تاسع اقوال و مذکورہ
 ویرا جائز است کہ تقلید ہر کہ خواہد بکند لیکن بعد از ان کہ در بعضے مسایل تقلید اجماعیہ کردہ و در
 بعضے تقلید شافعی پس جائز نیست اورا کہ در آنچه تقلید شافعی کردہ تقلید اجماعیہ ہم بکند یا
 بعکس بعضے گویند کہ مذہب لازم گرفتہ باشد یا نہ و عمل نمودہ باشد یا نہ جائز است ہر مسئلہ تقلید
 ہر مجتہد و این اقرب است بتجقیق چہ حقیقتاً لے و درین باب شیخ لازم نکرده است و بیون لازم
 ہر شیخ لازم نشود و قولہ تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون عام است مستحب ہر شیخ کے
 ازین قیود نیست و در صدر اول عوام از خواص عند الحاجت استقامت مند و مذہب عمل سے کہ مذہب
 و مسالات ازین قیود مروی نیست تمام ہوا کلام قاضی صاحب مغفور و مرحوم کا پس قول
 مؤلف تنویر الحق کا کہ آیت فاسئلوا اہل الذکر خاص ہے اور تقلید ایک مجتہد کی واجب
 ہوئی ہے بالاجماع و ہو گیا ساتھ قول قاضی صاحب قدس سرہ کے اور جاء الکشف و تنویر
 اہل الباطل واضح ہوا اللہم اربنا الحق حقاً و الباطل باطلاً برہمتک اب آگے تہوڑی سی
 وصیت شیخ اکبر کبریت احمر کہ جبکو مولانا عبد العلی اور مولانا نظام الدین وغیرہ خاتم ولایت
 و احمدیہ کے لکھتے ہیں آخر فتوحات مکیہ سے نقل کئے جاتی ہے وصیۃ الذہبی و تصانیف
 ان کنت عالمًا فخرم علیک ان تعمل بخلاف ما اعطاک الله و یحرم علیک تقلید غیر لیس
 تمکنک من حصول الدلیل فان لم تکن فی هذه الدعۃ و کنت مقلداً فایاک ان تلزم من دہبا
 بعینہ بل اعمل کما امرک الله و هو ان تسال اهل الذکر ان کنت لا تعلم و اهل الذکر ہم العلماء بالکتاب
 و السنة و اطلب رفع الحرج فی نازلک ما استطعت و اسال عن الرخص فی ذلک حتی تجلھا فان الله

یقول ما جعل علیکم فی الدین من حرج وان قال لك المقتی هذا حکم الله وحکم دسبله سیف
 مثلثک تغذبه وان قال لك هذا رأي فلا تأخذ به وسل غیره انتهى ما قال ابن
 العربی المشهور بالشیخ الاکبر فی آخر الفتاویء المکیة اور ایک رسالہ خبر بہ کہ قاضی ثناء اللہ صاحب
 قوس سرہ کامبر کیا ہے اور کیا ہمارے ہاتھ لگا چنانچہ اوس رسالہ سے تہوڑی سی عبارت
 اوسکی استقامت میں نقل کیے جاتی ہے واما اذ المکی اہلیتہ ففرضہ ما قال الله تعالی فاسئلوا
 اهل الذکر ان کمکم ولا تعلمون واذ جاءنا عنہما الاستغفر علی ما یتب لہ المقتی من کلامہ او کلام شیخہ
 وان علا فلا یجوز اعتماد الرجل علی ما یتب التقات من کلام رسولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولی بالجز
 واذ قد رآہم یحکم بالحديث کلام یفہم فتوی المفقوس من یعرف معناه فکذلک الحديث وان کان
 الرجل یحکم فی حیفۃ او مالک والشافی واحد یضی اللہ عنہم وراي فی بعض المسائل ان مذہب غیرہ
 اقوی منہ فاتبعہ کان قد احسن فی ذلك ولم یقدح ذلك فی دعوہ فی عدالتہ بلہ نزاع بلہ
 اولی بالحق واجب الی اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن یتعصب بواحد معین غیر الرسول صلی
 اللہ علیہ وسلم ویؤان قولہ هو الصواب الذی یجب اتباعہ دون الائمة الاخرین فهو ضالک
 جاہل غایۃ ما یقال انه یسوع او یجب علی العالی ان
 یقلد واحد من الائمة من غیر تعین زید لیس یاتہیایہما اور ہی اوسی رسالہ سے نقل کیے جاتی
 ہے ورنہ تعصب بواحد بعینہ من الائمة دون الباقین کالرافضی والناصبی لطاریفی نہ ہر طریق
 اصل البدع والاھواء الذین ثبت بالکتاب السنۃ والاجماع انہم مذمومون خارجون عن الشریعۃ
 انتہی جاتی الرسالہ فی العمی بالحديث القابل للعلل القایحہ الا جل ثناء اللہ صاحب تفسیر المنہج
 شمس شاملہ ذیلہم البہا قول سلمہ پلیدیچ بیان قلمتین کے شبہ کرتے ہیں بانطور کہ روایت
 کی گئی ہے کہ فرما یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان اذا کان الماء قلیق فانتلا یحبس وہاء
 اعدا وادروا بیت کی گئی ابن عمر سی کہہ اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل من الماء
 یكون فی الفلۃ من الارض ما ینبذ من الدواب سباع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اذا لمکم الماء قلیق لم یحبس وہاء ابدا و پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جبکہ ہو پانی بقدر قلیق
 کے تو ناپاک نہوگا جیساکہ ذریبہ نام شافعی کا ہے یہیں نہیں معلوم ہوا ہے کہ امام اعظم نے کس حدیث

سے سند پڑی ہے کہ یہ پانی قلتین کا ناپاک ہو جاتا ہے جواب سکا یہ ہے کہ روایت سے ابو ہریرہ
 سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۱ استیقینا احکم من نوحہ فلا یغس یدہ فی الاثم فیغسلہا
 ثلثا فان لا علیہا بنیانت یدہ متفقہ کہ انوروی نے بیچ شرح صحیح مسلم کے نیچے اس حدیث کے
 اہل الحجاز کا نزاع متحجین بالا حجاز کا نام احمد عرق فلا یمن الائم من ان یغسلہ یدہ فی الاثم
 الوضوء البغس فاذا قدم یدہ علی ذلک الموضع البغس بغس یدہ فاذا بغس یدہ بغس ماردہ التمس
 اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لا یبول احدکم فی الماء الدائم الذی
 یجری فیہ فیستغفر علیہ اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فاذا شرب الکلمۃ الاولیٰ
 سبعة لم تنفق اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فاذا شرب الکلمۃ الاولیٰ
 بغسلہ سبع مرۃ وہ مسلم اور روایت ہے عطاء سے ان حبشیۃ وقع فی زمزم فأتی قال فامر بن الزبیر ان
 یؤت ماء زمزم قال فجعل الماء لا یقطع قال فظفر فاذا هو عین تبعم من الحجر الا سوس قال ابن الزبیر حبکم
 رواہ ابو بکر ابن ابی شیبہ نے معنفہ اور روایت ہے ابن عباس سے ان یحلبا
 وقع فی زمزم فأتی قال فأتی السد جل فاخرجہم قال انتم ایاہما ماء زمزم ثم قال اللہ فی المیزم دلا من قبل
 العین اللہ علی البیت والارکن فانہما من مین البیت ماء ابو بکر ابن ابی شیبہ نے معنفہ
 اور روایت ہے ابن عباس و ابن الزبیر سے ان منہم ماء زمزم عند وقوعہ فی مینہ وہ رواہ ابی
 یونس اور روایت ہے کہ ان یحلبا وقع فی زمزم فأتی فیہا فامر بن عباس ابن الزبیر ان یحلبا
 قال علیہم عین جاء من اکرک فاعلم بانفت بالعباطی الطائفت حق فحماہ الصابۃ متوافر من غیرہم
 ینکرمہم احد وکان ذلک الا ذلک بجماع بحضور الصحابۃ ولم ینکرمہم جم احد
 اللہ تعالیٰ علیہم رواہ الطحاوی اور روایت کیا ابو بکر بن شیبہ نے خالد بن مسلم سے ان علی
 مفعی اللہ تعالیٰ سنل عن ابیہ فلاح یعنی تحقیق علی بن زبیر پوچھے گئے اور اسکے حال سے کہ شہاب کہی کوئی مین یا
 کہ کہینچا جاو یعنی سارا پانی او سکا پس یہ حدیث صحیح کہ بعض انکی متفق علیہ مین اور بعض غیر
 متفق علیہ مین صحیح ولالت کرتے مین اسپر کہ پانی اور باسن یا کیا شخص ہو جاتا ہے نجاست کے پرنسے
 اور یہ پانی عام ہر شے میں قلیل کو اور کثیر کو برابر ہے کہ کہ ہو قلتین سے یا زیادہ یا برابر میں واقع ہوا
 قعارض درمیان حدیثون قلتین کی اور درمیان ان حدیثون صحیحون کے پس ضرور ہوا یہ کہ ترجمہ

دینین حدیثوں صحیحہ کو اوپر ضعیفوں کے اوپر عمل کیا جاوے ان حدیثوں صحیحہ پر اقوال توفیق
و توفیق کہ اول تو صحیحہ تمام حدیثیں حدیث قلیتین کے معارض ہی نہیں حدیث اذا استیقظ اور حدیث
اذا ابلغ السلے معارض نہیں کہ اونہیں توفیق حکم باسن کے پانی کا بیان کیا گیا ہے نہ پانی عام کا
بسیارہ سولف کو اشتباہ ہوا ہے پس پانی بقدر قلیتین کے اگر حوضین ہو تو وہ مورد اون دونوں
حدیثوں کا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ حوض کو کسی بولی میں باسن نہیں کہتے جیسا کہ حافظ ابن حجر
عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں کہا ہے تحت پہلی حدیث کے قول فی وضوء ایے
انائد الذی اعد للوضوء فی روایت الکشمی فی الاناء وہو دایمہ مسلم من طرق اخری ولا بن خرمیہ
فی انائد و وضوء علی الشک و الفاظہ اختصاص الذلک باناء الوضوء و یلحق بہ اناء النسل لانه وضوء ذیاد
و کمنا باقی لایتمہ قیاس لکن فی الاستحباب بن غیر کہ اتہ بعد مدود النہی فیہا عن ذالک والله اعلم
خرج بذکر الاناء البرک و الحیاض ای لا نفس لغیس لہ فیہا علی تقدیر نجاستہا فلا تینا و لا
النہی اندہی اور اگر وہ پانی بقدر قلیتین کے سوا کو حوض کے کسی اور بڑی باسن میں ہو جیسا کہ
بیہ و غیرہ نہ ہی حکم سے اون دونوں حدیثوں کے خارج ہے اسلئے کہ اونہیں مراد وہ باسن بڑ
جی کہ اونکی عادت اور استعمال میں ہے اور وہ قلیتین سے بہت چھوٹی ہو اگر تہی جیسا کہ امام
نہوی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے تحت اویسی حدیث کے و کانت عادتم استعمال الاوان
الاصغیرہ النہی عن القلیتین بالانقاء ای انہی فان قلت الاناء عام یشمل الصغیر و البکر فقد تقر بان العقب لم یوم
الا لفاظلا لخصوص الی ذہابہ التحدیر بالصغیر لہذا نسلم عموم الاناء مع وجود الخارجی فقد قال فی
نسلم البشوت و اسم الجنس کہ الذہب لہ عہد تہی فان قلت ما الفرق بید علی العہد الخارجی قلنا العہد
الخارجی ہوا لاصلہ لم یجد فیہ علی عدم تنقض فی العموم لہذا فی التلویم و التوضیح و الحلیہ شرح المطا
للتحدیث اشیم سلام اللہ الحنفی بھما لیت قہنہ عن نفی العہد بوجد العموم و سمعی تحقیق
ہذہ المسئلۃ فی الحدیث الماء طہور لا یجہ شیء انشاء اللہ
تعالی نا نطرح علی انہ علی تقدیر عموم الاناء ہذا
علیکم فان الاناء الذی یکون طوله عشر او عرضہ عشر او جودہ
لیس بحال یکون دحلک ہذا حکم کھنہ شہت ہوا کہ باقی بقدر قلیتین کے خواہ حوض میں ہو خواہ

لسی بڑی باسن میں مور حکم اور دونوں حدیثوں کا نہیں اور وہ حدیثیں معارض حدیث قلتین
 کے نہیں اور حدیث لایبولن اسلئے معارض قلتین کی نہیں کہ وہ حدیث اپنے عموم پر باقی
 نہیں بلکہ محمول ہے اوس پانی پر جو قلیل ہو باجماع فریقین جیسا کہ حضرت مولف نے
 ہی آگے چلکر کہا ہے کہ جبکہ منعقد ہوا اجماع است کا سپر کہ حکم پانی کثیر کا حکم پانی جاری کا
 پس حدیث لایبولن الخ نہ باقی رہی اور اپنے عموم کے انتہی کلامہ اور جناب مترجم نور الحق
 یعنی مولوی قلیا الدین خان صاحب مظاہر الحق ترجمہ مشکوٰۃ میں تحت حدیث لایبولن کے فرمایا
 میں ف مراد پانی سے یہاں پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاری کا کہتا ہے اور سخن نہیں
 ہوتا پیشاب و نیزہ سے اور نہانا اوس میں جاری ہے انتہی کلامہ اور حافظ عسقلانی نے
 فتح الباری میں کہا ہے تحت حدیث لایبولن کے وهذا کلام محمول علی الماء القلیل عند
 اهل العلم علی اختلافہم فی حد القلیل وقد تقدم من لا یعتبر الا التفریق بعدہ
 قوی لکن الفصل بالقلین اقوی لصحة الحدیث فیہ وقد اعترف الطحاوی من الحنفیہ بان الک انتہی
 اور جبکہ عموم پر نہ ہو تو قلتین کے معارض کیونکر ہوئی اور حدیث نزع زمزم کی دو وجہ
 سے معارض قلتین کے نہیں ہو سکتی وجہ اول یہ کہ اس قصہ کے ثبوت ہی میں
 کلام ہے خاص کر اوس روایت میں جو کہ ابن عباس سے مروی ہے اسلئے کہ
 کہا امام شافعی نے کہ ابن عباس سے یہ روایت معلوم نہیں ہوتی اور ہم نے بھی
 نہیں سنا کہ زمزم کا پانی کہینیا گیا ہے حالانکہ زمزم ہمارے پاس ہے جیسا کہ بہیقی نے
 سنن کبیری میں کہا ہے قال الزعفرانی قال ابو عبد الله الشافعی لا نفرض
 عن ابن عباس انہم عندنا ما یمنعنا انتہی اور محدث سلام اللہ نے معلیٰ میں کہا ہوقال الشافعی
 لا نفرض عن ابن عباس انتہی اور کہا سفیان بن عیینہ تابع تابعین جلیل شان نے جبکہ ابن حجر نے
 تقریب التہذیب میں یہ ترجمہ کیا ہے ثقہ حافظ فقیہ امام حجة کہ میں مکہ میں ستر برس رہا
 لاکن کہو کسی چوٹے یا بڑے سے یہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی سے یہ سنا کہ زمزم کا پانی کہینیا
 گیا تھا جیسا کہ بہیقی نے سنن کبیری میں کہا ہے و لکن ابو عبد الله الحافظ ابوالولید الفقیہ
 حدیث ابو عبد الله بن شبرہ قال سمعت ابانہ بن یزید یقول سمعت سفیان بن عیینہ یقول انما مکہ منہ بہین

ولم ار احداً أصغر ولا كبيراً يعرف حديث الزبني الذي قالوا انه وقع في زمزم ما سمعت
 احداً يقول نزح زمزم انتهى اور محدث سلام اند خفی نے معلیٰ میں کہا ہے و نقل
 ابن عیینہ انابمكة منذ سبعين سنة لم ار صغيراً ولا كبيراً يعرف حديث الزبني وما
 سمعت احداً يقول نزح زمزم اور ابن طاہر خفی نے مجمع البحار میں کہا ہے وما روي ابن ابي شيبة
 ان زنجياً وقع في سائرهم فنتهم الماء صنعها الميهقي وقد يعين سفيان بن عيينة قال انابمكة
 سبعين سنة لم ار احداً أصغر ولا كبيراً يعرف حديث الزبني انتهى اور کہا ابو عبيد نے کہ یہ
 روایت نزع زمزم کے لائق شان زمزم کے نہیں اسلئے کہ اسکی لغت میں حدیثیں سمندر
 کمی آئیں میں کہ وہ نہ کہنیا جاوے جیسا کہ سنن کبریٰ میں کہا ہے قال ابو عبيد كذلك
 لا ينبغي لان الاثا قد جاءت فيفتحها انها لا تنضم انتهى اور جو روایتیں ابن عباس سے
 و رباب نزع زمزم کے مولف نے نہ صفا ابی بکر بن ابی شیبہ سے اور شرح سعانی الاثا طحاوی
 سے نقل کیں میں وہ نہ بنا مقبول ہیں اسلئے کہ وہ منقطع ہیں کیونکہ راوی ان کا ابن عباس
 قتادہ ہے اور بعض روایتیں ابن سیرین سے اور اندونو کو ابن عباس سے ملاقات میں
 جیسا کہ ہستی نے سنن کبریٰ میں بعد روایت ابن سیرین اور قتادہ کے ابن عباس سے
 کہا ہے فانهم لم يلقوا ابن عباس ولم يسمعا منه یہ کہا مدعا جابر الجعفی عن ابی الطفیل
 عن ابن عباس مدعة عن ابی الطفیل تفسران غلاما وقع في زمزم فتمتحت وجابر الجعفی
 لا يثبت به مدعا ابن لهيعة عن عمر بن دينار عن ابن عباس وابن لهيعة لا يثبت انتهى
 اور محدث سلام اند خفی نے معلیٰ میں کہا ہے وقد روي ابن ابي شيبة عن قتادة عن ابن عباس
 ان جشياً وقع في زمزم فأتوا ليدرجوا فخرجوا فقالوا جشياً ما و هذا منقطع
 انتهى اسی انقطاع کی نظر سے مولف نے روایتوں کے سرچے نام اوس راوی کا جو ابن
 عباس سے روایت کرتا ہے اور او یا جو پرچہ چالاک کی کام نہ آئی کہ چوری پکڑی گئی وجہ
 ثانی یہ معارض ہو سکے حدیث زبنی کی حدیث قلین کو بھی کہ بہنے فرض کیا کہ یہ روایت
 بحسبہم طرق ثابت ہے لاکن آخر نقل صحابی کا ہے جسکو حدیث موقوف کہتے ہیں ظاہر ہے کہ
 حکم میں ہر نوع کے جسکی بھی پہچان ہو کہ اوس میں اجتہاد کو دخل ہو جیسا کہ خبر یونانیا اور راسنیہ کا

یا آئندہ کا یا خبر دینا کہ فلاں کی کام سوائے ثواب ہوتا ہو یا سقہ عذاب ہوتا ہو نہیں ہر اور حدیث میں
 کی مرفوع ہے یعنی قول پیغمبر کا ہے اور صحیح موصول لاسناد و جیدہ سیر کیلئے حکام غائبین چنانچہ
 عنقریب غوثِ بت کرنگے اور یہ قاعدہ ہر اہل اصولین کا کہ حدیث موقوف حدیث مرفوع کی ہوتی
 حجت نہیں ہوتی اور اس کے معارض نہیں ہوتی جیسا کہ ابن نجیم حنفی سراج الراہق میں فرماتے ہیں
 و حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علیہ انتہی و ہکذا فی کتب الاصول اور حدیث اخیر
 جو علی بن مسعودی ہے وہ بھی اسی وجہ سے معارضِ قلتین کی نہیں ہو سکتی کہ وہ موقوف ہے
 اور حدیثِ قلتین کے مرفوع اور اگر بطور فرض محال کے فرض بھی کیا جاوے کہ یہ تمام حدیثین حدیث
 قلتین کے معارض ہیں تو بھی نہیں لازم آتا کہ حدیثِ قلتین کی ترک کیجاوے اور حدیثوں
 کو ترجیح دیکر اسلئے کہ حدیثِ قلتین کے بھی صحیح اور جید ہے چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاوے گا اور
 جمع اور موافقت اور سکی ساتھ اور حدیثوں کے ممکن ہے چنانچہ علی تفصیل بیان کیا جاوے گا
 اور یہ قاعدہ اصول حدیث کا ہے کہ جب تک کہ احادیث صحیحہ متعارضہ میں جمع اور موافقت
 ہو سکے ترجیح کی طرف رجوع نہیں کرتی جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے
 والترجم لا یساویہما ایسہما امکان الجمع انتہی اور نخبۃ الفکر میں کہا ہے ان
 عودہ بمثلہ فلا یخلو اما ان یکن الجمع بین مدلولہما بغیر نقسف او کلا فان امکان الجمع فهو المنوع
 المسنی بمختلف الحدیث وان لم یکن الجمع فلا یخلو اما ان یعرف التاریخ او کلا فان عرف و انت
 المتأخر فهو لنا سہم والاخر المنسوخ وان لم یعرف التاریخ فلا یخلو اما ان یکن ترجیح احدہما
 من جمیع الترجم المتعلق بالمتن او کلا فان امکان الترجیح تعین المصنف بالبرہان
 والا فلا انتہی مختصراً اور شیخ محمد اکرم حنفی کتاب المعان الفہم فی توضیح نخبۃ الفکر
 میں فرماتے ہیں تامل بلا لہذا فیہ شرح الیٰ ذلک التوفیق مقدم علی الذہن و الجمیع اور تفصیل وقت
 ہر ایک حدیث کی حدیثِ قلتین سے یہ ہو کہ حدیثِ لا یؤلن کو مدد و نون حدیثوں پہلیوں کے
 بزرگ مولف عام کہیں گے اور حدیثِ قلتین کو ان کی حکم سے مخصوص نہ ہونے کے معنی یوں کہیں گے کہ قلتین
 کے ماسوائے ہر پرانی پیشاب غیر سے بخش ہو جاتا ہے اور جو بمقدار قلتین کے ہو وہ بخش
 نہیں ہوتا مگر اقال حافظ ابن حجر کا مرنے کا مدعہ عن قبح البایض اور حدیثِ زبخی کو یوں کہیں گے کہ

کہ عادات عوام و خواص کسی چیز کہ جبکہ پینے کے پانی میں کوئی چیز مکروہ طبعی اگرچہ وہ شرعاً پاکی ہے
 ہونے سے جو خاک و مہول گاؤ وغیرہ پڑ جاتی ہے تو اس پانی کو بن صاف کئے بہنیں پیتے ہی
 واسطے جبکہ بزرع مخالف برنجی کنوین میں گرا اور اسکا خون اور اسکی نجاست کنوین بن پا
 پڑے ظاہر بنی نو اسکا ازراہ لطافت اور لطافت کی پانی کو نہ چوایا ایسا ہی امام مجدد حضرت امام شافعی
 نے اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ الوداع میں حدیث برنجی کی سے جواب دیا
 جیسا کہ سنون کبریٰ میں کہا ہے قال شافعی الخ الفیفة قد روي عن سالم بن حرب عن عكرمة عن ابن
 عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم ان قال ماء لا ينجسه شيء فتري ان ابن عباس روي عن النبي صلى
 الله عليه وسلم خبراً ذكر ان كانت هذه رواية يروون عنه انه قال ما من عذير يدانم جيفة فيؤكل
 عنه الماء لا ينجس فان كان شيء من هذا أصحاً فهو يدل على ان يذرح زمرم للنجاسة ولكن للتطيف
 لان كان فعل زمرم للشرب وقد كان الدم طهر على الماء انتهى اور کہا معلیٰ بن قال الشافعی کہ یہ حدیث
 ابن عباس سے انکان قد فعل فلما استظهرت على الماء للتطيف انتهى اور کہا جناب شاہ ولی اللہ
 محدث دہلوی نے کتاب حجۃ الوداع میں علما الاثر المقلول عن الصحابة والتابعين کا شان بن
 الزبير في الرخمي وعلى رضي الله عنه في الفارة والغبي والشعبي نحو السواد فليست مما يشهد له المحدثون
 بالصحة ولا مما اتفق عليه من اهل القرون الاولي وعلى تقدير ضعفها يمكن ان يكون ذلك تطيباً للقلوب و
 وتنظيفاً للماء لا من جهة الوجوب الشرعي كما ذكر في كتب المالكية وذهب هذا لاحتمال خطر القتاد والجملة
 فليس في هذا الباشي يعتقد بوجوب العمل عليه وحديث القلتين اثبت من ذلك كله بغير شبهة ومن
 المأخوذ ان يكون الله تعالى شرع في هذه المسائل لعباده شيئاً بزيادة على ما لا يتفكون عنه الارتفاعات
 وهي ما يكثر وقوعه ويحتمل البطلان ثم لا يصح عليه النبي صلى الله عليه وسلم نصاً جليلاً ولا يستفيض في
 الصحابة ومن بعدهم ولا حديث واحد فيه والله اعلم انتهى وقال بعضهم ان الفاء على
 اللفظ نزع بعد لفظ مات في حديث الرخمي يقتضي ان علته الامر بالترحيل الموت لا امر اخر كما في قوله ز
 حاتم فرج وهو يسأل الله صلى الله عليه وسلم فنجده قولاً ولا ان اطرد هذا المعنى منه لان في بيان
 حقيقة خرج رسول الله عليه وسلم باب جرة بالبطحاء فتوضاوا له الشيطان ليس المخرج عنه التوضي
 افرق منه انه لو لم يخرج الى البطحاء في الهاجرة لم يتوضا للصلاة وان وقت الظهر لم يقل به عاقل

وَرَأَيْنَا أَنَا سَكَنَّا أَنْ الْمَعْنَى الظَّاهِرُ مَا قَالَ هَذَا الْقَائِلُ لِكَمَا صَرَفْنَا الْحَدِيثَ عَنِ الْمَعْنَى الظَّاهِرِ إِلَى الْمَعْنَى الْخَفِيَّةِ
 الدَّلِيلُ أَنَّ جَمْعًا مِنْ هَذِهِ الْحَدِيثِ لِلرَّحْمَنِ عَلَى تَقْدِيرِ رَجُلَيْنِ وَحَدِيثِ الْقَلْبَيْنِ الْقَصِيحِ الثَّابِتِ كَمَا نَبَتْ جَعْتَهُ
 عَنْ قُرَيْبٍ وَحَدِيثِ رَجُلٍ بِضَاعَةِ الْقَصِيحِ كَمَا سَمِعْنِي ذِكْرَهُ فَافْتَحَهُمْ أَوْ حَضَرَتْ عَلَى رَأْسِ مَدِينَةٍ يَوْمَ أَنْوَ
 كَرْنِيكَ كَمَا حَكَمَ مِينَا حَضَرَتْ عَلَى كَأَسْطَلِ الْخِرَاجِ بَانِي أَسْ كُنْزَيْنِ كَيْ جَمِينِ كَوْنِي بِشَابِ كَرُوْنِ هُنْ نَظَرُ
 نَمِينِ تَبَا كَرْنُوَانِ بِشَابِ سَجْسِنْ مَوْجَاتَانِ بَلْ كَأَسْ نَظَرُ سَهَا كَرَأْسُ دَمِيكَ بِشَابِ كَرُوْنِ سَهَا
 وَرَكْزَرِيَا جَاوَسَ تَوَآئِدَهُ كَوَاوَرُ كَوْنِي بِشَابِ كَرُوْنِ كَيَا مِيَا تَنَكْ كَرَفْتَهُ رَفْتَهُ بَانِي كِي أَوْ صَافِيْنَ
 تَغْيِيرُ وَاقِعٍ مَوْجَاوَرُ جَعِي طَبْعُ كَيْ هَبِي مُخَالَفَ هَوَا يَسَا هَبِي جَوَابُ دِيَا هَبِي مُتَقَقِنِ شَا فَعْيِي عَلَى رُ
 كَيْ قَوْلُ سَهَا كَمَا مَعْلِي مِينِ وَكِبَابِ الشَّافِعِيَّةِ عَنْ حَدِيثِ الْكَلْبِيِّ عَنِ الْبَوْلِ بِأَنَّهُ رَأَيْنَا
 نَبِيَّ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ مُجْمِعًا إِلَى تَجَسُّسِ الْمَاءِ وَتَغْيِيرِهِ بِاِقْتِدَاءِ النَّاسِ بِذَلِكَ الرَّجُلِ وَلَمْ يَشْفَعْ عَنْهُ طَبْعًا
 شَرًّا أَلَسْتَهُ هَبِي أَوْ اِيَسَا هَبِي كَمَا هَبِي حَضَرَتْ مَوْثَقُ تَوِيرِ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ
 سَجْسِنْ مَوْجَاتَانِ كَثِيرِ كَيْ بِشَابِ غَيْرِهِ سَهَا سَجْسِنْ مَوْثَقُ تَوِيرِ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ
 كَيْ فَرَمَاتِهِ مِينِ فَرَمَادِ بَانِي سَهَا مِينِ بَانِي قَلْبِيْنَ هَبِي اَلْكَثِيرُ مَوْثَقُ تَوِيرِ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ
 نَمِينِ مَوْثَقُ تَوِيرِ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ سَجْسِنْ مَوْثَقُ تَوِيرِ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ
 سَجْسِنْ مَوْثَقُ تَوِيرِ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ سَجْسِنْ مَوْثَقُ تَوِيرِ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ
 اَوْرَعَادُ اسْكِي كِيْزَرِيَا وَرَفْتَهُ رَفْتَهُ بَانِي سَتَغْيِيرُ مَوْجَاوَسَ يَعْنِي لَمَكْ وَرَمَزُهُ اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ
 يَسْ كَيْ هَبِي هَبِي نَزْدِيْكَ بَانِي كَثِيرُ ثَرَا كُنْزَيْنِ كَيْ تَوْهَمُ كَوْنِ مَانِعٍ هَبِي اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ
 عَلِيَّ كَيْ جَوَاحِدِيَا كَيْ هَبِي سَتَرْجُمُ صَاحِبُ حَدِيثِ لَامِيُوْلُنْ مِينِ اَوْرَبُ اَلْكَثِيرُ مَوْثَقُ تَوِيرِ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ
 سَامُوْلِيْنَ كَرْمِيْنَ تَوْسُوْا مِيْ رِبَادِيْ حَدِيثِ صَحِيحِ قَلْبَيْنِ كَيْ اِيَكَا وَرَا يَسِيْ صَحِيحِ حَدِيثِ جَسْكِيْ سَحْتِيْنَ
 كَيْ كَوْنِ كَلَامِ نَمِينِ يَهَا تَنَكْ كَرَفْتَهُ رَفْتَهُ بَانِي اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ
 اَبْلُ مَوْجَاتَانِ كَيْ بَانِ اسْكَا مِيْ هَبِي كَيْ اِيَكَا كُنْزَيْنِ كَيْ جَسْكُوْا بِرِضَاعِهِ كَيْ هَبِي اِيَسَا تَبَا كَرُوْنِ سَهَا
 حِيضُ كَيْ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ
 بَانِي كَا مَالِ كَيْ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ
 حِيْزُ سَجْسِنْ مَوْثَقُ تَوِيرِ لَمْظَاهِرِ حَقِّ تَرْجُمَةِ مَشْكُوْتِهِ مِينِ وَرَبَابِ اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ دَلْ جَاوَسَ اَوْرَبُ

مین ابو سعید خدری سے قال قيل يا رسول الله يوفى ما من بئر بضاعة وبئر يلقى فيها
الحيض والحوم الكلاب واقفن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الماء كله ولا يجزئ

اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے بھی اور کہا ترمذی نے ہذا حدیث حسنہ فی البکر
یعنی عایشہ و ابن عباس یعنی یہ حدیث حسن ہے اور اسباب میں عایشہ اور ابن عباس سے

بھی روایت ہے اور کہا امام احمد نے اور یحییٰ بن یحییٰ نے کہ یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ بحر الرائق میں
کہا ہے قال الامام احمد حدیث صحیحہ اور علی بن کہا ہے وصححه احمد وابن معين تہیٰ اور بن اب

سوف کا کلام میں اسکی صحت کا اقرار ہے آگے آویگا پہر اگر کہو کہ ابن عباس اور علی نے کنزین کو تو
سجاست سے نہیں سمجھ کر تمام اپنی کے نکالنے کا حکم دیا تھا تو مقتضای اس حدیث مرفوع کا بھی مل

ہوتا ہے وہو کما تری اگر کہو کہ بئر بضاعة اس جہت سے پاک تھا کہ وہ جاری تھا طرف باغون
پس وہ حکم میں نہ رہا تری کے ہوا تو حدیث زنجی وغیرہ کی بظاہر معنی معارض بئر بضاعة کے نہ ہوئی

اور حدیث بئر بضاعة کی باعث تاویل کے حدیث زنجی میں نہ ہوئی تو کہا جائیگا کہ راوی اسکا کہ وہ بئر
بضاعة باغون کی طرف جاری تھا واقعی ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے علی بن ان ما تھا کانت

لم یبق الا ما حاربا الى البساتین علی ما اخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار

عن جعفر بن ابی عمران عن محمد بن الشجاع البلخی بسندہ الى الواقدي انتهى وكذا في البحر والائق
اور یہ واقعی متروک الحدیث ہے اور حشین وضع کیا کرتا تھا کہا یہ نسائی نے جیسا کہ کہا ابن حجر

في تقریر میں محمد بن عمر بن واقد الاسلمی الواقدي القاضی تزیل بغداد متروک

مع سبعة عشر من التاسعة اور کہا نور الدین علی نے سچ مختصر تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار
الشنیة المرفوعة کے محمد بن عمر واقد الواقدي قال النسائي يضع الحديث

انستی اور کہا بیہقی نے کہ واقعی کی حدیث سے حجت نہ پکڑنی چاہیے خاص کہ اس حدیث
میں کہ اس میں جیسا کہ ذکر کیا ہے علی بن لیکن قال البیهقی الواقدي لا یستحق بحديثه

فضلا عما یرویہ انتهى وكذا قال فی بحر الرائق وما قال بعد قلنا قد اثنی علیہ الداؤد
وابو یحییٰ بن العرب وابن الجوزی فجوابہما فی الحلی من انہم لیسوا من ائمة الجرح والتعدیل

وان سئل فالجرح مقدم علی التعدیل حیث عین الجراح ای النسائی مثلا سبب الجرح ای وضع

لا حادینہ و کم شیف المعدون ذلک السبب الخاص ولا یکنی غیرہ المذاہب و سیمی عنہ شیخ
 نقدیم الجرح علی التعدیل مع الشاہد و الدلیل فاقہم و انتظروا فیہ
 ابن طایر حنفی نے کہ واقدی بڑا جہوٹا ہے اور اپنی رائی کی خاطر حدیثوں کے باطل کو نہیں چیل
 سازیاں کیا کرتا تھا جیسا کہ مجمع البحار میں فرماتے ہیں قیل کذاب ائتمال فی المذاہب الحدیث
 نصرة للراعی فان بد بضا عتر مشہور فی البحار بخلاف ما حکى عن الواقدي انتہی
 میں ثابت ہوا کہ کوئی حدیث متفق علیہ یا غیر متفق علیہ حدیث قلتین کو ساتھ اور ستر واک اصل
 نہیں کرتی اگر صحت حدیث قلتین کی ثابت ہو جائے لہذا احادیث قلتین کی صحت کی جاتی ہے
 اور مؤلف کی چاروں وجہوں کو نقل کر کے اونکو بخوبی جواب دیا جاتا ہے توسنو قال ابوہلف
 کہتے ہیں کہ حدیث قلتین کے نہیں ہے قابل سند کے اور قابل قبول کے نیکے ساتھ چاروں وجہ
 کے وجہ اول یہ ہے کہ تحقیق حدیث قلتین کی ضعیف ہو کہ ضعف بیان کیا تھا اس کے باعث
 نے محدثین میں سے جیسا کہ کبار طبعی نے بیچ شرح کثر الدقائق کے ان حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے
 جہاں الحدیث سنن قال البیہقی من الشاہدین غیر قوی و غیر قابل اعتماد و قد قال ابوہلف
 انما ہما الشاہدین و حرم اللہ لضعیف السنن و کلام الامامین اور کہا شیخ حال ابوبکر
 بیچ فتح القدیر کے ہذا الحدیث ضعیف و عرقہ فیہ ابن عبد البر کہہ دیا کہ اس حدیث کی سند میں
 ابن اسحاق و ابوبکر بن العرج المالیکی و انہی کذا ابن المظاہر اور کہا صاحب تاج السنی کہ وہ
 مذہب ہے بیچ سفر سعادت کے کلام اسکا یہ ہے ضعیف و جہاں الحدیث ضعیف و عرقہ فیہ ابن عبد البر
 اور کہا بیچ کتاب تہذیب کے مازہب البیہقی من حدیث قلتین و مازہب البیہقی من حدیث قلتین
 کہا و بوسی نے اپنی کتاب ہریر میں دھو حدیث ضعیف انتہی اور کہا صاحب ابویہ
 بیچ ہریر کے ابیہ ضعیف و جہاں الحدیث ضعیف و عرقہ فیہ ابن عبد البر کہہ دیا کہ اس حدیث کی سند میں
 سے اور شیخ ہے بخاری وغیرہ کا انہی یخت ہذا الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی شیخ عبد البر
 فی شرح مشکوٰۃ العربی و الفارسی اور حال کلام کا یہ ہے کہ تحقیق ضعیف اور مالکیہ متفق ہیں کہ حدیث
 انہما حدیث قلتین کے اگرچہ مخالف میں بیچ بیان کرنے وجہ ضعف کے احوال یہ ہے
 یہ ہے اور ضعیف کہنا اسکو وجہ معقول و رقی و دلیل مقبول ہے پس اولاً صحت حدیث

ثابت کیجاتی ہے بعد اسکے مضیقین کی کلام سے جواب دیا جاوے گا تو سنو کہ روایت کیا ہے
 اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزمیہ وغیرہم نے اور سبکی
 اسناد قوی اور حیدرین ترمذی کی بھی اسناد ہے حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيثَ أَوْ رَأَى اسْكَ سَبَقَهُ أَوْ صَادَقَ مِنْ أَمَّا الْأَوَّلُ فَهُوَ ثِقَةٌ
 وَأَمَّا الثَّانِي فَهُوَ ثِقَةٌ ثَبَتَ وَالثَّالِثُ صَدُوقٌ وَالرَّابِعُ ثِقَةٌ وَالثَّامِسُ ثِقَةٌ وَالثَّالِثُ
 هُوَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ أَحَدُ الْمَكْتَرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ كُلُّ ذَلِكَ فِي تَقْرِيبِ التَّهْنِئَةِ
 اور ابوداؤد کی ایک سند تو یہ ہے حَدَّثَنَا ابْنُ الْعَدَاءِ وَعُثْمَانُ بْنُ شَيْبَةَ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُهُمْ
 قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ الْحَدِيثَ اسْكَ سَبَقَهُ رَوَى ثِقَاتٍ مِنْ أَمَّا الْأَوَّلُ فَهُوَ ثِقَةٌ حَافِظٌ
 وَالثَّانِي ابْنُ عُمَرَ فِي الْبُكَوْدِ الْمَرْبُورَةِ ثِقَةٌ حَافِظٌ وَالثَّالِثُ ثِقَةٌ حَافِظٌ لَهُ تَصَانِيفٌ
 وَالرَّابِعُ أَبُو سَامَةَ حَمَادُ بْنُ سَامَةَ وَشَهْرَبَابُ اسَامَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ ثَبَتَ وَالثَّامِسُ صَدُوقٌ
 وَالثَّالِثُ قَوْنٌ مَرْدُودٌ فِي زَجَالِ الزُّهْدِ وَدُورِ اسْكَ سَبَقَهُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا
 مُحَمَّدٌ وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ نَسَائِرُ يَدِ يَعْنِي ابْنَ دُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ
 أَبُو كَامِلٍ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ الْحَدِيثَ اسْكَ سَبَقَهُ رَوَى سَبَقَهُ مِنْ أَمَّا الْأَوَّلُ
 فَهُوَ ثِقَةٌ ثَبَتَ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ ثُمَّ قَالَ وَلَا الْبَقَاتِ إِلَى قَوْلِ ابْنِ خَرَّاشٍ تَحْكُمُ النَّاسُ فِيهِ رَأْيِي
 وَالثَّانِي هُوَ أَبُو سَامَةَ حَمَادُ بْنُ سَامَةَ ثِقَةٌ ثَبَتَ وَالثَّالِثُ وَهُوَ فَضِيلُ بْنُ حُسَيْنٍ
 أَبُو كَامِلٍ ثِقَةٌ حَافِظٌ وَالرَّابِعُ ثِقَةٌ ثَبَتَ وَالثَّامِسُ مَرْدُودٌ مَرْدُودٌ اسْكَ سَبَقَهُ اسْكَ سَبَقَهُ
 مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ قَالَ أُنَا عَامِمْ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا
 ابْنُ الْحَدِيثِ اسْكَ سَبَقَهُ رَوَى سَبَقَهُ مِنْ ابْنِ خَرَّاشٍ تَحْكُمُ النَّاسُ فِيهِ رَأْيِي
 مِنْ كَلِّ ذَلِكَ فِي التَّقْرِيبِ لِلْعَسْقَلَانِيِّ وَرَأْيِي كِي اسْكَ سَبَقَهُ اسْكَ سَبَقَهُ اسْكَ سَبَقَهُ
 السَّرِيِّ وَالْحُسَيْنِ بْنِ حُوَيْنٍ عَنْ ابْنِ سَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ الْحَدِيثَ اسْكَ سَبَقَهُ رَوَى سَبَقَهُ مِنْ ابْنِ خَرَّاشٍ تَحْكُمُ النَّاسُ فِيهِ رَأْيِي

تقریب التہذیب ایسا ہی ابن خزمیہ اور ابن ماجہ کی اسناد کو سمجھا جائیے حاصل بھی کہ یہ حدیث
 جتنے طریقوں سے مروی ہو سب کے راوی ثقات ہیں اور اگر بالفرض کسی ایک راوی میں کچھ عیب
 نکالو گے تو اس کی تقویت دوسرے راوی سے قائم مقام اس کے ہو جائیگی غرض کہ روایات کی
 جہۃ سے حدیث قلتین میں ضعف کا نام نہ لے سکو گے اور حالانکہ مارصحت اور سقم اور قوت اور ضعف
 حدیث کا راوی ہوتے ہیں پس اس بقدر تعدیل روایات کے سے صحیح ہونا حدیث قلتین کا ثابت
 ہو گیا اور بائینہ اقوال ائرجح اور تعدیل کے متضمن صحت اس حدیث کے سننے چاہیے تو واضح
 ہو کہ اس حدیث پر عمل ہے امام شافعی کا اور امام احمد بن محمد بن حنبل کا اور امام اسحق کا اور امام
 ابو عبیدہ کا اور امام ابو ثور کا اور ایک جماعت کا محدثین میں سے اور تمام ائمہ شافعیہ کا سوائے
 غزالی اور رویانی کے جیسا کہ کہا علی میں وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَاحْمَدُ مَا يَبْلُغُ الْقَلْتَيْنِ هُوَ
كَثِيرٌ لَا يَنْجُسُ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ دَبِّهِ قَالَ اسْحَافٌ وَابُو عُبَيْدٍ وَابُو ثَوْرٍ وَجَمَاعَةٌ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيثِ
 مِنْهُمْ ابْنُ حَزْمٍ اور باقی ائمہ شافعیہ کا سوائے غزالی اور رویانی کے عمل سب پر روشن ہے
 اور رد المحتار میں لکھا ہے اِنَّ الْجُمْهُدَ اِذَا اسْتَدَلَ بِحَدِيثٍ كَانَ تَضَعُّفُ الْحَافِي التَّحْدِيدُ
غَيْرِ اَنْتَهَى یعنی عمل کسی مجتہد کا اور کسی حدیث کے تصحیح ہے اس حدیث کی پس امام شافعی
 اور امام احمد اور اسحق اور ابو ثور اور جماعت دیگر متعین ہوئی اس حدیث کے اور تصحیح کی ہے
 اس حدیث کی ابن خزمیہ نے اور ابن حبان نے اور دارقطنی نے اور حاکم نے جیسا کہ کہا
 علی میں وَصَحَّحَ ابْنُ حَزْمٍ وَابْنُ حَبَّانَ وَالدَّارِقُطْنِيُّ اسْتَشْهَى اور کہا بلوغ المرام میں وَصَحَّحَ ابْنُ حَزْمٍ
وَابْنُ حَبَّانَ وَالحَّكَمُ اسْتَشْهَى اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیعین نے
 اس واسطے روایت نہیں کی کہ امین لید سے اسناد میں کچھ اختلاف واقع ہو گیا ہے جیسا
 کہ کہا علی میں وَقَالَ الْحَافِي تَضَعُّفُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَجْزِ اَنْ يَخْلُفْ فِيهِ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ اَنْتَهَى
 اقوال میں اختلاف کا جواب ہم دینگے عقرب اور کہا یحییٰ بن مرین نے کہ یہ حدیث خوب بخیر
 اور کہا بیہقی نے یہ حدیث موصول الاسناد اور صحیح اور کہا سندری نے اس کی سند جید
 ہے اور اسپر کسی طرح کا غبار نہیں جیسا کہ کہا علی میں وَقَالَ ابْنُ مُعِينٍ حَسْبُهُ وَقَالَ
الْبَيْهَقِيُّ مَوْضُوعٌ صَحِيحٌ وَقَالَ الْمُنْذِرِيُّ اسْنَادُهُ حَسْبُهُ اور کہا ابن ماجہ نے کہ

یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ سحر الراہین میں ضمن میں ایک اعتراض کے کہ جبکہ جواب بی دلیل
 بہ تدلیح محمد بن ماجہ وابن خزمیہ و الحاکم و جماعة من اهل الحديث انتہی بلکہ حضرت طحاوی
 حنفی نے جسے تائید حنفی مذہب کی اپنے نفس پر واجب کر لی ہے اور جہانگیر بن آبی ہر حنفی
 مذہب ہی کی مدد گاری کرتا ہے جسکے حق میں شاہ عبد الغریز قدس سرہ بستان المحققین میں
 فرماتے ہیں بہ حال بقصایف مفیدہ و مذہب حنفی دار و بزرگم خود در حضرت ابن مذہب سماعی
 جسیا بقدم رسانیدہ انتہی لاچار ہو کر اقرار کر لیا ہے کہ حدیث قلتین کی صحیح ہے اور ثابت
 اگرچہ عذر اضطراب معنی قلتین کا پیش لایا ہے لاکن ہم اس سے بھی جواب دینگے انشاء اللہ
 اور یہ بھی کلام طحاوی کا شرح معانی الآثار میں خبر القلتین صحیح و اسنادہ ثابت
 لاکن اتمان ترکندہ لکن لانعم ما القلتان سنہ اور کہا علی میں واعتزک الصحابہ بصحیحہ انتہی

اور کہا فتح الباری میں الفصل بالقلتین اقوی بصحیحہ الحدیث فیہ وقد اعترف الطحاوی
 من الخفۃ بذلك انتہی اقول اعتراف طحاوی حنفی کا سخت جوت ہے حنفیہ پر الحاصل
 حدیث قلتین کے صحیح اور ثابت اور اسناد او سکی جید اور راوی او سکی ثقات اور اسی وجہ اور
 اسی فکر سے صحیح کہا ہے اسکو امام شافعی نے اور امام احمد بن حنبل نے اور امام اسحق نے اور
 امام ابو یوسف نے اور امام ابو ثور نے اور ابن خزمیہ نے اور ابن حبان نے اور ابن ماجہ نے اور
 دارقطنی نے اور بیہقی نے اور ترمذی نے اور حاکم نے اور یحییٰ ابوجعین نے اور علامہ سنن نے اور
 طحاوی نے پس اب کلام سے اون لوگوں کے جو ان حدیثوں کو ضعیف کہتے ہیں جواب
 دینا چاہیے تو واضح ہو کہ یہ کامیافت نے ذکر کیا ہے اون سبہوں کی کلام سے ضعف حدیث
 قلتین کا ثابت نہیں ہوتا اسلئے کہ یہی کے اوس قول کے جو زیلعی نے نقل کیا ہے یہ معنی
 ہیں کہ یہ حدیث ایسی قوی نہیں کہ علی شرط شیخین ہے نہ یہ معنی کہ ضعیف ہے ورنہ وہ
 ظاہر یہی کا جو معنی میں منقول ہو چکا ہے بے معنی ہو جایگا اور ضعیف کہنا غزالی کا اور
 رویانی کا اور دوسری کا اور صاحب ہدایہ کا اور شیخ ابن ہمام کا اور بعضے مالکیوں کا
 حدیث کو ضعیف نہایت کہتے کیونکہ یہ لوگ قلدین ہیں اسلئے جمع اور تغذیل میں سے نہیں
 ہیں ایسا کہ یہ لوگ علماء شافعی اسکی تصحیح کر رہے ہیں تو جیسا کہ پہلے ان سبکی

تصحیح پر اعتماد نہیں کیا ایسا ہی اون علماء کی جرح کا جبکہ مؤلف نے شمار کیا ہے یہی خیال سچا بیٹے آج؛ ضعیف کہنا ابن عبد البر کا اور ابو داؤد کا اور علی بن المدینی کا ابو البتہ جرح انکا پایہ اعتبار میں ہے لاکن اگر با بیان سبب اور باریل ہو تو معتبر ہے ورنہ بے بیان سبب انکا جرح ہی مقبول نہیں ہو نیکا جیسا کہ وجیہ الدین علوی اسی ابن عبد اللہ سے حاشیہ شرح مخبرین نقل کرتے ہیں اور زمانے میں دقد عقد ابن عبد السیر فی کتاب العلم بالکلام المعاصرین بعضہم فی بعض و رای ان اهل العلم لا یقبل ہرجم الا بیان واضح انتہی اور رسائی انکے اور ان کا جہی بھی مذہب ہے کہ جرح کسی کا بی بیان سبب کے مقبول نہیں کیا جاتا جیسا کہ کہا ہے شرح منخبہ اور حاشیہ علوی میں والجرح مقدم علی التعلیل والخلق ذلک جماعۃ لکن تحمله التفصیل وهو مقدم اصل مبتدأ سبب من عارف باسبابہ لانہ انکان غیر مفسر ای لم یبین سببہ مثل قولہم فلان ضعیف و فلان لیس بشئی او نحو ذلک مقتصر علی ذلک لم یقدح فیہم ثبت عدالتہ لان الناس یختلفون فیما یجرح و مکلا یجرح فیطلق اھدم الجرح بناء علی امر اعتقدہ ہر جا و لیس ہر جرح فی نفس الامر فاللہد من بیان سببہ وان صدد من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضاً و هو ظاہر انتہی اور کہا شرح مخبرین قبل سکلام کے قال الذہبی جو من اهل الاستیلاء انقام فی نقد الرجال للجمع الثمن من علماء هذا الشأن قطعاً علی توثیق ضعیف ولا علی تنقیف ثقہ انتہی ولہذا کان مذہب الذہبی ان لا یزک حدیث الرجل حتی یجتمع للجمع علی توثیقہ و یجوز التکلم فی هذا الفن فاما ان عدل بغير بحث و تجنب عن التساهل کان کالثبت حکما لیس ثبات فیخشی علیہ لان یدخل فی ذمہ من روی حدیثاً و هو یظن انہ کذب وان جرح بغير فکر اقدم علی الثمن فی مسلم یری من ذلک و یسمہ بمنہم سو یہ بھی علیہ عارہ ابد و لا تزدخل فی هذا تادہ من الهوی والغرض الفاسد و کلام التقدیمین سالم من هذا الجرح غالباً و تادہ من المخالفة فی العقائد و هو موجود قد ثاباً و حدیثاً انتہی کلام الحافظ فی شرح النجۃ اور ظاہر ہے کہ کسی جرح مضعف کا کلام متضمن وجہ منفع کا اور سبب جرح کا نہیں ہے پس کیونکر مجرّد اقوال بے دلیل سے حدیث صحیحہ ثابت کو جبکہ جواعت محدثین کے اور چودہ امام حدیث کے اماموں میں سے جبکہ ذکر گذرا صحیح کہتے ہیں ضعیف مانا جاوے

جائے انصاف کی ہے اور مقام وادکا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ضعیف کہنا اونکا باوجہ ہے
 اور وجہ یہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہے الفاظ میں اور معنوں میں جیسا کہ حضرت مولف
 آگے ذکر کرینگے اور مضطرب ہی اسناد میں جیسا کہ ذکر کیا ہے معلیٰ میں وَ وَجْهَهُ أَنَّهُ اخْتَلَفَ
 فِي سَنَدِهِ عَنْ أَبِي أَسَامَةَ قَسْرَةَ يَقُولُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ
 دَرَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزَّبِيرِ وَرَمَزِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ اِسْمَى وَكَذَا ذَكَرَهُ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ يَفْنَى اسکی اسناد میں اختلاف ہے کیوں کہ
 ولید کی روایت کبھی تو محمد بن جعفر سے اور کبھی محمد بن عباد بن جعفر سے اور انکی روایت کبھی
 عبد اللہ بن عبد اللہ سے اور کبھی عبد اللہ بن عبد اللہ سے تو جواب سکا یہ ہے کہ یہ وجہ
 ہی کا عدم ہے کیونکہ اس حدیث میں تینوں میں سے کوئی بھی اضطراب نہیں سونہوا مضطرب
 لفظی اور معنی کا تو وہیں پر بیان کیا جا چکا جہاں پر مولف اسکو ذکر کرینگے وہ جگہ کیا ضروری پر اضطراب بنا دیکھ بیان نہ
 کیا جاتا تو معلوم کرنا چاہیے کہ اضطراب اس اختلاف کا نام ہے جس میں توفیق یعنی جمع یا ترجیح بعض صورتوں اختلاف
 کے اوپر بغیر کے ممکن نہوا جہاں کہیں جمع یا ترجیح ہو سکے تو اس محل میں اضطراب نہیں پایا
 جاتا جیسا کہ کہا وجہ الدین علوی نے حاشیہ شرح شعبہ میں قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ دَهْوُ
 مَا اخْتَلَفَ اَوْ وَاَيْدِيَهُمْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضِهِمْ اَوْ اَخْرَجُوهُمُ اَوْ اَخْرَجُوهُمُ اَوْ اَخْرَجُوهُمُ اَوْ اَخْرَجُوهُمُ
 اَحَدًا اَوْ اِثْنَيْنِ عَلَى اَخْرَافٍ وَلَا يَمْلِكُ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا فَاِنْ تَرَكْتُمُ فَاَلْحَمُ لِلرَّاجِحِ وَلَا يَكُونُ اَلْحَدِيثُ
 خِيَلًا مُصْطَرَاكًا وَكَذَا اِنْ اَمَكُنَ الْجَمْعُ اِسْمًا مُخْتَصَرًا اور اس اسناد میں ولید کی ترجیح ہی ممکن ہے
 اور جمع ہی ہو سکتا ہے یہ کہ بیان ہوا اضطراب تو صورت ترجیح کی یہ ہے کہ جو روایت ولید بن
 کثیر کی محمد بن جعفر بن زبیر سے اور اسکی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے ہو وہ ترجیح ہے اور
 شاید ہے اس پر روایت محمد بن اسحاق کی محمد بن جعفر بن الزبیر سے اور اسکی عبید اللہ
 بن عبد اللہ بن عمر سے جیسا کہ اول روایت میں ترمذی کے اور دوسری روایت میں
 ابو داؤد کے گذرا اور اختیار کیا اسکو خطابی نے جیسا کہ ذکر کیا ہے معلیٰ میں وَ اَجَابَ
 عَنْهُ الْحَاطِي بِأَنَّ هَذَا اِلْتِفَافٌ مِنْ قِبَلِ أَبِي أَسَامَةَ حَمَادِ بْنِ أَسَامَةَ الْقُرَشِيِّ دَرَمَةَ
 اِسْمَاقُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزَّبِيرِ فَالْجَاهُ فِي هَذَا اِلْتِفَافٌ مِنْ تَرْفُوقِ

علی

وَالضَّوَابُ مَعْنُولٌ بِهِ وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ مَا يَوْجِبُ تَوْهِينُ الْحَدِيثِ أَنْتَهَى
اور صورت جمع کی یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ولید نے محمد بن جعفر بن الزبیر سے ہی روایت کی ہو
اور محمد بن عباد بن جعفر سے ہی کی ہو ایسا ہی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے ہی روایت

ہو اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے ہی روایت ہو اور یہ سب ثقات ہیں
أَمَّا الْأَوَّلُ فَهُوَ ثَقَرٌ مِنَ السَّادِسَةِ وَالثَّانِي أَيْضًا ثَقَرٌ مِنَ الثَّالِثَةِ وَالثَّالِثُ
أَيْضًا كَذَلِكَ وَهَذَا الرَّابِعُ كَذَا فِي تَقْرِيبِ التَّمْذِيبِ اور
اختیار کیا اسکو امام نووسی نے جیسا کہ ذکر کیا ہے بحر الرائق میں وَأَجَابَ التَّوَوُّبُ

عَنْ هَذَا بِأَنَّهُ لَيْسَ بِاضْطِرَابٍ لِأَنَّ الْوَلِيدَ دَوَاهُ عَنْ كُلِّ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ فَخَرَّجَهُ أَحَدُهُمَا وَمَرَّ عَنْ الْآخَرِ
وَدَوَاهُ أَيْضًا عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ آبِيهِمَا وَهَذَا أَيْضًا ثَقَاتَانِ أَنْتَهَى وَكَذَا فِي الْحُلِيِّ

علاوہ یہ کہ ترمذی کی روایت میں اور ابو داؤد کی دوسری روایت میں نہ ابو اسامہ و مسطح
اور نہ ولید بن کثیر ہیں و نہیں اتنا دہو کہا ظاہر ہی ہے نہیں ہوتا اور انہیں اضطراب کی بوسی

بھی نہیں آتی تو ثابت ہوا کہ اسل سناد میں اضطراب نہیں ہے ایسا ہی نہ ہونا اضطراب کا
متن میں اور معنوں میں بھی ثابت کیا جاوے گا افشاء اللہ تعالیٰ میں وجہ حرج مضطربین کی ثابت

نہوئی اور حرج ان کا بے وجہ باقی رہے تو یہ اسکو کون قبول کرتا ہے بآلہ صحت حدیث کی
ثابت ہو یہ ہذا التحقیق اندفع ما قال بعض انصار الازداد المحدثون في بعض الحواشي على بعض

الكتب ولا يخفى ان الجرح مقدم على التعديل فلا يدفع تصحيح بعض المحدثين لمن ذكره ابن
حجر وغيره ووجه لا ندفع لا يخفى عليك بعد التامل الصادق لا ترى ان تقديم الجرح على

التعديل فرغ لوجود الجرح وقد نفيه لعدم وجود وجه وجعلناه هباء منثورا فان التقديم
وان التقديم وان سلكنا الى وجهه للاضطراب في الاسناد والمتن والمعنى فقد نفينا الاضطراب

في الاثر وادس في الاخبارين وقد قال في السلم اذا تعارض الجرح والتعديل فالقديم للجرح
مطلقا وقيل بل للتعديل عند زياده المعدل لين ومحل الخلاف اذا اطلقا او

عين الجرح متبعا لم ينفى المعدل او نفيه لا يبين واما اذا انفاه
يقينا فالصير الى الترجيح اتفاقا انتهى وقال العلوي في حاشيته

عَلَى شَرْحِ الْخَبَرِ نَعْمَ إِنَّ عَيْنَ سَبَبِ نَفَاةِ الْمُعَدَّلِ يَطْرُقُ مُعْتَبَرٌ فَإِنَّهَا تَعَادُ ضَائِرٌ
 أَنْتَ فَنَبَتْ صَلَوحُ مُعَادَضَةِ الْجَرَجِ لِلتَّعْدِيلِ ثُمَّ التَّرْجِيحُ لِلتَّعْدِيلِ بِلِجُودِهِ لَا شَكَّ
 فِيهِ نَقْلُهُ أَوَّلُهُ وَمِنْ لَدُنِ النَّبِيِّ فَأَفْهَمَ آبَ دَارِ سِيرِهِ كَهْ ضَرْابٍ مَعْنَوِيٍّ أَوْ تَنِي سَهْ جَوَابِ
 دِيَا بَاوَسَهْ سَهْ مَوْتُوفٍ كِي وَجْهَانِي كِي جَوَابِ كِي بَعْدَ اس سَهْ جَوَابِ دِيَا جَاوِيكَ قَسَالِ
 اَوْرُو حِ دُوسَرِي سَهْ هِي كِي بِهْ حَدِيثِ قَلَتَيْنِ كِي مُخَالَفِ جَوَاجِعِ صَحَابِ كِي جِيسَا كِي كِهَا شَيْخِ
 عَبْدُ الْحَقِّ نِي سَهْ شَرْحِ مَشْكُوتِ وَغَيْرِهِ كِي قَالَ عَلِيُّ بْنُ مَدِينٍ فَهُوَ إِمَامُ الْأُمَمِ الْحَدِيثِ وَشَيْخِ
 الْبُخَارِيِّ أَنَّهُ خَالَفَ لِجَمَاعِ الصَّحَابَةِ فَإِنَّ الزُّهْرِيَّ رَفَعَ فِي ذِمَّتِهِ فَا مَرْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ
 بَنَزَحَ الْمَاءُ كُلَّهُ لِحُضُورِ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يَنْكُرْ مِنْهُمْ أَحَدٌ أَنْتَ اَوْرُ كِهَا طَحْطَاوَسِي نِي دَكَانَ ذَلِكَ لِأَقْنَاءِ مُجْمَعِ
 مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يَنْكُرْ مِنْهُمْ أَحَدٌ أَنْتَ اَوْرُ كِهَا شَيْخِ نِي سَهْ لِمَاتِ شَرْحِ مَشْكُوتِ كِي دَكَانَ
 ذَلِكَ لِأَقْنَاءِ مُجْمَعِ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يَطْهَرِ مِنْ أَحَدِهِمْ إِلَّا نَكَارَ فَيَكُونُ حَدِيثُ قَلَتَيْنِ مُخَالَفَ جَمَاعِ الْمَتْنِ
 اِقُولِ اس مَخْلُطِ سَهْ تِنِ جَوَابِ مِیْنِ اَوَّلِ بِهْ هِي كِهَا اس قَعِ اَوْرَاجِعِ كِي ثُبُوتِ هِي مِیْنِ كَلَامِ
 هِي جِيسَا كِي سَابِقِ ذیلِ مِیْنِ حَدِيثِ زُبَحِي كِي اَلْاِمَامُ شَافِعِي كَا اَوْرُ اَلْاَخَارِ سَفِيَانِ بِنِ عُمَيْيَةِ كَا اَوْرُ اَلْاَخَا
 بُو عُمَيْيَةِ كَا اس قَعِ كِي وَفَوْقِ سَهْ بَعْضِنِ عِبَارَتِ سُنَنِ كَبِيرِي اَوْرُ مَعْلِي كِي كُذِّرَا اَوْرُ حِسِ وَايَتِ سَهْ
 سُنَنِ اس قَعِ كُو ثَابِتِ كِهْتِهْ بِنِ اَوْرُ وَايَتِ كَا مُنْقَطِعِ هُوَا عِبَارَتِ سَهْ سُنَنِ كَبِيرِي اَوْرُ مَعْلِي كِي
 ثَابِتِ كِيَا كِيَا اَوْرُ سَهْ اَجَوَابِ بِهْ هِي كِهْ مَنَ فَرَضِ كِيَا كِهْ قَعِ ثَابِتِ هِي اَوْرَاجِعِ پَا يَا كِيَا لِيكِنِ
 پَرِ بِهِي اَجَاعِ سَكُونِي هُوَا اَوْرَاجِعِ سَكُونِي اِمَامُ شَافِعِي بَلَكِ بِعِنْفِ حَقِّ حِجَّتِ شَرْعِي نَهْنِنِ جَانَتِهْ جِيسَا
 كِي كِهَا سَلَمُ الثَّبُوتِ مِیْنِ بَعْدِ بَيَانِ سَلَا اَجَاعِ سَكُونِي كِي وَخُتْمَا دَا اَلْمَدْفِي وَالْكَرْخِي طَبَقِي دَعَا الشُّكَّ
 رَحِمَهُ اللهُ لِكَيْسِ حِجَّةٍ وَعَلَيْهِ اَبْنُ اَبَانَ دَا اَلْبَا اَلْدَلَا نِي اَنْتَ قُلْتَ وَهَذَا كُنْزُ الشَّافِعِيَةِ اَلْمَانِ هَذَا
 هُوَا مَذْهَبُ الشَّافِعِي كَذَا فِي مِثْبَهِتَةِ الْمُسْلِمِ فَلَا تَغْتَرَّ بِأَذْكَرَهُ اَبْنُ الْحَاجِبِ عَنِ الشَّافِعِي مِیْنِ دَوَابِتِهِ
 عَلَيَّ خِلَافِهِ اَيُّهُ فَإِنَّ صَاحِبَ الْبَيْتِ اَعْرَفَ بِمَا فِي الْبَيْتِ مِنْ غُيُوبِهِ
 پَرِ كِهْ طَرَحِ بِهْ اَجَاعِ سَكُونِي تَمَارَا شَافِعِي پَرِ حِجَّتِ هُوَا كَا قَتِيرَا اَجَوَابِ بِهْ هِي كِهْ فَرَضِ كِيَا كِهْ اَجَاعِ
 سَكُونِي جِي حِجَّتِ هِي لَا كِنِ بِهْ اَجَاعِ پَانِي كِي كَالْنِي پَرِ سَوَجِبِ اَوْرُ تَحْنِزِ اسْبَاتِ كَا كِهَانِ هُوَا
 هِي كِهْ پَانِي كُو نَجَسِ جَانِكِرُ وَجُوَا نَخَالَا تَهَا بَلَكِ لِمَا طَاحِثِ اَلْمَاءِ طَهَّرُ كِي جَوِ بِرِضَاعِهِ كِي

جواب میں دارودہے اور خود ابن عباس سے مروی ہے اور صحت اسکی سابق میں ثابت کی گئی ہے اور بلحاظ ثبوت اس امر کے کہ ابن عباس نے ایسے حوض میں سے وضو کیا ہے جس میں کچھ مرد و اہل پر اہوا تھا جیسا کہ ضمن میں عبارت سنن کبریٰ کے گذرا اور بلحاظ صحت حدیث قلتین کے یہی کہیں گے کہ کانا صحابہ کا پانی کو زمرم کے اس سبب سے تھا کہ گرنے سے نہ سخی کے پانی پر خون اور نجاست ظاہر ہو گئی تھی اور زمرم پینے کا پانی تھا پس بطور لطافت اور لطافت کے پانی اوسکا نکلوادیا تھا نہ بطور تقہیر نجاست کے بہر کو کہاں مخالف ہوئی حدیث قلتین کے اجماع کی قال الامام الهمام الشافعی کما مر سابقا فی عبادۃ المحلی و سنن کبریٰ قال اور تیسری وجہ یہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہے یعنی الفاظ اور معانی اسکی لغت میں آپس میں سیلنے کے ایک روایت عبد اللہ بن عمر سے یہ ہے کہ کہا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الماء یكون فی القلادة من الارض وما ینوی من الدواب والنبع فقال اذا کان الماء قلتین لم یحکم الخبیث رواہ الترمذی والنسائی وابو بکر و ابو داؤد و احمد پس یہ حدیث کہ روایت کیا ان محدثوں نے دلالت کرتی ہے سپر کہ جبکہ ہو پانی قدر قلتین کے نہ اوٹھا سکیگا منجاست کو پانی سے یعنی نجس ہو جائیگا جیسا کہ مقتضائی ان حدیثوں کا کہ اوپر مذکور ہو میں اسلیئے کہ معنی حل کے لغت میں اور قرآن شریف میں اوٹھانیکے میں کہا ہے منتخب لغات وغیرہ کے المحل برد شستن اہتے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے و حمله و فصا له ثلثون شویا اور اور جاسی فرمایا ہے مثل الذین حملوا التودیة ثم لیجملوہا لکل الحاکم لیسفاد اور دوسری روایت عبد اللہ بن عمر سے یہ ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الماء قلتین لم یجس شئ رواہ ابن ماجہ و ابو داؤد پس یہ روایت دلالت کرتی ہے سپر کہ جبکہ بڑھی پانی قلتین میں کوئی نجس چیز نہ پاک نہیں ہونیکا سو یہ سننی مخالف میں پہلی حدیث کے معنی کو باعتبار سنی والفاظ کے اور تیسری روایت عبد اللہ بن عمر سے یہ ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا بلغ الماء قلتین او ثلثا لم یجس شئ رواہ ابن ماجہ پس یہ روایت مثل ہے شک پر کہ دو قلی فرمائے میں تا میں قلی پس یہ روایت مخالف ہوئی دونوں روایتوں پہلی کو اور نہ معلوم ہوا کہ حضرت نے دو قلی فرمائے میں یا تین اور چوتھی روایت عبد اللہ بن عمر

یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا كَانَ الْمَاءُ اَدْبَعَيْنَ فَلَمْ يَمَسَّ بِشَيْءٍ رَوَاهُ
 مُحَمَّدُ بْنُ الْفَلَكِيِّ اور کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں قَدْ دُعِيَ لِاصْطِرَابٍ فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ
 فَقِي بَعْضُ الرُّوَايَاتِ لَفْظَ قَلْتَيْنِ وَفِي بَعْضِهَا ثَلَاثُ قَلَالٍ وَفِي بَعْضِهَا اَدْبَعَيْنَ فَلَمْ يَمَسَّ بِشَيْءٍ
 اَوْ بَعْضُهَا اَدْبَعَيْنَ اور مانند اسکی کہا ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں پس ثابت ہوا ان روایتوں سے
 اضطراب اس حدیث کا اقول اس قول میں مولف نے بہت البہ فریبی کی ہے اسلئے اسکی
 رد کو توجہ تام سے سننا چاہیے تو پہلے سنو کہ جو اختلاف ایسا ہو کہ اسکی بعض وجوہ بعض پر
 مرجع ہوں یا سب وجوہ آپس میں جمع اور موافقت قبول کر لیں تو ایسی اختلاف سے حدیث میں
 اضطراب نہیں واقع ہوتا چنانچہ ضمن جواب جہ ثانی کے قول بن صلاح کا عبارت حاشیہ علوی
 میں مُصَدِّقِ اسْمَعْنِیْ کا گذرا اب سنو کہ مؤلف نے دو وجہیں اضطراب کیے۔ اس حدیث میں ہشیا
 کین میں وجہ اول یہ کہ بعض روایتوں میں لَمْ يَمَسَّ لَمْ يَمَسَّ لَمْ يَمَسَّ آیا ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ نہ اوٹھا سکیگا
 نجاست کو یعنی نجس ہو جائیگا اور دوسری روایت میں لَمْ يَمَسَّ لَمْ يَمَسَّ آیا ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ
 نجس نہیں کرتی اور اسکو کوئی چیز یعنی نجس نہیں ہوتا وجہ دوسری یہ کہ ایک روایت میں وَ قُلِي
 آتِي مِّنْ اور ایک میں سَابَهُ شَكَّ کے دو یا تین اور ایک میں چالیں قلہ اور کسی میں چالیں غنی بنا
 فقط توجہ جواب جہ اول کا یہ ہے کہ اختلاف لَمْ يَمَسَّ لَمْ يَمَسَّ لَمْ يَمَسَّ اور لَمْ يَمَسَّ کا حدیث میں اضطراب پیدا
 نہیں کرتا اسلئے کہ معنی لَمْ يَمَسَّ لَمْ يَمَسَّ لَمْ يَمَسَّ کے یہی وہی ہیں جو کہ لَمْ يَمَسَّ کے میں یعنی اپنے اوپر
 نجاست نہیں طاری ہوئے دیتا اور نجس نہیں ہوتا اور جو معنی مؤلف نے لکھیں ہیں یہ
 ہرگز نہیں ساتھ تین دلیلوں کے دلیل اول یہ کہ معنی لَمْ يَمَسَّ لَمْ يَمَسَّ لَمْ يَمَسَّ کے لغت میں یہ ہیں کہ نہیں
 اوٹھاتا نجاست کو جیسا کہ خود مؤلف نے منتخب اللغات سے اور آیات قرآن سے ان معنی کو نقل
 کیا ہے پھر اس نہ اوٹھانیکے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اوٹھانے سے نجاست کی انکار کرتا ہے جیسے
 کہتے ہیں کہ زید صندوق نہیں اوٹھاتا یعنی اوٹھانے سے صندوق کے انکار کرتا ہے اور ظاہر ہے
 کہ ایسا نہ اوٹھانا حدیث قلتین میں متصور بھی نہیں اور ایک یہ معنی میں کہ نجاست کو اپنے
 اوپر آنے اور ظاہر نہیں ہونے دیتا جیسے کہتے ہیں کہ زید پیدل چلنے میں تکلیف نہیں اٹھاتا
 اور سدا حلتہ ہو کر اوسیر تکلیف نہیں طاری ہوتی اور وہ اسمین تکلیف نہیں پاتا اور یہی

معنی منظور اور محقق اور متعین میں حدیث فلتین میں اور خود مولانا قطب الدین خان صاحب
 مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ جو وقت کہ ہووے پانی دو قلعہ نہیں اوٹھا تا یا پانی کو
 یعنی پلید نہیں ہوتا پلیدی پڑنی سے انتہی کلامہ اور نزدیک امام ابو یوسف رحمہ کے یہی ہی معنی
 متعین اور محقق ہے قال فی البزازیۃ اندودی عن ابی یوسف رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مَعْتَسِلًا مِنَ الْحَمَامِ ثُمَّ اخْرَجَ بِهَا كَوْ مِيتَةٍ فِي بَيْرِ الْحَمَامِ فَقَالَ نَاخُذُ بِقَوْلِ اِخْوَانِنَا مِنْ اَهْلِ
 الْمَدِينَةِ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبْنًا اَنْتَهَى مَا فِيهِ مِنَ الْحَمَامِ هَكَذَا فِي الطَّهَارَةِ وَغَيْرِهَا
 اور جو معنی لف فی بیان میں نہیں ہوا سیکھا کہ معنی لم حمل کے نہیں ہو سکتا بلکہ وہ لم حمل کے معنی سے مشتق اور اصل
 میں سکا ذکر نہیں ہے سیواسطہ جناب لف نے ترجمہ حمل کا ماشیہ میں یہ کیا ہے یعنی اوٹھا نا اسکا انتہی اور
 یہ ترجمہ کیا کہ اوٹھا سکتا اور ترجمہ حملو کا یہ کیا ہے اوٹھوانی گئی انتہی اور یہ نہیں ترجمہ کیا کہ اوٹھوا
 گئی اور ترجمہ تم لم حملو کا یہ کیا ہے نہ اوٹھایا اوٹھوانی اور یہ نہیں ترجمہ کیا کہ نہ اوٹھا سکے
 غرض کہ حمل کے معنی اوٹھا نا میں اوٹھا سکتا نہیں اور اوٹھا سکتا حمل کے معنی میں جسکا اس حد
 میں ذکر نہیں اور ان دونوں معنوں میں ہزاروں کو سکا فرق ہے کیونکہ بنا بر معنی اوٹھانیکے معنی
 لم حمل کے ہمارے موافق ہوتی ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا اور بنا بر معنی اوٹھا سکنے کے معنی لم حمل کے
 موافق مولف کی معنی نہیں اوٹھا سیکھا سجاست کو بلکہ نجس ہو جائیگا ہوتے ہیں اور جبکہ معنی
 لم حمل کے نہیں اوٹھا نا مولف کی تراجم اور زبان سے ثابت ہوئی تو نہ اوٹھا سکے یعنی نجس ہو جائیکے
 معنی خود مولف کی تحریر اور اقرار سے باطل ہوئی اور ثابت ہوا کہ معنی حدیث لم حمل کے یہی
 وہی ہیں جو معنی حدیث لم ینجس کے تھے یعنی کہ نہیں آئی اور طاری ہونے دیتا سجاست کو اپنے
 اوپر اور نہیں نجس ہوتا دوسری دلیل یہ کہ جب کہ حدیث صحیح میں ابو داؤد کے جو مولف
 کی کلام میں گزری ہے اور ابن ماجہ کے لفظ لم ینجس سے ثابت ہو گیا تو واجب ہوا کہ معنی
 لم حمل الجنث کے یہی وہی کیے جاویں جو لم ینجس کے میں اس لیے کہ علماء کا اتفاق ہے
 اس پر کہ ایک حدیث سے دوسری اوس مضمون کی حدیث تفسیر کرنی چاہیے جیسا کہ کہا فودی
 نے شرح مہذب میں چنانچہ عنقریب آویگا اس واسطے شیخ عبد الحق محدث حنفی نے شرح
 عربی مشکوٰۃ میں اقرار کیا ہے کہ معنی لم حمل الجنث یہی ہیں گے کہ اپنے اوپر سجاست نہیں ہے

دیتا اور اسکو دفع کر دیتا ہے اور جو کہ بعض ضعیفوں نے یہ معنی کہ محل الحبث کے لیے من
 کہ نجاست اوٹنا نہیں سکتا بلکہ ضعیف ہو جاتا ہے صحیح نہیں چنانچہ فرماتے ہیں قولہ لم یحل حبث
 ای کہ قبلہ بل یدفع وجاء دواۓ لابی داؤد ذالہ لا یحبس و ہذا روایتہ ان صحت کلت علی
 ان تاویل لم یحل حبثا بانہ لا یحلہ کلا یطیق حملہ لضعفہ بل یحبس کما قال بعض اصحابنا الحنفیہ
 غیر صحیح انتہی کلام الشیخ اقول و صحیح روایتہ لابی داؤد کالشمس فی نصف
 الما تفتلہ فافہم اور کہا مولانا عبدالعلی حنفی نے ارکان اربعہ میں دادلہ صاحب الہدایۃ کہ
 لضعفہ لا یطیق حمل النجاستہ یؤدہ ماذفع فی روایتہ لابی داؤد ذالہ لا یحبس انتہی مختصر تیسری
 دلیل یہ کہ اگر یہی معنی ہوں کہ جبکہ بانی قدر قلتین کو پونچتا ہے تو نجس ہو جاتا ہے تو یہ
 کیون حد مقرر کر دی کہ جبکہ بقدر قلتین کے نہ تو نجس ہو جاتا ہے کیا جبکہ بقدر قلتین نہ ہو
 تو نجس نہیں ہوتا یہ تو کوئی عاقل نہیں کہتا جیسا کہ ابن نجیم حنفی نے الجواب میں کہا ہے
 ذکر شمس الائمۃ الشرحی و تبعہ فی الہدایۃ ان معنی قولہ لم یحل حبثا انہ یضعف و یحبس و
 ہذا مرد و دمن و جہین ذکر ہما النوایث فی شرح المہذب الاول انہ ثبت فی روایتہ
 صحیحہ لابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم یحبس فحمل الروایتہ آخری علیہا معنی لم یحل حبثا لم
 یحبس و قد قال العلماء احسن تفسیر غریب الحدیث ان یفسرہما جاء فی روایتہ آخری کذلک
 الحدیث الثانی انہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل القلتین حدًا فلو کان کما ذکرہم هذا القائل لکان الثقیل
 بذلک باہلاً فان ما ذکرہ القلتین یساوی القلتین فی هذا انتہی مختصر اور کما علی مین
 ان ما ذکرہ شمس الائمۃ الشرحی و تبعہ صاحب الہدایۃ ان معناه انہ یضعف عن النجاستہ
 یؤدہ روایتہ لابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم یحبس انتہی جواب وجہ ثانی کا یہ ہے کہ حدیث دو
 قلون کی مروی ہے ساتھ ہی صحیح اور قوی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سوا
 اسکے اور مقابل میں اسکے سب و ایتین یعنی تین قلون کے ہی اور چالیس قلون کے ہی اور
 چالیس عرب کے ہی سب نامقبول ہیں تو حدیث قلتین میں اضطراب نہوا اضطراب جب ہوتا
 جبکہ سب رواۃ تین برابر کے قوہ کین مختلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو میں جیسا
 کہ معنی میں اضطراب کے گزرا پس ایک ایک کو تفصیل وار مستقر ہوا حدیث اول یعنی جبین

یون آیا کہ دو قلی یا مین وہ تو شاذ ہے جیسا کہ کہا بحر الرائق میں وَاَجَابَ التَّوْبِيَّ
عن هذا بوضوح بما عن الشك في قوله قلين او ثلثا في رواية شاذة وهي مشرقة بوجود
كذلك ما انتهى وهكذا في الحديث اقول شاذ کیا بلکہ منکر کیونکہ تمام روایتوں صحیحہ میں یعنی
ترمذی کے اور ابو داؤد کی تین اور سنائی اور ابن خزمیہ کے بلکہ خود ابن ماجہ کے دوزوایتوں
میں ہی آیا ہے کہ اذ بلغ الماء قلین یعنی دو قلی اور سب سے تعدیل نے ایکو صحیح
کیا ہے اور روایت شک والی کو اصحاب ستہ میں سے محض ابن ماجہ ہی نے تخریج کیا ہے
اور اسکے بعضی راویوں میں کلام ہے از انجملہ حماد بن سلمہ کہ اونکے حافظ میں آخر عمر میں
فتور ہو گیا ہے جیسا کہ تقریب مستطانی میں کہا ہے حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ دِينَارٍ قَرِيبٌ عَلَى وَثْقَةٍ
خَفِيفَةٍ بَاخِرَةٍ اَنْتَى مَخْتَصَرًا اور از انجملہ وکیع بن محمد کہ اوسکو اوہام بہت رہتے تھے جیسا کہ
کہا تقریب میں وَكَيْعُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَكَيْعُ بْنُ مُحَمَّدٍ لَمْ يَكُنْ يَصْدُقُ لَوْ اَوْهَامُ اَنْتَى مُلْخَصًا — اور
از انجملہ علی بن محمد کہ یہ بھی بھولکرتے جیسا کہ کہا تقریب میں عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ أَبِي الْخَصَفِ
صَدَقَ دُبَا اَخْطَا اَنْتَى مَخْتَصَرًا پس ظن غالب یہ شک نہیں تینوں میں سے کسی سے صادر
ہوا ہے تو یہ حدیث ضعیف مقابلہ میں احادیث صحیحہ کے حدیث منکر ہوئی جیسا کہ کہا انجملہ
میں فَاِنْ خُوفٌ بِالرَّحْمَةِ مِنْهُ فَالرَّحْمَةُ الْحَفُوفُ وَمُقَابِلَةُ الشَّاذِّ لَوْنٌ مَعَ الضَّعِيفِ فَالرَّحْمَةُ
الْمَعْرُوفَةُ مُقَابِلَةُ الْمُنْكَرِ اَنْتَى اور حدیث منکر کیونکہ مقابل ہو کر حدیث صحیح کے موجب
اضطراب کے ہوگی حدیث دوسری جسکو مولف نے چوتھے مرتبہ لاکر کہا ہے رواہ محمد بن المنکدر
یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نسبت کرنا مولف کا اس روایت
کو طرف محمد بن المنکدر کے کذب میرج اور بہتان قبیح ہے اگر کوئی پوچھے کہ محمد بن المنکدر نے
کونسی کتاب میں اس روایت کو رسول اللہ سے روایت کیا ہے تو جناب مولف قیامت تک
ثبوت نہ پہنچا سکیں گے نفوذ باللہ من ہذہ الحیثانۃ اصل حال یہ ہے کہ حدیث اربعین قلعہ کی
روایت کی دارقطنی اور ابن عدی وغیرہ نے ساتھ اسناد قاسم بن عبد اللہ عمری کے بواسطہ
جابر کے رسول اللہ سے مرفوع اور یہ صحیح نہیں کہا یہ خود اون محدثوں نے جنہوں نے
اوسکو روایت کیا ہے اسلئے کہ راوی اسکا قاسم جہوٹا ہے اور جہوٹین حدیثیں ہر موضوع

نے جو ٹھکھدیا ہے اور ایسا ہی چالیس غزب کی روایت بھی رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے نہیں بلکہ
چالیس قلعے عبداللہ بن عمر سے مروی ہیں اور چالیس غزب ابوبکر پرہ سے اور ظاہر ہے کہ قول
رسول اللہ کا مرفوع مقدم ہے قول صحابی پر جو موقوف ہے جیسا کہ کہا سحر الراہق میں کہ
حَدَّثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمٌ عَلَى غَيْرِهِ قَالَ النَّوَوِيُّ وَهَذَا مَا نَعْتَمِدُ فِي الْجَوَابِ لِمَا
فِي الْبَحْرِ وَهَذَا فِي كِتَابِ الْمَوَلَفِ ثَابِتٌ هُوَ الْحَدِيثُ قَلْتَيْنِ مِثْلُ سَيْطَرِ حَكَ صُطْرَابِ نَهْنِ نَهْنِ تَوْسَاوِ مِثْلُ وَرَنِ
لَفْظُونِ مِثْلُ وَرَنِ مَعْنُونِ مِثْلُ ابِ جَوْتِ وَجْهَ كَا مَوْلَفِ كَ جَوَابِ يَابَا تَا هِ قَالَ ابِ جَوْتِ وَجْهَ
کہ لفظ قلدہ کا مشترک ہے درمیان معانی کثیرہ کی واسطے کہ کہا جاتا ہے قلدہ واسطے اس جو
سے لکڑی کے کہ کہیلے میں ساتھ اس کے لڑ کے ساتھ مارنے ایک لکڑی لنبی کے اوپر کہ
یہاں گلی کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے قلدہ واسطے اس چیز کے کہ پانی پتے میں ساتھ اس کے اور
کہا جاتا ہے قلدہ اس چیز کو کہ ہلکا جاتا ہے اس کو اونٹ اور کہا جاتا ہے قلدہ جب کو بغیر بڑے
شکے کو اور کہا جاتا ہے قلدہ جڑہ کو یعنی ٹھلیا کو اور کہا جاتا ہے قلدہ قرۃ یعنی مشک کو پس یہ
معانی مختلف ہیں آپس میں ہوتی ہیں حدیث مشترک درمیان معانی متعارفہ کے اقوال لفظ قلدہ
کا لفظ اصل وضع کے بیشک مشترک ہے معنی ذکر کئے ہوئے مَوْلَفِ کے میں سوائی معنی گلی کے سلیے
کہ گلی کہیلے کے معنی قلدہ مخفف کے میں نہ مشدد کی کذا فی الرشیدی وغیرہ لاکن اس حدیث میں
بقریۃ پانی کے سوائی تعلقات اور ظروف پانی کی کچھ مراد نہیں ہو سکتا جیسا کہ لفظ عین کا
بیچ قول اللہ تعالیٰ فَبِهَآئِینَ جَارِیۃٌ فِی نَفْسِہٖ تَوَاشُکَ تَبَاوُلَا جَاتَا تَبَاوُلَا تَبَاوُلَا تَبَاوُلَا تَبَاوُلَا
چشمہ پانی کو بھی لاکن اس میں بقریۃ لفظ جاریہ کے سوائی چشمہ کے کچھ مراد نہیں کہیں
لفظ ہو گیا نقل کرنا مَوْلَفِ کا قلدی کے ان معنی کو کہ اونٹ کی ہلکی جانی گئی چیز کو بولتے ہیں سلیے
کہ اس چیز کو پانی کی تقدیر سے کیا علاقہ رہا اشتراک پانی پینے کی چیز اور چوٹی ٹھلیا
اور بڑی شک میں آیا انہیں سے کیا مراد ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان سب معنی میں
سے بڑا مشکا موضع جبر کا جو بقدر تخمیناً اڑھائی مشک حجازی کے ہوتا مراد اور متعین ہے اور
اشتراک مرفوع ہے تین وجہ سے اول یہ کہ حدیث نقل کئے ہی امام شافعی نے اپنی مسند میں
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پانی ہو بقدر د و قلدون کے ساتھ قلدون

ہجرت کے تو وہ تجس نہیں ہوتا اور ابن جریر راوی اس حدیث کے کہتے کہ میں نے دیکھا قلعہ ہجرت
 اوسین دو شکین اور کچھ زیادہ پانی آتا تھا تو کہا امام شافعی نے کہ پس احتیاط اس میں ہے
 کہ اگر اسی میں شکین ایک تھا ہجرت میں مقرر کیا وین چنانچہ کہا ہے ہجرت الرایت میں فَاَتَهُ اَي
 الشَّانِعِي قَالَ فِي مُسْنَدِهِ اَجْمَعِي مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الرَّحْمِيُّ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِإِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُ
 أَنَّهُ أَصْلَى اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبْنًا وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ
 يَقْلِلُ الْهَجْرُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ دَأَيْتُ قِلَالَ هَجْرٍ فَالْقَلَّةُ تَسْعُ فِيهِ قَرَبَتَيْنِ أَوْ قَرَبَتَيْنِ وَشَيْئًا
 وَقَالَ الشَّانِعِيُّ كَلَّا حَتَّى لَا أَنْ تَحْمِلَ قَرَبَتَيْنِ وَنِصْفًا إِذَا كَانَ خَمْسَ قَرَابٍ كَبَارٍ
 كَقَرَابِ الْحِجَازِ لَمْ يَحْسُ أَنْتَهَى وَهَكَذَا فِي الْحَلِيِّ وَقَالَ ابْنُ طَاهِرٍ الْحَنْفِيُّ فِي مُجْمَعِ الْحَوَادِثِ
 فِي تَفْسِيرِ الْقَلَّةِ الْجَبُّ الْعَظِيمُ وَجَمْعُ الْقِلَالِ دَنَى تَفْسِيرِ قِلَالِ الْهَجْرِ فِي قَرَبَةٍ
 بِهَا الْقِلَالُ أَنْتَهَى وَقَالَ الشَّيْخُ جَلَالُ الدِّينِ السَّيُوطِيُّ فِي الدُّرَرِ الثَّمِينِ وَالْقَلَّةُ الْجَبُّ الْعَظِيمُ لَا تَقِلُّ إِلَّا تَرَفُّعًا وَتَقِلُّ
 اور کہا شیخ عبدالحق حنفی نے شرح مشکوٰۃ میں الْقَلَّةُ بَعْضُ الْقَارِ وَتَشْدِيدُ الْأَمْرِ بِعَقْرِ الْحِجْرَةِ
 الْعَظِيمَةِ أَيْ التَّوَكُّدِ السَّيْرِ الَّذِي يُجْعَلُ فِيهَا الْمَاءُ وَتُسَمِّيَتُهَا بِالْقَلَّةِ أَمَّا مِنْ جِهَةِ عُلُوِّهَا وَارْتِفَاعِهَا
 أَوْ لَا نَ الرَّجُلِ الْعَظِيمُ يَرْفَعُهَا وَالْقَلَّةُ اسْمُ كُلِّ مَرْتَفِعٍ مِنْهُ قَلْتُهُ الْجَبَلُ وَجَمْعُ الْقَلَّةِ قِلَالٌ بِكسْرِ الْقَافِ
 وَالْمُرَادُ هُنَا قِلَالُ هَجْرٍ بِفَتْحَتَيْنِ كَمَا جَاءَ صَرِيحًا فِي بَعْضِ رَوَايَاتِ هَذَا الْحَدِيثِ وَانْفِرَ كَانَ
 الْمَعْرُوفُ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فَالظَّاهِرُ وَتَوَعُّدُ التَّحْدِيدِ بِهِ وَالْهَجْرُ اسْمُ قَرَبَةٍ يُنْسَبُ إِلَيْهِ الْقَلَّةُ
 وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ رَأَيْتُ قِلَالَ هَجْرٍ كَانَ كُلُّ قَلَّةٍ مِنْهَا قَرَبَتَيْنِ أَوْ قَرَبَتَيْنِ وَشَيْئًا وَقَالَ الشَّانِعِيُّ
 كَانَ ذَلِكَ الشَّيْءُ مِنْهُمَا فَاحْتِثَا نِصْفًا وَكَانَ الْقَلْتَانِ خَمْسَ قَرَابٍ أَنْتَهَى خَمْسَ أَقْوَالٍ
 وَمَا قِيلَ رَوَايَتُهُ الشَّانِعِيُّ مُنْقَطِعٌ لِحَمَالَتِهِ وَوَجِبَ مَا قَالَ الشَّانِعِيُّ بِإِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُ فِي
 بِلَا تَسْمِيَةِ الرُّوَاةِ فَلَمْ يَلَمْ أَنَّ رَوَايَتَهُ عَدُولٌ أَوْ لَا فَهُوَ مَدْفُوعٌ بِأَنَّ الشَّانِعِيَّ وَإِنْ
 تَرَكَ تَسْمِيَةَ الرُّوَاةِ لَكِنَّهُمْ عَدُولٌ عِنْدَهُ وَالشَّانِعِيُّ مُعَدِّلٌ لَهُمْ بِدَلِيلِ الْعَمَلِ عَلَى
 رَوَايَتِهِمْ وَقَدْ صَرَّحَ فِي دَدِ الْحُتَّارِ بِقِلَالٍ عَنِ التَّحْدِيدِ وَغَيْرِهِ أَنَّ عَمَلَ الْمُجْتَهِدِ عَلَى رَوَايَتِهِ يَصِحُّ
 لَهَا وَأَطَالَ أَنَّ الشَّانِعِيَّ مِنْ أُمَّةِ التَّعَدُّلِ وَالْجُرْحِ فَلَيْفَ اجْتَنَبَ عَلَى دَعْوَاهُ رَوَاةً وَدَوَاةً
 فَإِنْ قُلْتُمْ أَنَّ تَعَدُّلَ الشَّانِعِيِّ غَيْرُ مُسْلِمٍ وَدَوَاةً جُرْحًا وَحُجْرًا فَهَذَا يَحْتَاجُ الْوَبَّانَ وَإِنْبَاءَ

دَايْتَهَا وَلَا فَنَاهِيكَ تَعْدِيلَ مُعَدِّلٍ وَاقِي مُعَدِّلٍ وَجِدْ دُوسری کہ واقع ہے وجود تہا کہ اس
 حدیث میں درمیان پہونی ٹھلیا اور بڑی ٹھلی کے کی یہ ہے کہ اگر بڑا شکا مراد نہیں تھا تو حاجت نہیں
 کرنے اور بولنے دو قلوب کی کیا ہے ایک قلوب کہ کہنی میں دو صغیر اسکے تھی جیسا کہ کہا حافظ
 ابن حجر نے فتح الباری میں الفصل بالقلین اقوی لصحة الحديث فيه وقد اعترف الطحاوی
 من الخفية بذلك لكنه اعتد دَعْنِ الْقَوْلِ بِرَبِّانِ الْقَلَّةِ فِي الْعَرَفِ تَطْلُقُ عَلَى الْكِبَرَةِ وَالصَّغِيرَةِ كَمَا
 لِحَرْفَةٍ وَلَمْ يَنْبَغِ مِنَ الْحَدِيثِ تَقْدِيرُهُمَا فَيَكُونُ مُجْمَلًا فَلَا يَجْعَلُ بِرَوَاهِ ابْنِ دَقِيقِ الْعِيدِ لَكِنْ اسْتَدَلَّ
 لِغَيْرِهَا فَقَالَ ابُو عَبْدِ الْقَاسِمِ بْنُ سَلَامٍ الْمَلِكُ الْقَلَّةُ الْكِبَرَةُ اِذَا لَوَادَ الصَّغِيرَةَ لَمْ يَجْمَعْ اِنْ كُنَّا لَعَدَدًا فَاِنْ
 الصَّغِيرَةُ قَدْ وُجِدَتْ كِبَرَةٌ وَيُرْجَعُ فِي الْكِبَرَةِ إِلَى الْعَرَفِ عِنْدَ أَهْلِ الْحِجَازِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الشَّارِعَ قَدْ هَمَلَ
 سَبِيلَ التَّوَسُّعِ وَالْعِلْمُ مُحِيطٌ بِأَنَّهُ مَا خَالَفَ الصَّحَابَةَ
 إِلَّا بِمَا يَفْهَمُونَ فَانْتَهَى الْكَمَالُ اِنْتَهَى وَجْهٌ تَسِيرِي بِهِ كَجِسْمِ اس حدیث میں قلوب کے معنوں
 کا احتمال ہوا پانی پینے کی چیز ٹھلیا صغیرہ اور شک و بڑا شکا تو اگر ہم اعتبار کریں پانی سیر
 کی چیز کو یعنی پیالہ وغیرہ کو ٹھلیا کو یا شک تو اس میں شک ہوا کہ شاید شکا مراد ہوا اور اگر شکا
 بڑا ہے جی مقدار اڑاٹھی شک مجازی کی معین کریں تو اس میں پانی پینے کی چیز کا مقدار بھی
 آجنا ہوا اور ٹھلیا کا مقدار بھی موجود ہے اور شک ہی الکی غرض کہ شکا مراد رکھنا یا نہیں اختلاف
 سے نکلتا ہے اور سب معانی لفظ مشترک کے کو محیط اور تضمن ہے اسلئے ہی متعین ہوا قد قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا يَرْفُقُ الْإِنْسَانَ إِلَّا بِثَلَاثٍ أَلَّا يَكُنْ يَنْبُكُ أَلَّا يَكُنْ يَنْبُكُ أَلَّا يَكُنْ يَنْبُكُ
 تضمن سب معانی وہی ہیں اور بڑا شکا متضمن اسکا نہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ اگرچہ قلوب ہا کی
 چوٹی کو کہتے ہیں لکن اس حدیث میں درباب تقدیر پانی کے چھ معنی نہیں ہو سکتے واسطے ثبوت
 حدیث ہر بضاعہ کے حال اگر اس میں پانی بقدر چوٹی پہاڑ کے نہ تھا اور باوجود اسکے آنحضرت نے اسکو
 نجاست پڑھنے ہی بخش نہیں قرار دیا اور فرمایا کہ یہ پاک ہے جیسا کہ سابق میں گذرا اور سوال ہی
 فلاہ اور صحرا کے پانی سے تہا نہ چوٹی پہاڑ سے ہر برین قتل و دانش بایہ گریست و پشیمانی
 ہوا کہ حدیث قلیین کی صحیح اور ثابت ازراہ اسناد کے ہی اور تفسیر سحاح امیر جمح اور تعدیل سے
 ہی اور یہی قابل ہے عمل کے اور کہ میطر حکا اس میں جمح اور خارشہ نہیں اور نہ مخالف اجماع کے

اور نہ مضطرب الاسناد والفاظاً لمعنی اور نہ مشترک در بیان معنی کثیرہ کے فالجودہ علی
توفیقہ والہام الحق بحقیقہ اب مؤلف کی ایک اور وجہ کا جواب یا جاتا ہے بعد اسکے عشر فی عشر
کی خدمت گزار ہی سے شرف ماہل کیا جاویگا قال اور ایک جہ اور قلتین کی حدیث پر عمل نہ
کر سکتی گے یہ ہے کہ تحقیق یہ حدیث اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَاءُ طَهُورٌ
لَا يُجَسَّسُهُ شَيْءٌ صحیح تر ہے حدیث قلتین کی سے یہاں تک کہ منعقد کیا ہے بخاری نے
صحیح بخاری میں باب غلاف حدیث قلتین کے اور موافق حدیث الماء طهور ولا یجسس شئی
کے کہ عبارت اوسکی یہ ہے بِابٍ مَا يَقَعُ مِنَ الْجَنَاسَاتِ فِي السَّمَنِ وَالْمَاءِ وَقَالَ
الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِمَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ أَوْ دِيحٌ أَوْ لَوْنٌ اِنْتَهَى اور یہی مذہب ہوامام مالک
اور اتباع اونکے کا پس ہوگی حدیث قلتین کی معارض حدیث الماء طهور لا یجسس شئی کے اور نہیں
ممکن حمل کرنا حدیث الماء طهور لا یجسس شئی کا اور حدیث قلتین کے یعنی یوں کہا جاوے کہ
مرا حدیث الماء طهور لا یجسس شئی سے قدر قلتین کے ہے سوچید نہیں ممکن اسلئے کہ حدیث قلتین
کی ضعیف ہو اور حدیث الماء طهور لا یجسس شئی کی صحیح ہے اوس سے پس اگر مراد لیجاوے حدیث
الماء طهور لا یجسس شئی سے قدر قلتین کے تو لازم آویگا باطل کر دینا عموم حدیث اقوی کا ساتھ
حدیث ضعیف کے اور یہ باطل ہے بالاتفاق پس ہوگئی حدیث قلتین کی متروک العمل ساتھ
حدیث الماء طهور لا یجسس شئی کے اقول اولاً تو حدیث الماء طهور میں لفظ ماہ کا عام ہی
نہیں بلکہ معبود و معبود خارجی ہے اسلئے کہ یہ ہے اسم جنس معروف باللام اور اسم معرف
باللام عام او سوقت ہوتا ہے جبکہ عہد ہو جیسا کہ کہا مسلم الثبوت میں وَفِي الْمَوَدَّةِ الْجَمْعُ عَلَى الْمَوَدَّةِ
لِلْمَعْنَى اِنْتَهَى اور کہا توضیح میں وَمِنْهَا اِي الْفَافِ الْعَامُ الْمُقَدَّرُ الْحَقُّ بِاللَّامِ اِذَا لَمْ يَكُنْ
لِلْمَعْنَى اِنْتَهَى اور ایسا ہی سب کتابوں میں اصول کی لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ اسم معرف
باللام میں اصل عہد خارجی ہے تو جب تک کوئی قرینہ بمقتضی عموم کا متحقق نہ ہوگا ہرگز اوس
اسم کو عام نہیں کہیں گے جیسا کہ کہا توضیح میں اعْلَمُ اَنَّ لَامَ التَّعْرِيفِ اِمَّا لِعَهْدٍ اَوْ لِحَاجَةٍ اَوْ لِدَهْنٍ
اَوْ لِمَا يَجْتَمِعُ اَيُّ الْجَمْعِ وَلِذَا لَمْ يَكُنْ الْعَهْدُ هُوَ لَا يَصِلُ لِمَا يَسْتَعْرِفُ ثُمَّ تَعْرِيفُ الْمَعْنَى
اَيُّ الْفَافِ الْعَامِ اَوْ لِحَاجَةٍ اَوْ لِدَهْنٍ اَوْ لِمَا يَجْتَمِعُ اَيُّ الْجَمْعِ وَلِذَا لَمْ يَكُنْ الْعَهْدُ هُوَ لَا يَصِلُ لِمَا يَسْتَعْرِفُ ثُمَّ تَعْرِيفُ الْمَعْنَى

الجَدِيدَةُ أَوَّلُ مَنْ حَمَلَهُ عَلَى تَعْرِيفِ الطَّبِيعَةِ وَالْفَائِدَةُ الْجَدِيدَةُ أَمَّا تَعْرِيفُ
العَهْدِ أَوْ اسْتِغْرَاقِ الْجَمْعِ وَتَعْرِيفُ الْعَهْدِ أَوَّلًا مِنْ اسْتِغْرَاقٍ لَا نَزْدَ أَذْكَرُ بَعْضُ
أَفْرَادِ الْجَمْعِ خَارِجًا أَوْ ذَهَبًا فَحَمْلُ اللَّامِ عَلَى ذَلِكَ الْبَعْضِ أَوْ مِنْ حَمْلِهِ عَلَى جَمِيعِ الْأَفْرَادِ
لَا نَزْدَ الْبَعْضُ سَقِينٌ وَالْكُلُّ مُحْتَمِلٌ أَنْتَهَى أَوْ كَمَا تَلَوَّجَ مِنْ إِذَا تَمَّ هَذَا فَقَوْلُ الْأَصْلِ إِلَى الْوَجْهِ

هُوَ الْعَهْدُ الْخَارِجُ لِأَنَّهُ حَقِيقَةُ التَّعْيِينِ وَكَمَالُ
الْتِمَيزِ ثُمَّ لَا اسْتِغْرَاقَ إِلَى آخِرِ مَا قَالِ مِنْ تَحْقِيقٍ وَتَدْقِيقٍ مَعَ الْجَرَحِ

عَلَى بَعْضِ كَلَامِ صَدْرِ الشَّرِيعَةِ غَرَضُ كَيْدِ غَارِجِي بِالِاتِّفَاقِ هَلْ يَوْتَا بِهٖ سَمْعُ مَعْرُوفٍ

بِاللَّامِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

حَدِيثِ مِنْ جَبْكَ كَوْنِي قَرِينَهُ عُمُومَ كَانُوهِ بِسَمْعٍ كَيْدِ مَعْنَى تَوْفِيقِ اللَّهِ كَيْدِ كَرَامَةِ طَهْرٍ اس

لَا خُصُوصَ السَّبَبِ لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِ لَا نَسْكُمُ عُمُومَ اللَّفْظِ وَإِنَّمَا يَكُونُ
لَوْ كَانَتْ اللَّامُ لِلْجَنَسِ أَوْ لِلِاسْتِعْرَاقِ وَهُوَ مُنْوَغٌ وَلَا دَلِيلٌ عَلَيْهِ بَلْ
هِيَ لِلْعَهْدِ فَإِنَّ الْأَصْلَ أَنَّهُ إِذَا أَمَكَنَّ جَعَلَ اللَّامُ لِلْعَهْدِ لَا لِجَعْلِ الْغَيْرِ
وَقَدْ أَمَكَنَّ هُنَا لِذِكْرِهِ فِي السُّوَالِ فَإِنَّ قَوْلَ السَّائِلِ نَتَوَضَّعُ
بِإِضَاعَةِ الْمَرْكَبِ مِنْ مَائِنَا قَطْعًا وَدَعْوَى كَوْنِهِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ اسْتِثْنَاءٌ جَوَابًا
عَامًّا يَشْتَمِلُ الْمَسْئُولَ عَنْهُ وَغَيْرَهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ دَلِيلٍ أَنْتَهَى كَلَامُ الْحَلِيِّ
اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ اس حدیث المارطہور سے پرانی کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے تو کہا جاوے گا کہ اس
حدیث کے پانی عام ہے وہ پانی جو کہ قلعین سے کہ جو مخصوص ہے جیسا کہ نقل کیا ہے شیخ سلام بن نفی نے
بعض شافعیہ سے چنانچہ کہا ہے علی بن نمر عوم حدیث الماء طہور کہ لا یجسہ شیخ مخصوص
بمفہوم حدیث الثقلین عند الشافعیۃ انتہی تو حدیث المارطہور کے یہ معنی ہوئے کہ ہر پانی
جو کہ قلعین سے کہ نہو پاک ہے اور اس میں بطلان عموم اقویٰ کا ساتھ حدیث ضعیف کی لازم نہیں آتا
جیسا کہ مولف نے کہا ہے اس لئے کہ یہ حدیث قلعین میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور یہ حدیث بھی صحیح اور
اقویٰ اور جدید قابل عمل کے قبیحہ جبکہ ثابت ہو گیا کہ حدیث المارطہور کی اور حدیث قلعین کی سزا
نہیں اور دونوں کا عمل ایک ہی ہے تو وہ حدیثین ہر مولف نے اپنی سند میں پیش کی ہیں یعنی حدیث
وَلَوْ نَجَّ كَلْبٌ اور حدیث إِذَا اسْتَقْبَلْتَ اور حدیث نَهَى عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ اور حدیث
اسکے اور کئی کئی روایتیں عبود لالت کرتی ہیں پانی کے خمر نے پر اور حدیثین ہر اور حدیث المارطہور
اور سیطرہ موافقت اور جمع کیا و گئی جیسے کہ حدیث قلعین کو اس حدیث سے موافق اور جمع کیا تھا
باطل اور لغو ہو گیا مولف کا بیان کرنا دو وجہ کو واسطے اسقاط حدیث المارطہور کی نقل کرنا اور
وجہوں کا اور رد کرنا اس کا موجب حرج اوقات ہر ہماری غرض بوجہ کامل حاصل ہو گئی یعنی ثبات
ہوا کہ حدیث قلعین ہی کی سزا ہے عمل کے اور اس میں کسی طرح کا نقصان نہیں اور مولف نے
جو پانچ وجہ سے اس کا متروک ہونا بیان کیا تھا وہ سب باطل ہو گیا جلاء الحق و ذہق الباطل
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهْوًا اب حضرت مولف کی عشر فی عشر کجہت گذاری کی مانتی ہے قال
جبکہ نہ ہوئی کوئی تقدیر کسی نام کی بیچ باب پانی کے فوق متناہی ان احادیث کو سوائے

تقدیر بحیثیتہ اور اتباع اونکو کے اور تہا اجماع منعقد اور باطل ہوئے اوس عمل کے کہ مخالف ہوا ائمہ
 اربعہ کی تو ہوی تقدیر بحیثیتہ اور اتباع اونکے کے صحیح اور مطابق ساتھ اون حدیثوں صحیحہ کے
 اور اجماع مذکور کے اور تقدیر فوقانی یہ ہو کہ کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے بیچ کتاب پنی کے کہ نام
 اوسکا صنف ہو حد ثنا ابو معاویہ عن عاصم عن عکرمہ ^{انہ} قال ^{مہ} رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یغدر فقاؤا یا رسول اللہ ان الکلاب تلغ فیہ والسباع فقال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للسبع ما اخذ فی بطنہ وللكلب ما اخذ
 فی بطنہ فاشربوا وتوضوا قال ابو حنیفہ لا بأس بہ اذا کان عشرين
 عشر ما لم یغتر طعمہ ودیحمہ ^{کلتمہ} وكونوا ^{کلام} کلتمہ ابی اور یہی ہو مذہب امام ابو حنیفہ اور ابویوسف
 اور امام محمد کا اور کہا یہ ہدایہ میں اسپر فتویٰ ہے اور موافق مذہب امام عظیم کے مذہب ہر امام
 احمد بن حنبل کی بیچ نجاست رقیقہ کے جیسا کہ کہا ہے بیچ ترجمہ شکوہ کے کہ شیخ کا ہے اور
 ارکان اربعہ میں کہ مولینا عبدالعلی کی ہے **اقول** اصل شبہ ہمارا حنفیوں پر یہ تھا کہ تہنہ
 جو حد پانی کثیر کی وہ درودہ اور شل اسکی ٹہرائی ہے اسکی کیا اصل ہے اور یہ اعتراض نہ
 تھا کہ قلین کو جنس کیوں کہتے ہو جسکے جواب میں مولف نے بزعم خود بھیہ زور شور و غوغائی
 عام کا سا کیا سو ظاہر ہے کہ مولف نے جواب اصل اعتراض ہمارے کا نہ کیا یعنی وہ درودہ کو دلیل
 شرعی سے ثابت نہ کیا یعنی اسکے بیان سے اس وہ درودہ کی ثابت نہ ہوئی اسلئے کہ اولاً تو امام
 ابو حنیفہ کا اور امام ابویوسف کا مذہب یہ ہرگز نہیں کہ جو پانی بقدر عشرين عشر ہو وہ کثیر ہے
 اور کسی حنفی نے علماء معتبرین سے یہ نہیں کہا کہ ابو حنیفہ اور ابویوسف وہ درودہ کے قائل
 تھے بلکہ مذہب مذکورائی مبتدعی ہے کی ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ اگر پانی استعمال کرنے
 والے کو اس بات کا یقین ہو کہ پلیدی اوس تمام پانی میں جسمین وضو کرنا ہے ملی ہوئی
 ہے تو وضو وغیرہ نہ کرے اور اگر ایسا ہو کہ ناپاکی ایک جانب میں پانی کے پڑی تھی اور وہ
 ناپاکی دوسری جانب میں نہیں ہو چکی تو اوس دوسری جانب میں وضو کرنا یا غسل کرنا
 اوسکو درست ہے اور وہ جانب پانی کی پاک ہے اور عشرين عشر کی بنا اسپر ہے کہ امام
 محمد بن الحسن سے کسی نے سوال کیا تھا کہ پانی کے حوض کبیر کی کیا حد ہے اونہوں نے

کہا سیری مسجد کی مقدار پس اونہوں نے مسجد کو ناپا تو اندرونی زمین اوسکی بہشت و بہشت
 نکلی اور بیرونی زمین اوسکی وہ درودہ معلوم ہوئی پس بعض نے وہ درودہ کو کالوخی بن لکھا
 سمجھ لیا اور بعض نے بہشت و بہشت کو اور متاخرین نے اسی پر جمود کر لیا ہے حالانکہ امام
 محمد نے آخر کو اوس پر قول سے رجوع کر لیا ہے اور قائل ہو گئے ہیں ساتھ قول ابو حنیفہ اور
 ابی یوسف کے یعنی اعتبار کیا ہے راہی مبتدا بہ کو غرضکہ یہ تقدیر وہ درودہ کی کسی امام کے
 نزدیک مہاربعہ کے یا ابو یوسف یا امام محمد کے حق و ثابت نہیں اور کوئی امام سکا قائل
 نہیں اور کچھ اس پر دلیل نہیں مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ سُلْطٰنٍ اَسْوَا سُلْطٰنٍ اِذَا رَفَعْتُمْ
 جَبِي مَرَوْی ہے کہ امام ابو حنیفہ کا اور ابو یوسف کا مذہب اعتبار راہی مبتدا بہ کی ہے نہ
 وہ درودہ اور اسکی طرف رجوع کیا ہے امام محمد نے جیسا کہ کہا شمس لائمہ سرخسی نے مبسوط
 میں کہ یہی ظاہر الذہب اور یہی اصح ہے چنانچہ بحر الرائق میں ذکر کیا ہے قَالَ ابُو حَنِيفَةَ
 فِي ظَاهِرِ الْوِدَايَةِ عَنْهُ يُعْتَمَدُ فِيهِ الْكَرْدَايُ الْمُبْتَلَى اِنْ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ اَنَّهُ يَحِثُّ تَقْصُلُ الْبِخَاسَةِ إِلَى
 الْجَانِبِ الْاُخْرَى لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ وَلَا جَارَ وَمَنْ تَقْصَلَ عَلَى اَنَّهُ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ شَمْسُ لَا ثَمَّةَ
 الشَّرْحِ حَسْبِي فِي الْمُبْسُوطِ وَقَالَ اِنَّهُ اَلَا صَحَّ اِنْ تَهَيَّ اَوْ كَبَّ
 امام ابو بکر رازی نے احکام القرآن فی سورۃ الفرقان میں اِنْ مَذْهَبٌ اَصْحَابُنَا اَنْ كُلُّ
 مَا تَقْتَضِيهِ جُزْءٌ مِنَ الْبِخَاسَةِ اَوْ غَلَبَ فِي الظَّنِّ ذَلِكَ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِهِ
 سَوَاءٌ كَانَ جَارِيًا اَوْ لَا اِنْ تَهَيَّ اَوْ كَبَّ امام ابو الحسن کرخی نے اپنی مختصر میں وَمَا كَانَ
 مِنَ الْمِيَاهِ فِي الْعِزْدَانِ اَتَى مُسْتَنْقِعٍ مِنَ الْاَرْضِ وَتَعْتَفِيهِ الْبِخَاسَةُ نَظَرُ الْمُسْتَعْمِلِ فِي ذَلِكَ
 فَإِنْ كَانَ فِي غَالِبِ رَأْيِهِ اَنَّ الْبِخَاسَةَ لَمْ يَحْتَطْ بِجَعْدِ لِكَثْرَةِ تَوْضُّعٍ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِي هُوَ ظَاهِرٌ
 عِنْدَهُ فِي غَالِبِ رَأْيِهِ فِي اَصَابَةِ الظَّاهِرِ مِنْهُ وَمَا كَانَ قَلِيلًا يَحِيطُ الْعِلْمُ اَنَّ الْبِخَاسَةَ
 قَدْ وَصَلَتْ إِلَى جَمِيعِهِ اَوْ كَانَ ذَلِكَ فِي غَالِبِ رَأْيِهِ لَمْ يَتَوَضَّءْ اِنْ تَهَيَّ
 اور کہا کہ ابیہ السلام ابو الفضل عبد الرحمن کرمانی نے شرح ایضاح میں وَاخْتَلَفَ الْوِدَايَاتُ
 فِي تَحْذِيرِ الْكَثِيرِ وَالظَّاهِرِ عَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ عَشْرًا فِي عَشْرِ وَالصَّحِيحُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ
 اَنَّهُ لَمْ يَوْتِ فِي ذَلِكَ بَشْيَ فَاَنَّهُ مَوْكُولٌ إِلَى غَلْبَةِ الظَّنِّ فِي خُلُوصِ الْبِخَاسَةِ اِنْ تَهَيَّ اَوْ

کہا ماکم شہید نے اپنی کافی میں اللہ تعالیٰ کا نام محمد علی بن ابی طالب کا نام محمد بن الحسن
یوسف علیہ السلام نے عشرہ ثمر رجیع الی قول ابی حنیفہ وقال لا أدت فیہ شیئاً انتہی اور
کہ امام سبکی نے شرح مختصر طحاوی میں فرمایا الحد الفاصل بین القلیل والكثیر عند اصحابنا
هو المخلص وهو ان یخلص بعض من جانبکم ثم یفسر المخلص فی لایة الاصول وسئل
محمد بن عبد الحکیم فقال مقدار مسجدی فذاعوه فجدوه ثانیة ویرید الحد محمد بن سلمة
وقال بعضهم مسحوا مسجد محمد وكان داخله ثمان وخارجہ عشر فی عشر ثم رجع محمد الی قول
ابی حنیفہ وقال لا أدت فیہ شیئاً انتہی اور معراج الدراہم میں کہا ہے الصحیح
عن ابی حنیفہ انہ لم یقل فی ذلک شیئاً وانما هو موکول الی غلبۃ الظن فی خلوص النجاسة من طرف الی
طرف وهذا اقرب الی التحقيق لان الاعتبار عدم وصول النجاسة وغلبة الظن فی ذلک مجری یقین
فی وجوب العمل کما اذا اخبر واحد بنجاسة الماء وجب العمل بقوله وذلك یختلف بحسب اجلاء
الروای ولکن انتہی

اور ایسا ہی کہا ہے شرح مجمع الجوامع اور مجتبیٰ میں اور کہا غایۃ البیان میں ظاہر الروایۃ
عن ابی حنیفہ اعتباده بغلبة الظن وهو لا یصح انتہی اور ینایع میں کہا ہے قال ابو حنیفہ
الغیر للمعظم هو الذي لا یخلص بعضہ الی بعضہ ولم یفسر فی ظاہر الروایۃ وفوض الی رای
المبتلی بہ وهو الصحیح وبما أخذ الکرخی انتہی خاتم المتأخرین ابن نجیم حنفی بعد نقل کرنی
روایات مذکورہ کے بحر الرائق میں فرماتے ہیں وهكذا فی اکثر کتب ائمتنا فثبت بهذه النقول
المعتبرة من مشائخنا المتقدمین مذهب امامنا الاعظم ابی حنیفہ والی یوسف و محمد رحمہم
نفعین المہیر البیر ولقائما اختاره كثير من مشائخنا المتأخرین بل عامتهم کانقلہ فی معراج الدراہم
من اعتبار العشر فقد علمت انہ لیس مذهب اصحابنا فان قلت ان فی الہدایۃ وکثیر من الکتاب ان
الفتویٰ علی اعتبار العشر فی العشر واختاره اصحاب المسنون فلیکف شاع لہم ترجیح غیر المذہب
قلنا لما کان مذهب ابی حنیفہ التفویض الی رای المبتلیٰ وکان رای یختلف بل من الناس
من لا رای لہ اعتبر المشایخ العشر فی العشر توسعة وتیسیرا علی الناس فان قلت هل یعمل
بما صح من المذہب او یفتویٰ المشایخ قلت یعمل بما صح من المذہب فقد قال الامام

أَبُو الْيَتِّ فِي النَّوَائِلِ سَمِعَ ابْنَ أَبِي بَرْزَةَ فِي مَسْئَلَةٍ وَرَدَّتْ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ كَرَّمَكَ اللَّهُ وَفَقْتُ عِنْدَكَ
كُتِبَ أَرْبَعَةُ كُتَابٍ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رُسْتَمٍ وَكُتِبَ الْقَاضِي عَنِ الْخَصَّافِ وَكِتَابُ الْمُجَرِّدِ وَكِتَابُ
النَّوَائِلِ مِنْ جِهَتِهِ هِشَامٍ هَلْ يَجُوزُ لَنَا أَنْ نُنْفِقَ مِنْهَا أَوْ لَا وَهَذِهِ الْكُتُبُ مَحْمُودَةٌ عِنْدَكَ فَقَالَ
مَا صَحَّ عَنْ أَصْحَابِنَا فَنَدَلَكَ عِلْمٌ مُجُوبٌ مَرْغُوبٌ فِيهِ مَرْغُوبٌ بِرَدِّهَا مَا الْفِتْيَا فَإِنِّي لَا أَرَى لِأَحَدٍ
أَنْ يُفْتِيَ بِشَيْءٍ لَا يَفْقَهُهُ وَلَا يَحْتَمِلُ أَنْفَالَ النَّاسِ فَإِنْ كَانَتْ مَسَائِلُ قَدْ اسْتَهْرَتْ وَلَمْ يَهْرُتْ
وَالْمُجَلَّتْ عَنْ أَصْحَابِنَا رَجُوتُ أَنْ يَسْتَعِزَّ الْأَعْمَادُ عَلَيْهَا فِي النَّوَائِلِ أَنْتَ عَلَى تَقْدِيرِ عِلْمٍ وَجَوْدِ
مُحَمَّدٍ رَحِمَ عَنْ هَذَا التَّقْدِيرِ فَمَا قَدْ رُبَّه لَا يَسْتَلْزِمُ بِهِ تَقْدِيرُهُ بِهِ لَا فِي نَظَرِهِ وَهَوَايَا لَزِمَ غَيْرُهُ بِالْخَلَاءِ
بِاخْتِلَافٍ مَا يَقَعُ فِي قَلْبِ كُلِّ وَاحِدٍ وَلَيْسَ هَذَا مِنْ قِبَلِ الْأُمُورِ الَّتِي لِحُبِّهَا عَلَى الْعَامِيِّ تَقْلِيدُ الْمُجْتَهِدِ
الْيَدِ اشْتَدَّ فِي فِتْمِ الْقَدِيرِ وَيُؤَيِّدُهُ مَا فِي شَرْحِ الزَّاهِدِيِّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْأَصَمِّ عِنْدَهُ مَا لَا يَحْلُصُ بَعْضُ الْمَاءِ
الَّتِي بَعْضُ نَهْنٍ الْبَتْلَى بِهِ وَاجْتِهَادُهُ وَلَا يَنَاطُ بِالْمُجْتَهِدِ فِيهِ أَنْتَ فَعِلْمٌ مِنْ هَذَا أَنَّ التَّقْدِيرَ بِغَيْرِهِ لَا يَجُوزُ
إِلَّا بِأَصْلِ شَرْعِي يُعَمَّدُ عَلَيْهِ كَمَا قَالَ الْحُجَّي السَّنَةِ فَإِنْ قُلْتَ قَالَ فِي شَرْحِ الْوَقَائِدِ أَنَا قَدْ رُبَّه بِنَاءً عَلَى قَوْلِهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفَرَ بَيْرًا فَلَهُ حَوْلُهَا أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا فَيَكُونُ لَهُ حَرِيمٌ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ عَشْرَةٌ فَفَرَمَ مِنْ
هَذَا أَنَّهُ إِذَا دَانَ أَحْرَانُ يُحْفَرُ فِي حَرِيمِهَا بَأْسًا تَمْنَعُ لَانَّهُ يَجْعَلُ الْمَاءُ إِلَيْهَا وَيَنْفَسِدُ الْمَاءُ إِلَيْهَا وَيُسْتَعْمَلُ
الْمَاءُ فِي الْبَيْرِ الْأَوَّلِي وَإِنْ دَانَ يُحْفَرُ بَيْرٌ بِالْوَعَةِ تَمْنَعُ أَيْضًا السَّرَايَةَ فَالْجَنَاسَةُ إِلَى الْبَيْرِ الْأَوَّلِي
وَتَجْسُ مَاءِهَا وَلَا يَمْنَعُ نِيْمَا وَرَاءَ الْحَرِيمِ وَهُوَ عَشْرٌ فِي عَشْرٍ فَعِلْمٌ أَنَّ الشَّرْعَ اعْتَبَرَ الْعَشْرَ فِي الْعَشْرِ
فِي عَدَمِ سَرَايَةِ الْجَنَاسَةِ حَتَّى لَوْ كَانَتْ الْجَنَاسَةُ تَسْرِفِي يُحْكَمُ بِالْمَنْعِ قُلْتُ هُوَ دُونَ ثَلَاثَةِ
أَوْجِهِ الْأَوَّلِي أَنْ يَكُونَ حَرِيمُ الْبَيْرِ عَشْرَةٌ أَذْوَاعٍ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ قَوْلُ الْبَعْضِ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ أَرْبَعُونَ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ كَمَا سَيَأْتِي أَنْشَاءُ اللَّهُ تَعَالَى الثَّانِي أَنَّ قِرَامَ الْأَرْضِ أَضْعَافُ قِرَامِ الْمَاءِ فَيُقَاسُ
عَلَيْهَا فِي مَقْدَارِ عَدَمِ السَّرَايَةِ غَيْرُ مُسْتَقِيمِ الثَّلَاثُ أَنَّ الْمُخْتَارَ الْمُعْتَمَدَ فِي الْبُعْدِ بَيْنَ الْبَائِرِ
وَالْبَيْرِ نَقْوَذُ الرَّائِحَةِ أَنْ تَقَرُّ لَوْنُهُ أَوْ لِيَحْمَدُ أَوْ لِيَحْمَدُ لَا يَجُوزُ وَلَا فَلَا كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ
وَفَتَاوَى قَاضِي خَمَانَ وَغَيْرِهَا وَصَرَّحَ فِي الثَّانِي أَنَّ رَخَانِيَّةَ اعْتِبَارَ الْعَشْرِ
فِي الْعَشْرِ عَلَى إِعْتَرِ بَارِدًا أَرَادَ فِيهِمْ وَالْجَوَابُ
يُنْتَهَى بِأَخْتِ

الادب و رخاوتها ان الشیخی اور کہا شاہ و
 الظاہرین ومنہا حد الماء الكثير المالح بالبحاری الاصح تفویضہ الی دای البتلی بہا التقدير
 سنی من العشر فی عشر ونحوہ انتہی اور صاحب تفسیر نیشاپوری نے لکھا ہے کہ تقدیر عشر فی عشر
 کی محض اصل ہی اسکی دلیل شرع سے ثابت نہیں ہوتی اور کہا مولینا بحر العلوم عبد علی
 حنفی نے ارکان اربعہ میں نہ اختلفت الروایات فی تحدید الغدیر العظیم فی ظاہر الروایۃ
 عن الامام ابی حنیفۃ عدم التقدير حصل التفویض الی دای البتلی بہ کما هو
 دایہ الشریف فی امثال هذا فان غلب علی الظن انه لا یقبل الجحاستۃ توصیۃ لا دای الروایات
 الاخر بغير التعریک وقد دہ المتأخرون المسأحتہ انتہی مختصراً اور کہا شیخ عبد الحق محمد
 دہلوی نے شرح شکوۃ میں و ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ غلبۃ الظن ان غلب الظن
 وصول الجحاستۃ الطرف الاخر لم یوصاً ولا توصاً واعتبر ابو سلیمان الجوزجانی اکثر
 بالمسأحتہ واختارہ المتأخرون تقوم اعتباراً ثمانیۃ فی ثمانیۃ وتقوم بمخمسۃ عشر فی خمسۃ عشر
 ولا کثر من یعشر فی عشر انتہی مختصراً اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ فارسی شکوۃ میں ہی وہ
 وردہ کو مذہب متاخرین ہی کا قرار دیا ہے اگرچہ امام کا مذہب تحریک کو ٹھہرایا ہے لاکن
 ہکمو اسکی تحقیق منظور نہیں کہ مذہب امام کا اعتبار تحریک ہی یا اعتبار رای مقلی بہ ہمارا
 مقصود تو اثبات اس امر کا ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب تحدید وہ وردہ کی نہیں ہو وہ اس
 کلام سے شیخ کی جو ترجمہ شکوۃ میں ہے ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں و نزد امام
 ابو حنیفہ و اصحاب و اگر اب انقدر بود کہ سبنا بنیدن اجزاء او از ہم جدا نکرد و کثیر است و
 الا قلیل و نزد متاخرین مشایخ بمسأحت قرار یافتہ و بعض غلبہ ظن معتبر دارند اگر ظن غالب
 وصول نجاست بجانب دیگر است و ضوئ کند و الا بکند انتہی مختصراً اور ایسا ہی برہن لدین
 صاحب ہدایہ نے کہا ہے یعنی وہ وردہ کو قول بعض مشایخ کا قرار دیا ہے نہ ابو حنیفہ کا
 اگرچہ فتویٰ دینا اسپر کہا ہے لاکن صاحب بحر نے اسکو ہی رد کر دیا ہے یعنی ثابت کیا
 ہے کہ ہکمو عمل کرنا اور فتویٰ دینا اسپر نجائے جیسا کہ عنقریب عبارت بحر الرائق میں گذرا
 علاوہ یہ کہ ہکمو اس سے بحث نہیں کہ فتویٰ حنفیوں کا کس پرے غرض یہی ہے کہ

وہ درود مذہب ابو حنیفہ کا بہن سو وہ ہمارے صاف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ کہا بدین
 وَالْعَدِيدُ الْعَظِيمُ الَّذِي لَا يَنْحَرِكُ حَدَّ طَرَفِيهِ تَحْرِيكَ طَرَفِهِ الْآخِرُ إِذَا وَقَعَتْ بِجَانِبِي خَلَّ
 بِجَانِبِيهِ جَاذَ الْوُضُوءِ مِنْ جَانِبِ الْآخِرِ لِأَنَّ الظَّاهِرَانَ الْجَنَاسَةَ لَا تَقِلُّ إِلَيْهِ إِذَا أَثَرُ التَّحْرِيكِ
 فِي السَّرَايَةِ فَوْقَ أَثَرِ الْجَنَاسَةِ ثُمَّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ كَانَ يُحَرِّمُ التَّحْرِيكَ بِالْأَغْتِسَالِ وَهُوَ
 قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَعَنْهُ التَّحْرِيكَ بِالْيَدِ وَعَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ بِالتَّوَضُّعِ وَوَجْهٌ لَأَوَّلِ
 أَنَّ الْحَاجَتَ فِي الْحِيَاضِ أَشَدَّ مِنْهَا إِلَى التَّوَضُّعِ وَبَعْضُهُمْ قَدَرُوا
 بِالْمَسَاحَةِ عَشْرًا فِي عَشْرِ بِدَاجِ الْكَرْبَايِسِ تَوْسِعَةً لِأَمْرِ
 عَلَى النَّاسِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى أَنْتَهَى اور سب سے سخت حجت اور دلیل اور پر نہونے وہ درود کے مذہب
 ابو حنیفہ کا اقرار جناب ستر رحم تنویر مولف ظاہر ہی کا یعنی نواب محمد قطب الدین خان صاحب
 ہے اور یہی کافی ہے واسطے الزام کے تو سنو کہ آپ مظاہر حق ترجمہ شکوۃ میں صاف
 اقرار کیا ہے کہ مذہب امام عظیم کا تحدید پانی کثیر میں تحریک ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق کے
 ترجمہ میں اور ہدایہ میں گذرا اور وہ درود کی تقدیر بعضی متاخرین کے نزدیک ہے چنانچہ تحت
 حدیث قلتین کے فرماتے ہیں پس آگے اختلاف کیا ہے ائمہ اربعہ نے بیچ مقدار
 قلیل و کثیر کے امام مالک تو کہتے ہیں کہ جس پانی کا رنگ مزہ ہو متغیر ہو نجاست کے پڑنے
 سے وہ کثیر ہے اور جو متغیر ہو جاوے وہ قلیل ہے اور امام شافعی اور احمد رحم کہتے ہیں کہ جو
 مقدار قلتین کے ہو کثیر ہے اور اگر کم ہو قلیل ہے اور امام عظیم رحم اور ان کے مذہب آلے
 کہتے ہیں کہ اگر پانی اس قدر ہو کہ ایک طرف کے بلانے سے دوسری طرف نہ لے وہ کثیر ہے و
 الا قلیل اور بعضی متاخرین نے وہ درود کو کثیر کہا ہے انتہی کلام النواب مولانا قطب الدین
 نقلاً عن مظاہر حق اب اسمین غفور کرو کہ مولوی قطب الدین صاحب نے کیا صریح کہہ دیا کہ
 وہ درود مذہب ابو حنیفہ کا نہیں بلکہ بعضی متاخرین کا ہے اور پھر تنویر الحق میں بقصد
 محمود شاہ کے کہہ دیا کہ وہ درود ہی مذہب ابو حنیفہ رحم اور ان کے اتباع کا والد اعلم اس
 اختلاف اور تقارض کا سبب معلوم نہیں ہوتا آیا پہلی تحریر مظاہر حق سے او کو سہو واقع
 ہوئی یا جان بوجہ کہ ایسے تعصب میں گرفتار ہوئی یا مظاہر حق میں تقلید شیخ عبدالحق رحم

کی تھی اور تنویر الحق میں محمد شاہ کی تقلید اختیار کی ہے پس جبکہ اس نے ائمہ حنفیہ کی تصریحات سے بلکہ خود مولف ظاہری معنی مولوی قطب الدین خاں صاحب کی مظاہر حق کی عبارت سے ثابت ہو کر وہ درود کسی کے نزدیک متقدمین سے معتبر نہیں اور ظاہر ہے کہ جو لوگ متاخرین اسکے قائلین میں ان کے پاس بھی کوئی دلیل شرعی اسپر نہیں ہے اور یہ وہ درود کسی اصل شرعی کی طرف رجوع نہیں کرتا جیسا کہ کلام سے خاتم المتاخرین ابن بنخیم حنفی کے جو بحر الرق سے منقول ہو گا ذکر کیا ہے تو قول مولانا شہید فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ عالم ربانی حافظ قرانی محی سنت عالم منیل مولانا و مقتدینا مولوی اسمعیل رضی اللہ عنہ کا کہ یہ تحدید عشر فی عشر یعنی وہ درود کی بدعت حقیقہ ہے ثابت اور مصدق ہو گیا اور وہ قول مولوی اسمعیل صاحب کا یہ ہے جو ایضاح الحق میں فرماتے ہیں مسئلہ خامسہ استحسانات اکثر متاخرین از فقہاء دہلویہ کہ محض بنا بر حصول بعضی منافع دینیہ و مصالح شرعیہ بدون تسک بدیلے از دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع مینمایند یا تحدید اصلی از اصول دینیہ سجد و دو خاتہ اعداات میسکتند مثل تحدید کلمہ بتلیل یا وضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید ما اکثر بعشر فی عشر محمد از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی مختصر غائیۃ الاختصار در تمامہ فی جواب الباب الثانی فی حجتہ التوہد آیات الدلالت علی عدم الا للزام بحدیب معین اور جو کہ مولف نے مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم وہ درود کے قائل تھے اس سے خود مولف کا اقرار ثابت ہوتا ہے کہ کسی عالم حنفی الذہب نے اپنی کتاب میں یہ مذہب امام اعظم کا نقل نہیں کیا اس لیے کہ اگر کسی کتاب حنفی میں یہ مذہب امام کا منقول ہوتا تو جناب دلف اپنی کتابوں معتبرہ کو جیسے منیہ قنیہ شرح وقایہ ہدایہ کنز در غمار سحر الراقی و فتاوی قاضیخان فتاوی عالمگیری جسکو کالوچی من السماء جانتے ہیں چھوڑ کر اپنے مذہب کو ابی بکر کی کتاب سے جو حنفی مذہب ہے بالتفصیل واقف نہیں بلکہ وہ ایک محدث نہ حنفی نہ شافعی کیون نقل کرتے اس بات میں غور کرنا چاہیے اور اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ امام اعظم وہ درود کے قائل نہیں اور منشار لکھنے ابو بکر بن شیبہ کا یہ ہے کہ اوسکو انہما ہے رواہ یحییٰ بن یحییٰ ابو حنیفہ پر اسی لیے ان کو بعض اتباع کو عشر فی عشر کے قائل دیکھ کر

یہ سمجھا کہ ابو حنیفہ بھی اسکے قائل ہونگے اسپر پہلی حدیث عکرمہ کی متضمن پاک ہونے مطلوبہ
 حوضوں کے ختمین کتے اور در مذکور پانی پی جاوین مخالف حنفی مذہب کے نقل کے بعد اسکے
 بطور طعن کے حنفیوں کے مشہور مذہب کو امام اعظم کا مذہب سمجھ کر نقل کر دیا اور در اصل یہ
 طعن ابو بکر کا ابو حنیفہ پر درست نہیں کیونکہ وہی عشر فی عشر کے قائل نہیں جیسا کہ سب کا
 حنفیہ نقل کرتے چلے آتے ہیں چنانچہ سابق میں عبارتیں سبکی گذرین اور جو کہ مولف نے
 اخیر میں کہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام حنیفہ اور ابو یوسف کا اور امام محمد کا اور کہا ہے ہایہ
 میں اسپر فتویٰ ہے انتہی اسپر بڑی فریب بازی کی ہے اور درونکلوئی اختیار کی اسلئے
 کہ ہاید میں تو اسبقدر ہے کہ اسپر فتویٰ ہے اور اسپر نہیں کہا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ
 اور ابو یوسف اور امام محمد کا ہے بلکہ اس عشر فی عشر کو بعض مشائخ کا مذہب ٹھہرایا ہے جیسا
 کہ عنقریب عبارت ہاید کی نقل کی گئی ہے تو مولف محمد شاہ کی درونکلوئی اور چالاک کی کو دیکھو
 کہ دونوں ام یعنی عشر فی عشر مذہب ہونا امام اعظم اور صاحبین کا اور فتویٰ ہونا اسپر ہاید
 کی طرف نسبت کرتا ہے نفوذ باللہ من ہذہ النیانتہ اور جو کہ مولف نے بعد اسکے کہا ہے کہ مولف
 مذہب امام اعظم کے مذہب ہے امام احمد بن حنبل کا بیچ سبب رقیقہ کے اور اسکو نسبت کیا ہے
 طرف ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبدالحق کے اور ارکان اربعہ مولوی عبدالمعلی کے تو ظاہر ہے کہ غرض
 مولف کی یہی ہوگی کہ امام احمد بن حنبل ہی قائل میں وہ درودہ کیسے سبب سبب رقیقہ کے اور
 یہ بعض غلط اور کذب صریح اور بہتان جو مولینا عبدالمعلی پر اور شیخ عبدالحق پر کیونکہ مولوی
 عبدالمعلی نے اور شیخ نے ہرگز نہیں کہا کہ امام اعظم اور احمد بن حنبل سبب رقیقہ میں درودہ
 کا مذہب رکھتے ہیں بلکہ مولوی عبدالمعلی کی کلام سے جو ارکان اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور
 شیخ کی کلام سے جو ترجمہ مشکوٰۃ سے اور شرح اوسکی سے نقل کیا گیا ہے صاف معلوم ہوتا ہے
 کہ وہ درودہ مذہب اعظم کا نہیں چہ جائی کہ امام احمد بن حنبل اس مذہب میں موافق
 ہوں تو دیکھو کہ جناب مولف نے کس قدر جھوٹ لکھنا اختیار کیا ہے اور چال لے جو بڑے
 بی ہین اس مقام میں مولف کی دیانت سے مطلع ہونا چاہیے پس ثابت ہوا کہ یہ درودہ
 ان حدیثی روایات کے خلاف ہے تو بزرگ مولف جو قائل میں اس بات کے کہ جو کچھ مخالف

ائمہ اربعہ کے وہ باطل ہے بالاجماع یہ تجدید عشر فی عشر کی باطل ہوئی اور قول مولوی سیمل
 شبید کا کہ تجدید درودہ کی بدعت حقیقی ہے خوش ثابت ہوا اور اگر بطور محال فرض ہی
 کیا جاوے کہ امام ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین قایل ہیں عشر فی عشر کے تو ان کا قائل ہونا
 مقابل خصم کے کیا حجت ہے جس حالت میں کہ شافعی کی حدیث مرفوعہ پر مولف نے اتنی لمبی
 دہی کی اور اس کے مذہب کو بزعیم خود ضعیف کر دیا کیا امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا قول
 اگرچہ بی دلیل ہو مثل قرآن کی ہے اور وہ کیا نبی ہیں کہ جناب مولف نے قول ان کو کلمے
 دلیل نقل کر دیا قول صاحب ہدایہ کا کہ اسپر فتویٰ ہے مثل حدیث اور قرآن کی نقل کر کے
 خوش ہو گئے مردانگی تو یہ تہی کہ حسب طرح حدیث کو رسول اللہ کی حسب شافعی کا عمل ہے رد
 کر دیا تھا اس طرح وہ درودہ کو کسی حدیث سے یا قرآن سے یا اجماع شرعی سے یا قیاس سے
 ثابت کرتے مجرد مذہب کا معرض استدلال و عقل ترجیح بالذلیل میں پیش کرنا شان اور
 شعار اہل علموں کی نہیں کچھ تو شرم اور لحاظ چاہیے خیریت التامنی لایذکر آئندہ پہر جناب
 مولف کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ درودہ کو کسی دلیل شرعی سے دو برس میں یا چار برس
 میں یا دس برس میں ثابت کر کے ہم مشتاقوں کو مسرور و ممتاز فرماوین الحمد
 لِلّٰہِ اَوْ لَا وَاٰخِرًا وَاٰخِرًا وَاٰخِرًا عَلٰی مَا اَرَادَ الْحَقُّ فِی تَحْقِیْقِ حَدِیْثِ
 الْقَلْبِیْنِ الصَّحِیْحِ النَّائِبِ الْمُرَوِّیِّ عَنْ دَسُوْلِ اللّٰہِ سَيِّدِ الثَّقَلِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
 وَاٰلِہٖ وَسَلَامُ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ بِہِیْ جَوَابِ دِیْنِ آئِنْدَہِ کَلَامِ مَوْلَفِ کَا حَرْفَا حَرْفَا نَقْلِ کر کے موجب
 تصدیق اوقات ہو اور راقم کو اشتغال علمی سے کہان فرصت ہو کہ سب اسکی توجیہات کیلئے
 وضعیفہ اور دنایل نامرضیہ کو نقل کرے اسلئے مائل کلام کو اس کے معہ تمام تمسکات اور
 کے اپنی عبارت و خیر و خفیر میں بیان کر کے ہر ایک بالکامجاوبے جواب یون کے قال
 مساند و سراج بیان وقت مستحب فجر کے اقوال ہمارے نزدیک رسول اللہ معلوم ہو یون تھا
 ہے کہ آنحضرت اکثر نماز فجر کی غلص میں پڑھتے اور مجھے تو یسویٰ ہی ہے بہت صحابہ سے
 جو رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں اوشین سے ہیں ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر
 اور ابو بردہ اور شہل بن سعد اور علی اور عایشہ اور ام سلمہ اور قتیبہ بنت مخزومہ کہا قال فی المعنی

والجاء مع الخبر في أو بر بہت طرق اور اسانید سی یہ بغلیس ثابت ہے اور بہت حدیثیں اس
مضمون کی وارد ہیں از انجلیہ یہ کہ روایت بخاری سے کہ روایت بخاری سے کہ روایت بخاری سے کہ
مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الفجر متلفعات بمردوہن من یحیی
الشیخین یقضین الصلوة الفجر متلفعات بمردوہن من یحیی
ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ساتھ اسانید صحیحہ کے اتفاق معاً
کے اگرچہ لفظوں میں بعضی روایتیں مختلف ہیں مثلاً بعضی روایتوں میں بغلیس ہے اور بعض
میں یحییٰ اور بعض میں یحییٰ النساء و علیٰ ہذا القیاس غرض کہ اس حدیث میں کی طرح
باصف نہیں اور حال معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ آنحضرت کے ساتھ جو عورتیں اپنی
جاماد و غنیم لپٹی ہوئیں فجر کی نماز میں حاضر ہوئیں تو وہ ایسی غس میں نماز پڑھ کر
اپنے گہروں کو چھتیں کہ اس وقت اتنی تمیز کیسکو نہوتی کہ یہ عورتیں میں یا مرد اور یہی
سنی حق میں عدم امتیاز میں جیسا کہ کہا عینی حنفی نے شرح بخاری میں دیکھا معنی ما
یعرف احد ما یعرف اعیانہن و ہذا بعینہ و لا وجہ ان یقل ما یعرفہن احد ما یعرفہن
انہما جال انتہی اور کہا امام نووی نے شرح مسلم میں معاً ما یعرفہن اسیما انہما جال و جال و جال
ما یعرف اعیانہن و ہذا ضعیف انتہی و ہذا فی المحل و فتح الباری
مع مالہ و مع علیہ اور سابق حدیث سی ظاہر ایسی معلوم ہوتا ہے کہ
حضور عورتوں کا نماز فجر میں اور فراغ ہونا اور نماز سے اور پہرنا اور انکا حالت غس میں
امری نامی تھا اور رسول اللہ علیہ السلام ہمیشہ نماز فجر کی غس ہی میں پڑنے تکمیل علیہ قولہا
کن یشہدن ثم یقلبن او یرجعن لا یمتا انہن المصلدۃ بان الحقیۃ من الثقلین
التي وددت فی دایت من علما الشیخین اعنی مالکاً و الترمذی و ابداؤد و النسائی و ابن
ماجہ با انک ایک روایت صحیحہ میں صاف آگیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام
عمر میں ایک ہی مرتبہ فجر کے نماز اسفار کر کے ادا کی ہے اور باقی تمام عمر غس میں پڑتے
رہے جیسا کہ روایت کیا ابو داؤد نے اپنی سنن میں ابو سعید سے انہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی الصبح مرۃ بغلیس ثم صلی مرۃ اخری فاسفر ہا فکانت صلوۃ بعد ذلك بغلیس حتی

مَا تَلَمْ يَعُدَّ إِلَى أَنْ يَسْتَسْفِرَ پس سیوا سے کہ سیاق سے حدیث عایشہ کی یہی طبیعت معلوم ہوتی ہے اور حدیث ابو مسعود کی سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نے تمام عمر سوا ہی ایک مرتبہ کے غلے ہی میں پڑ ہی ہے کہ افتح الباری میں وحديث عائشة تقدم في ابواب سفر العودة ولفظه اصرخ في مراده في هذا الباب من جهة التغليس بالصبح وان سياتر يقضي المواقبة على ذلك واصرح ما اخرج ابوداود من حديث ابی مسعود انه صلى الله عليه وسلم اسفر بالصبح مرة ثم كانت صلوته بعد بالغسل حتى مات لم يعد ان يسفر

اگر اعتراض کرو کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ ایک اسی اسکا یعنی اسامہ بن زید ضعیف ہے کہا نسائی اور واقطنی کہ قوی نہیں اور کہا احمد نے کہ کچھ چیز نہیں اور کہا ابو حازم نے کہ اس سے حجاج نہیں چاہیے تو جواب اسکے دو ہیں اول یہ ہے کہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے ابن خزیمہ نے اور سکوت کیا ہے اسپر جرح کر نیسے ابوداؤد نے جبکہ نقل کیا اور سنن احمد نے کو اپنے سنن میں اور کہا بیہقی نے کہ اس حدیث کے سبب وہی ثقات بنی اور کہا خطابی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اسناد اور راوی اسکا اسامہ بن زید ایسے ثقاہت سے متصف ہو کہ بخاری کے راویوں میں سے ہی اور تحقیق کہا ائمہ محدثین نے کہ جس وہی سے بخاری اور مسلم روایت کریں یا بخاری اکیلا ہی روایت کرے تو اس راوی کے حق میں کسی طعن اور رجح کر نیوالے کا قول مقبول نہیں اگرچہ وہ طاعنین کہتے ہی ہوں جیسا کہ کہا محلی حنفی میں وقد اخرج ابوداؤد وصححه ابن خزيمة من طريق أسامة بن زيد الليثي عن ابن شهاب عن عروة

لكن ابن أبي مسعود عن أبيه انه صلى الله عليه وسلم صلى الصبح بغلص ثم صلى مرة أخرى فأسفر بها ثم كانت صلوته بعد ذلك التغليس حتى مات لم يعد ان يسفر وقد سبق تخريجه فان قيل فيه أسامة بن زيد الليثي وقد قال فيه النسائي والدارقطني ليس بالقوي وقال احمد ليس بشئ وقال ابو حازم لا يحتم به قلنا الحديث مما صححه خزيمة وسكت هو عليه لا ينزل عن درجة الحسن قال البيهقي رواه كلهم شقات وجرحه لا سفار مختلف في اسناده ومنه وقال الخطابي هو حديث صحيح اسنادا واسامة من رجال البصري وقد قالوا من دوى عنه الشيخان او احدهما عنه لا ينظر للطاعنين فيه وانكروا انتي پس جبکہ امام بخاری رؤس لنا قدين اسامہ

بن زید سیروایت کی تو پھر حج کسی کا کیا ضرر کرتا ہے دوسرا یہ کہ فرض کیا کہ بخاری کے روایات
 پر حج مقبول ہے لاکن پہر ہی وہ حج مقبول ہوتا ہے جو کہ با بیان سبب ہو جیسا کہ شرح منجیب
 اور حاشیہ علوی میں کہا ہے لاکن ان کا نہ غیر مفسر ای لم یبن سیدہ مثل قولہم فلان لیس فیہ
 ونحو ذلک مقتضی علی ذلک لم یقدح فیمن ثبت عدلہ لان الناس یختلفون فیما یجرح ومکملہ
 فیطلق احداہم الجرح بناء علی ما اعتقدہ جرحا و لیس جرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سبب
 انتہی اور کہنا سبب الثبوت من اکثر الفقہاء والمحدثین لا یقبل الا کمینا ولو حکما کما عن علماء
 ہذا الشان بخلاف التعديل انتہی اور کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم من لا یقال
 الجرح مقدّم علی التعديل لان ذلک فیما اذا کان الجرح ثابتاً مفسراً بسبب ولا یقبل الجرح انتہی
 اور ظاہر ہے کہ جاوید سامی کے فی بیان سبب نہیں کیا یہی کہا لیس بالقول لیس فیہ ولا یجرح لبقول
 اور یہ معتبر نہیں کما قالہ پس ان حدیثوں کو ثابت ہو گیا کہ حضرت کا فعل ہی تھا کہ پیشہ غس میں
 پڑتے اسفار میں فقط ایک ہی دفعہ پڑ ہی ہو کر بعد اسکے تمام عمر کہیں سفار میں نہیں پڑ ہی اور یہی
 یہی مذہب بہت سی صحابہ کا اور تابعین کا جیسے ج میں ابو بکر اور عمر اور ابن الزبیر اور ابو موسیٰ
 اشعری اور عمر بن عبد العزیز اور یہی مذہب امام مالک کا اور امام شافعی کا اور امام احمد کا اور عقی اور
 جمہور ائمہ کا جیسا کہ کہا ترمذی نے حدیث عائشہ حدیث حسنہ صحیحہ وهو الذی احسنہ غیر
 واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم ابو بکر و عمر و حسن و عقیبہ من التابعین
 اور یہ قول الشافعی واحد و اسحاق بن العباس بن النعیم بصری انتہی اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم
 وهو مذہب مالک و الشافعی و الجہود انتہی اور کہا عقی میں عن ابی موسیٰ و ابن الزبیر و عمر بن عبد
 انہم كانوا یغتسلون انتہی اور جناب مولف کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث غس میں نماز پڑھنے کی مسجعہ
 اس حدیث ابن مسعود کی سے کہ ما رایت رسول اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ الا یغتاتھا الا یصلی صلوۃ
 صلوۃ المغرب والعشاء یجمعہ صلی الفجر یؤمئذ قبل میقاتھا معہ اور روایات
 ابن مسعود کو جو زید بن عبد الرحمن سے ہمشون میں مولف نے نقل کیں ہیں اور حدیث اسفردا
 بالفجر فانه اعظم للاجسیر و رمانی سنہ اور روایات ابراہیم نخعی سے کہ ہا ما یجمع اصحاب
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی شئ ما اجتمعوا علی التؤبیر پس جواب یہ ہے کہ دعویٰ نسخ کا میرا

ہے اسلئے کہ ناسخ کا تاخیر ہونا یقیناً ضرور چاہئے جیسا کہ کہا مسلم الثبوت و منجۃ الفکر وغیرہ میں
 حالانکہ یہاں معاملہ برعکس ہے یعنی جبکہ منسوخ کہتے ہو یعنی غسل و سکا موخر ہونا اور اس میں مد
 رسول اللہ کی سند صحیح سے ثابت ہے جیسا کہ ابھی سنن ابی داؤد سے منقول ہو چکا اور جین شیو کو
 مؤلف نے سند پکڑا ہے اور ہرگز نسخ ثابت نہیں ہوتا حدیث ابن مسعود سے
 اس لئے ثابت نہیں ہوتا کہ جبکہ ثابت ہوئی موجب رسول اللہ صلعم کے نفیس ہے جیسا
 کہ ثابت کیا گیا تو واجب ہو، اصل کرنا ابن مسعود کا جمعاً بین الدلیلین ہے کہ اوس دن نماز میں
 داخل ہو کر ہونے کے بعد طلوع فجر کے باوجود یکے غسل دو رہیں ہوئی ہو اسلئے کہ
 غسل کے معنی تاریکی آخر شب کے طے ہوئی روشنی صبح سے ہیں جیسا کہ کہا محلی من والغسل
 بقایا ظلمۃ اللیل یحالیھا لہا بایان الفجر نقلہ عیاض عن لؤی الجری والخطابی انتہی دھکنا فی قنۃ القاد
 شیح مصیح البغدادی للعینی الحنفی اور ظاہر ہے کہ وہ کچھ آنے اور قبل سے نہیں بلکہ
 ہاتھوں پر کامل وہ تاریکی باقی رہتی ہے اور اوسکی برایت ہی ہے اور نہایت ہی ہے اور اس میں
 تعدیم من ہی ممکن ہے تاخیر ہی ممکن ہے ایسا کہ کہا فہم الباکرین و اما حدیث ابن مسعود الذی اخرجہ
 المصنف وغیرہ ان قال ما دایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلوۃ فی غیر وقتہا غیر ذلک
 الیوم یعنی الفجر یوم المزدلفۃ فمحمول علی انہ دخل فیہا مع طلوع الفجر من غیر تلخیصہ وان فی حدیث
 زید بن ثابت و سہل بن سعد ما شیعر بتاخیر یسیر لا انہ صلاھا قبل ان یطلع الفجر انتہی
 اور کہا محلی حنفی من واجاب عنہ الحافظ و غیرہ بانہ محمول علی انہ دخل فیہا مع کل
 طلوع الفجر و کان الخاد التلخیص منہ یحیث لا یعنوت التعلییس واللہ اعلم انتہی
 اور روایت سے اس تاویل کو حدیث صحیح بخاری کی عبدالرحمن بن یزید سے قال شیح مع عبد اللہ
 مکرم قدس سرہ جعنا فی الصلوۃ کل صلوۃ وعدھا باذنہا فاکتموا فیہا من الفجر حتی یطلع الفجر قال یقول
 طلوع الفجر قال یقول الفجر الخیر من ابن مسعود نے مقام مزدلفہ میں ایک دفعہ نماز پڑھی تھی اور
 کہا تھا کہ ایسا ہی ایک دفعہ مقام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی اور سوائے کہہوائے وقت
 ستاد و مبارزت نہیں کی وہ غسل ابتدائی تھی اور جبکہ رسول اللہ کو موجب تھی وہ غسل
 غسل ابتداء سے تھی پس کہاں رہا تعارض قول ابن مسعود میں اور احادیث غسل میں اور

کیونکہ پہلے نسخ ہوگا قول ابن مسعود کا حدیث تغلیس کو ایسا ہی حدیث سفروا بالغو ما
 فی معناه سی ہی نسخ حدیث تغلیس کا ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ جبکہ ثابت ہوئی حدیث تغلیس
 کی روایت شیخین وغیرہ سے اور معارض ہوئی اس کی حدیث اسفار کے جو شیخین نے نقل کی ہیں
 کی اور قاعدہ وقت تقاض کے درمیان دو حدیثوں کے نزدیک اصل حدیث کے یہ ہے کہ اولاً
 تو انکو آپس میں جمع اور موافق کریں اور اگر موافق نہ ہو سکیں تو دیکھیں کہ دونوں میں سے
 کون ازراہ تاریخ موخر ہے پس موخر کو نسخ سمجھ کر اختیار کریں اور اگر تاریخ بھی معلوم نہ ہو
 تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیں اگر ترجیح ہی ممکن نہ ہو تو دونوں کے عمل سے متوقف رہیں
 اور رجوع کریں طرف ماہون کے جیسا کہ کہا شرح نخعین **وَانْ عُوْدُضْ فَلَا يَخْلُوْ اِمَّا اَنْ يَّمْنُ**
الْجَمْعُ يَنْ مَدَّ كَوْنُهُمَا بَعْدَ تَعْسُفٍ اَوْ لَا اَنْ اَمَنَّ الْجَمْعُ فَهُوَ النُّوعُ الْمُسَمَّى بِمُخْتَلَفِ الْحَدِيثِ **وَاَنْ لَمْ يُمْكِنْ**
الْجَمْعُ فَلَا يَخْلُوْ اِمَّا اَنْ يُعْرَفَ التَّادِيْعُ اَوْ لَا اَنْ عُرِفَ وَنَبَتْ الْمَتَاخَرُ بَرَادٍ بِاصْرَحِّ مِنْهُ فَهُوَ النَّاسِخُ وَلَا يَخْلُوْ
لِلْمَنْسُوْخِ وَاَنْ لَمْ يُعْرَفِ التَّادِيْعُ فَلَا يَخْلُوْ اِمَّا اَيْلَمَنَّ تَرْجِيْحُ اَحَدِهِمَا بَوَحْيٍ مِنْ دُجُوْهِ التَّرْجِيْحِ اَوْ لَا اَنْ
اَمَنَّ التَّرْجِيْحُ تَعْيِيْنُ الْمَصِيْرِ اِلَيْهِ فَلَا فَعَادَ مَا ظَاهَرَهُ التَّعَادُضُ وَاقْتَعَا عَلَى هَذَا التَّرْجِيْحِ الْجَمْعُ
اِنْ اَمْكَنْ فَاَعْتِبَادُ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ فَالْتَّرْجِيْحُ
اِنْ تَعَا

ثم التوقف على العمل باحد الحديثين انتهى پس بنا براس قاعدہ کے اگر دونوں حدیثوں میں
 موافقت اور جمع کرو تو ممکن ہے کئی وجہ سے وجہ اول یہ کہ مراد اسفار سے ظہور صبح کا ہے اس
 انداز پر کہ کسی کو شک نہ ہے باوجودیکہ تاریکی بھی باقی رہے جیسا کہ کہا فتح الباری میں
وَاَمَّا مَا دَوَاهُ اصْحَابُ السَّنَنِ وَصَحَّحُوْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ حَدِيْثِ دَاغِ بْنِ خَالِدٍ عَجَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْفَرُ وَاَبْلَغُ فَاَنْ اَعْظَمَ لِلْاَجْرِ فَقَدْ جَمَعَ الشَّافِعِيُّ وَغَيْرُهُ عَلَى اَنَّ الْمَرَادَ بِذَلِكَ
يَقِيْنُ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اَنْتَهَى اور کہا ترمذی نے اپنی جامع میں بطور حکایت کے
 شافعی واحد واسحاق سی اذ معنی الاسفاد ان يعلى الفجر فلا يشك فيه ولم يرد ان معناه
 تاخير الصلوة انتهى پھر اس تاویل پر عینی اور شیخ ابن الہمام خفیون نے اعتراض
 کیا ہے کہ رفع شک ورتیقین صبح کا تو مدار ہے صحت نماز کا پھر کیا معنی اسے سفار کے

اعظم للاجر ہو نیکی لاکن بعض منصف سفیون ہی نے جواب ہی دیا ہے کہ مارِ صحت کا تو مطلقاً
 یقین ہے خواہ چند آدمی کو ہو اور مارِ بڑائیِ اجر کا اس حدیث میں نزدیک ائمہ کے یہ ہے کہ
 ایسا ظہورِ صبح کا ہو کہ ہر ایک شخص بے غور و تامل کے پہچان لے چنانچہ ابو داؤد کے انعقاد
 باب صحاف واضح ہو اباب وقت الصبح حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اسْمَعِيلَ نَاسِفِيْنُ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ
 عَنْ عاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَبِيرٍ عَنْ دَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحُوا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَكْثَرُ الْأَجْرِ أَوْ أَكْثَرُ مَا دَوَاهُ
 دَاوُدُ قَوْلُهُ أَصْبَحُوا بِالصُّبْحِ قَالَ فِي النِّهَايَةِ أَيْ صَلَّوْهَا عِنْدَ طُلُوعِ الصُّبْحِ يُقَالُ أَصْبَحَ
 الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ فِي الصُّبْحِ قُلْتُ بِهَذَا يَعْرِفُ أَنَّ دَوَاتَهُ مِنْ دَوَاهِ الْحَدِيثِ بِلَفْظِ اسْفَرَّ
 بِالْفَجْرِ مُرَدِّتُهُ بِالْمَعْنَى وَأَنَّهُ دَلِيلُ أَفْضَلِيَّةِ التَّخْلِيسِ بِهَا عَلَى التَّأْخِيرِ إِلَى الْإِسْفَارِ
 كما في المَرْقَاتِ پس بنا براس وایت کے اجرِ عظیم تغلیس میں ہی ثابت ہوا اور نماز غلّس ہی پر
 پڑھنی مرج ہوئی اور کہا بیعتی نے کہ حمل اسفار کا اس حدیث میں یعنی جو کہ مارِ بڑائیِ اجر کا
 یہی ہے کہ یقیناً معلوم ہو جاویں کہ نفسِ صحت تو قبل تبیین یقینی کیوا سطے اُس شخص کے جو اپنی
 جانچ اور مہارت سے وقتِ پہچان لے ہی ہو سکتی ہے جیسا کہ کہا معلیٰ میں دَحَابُ الْأَدْوَاءِ
 عَنْ حَدِيثِ الْإِسْفَارِ بِأَجْوَدَ أَحَدُهَا مَا حَاكَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ الشَّافِعِيِّ وَاحْتَمَلَ أَنْ مَعْنَى الْإِسْفَارِ
 أَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ فَلَا يَشْكُ فِيهِ وَلَمْ يَرِدْ أَنَّ مَعْنَاهُ تَأْخِيرُ الصَّلَاةِ وَدَوَاتُهَا بِأَبَاهُ تَعْلِيلُهُ بِأَعْظَمِيَّةِ الْأَجْرِ
 فَإِنَّ الصَّلَاةَ قَبْلَ تَيَقُّنِ الْوَقْتِ فَاسِدَةٌ لَا أَجْرَ لَهَا أَصْلًا قُلْتُ لَعَلَّ مُرَدَّ الْأُئِمَّةِ بِدَوَاتِ الصُّبْحِ
 وَتَيَقُّنُهُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ غَيْرِ عَمَقِ النَّظَرِ فِي الْأَفْقِ لَا تَيَقُّنُ مُطْلَقًا فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ عِنْدَ الشَّكِّ فِي الْوَقْتِ
 إجماعاً قَالَ غِيَاثُ فِي تَفْسِيرِ الْحَدِيثِ أَيْ صَلَّوْهَا بَعْدَ تَبَيُّنِ وَقْتِهَا وَسَطْرُجِ ضَوْءِ الْبَهْرِ لَا تَبَادُلُ
 أَوَّلُ الْبَهْرِ قَبْلَ تَبَيُّنِهِ وَقَالَ الْيَهَاغِيُّ وَالطَّرِيقُ الصَّحِيحُ أَنْ يُحْمَلَ حَدِيثُ الْإِسْفَارِ عَلَى أَنَّ
 الْبَهْرَ وَإِنْ كَانَ بِحُجُوزِ الدَّخُولِ فِيهَا مِنَ الْقِيَمِ بِالْأَجْزِ تَهَادٍ وَقَبْلُ
 الْيَقِينِ

ان تہی اور حدیث طبرانی وغیرہ کی تَوَزُّدُ يَابِلَالُ بِالْفَجْرِ وَدَوَاتُهَا
 مَا يَبْرُكُ الْقَوْمُ تَنَامُ جو عینی نے شرح بخاری میں اور مولف نے بواسطہ معلیٰ کے تفسیرِ الحق میں

نقل کی ہے یہ حدیث بدون تفہیم کسی امام کے ائمہ حدیث میں حج نہیں اس لیے کہ نفس
 عملی ہی میں جس تکلف نے نقل کی ہے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہی اسناداً حدیث
 البہانی بسند ضعیف انتہی مافی المحکم پس کسطرح بے تفہیم کسی محدث کے اسکو قبول
 کیا جاوے تو یہ حدیث مانع اور مبطل ہوگی اوس محل کے جو بیان ہوا جو اولین مرتبہ ثانی پر کہ حدیث
 اسفار میں یہ مراد نہیں کہ جبکہ روشنی ہو اوسوقت نماز شروع کرے بلکہ مراد اُس سے یہ ہے
 کہ شروع نماز غلص ہی میں کرے لاکن اتنی طول قرار ت پڑے کہ پڑھتی پڑھتے حالت سفار
 میں اختتام اسکا ہووے جیسا کہ کہا فتح الباری میں وَحَمَلَهُ الطَّحَاوِيُّ عَلَى أَنَّ
 الْمَرَادَ الْأَمْرَ بِتَطْوِيلِ الْقِرَاءَةِ فِيهَا حَتَّى يَخْرُجَ مِنَ الصَّلَاةِ مُسْفِرًا وَابْعَدَ مِنْ ذَلِكَ
 أَنَّهُ نَاسِخٌ لِلصَّلَاةِ فِي الْغُلَسِ أَمْتَى اور کہا ہے طحاوی حنفی نے حدیث غلص میں والذي ينبغي
 أَنْ يُبْتَدَأَ بِالْغُلَسِ وَخُتِمَ بِالْإِسْفَادِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَحْمُودُ وَابْنُ يَوْسُفَ نَقَلَ كَمَا
 اسکو عملی میں اور پر کہا وَهُوَ أَحْسَنُ وَجْهٍ الْجَمْعِ وَبِهِ يَجْمَعُ الْأَحَادِيثُ وَلِلدَّاهِبِ
 يُوَدِّعُهُ مَا لِلنَّسَائِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ الَّذِي يُفْقِهِمُ الْبَصَرَ
 وجہ تیسری یہ کہ امر بالاسفار محمول ہو چاند میں راتوں پر کیونکہ ان راتوں میں اشتباہ روشنی صبح
 کا ساتھ روشنی چاند کے بہت ہوتا ہے نقل کیا اسکو خطابی نے جیسا کہ کہا عملی میں الثانی
 أَنَّ الْأَمْرَ بِالْإِسْفَادِ خَاصٌّ فِي اللَّيَالِي الْمَقْمَرَةِ اخْتِيارًا لِإِلْعَامِ تَبَيُّنِ الصُّبْحِ حَكَاهَا الْخَطَّابِيُّ أَمْتَى
 اَقُولُ وَمَا قِيلَ مِنْ أَنَّهُ تَخْصِصٌ بِلَا تَخْصِصٍ فَرَدُّ بَأَنَّهُ أَيْ تَخْصِصٌ أَتَى مِنْ لَعَادَتِهِ
 الْغُلَسِ الْمُرَدِّيَّةِ بِرَوَايَةِ أَصْحَابِ السُّنَنِ وَغَيْرِهِمُ الْمُتَعَارِضَةِ لِلْإِسْفَادِ فَلَا بُدَّ مِنَ الْحُجْلِ عَلَى
 مَا صَلَّاهُ لَهُ وَمِنْ اللَّيَالِي الْمَقْمَرَةِ وَمَا قِيلَ مِنْ أَنَّهُ خَالَفَ مَا عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ مِنْ رَوَايَتِهِ جَمْعُ
 الصَّحَابَةِ عَلَى التَّنْوِيرِ فَسَيُجَوَّبُ وَجَوَابُهُ بِأَنْبَاءٍ أَنَّ قَوْلَهُ النَّخَعِيِّ غَيْرُ مُسْتَقِيمٍ عَلَى الظَّاهِرِ
 وَلَا يُفِيدُ تَعَامُلَ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ أَوْ أَكْثَرِهِمْ عَلَى الْإِسْفَادِ الْحَاصِلِ
 ان وجہ سے تعارض حدیث غلص اور اسفار کا مرتفع ہو سکتا ہے یعنی دونوں قسم کی حدیثیں
 ان وجہ سے جمع اور موافقت ہو سکتی ہے اور حدیث غلص کی معمول بہ رہتی ہو اور اگر توفیق
 اوجہ میں لاء حدیث نہ کرے اور بے دلیل اور خلاف قواعد اہل حدیث کے رجوع کو طرف نشو و نما

تو یہی غلس مٹی بقی ہے واسطے عمل کے کیونکہ مؤخر بھی یہی ہے نہ اسفار جیسا کہ روایت میں
 ابو داؤد کی گداز تو حدیث غلس جو مؤخر ہے ناسخ ہوگی اور حدیث اسفار نسخ ہوگی اور اگر
 اسی ہی انحراف کرو اور تفسیری وجہ کو اختیار کرو یعنی حدیث اسفار کے متروک العمل ہو اور
 حدیث غلس کی معمول بہ رہی اسلئے کہ حدیث اسفار کو شیخین نے روایت نہیں کیا اور غلس کو
 شیخین نے اور امام مالک اور باقی اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ قوت
 ترجیح کے ایسی روایات میں سے روایت شیخین کی مقدم ہوتی ہے انکی غیر کی روایت پر جیسا
 کہ کہا شرح نجیب میں وَمِنْ أَيْ مِنْ هَذِهِ الْحَمَّةِ وَهِيَ الْحَمَّةُ شَرْطُ الْبُخَارِيِّ عَلَى غَيْرِهِ قَدْ اُجْمِعَ
 الْبُخَارِيُّ عَلَى غَيْرِهِ مِنْ لَكْتُبِ الْمُصَنِّفَةِ ثُمَّ صَحِّحَ مُسْنِدُ لِمَا كُنْتُ لِبُخَارٍ
 فِي اتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ عَلَى تَلْقُؤِ كِتَابِهِ بِالْقَبُولِ ثُمَّ يُقَدِّمُ فِي الْأَدْحَنَةِ مِنْ حَيْثُ لَا صَحِيحَ مَا وَافَقَهُ ثُمَّ
 انستى و هكذا في حجة الله الهالعة كما سيجي، اقول الامادوى الزهرى عن سالم بن عبد الله
 ابن عمر عن ابي راحم بن محمد بن سدير بن عن عبيدة بن عمر وعن علي ابراهيم البغعي عن
 علفمة عن ابن مسعود او غيرهم المتساوون لهم في الوثبة ولا يخفى ان رواية الاسفار ليست
 للناية فيقدم عليها مادواه الشيفان المحمول نسخ غلس كل حديث اسفروا سے عاقل نہیں کہہ سکتا ہے
 باوجودیکہ جمع میں الاحادیث ہی ممکن ہے اور مؤخر ہو نا حدیث غلس کل ازراہ تاریخ کے ہی ثابت
 ہو اور ترجیح حدیث غلس کے حدیث اسفار پر ہی متحقق ہے ایسا ہی قول براہیم غنی کے ہے کہ
 ما اجمع اصحابنا على شيو ما اجمعوا على التواتر بهى نسخ تغليس كل ثابت نہیں ہوتا اسلئے کہ اگر
 کہو کہ مراد اصحاب مجتہدین علی التواتر سے سچ کلام نغنی کے کل صحابہ یا جمہور صحابہ میں تو قول اسکا
 منقطع ہوگا اسلئے کہ اسکو سب صحابہ نہی یا جمہور سے ملاقات نہیں بلکہ فقط ایک صحابہ سے
 ملاقات ہی جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں ابراهيم بن يزيد بن
 قيس بن الاسود النخعي ابو عمران الكوفي الفقيه ثقة الا انه يرسل من
 الحامصة انتهى تو دیکھو حافظ ابن حجر نے نغنی کو یا نحوین طبقہ میں شمار کیا ہے اور یا نحوین
 ملقبی والے وہ لوگ میں جسکو ایک یا دو صحابیوں کے ملاقات ہوئی ہے اور بعضوں کو انہیں سے
 سماع کسی صحابی سے ثابت نہیں جیسا کہ خود ابن حجر مقدمہ تقریب میں فرماتے ہیں

[illegible]

اصحابه صلى الله عليه وسلم ما اجتمعوا على الشيء وهذا اسناد صحيح قالوا ولا يجزى احدا
 على ما فارقه عليه النبي صلى الله عليه وسلم الا لعلمهم بنسخ التعليل المروي عن عائشة
 قلت كيف يدعى نسخ التعليل وقد اخرج ابو داود وصححه ابن خزيمة من طريق اسامة
 ابن زيد الليثي عن ابن شهاب عن عروة بن بشير بن ابي مسعود عن ابي عبد الله صلى الله
 عليه وسلم الصبح مرة يغسل ثم صلى مرة اخرى فاستفر بها ثم كانت صلوة بعد
 ذلك التعليل حتى مات لم يعد الى ان يسفر وقد سبق تخريج فان قيل فيد اسما
 ابن زيد الليثي وقد قال النسائي والدارقطني ليس بالقوي وقال احمد ليس
 بشيء وقال ابو حازم لا يحتج به قلنا الحديث مما صححه ابن خزيمة وسكت عليه
 ابو داود وما سكت هو عليه لا ينزل عن درجة الحديث قال البيهقي زواته كلهم
 ثقات وخبر الاسفار مختلف في اسنده ومثبه وقال الخطابي هو حديث صحيح
 اسنادا واسامة من رجال البخاري وقد قالوا من روى عنه الشيخان
 او احدهما عند لا ينظر للطاعين فيه وان كثروا ومما يقع بعد ذلك
 كناية عمري الى عماله وابيهم الا شعركم ان صلوا الصبح والنهي
 بادية مشتبكة كما سيجيء في الكتاب فلو كان التعليل من
 لما خفي على عمر وابي موسى ولا نكر عليه الصحابة ذلك وايضا سيجيء في الكتاب
 ان ابا بكر الصديق كان يقرأ بالبقرة في صلوة الصبح وهو يقتضي تغليل
 بل الصبح وكذا لك يجيء عن بن عمر عن عمر انه قرأ فيها سورة يوسف والحج
 قرأة بطيئة قال قلت والله اذ لقد كان يقوم حين يطلع الفجر قال نعم واخرج
 ابن ماجة عن عتيبة بن سفيان قال صليت مع عبد الله بن الزبير الصبح فغسل فاسلمت
 اقبلت على ابن عمر قلت ما هذه الصلوة قال كانت هذه صلوة رسول الله صلى الله
 عليه وسلم والي بكرة وعمر فلما طعن عمر اسفر باعنا انتهى وروى ابن ابي شيبة
 الناس يغسل الفجر في زمان يعرف بعضهم بعضا وعن ابي سفيان ابن ابي ربيعة عن عبد العزيز انه كان
 يغسل من فاذ انتب التعليل من هؤلاء الصحابة الكبار وروى عن النخعي ما اجتمع صحابة الله عليه وسلم ما

[illegible]

اور مسلم نے محمد بن عمرو بن الحنفیہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ سنا جابر بن عبد اللہ عن صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یصلی الظهر بالهاجرة والعصر الشمس حیثہ الحدیث اور روایت کی بخاری سلم نے جابر بن سلمہ سے کہا کہ دخلت انا وابی علی ابی بزرہ الاسلمی فقال لہ انی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الھجرۃ الی تدعوہا الاول حین تدحض الشمس الحدیث اور روایت کی مسلم نے جابر بن سلمہ سے کہا کہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظهر اذ ادخست الشمس اور خباب سے قال شکنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ فی الترمضاء فلم یشکنا یرکھا قال زھیر فک لا بی اسحق فی الظهر قال نعم قلت انی تعجلھا قال نعم اور اس سے کہا کہ کنا فی الصلوۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شدۃ الحر فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن جہتہ من الارض بسط ثوبہ فینحدر علیہ اور روایت کے ترمذ سے فی عایشہ سے قالت لما رایت انک تھجلا للظھر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولما سأل ابی بکر ولا من ہم یرکھا فی النبی عن جابر بن عبد اللہ کہ خباب وابی بزرہ وابن مسعود وزید بن ثابت والذین وجابر بن سلمۃ قال ابو عیسے حدیث عایشہ حدیث حسن وهو الذی اختارہ العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن بعدہم قال علی قال عجی بن سعید وقد تکلم شعبۃ فی حکیم بن جبیر من اجل الحدیث الذی روے عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سأل الناس وله قال یغنیہ قال عجی وروے سفیان زاید ولم یر ابن معین بحدیثہا قال محمد وقد مر ہی عن حکیم بن جبیر عن سعید بن جبیر عن عایشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعجل الظهر انتہی اور روایت کی ہر شامی نے خباب سے کہ روایت مسلم کے خباب سے جو گزرے اور روایت کے ابن ماجہ عبد اللہ ابن مسعود قال شکنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الترمضاء فلم یشکنا اور خباب سے کہ اس کی اور ابو بزرہ سے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ الھجرۃ الی تدعوہا الظھر اذ ادخست الشمس اور روایت ابو داؤد نے جابر بن عبد اللہ سے کہ قلت اصلی الظھر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ قبضۃ من

من الحَصَا لَتَبْرَدَنِي كَفِي اَضْعُمَا لِحَجَّتِي اَسْجُدُ عَلَيْهَا الشَّدَّةَ الْحَرَّاءُ وَرَزِيدُ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعَ
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ الظُّهْرَ بِهَا حَجْرَةَ الْحَدِيثِ بَيْنَ يَدَيْهِ رَوَيْتُهُ
 صِرْحًا دَلَالَتِ كَرْتِ بْنِ سَبْرٍ كَرَمَلٍ بَيْنَ خَضِرٍ كَيْسٍ تَهَا كَبُحْرُ زَوَالِ كَيْ نَازِطٌ مَآكِرَتِ أَوْ بَعْضُ
 رَوَايَتُونِ بْنِ جَنْبِي مَوْلَا كَوْتَسَاكِ هِيَ خِلَافُ انْكَثَابَتِ هِيَ حَسْبَا كَرَوَايَتِ هِيَ نَجَارِ مَسْلَمٍ
 وَغَيْرِهِمَا نَعْنِي أَبُو بَرِيرَةَ وَغَيْرُهُ سَمِعَ كَرَمَا يَارَسُو لَحْدَاصِلِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْنِي إِذَا الشَّدَّةَ الْحَرَّاءُ فَاوَدَّ
 بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ سِدَّةَ الْحَرَّاءِ مِنْ فَجَحِ جَهَنَّمَ أَوْ رَوَايَتِ كَيْ طَحَاوَسٍ نَعْنِي أَبِي خَلْدَةَ سَمِعَ
 كَرَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الشِّتَاءُ بَكَرَ بِصَلَاةِ الظُّهْرِ إِذَا كَانَ
 الصَّيْفُ آوَدَّهَا أَوْ رَأَى مَضْمُونِ كَيْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَوْ رَوَايَتِ كَيْ طَحَاوَسٍ فِي مَغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ سَمِعَ
 كَرَمَا كُنَّا نَضِلُّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الظُّهْرِ بِالنَّجْوَى ثُمَّ قَالَ ابْرَدُوا بِالصَّلَاةِ
 فَإِنَّ سِدَّةَ الْحَرَّاءِ مِنْ فَجَحِ جَهَنَّمَ أَوْ رَأَى سَمِعَ هِيَ رَوَايَتِ ابْنِ مَاجَةَ كَيْ لَكِنْ أَوْ سَمِعَ لَفْظُ ثُمَّ كَرَمَا
 بِرَلَفَظَاتِ كَا بَرِيسَ بَرَادَوَالِ كَيْسَ بَيْنَ كَرَمَا حَدِيثِينَ تَجْمِيرِ كَيْ مَسْنُوحِ بَيْنَ سَابِقَةِ حَدِيثِ مَغِيرَةَ كَيْ أَوْ
 تَجْمِيرِ سَمِعَ بَرِيسَ تَقْرِيبًا بَيْنَ كَرَمَا تَاوِيلِ مَوْسَمِ كَيْسَ كَيْ قَائِلِ نَبُونَا جَاهِي حَسْبَا كَرَمَا شَرَحَ نَجْمِ
 وَغَيْرِهِ مِنْ وَأَنَّ عَوِيضَ مَثَلَةٍ فَلَا يَخْلُو أَمَّا أَنْ يَكُنَّ الْجَمْعُ بَيْنَ مَدْلُولِيهَا بَعْدَ تَقْصِيفِ
 أَوْ كَلَّا فَإِنْ أَمَكَّنَ الْجَمْعُ فَهُوَ مُخْتَلَفُ الْحَدِيثِ وَأَنْ لَمْ يَكُنَّ الْجَمْعُ فَلَا يَخْلُو أَمَّا يَعْرِفُ التَّائِيخُ
 أَوْ كَلَّا فَإِنْ عُرِفَ وَنَبَتِ الْمَتَاخِرَةُ أَوْ بِطَارِحِ مَسْنُوحِ وَالْآخِرُ الْمَسْنُوحُ أَنْتَ هُنَا
 تَوْكِيدُ كَيْ جَمْعُ كَوْنِ شَرَحِ بِرَمَقَدَمِ كَرَمَا أَوْ كَرَمَا نَوْسَ نَعْنِي شَرَحِ صَحِيحِ مُسْلِمٍ أَنْ النُّسْخَةَ لَا يَصْلُحُ
 إِلَيْهِ إِلَّا إِذَا عَجَزْنَا عَنْ التَّأْوِيلِ أَوْ أَنَّ أَحَادِيثَ مِنْ جَمْعٍ أَوْ تَاوِيلِ مَوْسَمِ
 سَمِعَ وَهِيَ هِيَ كَرَمَا تَجْمِيرِ جَوَاعِدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسَ أَوْ شَرَحِينَ كَيْ بِهَذَا فَضْلُ سَمِعَ أَوْ رَامِ
 اِبْرَادُ كَا حَدِيثِ أَبُو بَرِيرَةَ أَوْ رَأَى أَوْ مَغِيرَةَ مِنْ اِبْرَادُ رَحَضَتِ كَيْ شَرَحَ
 سَمِعَ كَيْوَ نَكَمَ وَجُوبُ تَوْبَاتِ فَا تَقَابُلِ جَمْعٍ كَيْسَ بَيْنَ كَرَمَا كَيْسَ
 نَعْنِي شَرَحِ صَحِيحِ نَجَارِ مَسْلَمٍ فَإِنْ قَلَّتْ ظَاهِرًا لَمْ يَجُوبُ قَلَّتْ الْأَجْمَاعُ عَلَى عَدَمِ
 وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَغَفَلَ الْكَرَمَا فِي تَنْقِيلِ الْأَجْمَاعِ عَلَى عَدَمِ الْوَجُوبِ قَلَّتْ نَعْنِي الْقَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 بَلِ الَّذِينَ نَقَلَ عَنْهُمْ الْأَجْمَاعُ كَانَهُمْ لَمْ يَعْتَبِرُوا الْكَلَامَ مِنْ دَعَى الْوَجُوبِ فَصَاحَا كَالْعَلَمِ

پر کہا عینی نے کانت العلة فندفع المشقة عن المصلحة لشدۃ الحر وکان ذلک للتفقیر
 علیہ انتہی ایسا ہے نماز پڑھنا آنحضرت کا ابرارو سے جیسا کہ روایت ابی غلدہ اور ابو سعید
 میں آیا ہے یہ اسپر محمول ہے کہ گاہی ابراؤ کیا واسطے اظہار جواز اور رخصت کے پس کیا حاجت
 ہے نسخ کے بلکہ کیونکر جائز ہو قول بالنسخ خلاف قاعدہ اہل حدیث کے جو جمع کو نسخ پر ایک مرجع
 مقدم رکھتے ہیں کہا نووی نے شرح صحیح مسلم میں اختلف العلماء فی الجمع بین ہذا ین
 الحدیثین فقال بعضهم الا یؤاد رخصۃ والتقدیم افضل واعتمدوا حدیث خباب و
 حملوا حدیث الا یؤاد علی الترخیص التخیف فی التاخیر وبہذا قال بعض اصحابنا وغیرہ
 وقال جماعۃ حدیث خباب منسوخ بأحد حدیث الا یؤاد اور کہا
 فتح الباری میں جمع بعضهم بین الحدیثین بان الا یؤاد رخصۃ والتجلیل افضل لثقلین
 ظاہر ہے کہ ازراہ دلیل کے اور موافق قواعد اہل حدیث کے تو مرجع یہی ہے کہ گریون میں
 بھی ظہر آفتاب ڈھلتے کے ساہمی پڑھیں لیکن اگر مشقت گرمی کی برداشت نہ کر سکے اور تخریر پر
 کمر نہ باندھے اور ابراؤ اختیار کرے تو اسکو لازم ہے کہ ایسا ابراؤ نہ کرے کہ وقت ظہر کا جو
 ایک مثل ہے نزدیک تمام جہان کے ائمہ کے سوا ابو حنیفہ کے خارج ہو جاوے یا قریب آ
 جاوے اور حدیث اس ابراؤ کے علماء قائلین بالابراؤ میں آپس میں اختلاف ہے بعض کہتے
 ہیں کہ جب قریب ایک تہہ کے سایہ دیوار نکلا ہو جاوے اسوقت ٹھنڈک ہوتی ہے اور بعض
 کے نزدیک بعد ربیع قاست سایہ کے ٹھنڈک ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک بعد ثلث قاست
 اور بعض کے نزدیک بعد نصف کے اور اسمین اور قول یہی میں لاکن میرے سب کے نزدیک
 شرط ہے کہ ابراؤ اس مرتبہ کا کرے کہ ظہر کے آخر وقت کو پہنچ جاوے کہا فتح الباری
 میں فقد اختلف العلماء فی غایۃ الابرار فقیل حتی یصب الظل ذیلاً بعد ظل الزوال وقل
 ربع فامة وقل ثلثا وقل نصفها وقل غیر ذلک وکرہا المازنی علی اختلاف الاوقات
 والحجاری علی القیاس اند مختلف باختلاف الاحوال لکن یشتد ان لا یتمدد الی اخر
 الوقت انتہی اور کہا معلی میں واختلف فی حد الابراؤ فقال النوی الابراؤ ان یجہا
 بحیث یصل الی محیط فی زمینی فیما وہو المختار عند الخنفہ فی حدہ مکافئ الدار المختار

وعند مالک الى ان يزيد كل شيء رُبْعاً و قالت الخبابة التميمية الحسن بن
 ابن عمر اذا كان الفجر ذراعاً ونصفاً الى ذراعين وكان الجدران في ذلك
 الزمان تسبعة اذرع وقيل حتى يكون الظل ذراعاً بعد في الزوال وقيل في
 القامة وقيل الثلث وقيل النصف وقيل يختلف باختلاف الاذن ومدة
 انتهى اقول وفي الهداية من ان استند اذ الحبر
 في تلك البلاد يكون حين بلوغ ظل كل شيء مثله فتحقق الخبر اذ في التلخيص
 عنده هو باطل لا اصل له لانه لا يثبت حين وقت الظهور استحقاقه عنقریب انشاء الله تعالى
 قال مسلم بن حبان آخر وقت ظهر كما اقول بتأييد التلخيص وتوفيقه اولاً معلوم كذا جازي
 كرميه مسلم بن حبان اصل دو مسله من ايك مسله آخر وقت ظهر كما اور ايك مسله
 اول وقت عصر كما تو دلائل اور نقول مذاهب دو نوں قسموں گین لانی جاوین
 گین اور جس دلیل سے آخر ظهر کا ثابت ہوگا اوسی سے بعینہ اول وقت عصر
 کا ثابت ہوگا اور جس دلیل سے اول وقت عصر کا ثابت ہوگا اوسی سے میری معلوم
 ہو جائے گا کہ آخر وقت ظهر کا قبل اسکے ہے ایسا ہی حال ہے نقول کا اب سنو کہ
 اس مسئلہ میں تمام امام مجتہد ایک طرف ہیں اور اکیلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 بنا بر مذہب مشہور کے ایک طرف یہاں تک کہ امام محمد اور ابو یوسف رحمہما گرد
 اونکے ہی اس مسئلہ میں اون سے الگ ہیں اور موافق جمہور علماء کے یعنی جمہور
 علماء قائل ہیں اس بات کے کہ وقت ظهر کا بعد ایک مثل کے باقی نہیں رہتا بلکہ
 وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے اور اکیلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مشہور
 ہے کہ دو مثل تک وقت ظهر کا رہتا ہے اور عصر داخل نہیں ہوتی مگر بعد
 دو مثل کے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری میں واما ان
 وقت الظهر فلم یوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انه یبقی بعد مَصِيرِ كل شیء مثله ولذا
 خالف ابا حنیفہ فی هذه المسئلة صاحباه ووافقا الجمہور
 انتهى سبجی الباقی اور کہا نسلم الباری من ولم یقل عن احد من اهل العلم

مخالفة في ذلك الا عن ابي حنيفة في المشهور عند قال اول وقت
العصر مصير ظل كل شيء مثليه قال القرطبي خالفه الناس كلهم
في ذلك حتى يعني الاخذتين عندهما او رکھا نووے نے شرح صحیح
مسلم میں تحت احادیث اول وقت عصر کے وفي هذه الاحادیث وما
بعد هادليل لمذهب مالك والشافعي واحمد وجمهور العلماء
ان وقت العصر يدخل اذا صار ظل كل شيء مثله وقال ابو حنيفة
لا يدخل حتى يصير ظل الشيء مثليه وهذه الاحادیث حجة للجمهور
عليه مع حديث ابن عباس رضي الله عنه في بيان المواقيت وقد
جاء وغير ذلك اشبه او رکھا محلی میں شیخ سلام الله حنفی نے اعلم
انہ قال الجمهور اذا صار ظل شيء مثله بعد ظل نصف النهار
خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر قال ابو حنيفة في المشهور
عنه انه لا يخرج الظهر بمصير الظل المثل ولا يدخل العصر بمثل
يكون اول وقت العصر بمصير ظل كل شيء مثليه قال القرطبي خالفه
الناس كلهم حتى اصحابه انتهى مختصا وسيجيء قامة او رکھا ملا غادر
سندے حنفی نے مواہب لطيفة شرح مسند ابي حنيفة رحمته الله عليه
میں نقل میں اس حدیث امام ابو حنيفة رحمته الله عليه کے ابو حنيفة
عن شيبان عن يحيى عن بريرة رضي الله عنه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم بكرة واصلوة العصر وقد اختلف العلماء
في دخول وقت العصر فالجمهور على ان وقت العصر يدخل
بمصيرة ظل كل شيء مثله بالا فزاد
بدليل ما اخبره البخاري في اخر
ما سجد في الادلة ولائيل جمهور کے
بہترین روایت کے ہے نہ انہ رحمۃ اللہ علیہ نے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ نَاعِدُ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ ثَوْرٌ حَدَّثَنِي سَيْلَمَانُ بْنُ مَرْثُومٍ
 عَنْ عِظَاءِ بْنِ أَبِي رِيحٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
 مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ مَعَ فَضْلِي لَظْهُرَ حِينَ زَالَتْ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ حِينَ صَارَ فِيهِ
 كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَالْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ قَالَ ثُمَّ
 صَلَّى لَظْهُرَ حِينَ كَانَ فِي الْأَنْسَانِ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ حِينَ كَانَ فِي الْأَنْسَانِ مِثْلَهُ وَالْمَغْرِبَ
 حِينَ كَانَ قَبْلَ غَيْبِ الشَّفَقِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ ثُمَّ قَالَ فِي الْعِشَاءِ أُرِيكَ لَوْ أَنَّكَ
 رَأَوْنِي سَكُوبَ مَعْمَاوَزٍ فَأَمْسَدَكَ مِنْ أَمَّا الْأَوَّلُ فَهُوَ أَبُو الْأَقْدَمِ الضُّحِيُّ لَنَا فِي بَعْضِ نَفَقَاتِ النَّاسِ أَيْضًا
 أَلَمْ يَصُدِّقْ فَقِيهَهُ الْخَامِسُ فَأَصْلُ السَّادِسِ إِلَى جَلِيلِ الشَّانِ قَالَهُ فِي تَقْرِيبِ التَّهْدِيدِ
 أَوْ مَعْنَى تَخْصُرِ السَّائِلِ بِمِثْلِ سَوَاقِيبِ سَيِّئِ الْخُفَرِ وَجَلِيلٌ أَنْ تَطْلُعَ تَوْجِدُ زَوَالِ الْقَابِ بِطَرَفِ وَبِغَضَبِ
 بِطَرَفِ جَبَدِ الْيَكِ شَلِّ سَائِرِ الْيَا أَوْ دُونَ سَكْرَتِ الشَّمْسِ مِنْ أَيْ شَلِّ بِفَارِغِ هَوِيٍّ أَوْ
 عَمَرُ كُودٍ مِثْلِ بِرِجَارِ الْبَسَائِرِ الْبَاهِي مَعْنَى مِثْلِ رَسْمِ مِثْلِ كَيْفِ شَيْخِ سَلَامِ الْمَدْمَدَةِ خُفِي
 لَمْ يَنْ أَوْ مَامِ نَوْدِي شَامِي لَمْ يَسَا كَلَامٍ وَنَحَا عَقْرِبَ آدِي كَا أَوْ يَهْ مَعْنَى مَهْدِينَ مِثْلِ كَطْهَرِ
 بِرِجَارِ مِثْلِ رُوحِ كَيْ دُونَ اسِيوْفَتِ مِثْلِ حَمِيمِ بِبِلْدِ دُنِ عَمَرِ بِرِجَارِ هِيَ أَوْ كَمِجِدِ وَقْتُ
 نَقْدِ رِجَارِ رَكْعَتِ كَرِ دُونَ نَمَازِ وَبِهِنْ مِثْلِ شَرَكِ هِيَ مِثْلِ كَذِبِ بَعْضِ كَا أَوْ مِثْلِ كَذِبِ
 مَوْلَفِ لَمْ يَسَا بِخُفَرِ طَرِيقِ مِثْلِ كَمَا هِيَ دَلِيلِ رِجَارِ بَاعِثِ اخْتِيَارِ كَرِ لَمْ يَسَا أَوَّلِ كَيْ مِثْلِ
 هِيَ كَرِ رَوَايَتِ كَيْ هِيَ مُسْلِمُ لَمْ يَسَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَلَّمَ قَالَ دَا صَلَّيْتُمْ لَظْهُرَ فَإِنَّهُ وَقْتُ الْإِنِّ يُحْضِرُ الْعَصْرَ أَوْ رَاكِبٌ وَابِتِ مِثْلِ
 مُسْلِمُ كَيْ يُونِ آيَا هِيَ وَقْتُ لَظْهُرَ كَالْحِجْزِ الْعَصْرُ أَوْ رَاكِبٌ مِثْلِ يُونِ آيَا هِيَ وَقْتُ صَلَاةِ
 إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ كَالْحِجْزِ الْعَصْرُ أَوْ كَمَا اللَّهُ تَعَالَى نَمَازُ الصَّلَاةِ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
 كِتَابًا مَوْقُوتًا كَيْسِي هَذَا زَا وَقْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ هِيَ سَبِيحُ اسْطَلَى فَرَمَا بِأَخْفَرِ
 لَمْ يَسَا التَّغْرِيقُ عَلَى مَنْ لَمْ يَصِلْ حَتَّى يَحْجِبَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأَخْذُ مِنْ رِزَاةِ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهِ
 قَامِ شَاءَ اللَّهُ بِالنِّبِيِّ فِيهِ لَمْ يَسَا تَفْسِيرُ ظَهْرِ مِثْلِ كَمَا هِيَ قَوْلُ كُنَالِي إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ
 عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا يَقْتَضِي الْكُلُّ مِثْلُ صَلَاةِ وَقْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يَسَا رَسُولُ اللَّهِ

صلی اللہ علیہ وسلم انما التقریط ان یؤخر الصلوة حتی یحیی وقت الاخری انشی لعضہ وشیئ تماشہ
 تو مقتضای ان احادیث اور اس آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسرے نماز ادا
 نہیں ہو سکتی یہ اگر حدیث جابر میں جو گذر محی ثم صلی الظهر یحیی کان فی الناس اشتد کے
 نمبر میں جو پہلے کی میں یعنی یہ کہ پڑھنے کے ایک مثل میں بلکہ یہ کہ پڑھنے شروع کے حکم ایک
 مثل ہوئی تو تعارض ہوگا درمیان اور احادیث کے جسے امتیاز اوقات ہر نماز کی
 معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث جابر میں جس سے اشتراک نکالتے ہیں اور غریب شرم مخبر
 سے منقول ہو چکا کہ وقت تعارض کے درمیان دو حدیثوں کے موافقت اور جمع کرنے چاہیے
 اور صورت موافقت کی یہم جو پہلے بیان کی ہو لینے پہلے دن عشر شروع کے حکم یہاں
 مثل سایہ آیا اور دوسری دن ظہر سے فارغ ہوئی ایک مثل پر کہا امام نووی رحمہ اللہ
 صحیح مسلم میں تحت حدیث اذا صلیتم الظهر فانه وقت الوضوء العصر کے قولہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم الظهر فانه وقت الوضوء العصر معناه وقت اداء
 الظهر و فیہ دلیل للشافعی ولا کثرین انه لا اشتراک بین صلوة الظهر و العصر
 منی خرج وقت الظهر بصیظ ظل الشیء مثله غیر الظل الذی یکون عند الزوال و الخلل
 وقت العصر اذا دخل وقت العصر لم یبق شیء من وقت الظهر قال الشافعی و طائفت
 من العلماء اذا صار ظل کل شیء مثله دخل العصر لم یخرج وقت الظهر بل یبقی
 بعد ذلك قدر اربع رکعات صا لم للظہر العصر داء و احتجوا بقول صلی اللہ
 علیہ وسلم فی حدیث جابر صلی اللہ علیہ وسلم فی الظہر فی یوم الثانی حین صار ظل کل
 شیء مثله و صلی فی العصر فی یوم الاول حین صار ظل کل شیء مثله فظاہر
 اشتراکہما فی قدر اربع رکعات و احتجوا بالشافعی الا کثر من ظاہر الحدیث الذی یخرج
 فیہ و اجابوا عن حدیث جابر بان معناه فرغ من الظہر حین صار ظل کل شیء مثله شرع فی
 العصر فی یوم الاول حین صار ظل کل شیء مثله فلا اشتراک بینہما فہذا التناوب متعین للجمع بایہ الا
 و انہ اذا حمل علی الاشتراک یکون آخر وقت الظہر محکماً لانه اذا ابتداء با حین صار ظل کل شیء مثله
 لم یعمل متی فرغ منها و یرکب ان یكون آخر وقت الظہر محکماً ولا یحصل بایہ و لا اوقات و انما

و ما لا یستوفی

اقول وجہ ما قال من انه لم يعلم متى فرغ منا وح یكون آخر وقت الظهر هو كماله انہ لیس
وراء المثل حلا معینا من المشرک و تحارید المتنازع اصله وانما هو تشبیہ غیر عند الرئی اتم
الله بهامن سلطان لذا قال لفاصلی لیا فی یتی فی التفسیل للظهر فی اما آخر وقت الظهر فلم یجد
فی حدیث صحیح ولا ضعیف انه یبقی بعد صیطل کل شیء مثله ولذا خالف الی حنیفة فی
هذه المسئلة صلحاه ووافقه الجمهور استتمی کذا قال غیر احد من العلماء فافهم ولا تغتر
اور کما محلی خفی نے اعلیٰ انہ قال الجمہور اذا صار ظل کل شیء مثله بعد ظل نصف النهار خرج
الظهر وخال وقت العصر وقال طایفة لا یخرجہ وقت الظهر بل یبقی قدر اربع رکعات صلا
للظهر والعصر ودرست لك الى مالک واحتجوا بان جابر بن صلی الظهر فی الیوم الثاني من
ما صلی العصر فی الیوم الاول وهو حين ما صار ظل کل شیء مثله فظاهرہم یدل علی اشتغال
فی قدر اربع رکعات واجابوا عنه بان معناه فرغ من الظهر حين ظل کل شیء مثله فلا اشتغال
وهذا الاول متعین للجمع بین الاحادیث استتمی حرمنا بولت دعویٰ فیست
وقع تناقض کیا ہر سوال تو یہ خلاف قاعدہ اہل اصول حدیث کی ہے کہ وجع کو تسخیر
مقدم رکھتے ہیں اور دوسری یہ کہ حدیث نسائی کے جوہنے دلیل ٹھہرائی ہے یہ
حدیث جبریل کے نہیں کہ مقدم ہو سب عادیث سیقات پر بلکہ یہ حدیث ساہل کے
اور اسکے تقدیم اور تاخیر حدیث اذا صلیتم الظهر فانه وقت الے کن تفسیر التفسیر سے معلوم نہیں
حالانکہ ناسخ کا سو خر ہونا ازراہ تاریخ کے یقیناً معلوم رہنا چاہیئے پس دعویٰ مؤلف کا بالکل
ہوا اور باطل ہوا جو کچھ مؤلف نے پانچویں طریق میں برغم غور و زور و مشور سے حدیث جبریل کو
مبطل تحدید ایک مثل کے اور ثبت و تثبت کے قرار دیا ہے تو اس جگہ سے اسکا جواب یا
کیا دوبارہ یہی کھاجانیکا اور شاہد مقوی اس حدیث کے وہ حدیث جبریل کے
ہو جو روایت کے ہر ترمذی اور ابو داؤد اور ابن حبان اور حاکم نے اور تحفین کی ہر اسکے
ترمذی نے اور یقین کی ہے حاکم نے یحییٰ حدیث ابن عباس کے ان ابی صلی اللہ
علیہ وسلم امی جبرائیل عند البیت مرتین فصل الظهر فی الاولیٰ منہما حین کان الغیۃ مثل
المشرک نہ صلی العصر حین کان ظل کل مثله وصلی لمۃ الثانية الظهر

جین کا ظل کل شئی مثله لوقت العصر بالامس من صلی العصر حين كان ظل كل شئی مثله
 انتہی مختصر اور سنی اسکے بھی وہی ہیں جو حدیث نسائی کے بیان کی کوئی بی پہلے دن عمر
 شروع کے ایک شہین برادر دوسری دن فارغ ہوئی طحیر سے ایک مثل تنک بعینہ
 اوس دلیل سے جو گزری حدیث نسائی میں اور روایت کی ہر بخاری نے عایشہ
 سے تانت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجر تھا
 من فجہ اور ایک روایت میں بخاری کے یوں ہے ان رسول اللہ صلی العصر و
 الشمس فی حجر تھا لم یظهر الفی من حجر تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کان النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ العصر والشمس طالع فی حجر لم یظهر الفی پر کہا بخاری نے
 قال ابو عبد اللہ وقال لک ولیحی بن سعد بن ابی حفصۃ وروایت کی ہے
 سلم نے عایشہ سے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس طالع فی حجر لم
 یظهر الفی پر کہا سلم نے وقال بوبکر لم یظهر الفی اور سلم کے ایک روایت میں
 اس طرح ہے یصلی العصر والشمس طالع فی حجر تھا اور روایت کی ہے غزلی صلی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم والشمس فی حجر تھا پر کہا وفی الباب عن ابن ابی رزوی وجاہیں
 ورافع بن خدیج اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے عایشہ سے اس طرح کہ صلی اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی حجر تھا لم یظهر الفی بعد تھا اور نسائی نے
 اس طرح کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ العصر والشمس فی حجر تھا لم یظهر الفی
 من حجر تھا اور ابو داؤد نے اس طرح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی العصر والشمس
 فی حجر تھا قبل ان یظهر اور ایسی ہی روایت کی ہے امام مالک نے عایشہ سے اور روایت
 کی ہے مالک ابن عمر سے ان عمر بن الخطاب انبأ لی عما لک ان ام ابراہیم عندی الصلوۃ
 فمن حفظها وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعها فمردا سواھا اضیع تم کتب الصلوۃ
 الظہر حین کان الفی ذلک ما لک ان یکون ظل حدکم مثله الحدیث قال ابن البرقی
 حدیث ابی ہریرۃ الذی یحیی فی منفس کات المولف انه موقوف فی الموطا
 الا انه فی حکم المرفوع فان المواقیت لا تؤخذ بالراۃ کذا فی المحلی فان هذا الحدیث

لعمر بن حفص المصنف كتاب شيخ الإسلام ما نفا بن حجر في فتح الباري بين قوله
باب وقت العصر وقال أبو أسامة عن هشام في قعر حجرها كذا وقع هذا الغلب
 في رواية أبي ذرود الصلي وكريمة والصواب تأخير عن الاستناد الموصول كما جرت بها
 المصنف والحاصل أن أس بن عمار هو أبو حمزة الليثي أبا أسامة روى الحديث عن هشام
 هو ابن الزبير عن أبيه عن عائشة وزاد أبو أسامة التقيد بغير حجرها وهو أو غيره
 تعجيل العصر من الرواية المطلقة وقد وصل إلى أبي أسامة طريق أبي أسامة في نسخة
 لفظ الشمس في قوله في قعر حجرها وعرف بذلك أن الضمير في قوله في حجرها عائشة وفيه
 النفايت واسناد أبي حمزة كلهم مكثرون والمراد بالحجرة وهي بضم الميم وسكون الهمزة البيت و
 المراد بالشمس شمسها قوله رواية الزهري الشمس في حجرها أي ياقية وقوله لم يظهر القمى
 أي الموضع الذي كانت الشمس فيه وقد تقدم في الموافقة من طريق مالك عن الزهري
 بلفظ الشمس في حجرها قبل أن تظهر أي ترفع هذا الظهور غير ذلك الظهور ومحصله
 أن المراد بظهور الشمس وجهها من الحجر بظهور القمى بأن يساطه في الحجر وليس بين
 الروايتين اختلاف لأن يساط القمى لا يكون إلا بعد خروج الشمس قوله ابن عثينة في رواية
 للمصنف في نسخة من أبي حمزة ثنا الزهري وفي رواية محمد بن منصور عند أسامة عن
 سفيان بن عيينة أذناي وعاء فلي من الزهري قوله والشمس لعة أي ظاهرها قوله بعد
 بذكره قول مالك في آخره يعني أن أربعة المذكورين رَوَوْه عن الزهري بهذا الاسناد
 فجعلوا الظهور للشمس وابن عثينة جعله للقمى وقد منّا توجيه ذلك طريق الجمع بينهما
 أن طريق مالك وصلها المؤلف في الموافقة وأما طريق يحيى بن سعيد فهو لا يفتا
 وصلها الزهري في الزهريات أما طريق شعيب بن موان بن أبي حمزة فهو وصلها الضماني في
 مسند الشافعيين أما طريق ابن حفص فهو محمد بن ميسرة فرويها من طريق أبي حمزة
 في نسخة إبراهيم بن طهمان عن ابن أبي حفصة والمستفاد من هذا الحديث تعجيل صلاة
 العصر في أول وقتها وهذا هو الذي فهمته عائشة وكذا الراوي عن حمزة وأصح به على عن
 عبد العزيز في تأخير صلاة العصر كما تقدم وشهد الطحاوي فقال لا دلالة فيه على التعجيل

لا احتمال أن الحجر كانت قصيرة الجدار فلم تكن الشمس تحتجب عنها إلا بقرب غروبها قبل
 على التأخير لا على التعجيل وتعتقد بأن الذي ذكره من لا احتمال إنما يتصور مع الإسلام
 وقد عرفت بالإستفاضة والمشاهدة أن حجر أزواج النبي صلى الله عليه وسلم لم تكن
 متسعة ولا يكون ضوء الشمس باقيا في قعر الحجر الصغيرة إلا والشمس لم ترفع وأما
 ما كنت حذرا رافع ضوءها من قعر الحجر ولو كانت الحجرة قصيرة قال النودى كنت الحجر ضيقة
 العرصة قصيرة الجدار بحيث كان طول جدارها أقل من مسافة العرصة بشئ يسيرا فإذا
 ظل الجدار مثله كانت الشمس بعد في أول العرصة انتهى إلى هنا انتهى كلام الحافظ
اقول قوله تعظيلا لا ريب فيه أصلا لمن قرأه سليمة عن المنعصبا لمواعظ
 بأن لا وجه للتعقيب فيه لأن الشمس لا تحتجب عن الحجر القصيرة الجدار إلا بقرب غروبها
 ولا دخل ههنا لإسراع الحجر ولا لضيقها وإنما الكلام في قصر جدارها وهل تحت وتعضف
 لأن حجر قصير الجدار لا يصلح سببا للتأخير لا احتجاب في قرب الغروب حتى يضيء معه الإسلام العرصة
 فإنا إذا فرضنا جدارا ارتفاعه ذراعين فرضنا حاشية قد أمده ذراعا فلا يمكن أن يصير ظل الجدار
 مثله أو مثليها ما دامت الشمس ضوءها في الساحة بل غاية ما يقع الظل مقدار نصف
 وإذا فرضنا حاشية قد أمده ذراعا فإذ ربع وشيئا فإذ ليحصل الظل للجدار مثليها
 ذلك لا تحتجب الشمس عن الساحة وهذا لا يخفى على من عقل ساد من النعصبا المحيية فعمل من
 التمثيل ليدعي أنه لا بد من انضمام إسراع العرصة مع الجدار والحال أنه كان حاشية حجر عاتية
 مساويا للجدار المغربي سوا شئ يسيرا كإفالنودى فثبت أن ذراعا الطحاري وسقط طبعها
 المجهيب عن التعقيب فافهم أو ربما نودى نوبع شرح صحيح مسلم كقوله تحت حديث عائشة كقوله
 كان يصلي العصر الشمس من حجرها قبل أن تظهر في رواية يصلي العصر الشمس العترة في
 حجرتي لم يغيب الفجر في رواية والشمس واقعة في حجرتي معناه كله التباين العصر
 أول وقتها وهو حين يصير ظل كل شئ مثله وكانت الحجر ضيقة العرصة قصيرة
 الجدار بحيث يكون طول جدارها أقل من مسافة العرصة بشئ يسيرا فإذا
 ظل الجدار مثله دخل وقت العصر يكون الشمس بعد في أول العرصة ثم

الفی فی الحدار الشرقي استی **امول** وما اورد عليه بانه يمكن ان يكون طوله
اقل من نصف مساحة العرصة فيكون الصلوة عند المنكبين الشمس في حجرتها فوجعل
تحت لانه اختراع الامكان على خلاف الواقعيات المرشحات المشاهدات كمن
قال في حق زيد موجود انه يمكن ان يكون ميتا وهو كما ترى وكما على
خشي من تحت قول عائشة كمن كان يصلي العصر والشمس في حجرتها قبل ان تظهر
اي تعلموا تصعد من ساحة الدار الى الحدار الشرقي قال المخطابي معنى لظهورهم بنا
الصعود ومنه قوله تعالى معارج عليها يظهرون قال عياض قيل المراد يظهرون الحد قبل ان تطلع كلها
الحجة وعلى هذا پس خلاصة مطلب حديث عائشة كايه هو ان عائشة في حجرته تنك
صحن والى من حبلى ديوار قدرى جيوئى تهي صحن من ابي تنك آفتاب كى وهو ب باقى تهر
تهي اور سايه ديوار مغربى كا صحن مين سے ديوار شرقي پر بنين چڑھتا تها لينى سايه ايك
جيوئى مثل ہوتا تها انك انحضرت عليه السلام عصر كے نماز پڑھتے تھے اور وايت كى بخارى نے
سيار بن سلام سے قال دخلت نا وابى على بن برة الا سلمى فقال ابو كيف كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي المكفوبة فقال كان يصلي الحجة التي تدعوها الاولى
حين تدخل الشمس يصلي العصر ثم يرجع احدا الى رجليه في قصي المدينة والشمس حين
كها ابو داود في حديثه بن سفيان بن موسى بن جبر عن منصور بن حنبل قال جيا تها ان تجد
محرها او كها فانما ابن سفيان بن جبر عن البارى من قوله الى حله بفتح الراء وسكون المهملة اى مسكة
قوله في قصي المدينة صفة الرجل قوله الشمس اى يتضاء نقيية قال ابن برة المراد
بجيا تها افوة ان تها حرارة ولو تها وشعا او تارة ذلك كذا في بعد من الظل مثل الشئ
انتهى ونسب الى داود باستاد صحيح عن حنبل كذا في الحديث قال جيا تها ان
تجد حرها انقضى اور روايت كى في بخارى نے انس بن مالك سے قال كان
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصلي العصر والشمس مرتفعة حية
فيذهب لكاهب الى العوالي فياتيهم والشمس مرتفعة وبعض العوالي من المدينة
على ربيع اميال ونحوه انتهى اور سلم نے انس سے قال كنا نصلي العصر ثم يذهب لنا الى لقاء فياتيهم

والشمس ^{من طلعت} اور انہیں الفا سے امام مالک نے انس سے اور روایت کی ہر سنائی نے
انس سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر ثم یذهب لذا ذهب
أقبا فإل الحدا الإضمار الزمیري واسحاق بن عبد الله الرومي عن انس فأتيتهم وهم يصلون
والشمس مرتفعة كورسائي کے دوسری روایت میں یوں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس مرتفعة حیة ویذهب لذا ذهب الی لعوالو الشفیر
مرتفعة اور قیسری میں یوں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا العصر والشمس
محلقة اور روایت کی ہر ابن ماجہ نے انس بن مالک سے ان التبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یصلی العصر والشمس مرتفعة حیة فید الذال العوالو والشمس مرتفعة اور روایت کی
ابوداؤد نے انس سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس
مرتفعة حیة فید الذال العوالو والشمس مرتفعة یہ کہا حدثنا الحسن بن علی حدثنا
عبد الرحمن بن انا معمر بن الزهری قال العوالو علی میلین وثلاثہ وقال احسبہ قال واربعہ
انہی اور روایت کی ہے امام مالک نے عبد اللہ بن عمر سے ان عمر الخطاب کتب الی عائشہ
بن اہم امرکہ عندی الصلوۃ فنجفظ کوما فظعلہم لحفظ دینہ ومن ضعیفہا فہولہا
اضیع ثم کتب ان صلوا الظہر اذا کان الفی ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثله واما
والشمس مرتفعة بیضاء لقیۃ قد ما یسیر الہاکب فرسخین وثلاثہ قبل غروب الشمس
ورام مالک کی ایک روایت میں یوں آیا ہے ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسی الاشجعی
ان صل العصر والشمس بیضاء مرتفعة قد ما یسیر الہاکب ثلاثہ ثم اسبح کہا فاطرب
فتح الہامی میں قولہ والشمس مرتفعة حیۃ فیہ اشارۃ الی بقا حرجہا وضوہا کا تقد
ای فی کلام ابوداؤد وابن المنیر قولہ بعدہ ذلک فیأتیہم والشمس مرتفعة ای دون ذلک
الارتفاع لکنہا لم تصل الی الحد الذی یوصف بانہا منخفضة وذلک دلیل علی تعجلہ
صلی اللہ علیہ وسلم بصلوۃ العصر لو صف الشمس بالارتفاع بعد ان یبصر مسافة اربعہ
أمیال وروی النسائی والحاوئی واللفظ من طریق ابی سلمیۃ عن انس قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا العصر والشمس بیضاء محلقة ثم ارجع الی قومی فی ناحتہ

..... المدينة فأقول لهم قوماً فصلوا فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد صلى قال
 الطحاوي نعم إن أولئك يعني قوم النسي لم يكنوا يصلون إلا قبل أن يطلع الشمس فهذا ذلك
 على أنه صلى الله عليه وسلم كان يجعلها قولا وبعض العوام كان أوقع ههنا أي بين
 بعض العوام والمدينة المسافة المذكورة وروى البيهقي حديث الباب من طريق أبي بكر
 الصنعاني من أبي اليمان شيخ البخاري فيه وقال في آخره بعد العوام بضم الميم
 وباللهم الالهة وكذلك أخرجه المصنف في الاعتصام تعليقا ووصل البيهقي من
 طريق البيهقي من يونس عن الزهري لا كثر قال أربع أميال وثلاثة وروى هذا الحديث
 أبو عوانة في صحيحه وأبو العباس السراج جميعا عن أحمد بن الفرج أبي عتبة عن محمد
 بن حمير عن إبراهيم عن أبي عتبة عن الزهري ولفظه والعوام من المدينة على ثلاثة
 أميال وأخرجه الدارقطني عن الحارث عن أبي عتبة المذكور بالسند المذكور فوقع
 على ستة أميال ورواه عبد الرزاق عن الزهري فقال في رواية على ميلين وثلاثة
 فيحصل من ذلك أن أقرب العوام من المدينة مسافة ميلين وأبعد ما مسافة
 ستة أميال وكانت رواية الحارث على عطف قول بعض العوام إلى أخره مذكور
 من كلام الزهري ولم ينفك الكرماني عن هذا فقال عن كلام البخاري وأبو الزهري
 كما هو عادة انتهى مختصرا أو كما يفتح الباري من تحت الحديث أن كنا نصل العصر
 يد هب الذاهبين إلى قباياتهم والشمس ترفع قولا كنا نصل العصر أي مع رسول
 صلى الله عليه وسلم كما يظهر ذلك من الطريق الأخرى وقوله خالدا بن محمد عن
 مالك كذلك مخرجه أخرجه الدارقطني في غريبه قولا ثم يد هب الذاهبين
 إلى قباياتهم أنسا أراد بالذاهبين كما يشهد بذلك رواية أبي الأصبغ المقلد
 قوله إلى قباياتهم أي أهل قبا وهو على حديثه وأما القرية والله أعلم قال النووي
 في الحديث المبكدة بصلوة العصر في أول وقتها لأنه لا يمكن أن يد هب الذاهبين
 صلوة العصر ميلين أو أكثر والشمس لم يتغير إلا إذا وصل العصر صار ظل الشيء
 مثله فغير دليل للجزم به في أن أول وقت العصر يصير ظل الشيء مثله خلافاً لما في
 حقيقته

وقد مضى ذلك في الباب الثاني من كتابنا

امام نووی نے قولہ والشمس من تَغْفِيهِ قال الخطابي جياتها صفاً لو نها قبل ان
 تَصْفُرَ وتَغْيَرُ وهو مثل قولهم بَيْضَاءُ تَغْيَرُ وقال هو أيضاً وغيره حياتها وجوب حُرَّها وللمراد
 بهذه الاحاديث وما بعدها المبادرۃ بصلوة العصر اول وقتها لانه لا يمكن ان يذهب الیه بعد
 صلوۃ العصر مابين وثلاثة والشمس بعد لم يَغْيَرُ لَصَفَرِ وغیرها الا اذا صلی العصر حين صا طل
 مثلاً لا یحصل هذا الا فی ایام الطلوع اور وایت کی ہے بخاری اور مسلم اور مالک نے
 انس سے کہنا فی العصر ثم یخرج الانسان الى بنی عمر بن عوف فيجدهم یصلون العصر اور
 روایت کی ہے مسلم نے انس سے انہ قال صلی لنا رسول الله علیه وسلم العصر فلی انصر
 اتاه رجل من بنی سلمۃ فقال یا رسول الله انا نريد ان نخرج جُوراً لنا ونحب ان نخضرها
 قال نعم فانطلقنا معة فوجدنا الجُور لم نخرجت ثم قطعتم طمیع منها ثم اكلنا قبل ان
 تغيب الشمس اور روایت کی ہے مسلم نے رافع بن خدیج سے یہ قول کہنا فی العصر مع
 رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم نخرج الجُور فنقسم عشرتها ثم نطبخ فناكل کُلَّما نضجاً قبل
 مغيب الشمس کہا فظاہر ابن حجر نے فتح الباری میں قولہ الی بنی عمر بن عوف ای بقیاء لا نہاکا
 منازلکم وخرج المصنف لهذا الحديث مشعر بان كان يريد ان قلی الصلوا کنا نفعل کذا
 مستند ولولم یصرح بإضافته الی من النبی صلی الله علیه وسلم وهو اختیار الحاکم وقال
 الدارقطني والمحیط فیهما هو موقوف والحق انه موقوف لفظاً مرفوعاً حکماً لان الصلوا اور
 فی مقام الاحتجاج فعمل علی انذار کونی فی من النبی صلی الله علیه وسلم وقد روی ابن مبارک
 هذه الحديث عن مالک فقال فیما کان رسولی الله صلی الله علیه وسلم یصل العصر لحدیث حماد
 النسائی قال النوی قال العلماء كانت منازیل بنی عمر بن عوف علی سبلین من المدينۃ وكانوا
 یصلون العصر فی وسط الوقت لانهم كانوا یشتغلون بأعمالهم وخرجوا عنهم قد
 هذا الحديث علی تعجیل النبی صلی الله علیه وسلم بصلوة العصر فی اول وقتها وسبقاً
 فی الزهری عن انس ان الرجل کان یأتیهم والشمس من تَغْفِيهِ استی
 اور کھلا عابد سند ہی حنفی نے کہ حدیث رافع بن خدیج کے یعنی بنی عمر
 کرنے اونٹ کا ذکر ہے دلیل ہے مذہب جہور پر کہ بعد ایک مثل کے وقت عصر کا داخل

ہو جاتا ہے چنانچہ کلام انکا بعینہ غنقریب آویگا اور کہا نوادی نے ذیل میں اوس حدیث
 نحر جزور کے ہذا نصیح بلعنا فی القباۃ العصر اور ذیل میں حدیث بنی عمرو بن عوف کے
 و ہذہ الاحادیث وما بعد ہا دلیل لمدھبنا للحدیث والشافعی احمد و جمہور العلماء
 ان وقت العصر بدخل اذا صار ظل کل شیئ مثله وقال ابو خلیفہ لا یدخل حتی
 یصیر ظل الشیئ مثلیہ و ہذہ الاحادیث حجة للجماعة علیہ مع حدیث ابن
 عباس رضی اللہ عنہ فی بیان التواقیف و حدیث جابر و غیر
 ذلک انتہی پس خلاصہ مطلب ان امامیہ کا یہ ہوا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ بعد عصر کے دو کوس یا مین کو کوس
 یا چھ کو کوس تک کوئی جاتا تو یہی آفتاب کو بلند پاتا اور ایسی وقت میں پڑھتے کہ
 آفتاب میں خوب گرمی اور روشنی اور شعاع اور تیز سی ہوتی اور ایسی وقت میں پڑھتے کہ بعد
 نماز کے اونٹ کو فوج کر کر اور قطع کر کے اور دوسرے نعیم کر کے اور خوب بکا کر کہاتی تو یہی
 آفتاب باقی رہتا تو دیکھو کہ یہ امور سوا اسکے کہ عصر ایک مثل پر پڑھیں کیونکر ہو سکتے
 ہیں مقام غور اور تامل کا ہے بشرطہ کہ انسان ہوا اور حدیث سے اعتقاد ہو
 اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم نے ابو بکر بن عثمان سے قال سمعت ابا امامۃ
 یقول صلینا مع عمر بن عبد العزیز الظہر ثم خرجنا حتی دخلنا علی ابن مالک
 فوجدناہ یصل العصر فقلت یا عمر ما ہذہ الصلوة التي صلیت قال العصر ہذہ صلوة رسول اللہ
 التي کنا نصی علیہ اور روایت کی ہے مسلم نے علاء بن عبد الرحمن سے اندر دخل علی ابن
 ابن مالک فی اریہ بالبصرۃ حین انصرف من الظہر ودارہ بجنب المسجد فلما دخلنا علیہ
 قال اصلیتم العصر فقلنا لانا انصرفنا الساعۃ من الظہر قال فصلوا العصر فقمنا
 فلما انصرفنا قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نلک صلوة المنافق ینجلس فی
 الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام ففقرھا اذ بعلا یدکر اللہ فیہا الا قلیلا
 کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں قولہ سمعت ابا امامۃ وهو سعد بن
 حنیف وهو الراوی فی القصۃ دلیل علی ان عمر بن عبد العزیز کان یصل العصر

في آخرتها تبعاً لسلفها أن أنكر عليه عزة فوجع كما تقدم وإنما أنكر عليه عزة في العصر
 دون الظهري لأن وقت الظهري كراهة فيه خلاف وقت العصر فيه دليل على صلوة العصر
 في أول وقتها أيضاً وهو عند انتهاء الظهري لهذا التشكك أبو أمامة في صلوة النبي صلى الله عليه وسلم
 الظهري والعصر فيدل أيضاً على عدم الفاصلة بين الوقتين وقولهم على سبيل
 التوقيف كونه أبوسننا مع أن سبهما مجتمع في الأنصاء لكن ليس عليه على الحقيقة ولا علم
 أوركا امام نووي على شرح صحيح مسلم بن أنون دون حديثه هذا إن الحديثان صحيحان
 في التفسير بصلوة العصر في أول وقتها وإن وقتها يدخل بمصير ظل كل شيء مثله
 ولهذا كان الآخر من النبي صلى الله عليه وسلم الظهري ذلك الوقت وإنما أخرها عمر بن عبد العزيز
 على عادة الأئمة قبل أن تبلغ السنة في تقديمها فلما بلغت صار إلى التقديم وهذا
 حين وروى عن عمر بن عبد العزيز المدبنة نيابة في خلاف فيه
 لأن الشارح رضي الله عنه توفي قبل خلافة عمر بن عبد العزيز بخمسة عشر سنة
 أوركا لا ما عبد سفي في مواهب لطيفة شرح سند ابن خفيف بين فالحكمه
 على أن وقت العصر يدخل بمصير ورة ظل كل شيء مثله بالآخر إذا بدا ليل ما أخرجه
 البخاري عن إمام بن خديج قال كنا نصل مع النبي صلى الله عليه وسلم صلوة العصر ثم
 نخرج الجوز فنقسمه على عشر قسم ثم نطبخ فكل لحمًا نضجاً قبل أن يغيب الشمس وعنده
 الشيخان عن ابن سير قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصل العصر الشمس تفعه حين
 فيذهب إلى أهله إلى العواشي فيهم والشمس تفعه وبعض العواشي من المدينة على أربع
 أميال وفي رواية إلى قبا وفي حديث أسعد بن سمبل بن خفيف فيما أخرجه عنه قال صلينا
 مع عمر بن عبد العزيز الظهري فخرج بنا حتى دخلنا على ابن مالك فوجدناه يصل العصر فقالت يا
 عم ما هذه الصلوة قال العصر هذه صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم التي كنا نصل معك
 من بعثته أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصل العصر والشمس في حرها قبل أن تطلع وقد ثبت
 جبريل صلى الله عليه وسلم في اليوم الأول صلوة العصر عند صيرورة ظل كل شيء مثله وفي
 الثاني حين كان ظل كل شيء مثله قال الوقت ما بين هذين الوقتين على هذا أكفد العلماء من الصحابة

والتابعین والا یتمد انتہی پس ماحصل مطلب مع الشرح حدیث اول کا یہ ہے ہوا کہ عمر بن
العزیز باقتدار سلف امراء کے نماز طھر کے مثلاً اخیر وقت میں بیٹھتے یعنی قریب ایک
مثل کے نہ بعد اس کے جیسا کہ متفق ہے اجماع صحابہ اور تابعین اور تمام ائمہ کا سواء امام ابو
حنیفہ کے اور بغیر دخول وقت عصر کے بعد ایک مثل کے جیسا کہ کلام میں سپونکے گذرا اور بہت
صریح دلالت کہ نبیوالا سپر کہ تا غیر بن عبدالعزیز کے ایک مثل تک تھی نہ خارج اسکے قول
امام نووی کا شیخ صحیح مسلم سے نقل ہو چکا تو ایسے وقت میں ابوامامہ نے ساتھ
عمر بن عبدالعزیز کے طھر پڑھے پھر بعد نماز کے جب کہ انس کے پاس گئے تو انکو عصر
پڑھتے پایا تو پوچھا کہ یہ کونسی نماز پڑھتے ہو انس نے جواب دیا کہ عصر پڑھتا ہوں اور اس
وقت میں ہم صحابہ رسول ص کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور ماحصل دوسری حدیث کا یہ ہے
ہو کہ علاء بن عبدالرحمن اپنے وقت سموئے پر عینی ایک مثل کے قریب نہ خارج
اسکے طھر پڑھے کہ انس کے گھر میں کہ وہ گھر مسجد سے قریب ہی تھا گھر تب انس نے پوچھا کہ عصر
پڑھ چکی ہو انہوں نے کہا کہ ہنسنے ابھی طھر پڑھی ہے انس نے کہا کہ ابھی پڑھو نماز عصر کے
تو پڑھیں عصر اور پھر عتب کہا انس نے کہ نماز تاخیر کر کے وقت اول سے پڑھنے نماز ہے
منافق کے اور روایت کے ہی نسائی اور ابو داؤد نے ابن مسعود سے قال
كَانَتْ صَلَوةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةً أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ
وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةً أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةٍ أَقْدَامٍ قَالُوا لِمَ قَالَ الْخَطَّابِيُّ هَذَا أَمْ يُخْتَلَفُ
فِي الْأَقَالِمِ وَالْبُلْدَانِ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْعِلَّةَ فِي طُولِ الظِّلِّ وَقَصَرِ هُوَ يَدَارُهُ أَرْفَاعُ الشَّمْسِ فِي
السَّمَاءِ وَاعْتَظَاهَا وَكَانَتْ صَلَوةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَّةً وَالْمَدِينَةَ وَهَذَا
مِنَ الْأَقَالِمِ الثَّانِي وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ يُنْزَلُ عَلَى هَذَا التَّقْدِيرِ فِي ذَلِكَ الْأَقَالِمِ دُونَ
الْأَقَالِمِ الَّتِي هِيَ خَارِجَةٌ عَنِ الْقَالِمِ الْإِسْلَامِيِّ الْوَدُودِ وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ وَالْمَدِينَةِ بَلَّغَ جَمْعُ عِ
الْأَصْلِ وَالْأَيْدِ هَذَا الْمَبْلَغُ لَا أَنْ يَصِيرَ الزَّائِدُ هَذَا الْمَبْلَغُ وَيُتَبَدَّلُ الْأَصْلُ سَبْعَ ذَلِكَ أَقُولُ
وَالدَّلِيلُ عَلَيْنَا هَذَا الْحَدِيثُ أَذْهَبُ لَيْسَ مَسْتَشْنَعًا عِنْدَ الظَّلِّ الْأَصْلُ بَلْ الْأَطْلَاقُ عَلَى سَبِيلِ التَّمْلِ
لَمَّا لَا يَخُورُ أَوْ كَمَا أَرَادَ الْبُحْرَانُ وَخَمْسَةُ أَقْدَامٍ بَيْنَ أَقْلٍ مِنَ التَّوْبِ مَحْصُلُ الْمَطْلَبِ

اس حدیث کا یہ ہوا کہ آنحضرت کی نماز طھر سے پہلے ایسے اندازہ سے ہوتی تھے کہ کمرے
 میں ابتدا میں اس کے تین قدم مد سایہ اصلی کے ہوتے تھے اور انتہا پہنچ قدم مد سایہ
 اصلی کے اور جاڑ میں ابتدا میں اس کے پانچ قدم مد سایہ اصلی کے ہوتے اور انتہا او کے سات
 قدم مد سایہ اصلی کے ہوتی الغرض دونوں موسم کے نمازوں کی انتہا بعد وضع کرنے سایہ صلے
 کے ایک مثل کے وری ہوتی ہے اور اس سے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تجاوز نہیں کیا پس یہ بین دلائل قویہ جمہور کے اس مذہب پر کہ آخر وقت طھر کا ایک مثل
 تک ہو اور بعد اسکے وقت عمر کا داخل ہو جاتا ہے اور دلائل انصار مذہب شیعہ و امام
 ابی حنیفہ کے جنہیں سے جناب مولف تین چار تو جناب مولف فی بیان کیے ہیں دلیل
 اول یہ کہ روایت ہے ابو ہریرہ وغیرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اِذَا اَشْتَدَّ الْحَرُّ تَوَضَّعَ بِالصَّلَاةِ فَاَنْ شَدَّ الْحَرُّ مِنْ عَجْ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَعَيْنُهُمَا وَجِبْ
 استدلال مولف نے یہ کہی ہے کہ اس حدیث کی تفسیر میں روایت عبد اللہ بن رافع کی ابو
 سے اندسأل اباہریرۃ عن وقت الصلوة فقال ابوہریرۃ انما اُخبرک فضل الظہر اذا کان
 مثلاً رواہ مالک اور یہ حدیث وال ہے اس پر کہ وقت طھر کا بعد ایک مثل
 کے باقی رہتا ہے اس قدر کہ دس رکعتیں طھر کے پڑھ سکین اور اگر سبق آئے تو وہ بھی دس
 رکعتیں پڑھ سکے۔ پہلے ان آخر وقت کے اور اوہین قریب دو مثل کے وقت آجا دیگا پس
 جواب اسکے دوہین پہلا جواب یہ ہے جو شیخ سلام اللہ حنفی نے محمل
 میں بیان کیا ہے قالوا معناه مع الفی الاصل عجبت لیکن المجموع ذلک القدر يحصل
 ذلک بالاراد بالصیف التکیر فی الشتاء فلا دلیل فیہ لم یقال بقاء وقت الظہر بعد ما
 صا الظل مثلاً انتہی اقول شرح اسکے یہ ہے کہ ابو ہریرہؓ سایہ اصلی کو استثناء تو کیا
 ہو نہیں پس ہوا ایک مثل ہے اس کی کلام میں ایک مثل مد سایہ اصلی کے ہو گے اور وہ بھی
 تقریباً توجیکہ سایہ اصلی کو اوہین نکالین اور تحقیقاً مقدار سایہ کے کو معلوم کریں تو اس قدر
 وقت نکلتا ہے کہ بخوبی نماز طھر سے امام اور سبق قبل انتہا تک مثل کے فارغ ہو سکتی
 ہیں پس نہیں ہوئی دلیل اوپر باقی رہنے وقت طھر کے بعد اختتام ایک مثل کے

بیچ اس حدیث کے دو اسرار جواب یہ ہے کہ جب کہ ثابت ہو چلیں حدیث صحیحہ والہ اسیر کہ
 بعد ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں رہتا اور مقدم ہونا اور ان احادیث کا سوامی ایک حدیث
 کے جو چیزیں کے امامت سے معلوم نہیں تو کہ اور ان سے ہونگو مسنوخ کہیں پس واجب ہوا
 جمع اور اتفاق کرنا اس حدیث ابو ہریرہ میں اور ان احادیث میں تو کہتے ہیں کہ مراد ابو ہریرہ
 کے یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہو جا امام ہو کر خواہ سبق ہو کر ایسے وقت تک کہ سایہ تیرا
 مثل تیری ہو ایسا ہی کہا ہے امام نووی نے اور شیخ سلام الدہخفی نے
 سنن میں اس قول کے وصلی المدة الثانیة الظہر حین کان ظل کل شیء مثله لوقت العصر کا مفسر
 ہو کہ حدیث میں جب سیریل کے وارد ہو واسطی دفع تمارض کے حدیث جبریل اور حدیث ان
 صلیتم الظہر فاند وقت الی ان یحضر العصر سے اور واسطی دفع اشتراک کے جب کہ صنف میں
 اول حدیث کے ہماری احادیث میں سے کلام اور نقل کیا گیا دلیل ثانی مولف
 کے یہ ہے کہ روایت ہے عبد الدین عمر سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال انما مثلکم ومثل اهل کتاب کوحل استاجر اجراء فقال من یعمل لے عندیة الى نصف
 النهار علی قیراط قیراط فعلت ایمنی ثم قال من یعمل لی العصر علی قیراط قیراط
 فعلت النضاری ثم قال من یعمل لی من العصر لی ان یغنی الشمس علی قیراطین فانتم هم
 فضیل الیہی والنضاری فقالوا لانا کنا اکثر عملاً و اقل عطاءً و اوه الشیخان
 و الترمذی وجہ استدلال مولف کی یہ ہے کہ یہ دونے اپنے عمل کو جو فجر سے ظہر تک تھا اور
 نضاری اپنے عمل کو جو ظہر سے عصر تک تھا عمل سے مسدود بہت بڑا ساتھ صبیحہ افضل
 التفصیل کے کہا تو معلوم ہوا کہ وقت عصر کے سے وقت ظہر کا بہت ہی بڑا ہے تو چاہیے
 کہ دوثلث وقت ظہر کا ہو اور ایک ثلث وقت عصر کا جیسا کہ دو قیراط میں بہت ایک
 قیراط کے پس ہو جائیگا وقت ظہر کا سورہ سایہ اصلی کے دو مثل تقریباً پس
 جواب اس کے چار میں جو کلام سے شیخ اسلام حافظ ابن حجر کے جو زمین قابضی
 ابو زید دلو سے حنفی کے صادر ہو چکا ہی مستغاد ہوتے ہیں چنانچہ فتح الباری
 میں فرماتے ہیں قولہ فی حدیث ابن عمر عن کنا اکثر عملاً تمسک بعض الخفیزہ کا نے

فی کتاب الاسرار الی ان وقت العصر من مصیر ظل کل شیء مثله لیکان مساوی الوقت لظہر
 وقد قالوا کنا اکثر عملاً فدل علی اندون وقت الظہر اُجیب بمنع المساواة وذلك
 معروف عند اهل العلم بهذا الفن وهوان المدة التي بین الظہر طول من المدة التي
 بین العصر والمغرب وأما ما نقله الخنابلة من الإجماع علی ان وقت العصر ^{کالمصیر}
 فحصل علی التفریب اذا فرقنا علی ان اول وقت العصر مصیر اظل مثله كما قال الجمهور
 واما علی قول الخفیه فالذي من الظہر العصر اطل قطعاً وعلی التنہل لا یلزم من
 التنبیل والتشبیہ النسویۃ من کل جهة وبأن الجناد اورد في معنی مقصود لا تؤخذ
 منه المعارضة لما ورد في ذلك المعنی بعینه مقصود انی امر احس وبأنه
 لیس فی الخبر نص علی ان کلاً من الطائفتین اکثر عملاً لصديق ان کلاً من مجتمعین اکثر عملاً
 من المسلمین وباحتمال ان یکون اطلق ذلك تغلیباً وباحتمال ان یکون ذکر قول الیهوی
 خاصه فیندفع الاعتراض من صلیه کما حرم بعضهم ویکون نسبتہ ذلک للجمیع فی نظر
 غیر مرادة بل هو عموم اريد به الحصر وبأنه لا یلزم من کونهم اکثر عملاً ان یکونوا
 اکثر زماناً لاحتمال کون العمل فی ذمهم کان أشق وبیئده قولہ تعالیٰ ربنا ولا تحمل
 علینا اصراراً كما حملت علی الذین من قبلنا ویمائیئ بد کون المراد کثرة العمل وقلة النسبة
 الی طول الزمان وقصر کون اهل الاخبار متفقین علی ان المدة التي بین علی وبنی
 صلی الله علیه وسلم دون المدة التي بین بنی وبنی وقيام الساعة لان جمهور اهل المعاصرة
 بالاجبار قالوا ان مدة الفترۃ بین علی وبنی وبنی علیهما السلام ستمائة سنة وثبت
 ذلک فی صحیح البخاری عن سلمان وقيل انہا دون ذلك حتی جاء عن بعضهم انها مائة
 وخمسون سنة وهذه مدة المسلمین بالمشاہدۃ اکثر من ذلك فلو تمسکنا بان المراد
 التمسک بطول الزمان وقصرها للزم ان یکون وقت العصر اطل من الظہر لا قایل به فدل علی المراد کثرة
 العمل وقلة الزمان وتعالیٰ علم انتہی تفصیل جوابات معترضہ بیکر محمد کلام شیخ الاسلام کا رد ابو زید و
 خطیہ پاورتوالی کا وہاں الخیر از اور الخیر جوابات میں استدلال مولوی محمد جبار میں اول جواب کہ جو حدیث ایک صحیحیہ
 کہ جو اور اس سے کہ قصہ وہ صادر ہو تو اس کے معارض منہو گے وہ حدیث جسمین معنیہ باشی جاتے ہیں

وہ حدیث بقصد اس معنی کے وارد نہیں ہوئی بلکہ ارشاد سے اس کی غرض اور کچھ ہے | قول انشیہ
اسکی جیسے کہ امارت ایک مثلی جو سابق میں نقل ہوئے ہیں بقصد اس سے تحدید ہے آخر وقت ظہر کے
اور اول وقت عصر کے نو دلائل کے وقت ظہر اور عصر پر بطور عبارت النص کی ہوئے اور حدیث
اجارہ کی جسے مولف کو استدلال ہے غرض اور قصد اس کے سبق سے اجازت ہے اس بات سے کہ
یہود اور نصاریٰ دو نوزیق باوجود کثرت عمل کے کتر ہیں امہ محمود ہے یہی غرض عمل کے اور بقا اس
امت کا قلیل ہے بنسبت اون دونوں کے مگر پس لالت اس حدیث کی اور کئی ویشی وقت
ظہر اور ظہر کے اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو بطور اشارۃ النص کے ہوگی اور یہ قاعدہ ہے کہ اشارۃ
النص معارض عبارت النص کے نہیں ہوا کرتی بلکہ عبارت النص مروج اور متروک ہوتی ہے
جیسا کہ کہا صدر الشریعہ حنفی نے توضیح میں أَمَّا الْمَنْ فَكَتَبَ النَّصَّ عَلَى الظَّاهِرِ الْمُفْصِلِ
النَّصِ وَالْحَكْمِ عَلَى الْمُفْصِلِ وَالْحَقِيقَةِ عَلَى الْحَازِ وَالصَّرِيحِ عَلَى الْكُنَايَةِ وَالْعِبَارَةِ
عَلَى الْإِشَارَةِ وَالْإِشَارَةِ عَلَى الدَّلَالَةِ انتہی اور کہا علامہ نقضانی نے تلویح
مِنْ أَعْلَمَ أَنَّ الثَّابِتَ بِالْإِشَارَةِ وَالْعِبَارَةِ سَوَاءٌ فِي التَّبَعِ مِنَ النَّظْمِ وَفِي الْقَطْعِ بِالنَّصِّ
عِنْدَ الْكَثَرِ إِلَّا أَنْ عِنْدَ التَّعَارُضِ يُقَدِّمُ الْعِبَارَةُ عَلَى الْإِشَارَةِ لِمَكَانِ الْقَصْدِ بِالسُّوقِ
كَقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي النِّسَاءِ أَنْهُمْ نَاقِصَاتُ عَقْلِ وَدِينِ الْحَدِيثِ سَقَتْ لِبَيَانِ
نُقْصَانِ دِينِهِمْ وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ الْكَثْرَ لِحُضْرَةِ عَيْنِهِمْ وَهُوَ مُعَارِضٌ لِلْمَذْهَبِ
أَنْدِ صَلَواتُ اللہِ عَلَیْہِ وَسَلَمُ قَالَ قُلُ الْحُضْرُ لَنْ يَكُنْ عَشْرًا مِائَةً وَفِيهِ تَبَيُّنٌ لِلْمَذْهَبِ وَفِيهِ تَبَيُّنٌ
حَدِيثِ اجارہ محمود و نصاریٰ سے تاخیر نما عصر کے انقل واوٹے لکھا ہے از روی دلالت نظر
کے اپنے موطامین اور اس حدیث سے یہہ استدلال کیا کہ وقت عصر کا بعد شمس کے ہونے
اب معلوم ہو کہ دلالت النص کتر ہوتی ہے اشارۃ النص عند التعارض لِأَنَّ الدَّلَالَاتِ أَيْضًا كَالْإِشَارَةِ
لَكِنْ الْإِشَارَةُ أَوْلَى عِنْدَ التَّعَارُضِ كَذَا فِي تَرْجُمَةِ الْأَنْوَارِ وَالتَّوَضُّعِ وَغَيْرِهَا مِنْ كِتَابِ الْفَقْهِ
أَوْ حَالِ إِشَارَةِ النَّصِّ سَابِقِ مَعْلُومِ بِرُجُوحِهَا بِمَقَابِلِ عِبَارَاتِ النَّصِّ كَمْ مَوْجُوعٍ أَوْ غَيْرِ مَعْمُولِ سَوَاءِ
أَوْ مَوْلَا نَاشَا عِبْدَ الْعَزِيزِ قَدْ سَرَّهَ فِي حَدِيثِ مَوْطَا كَيْسَانَ الْحَمْدِ مِثْلِ مَنْ نَقَلَ كَرِ
تَوْجِہ و تشبیح اس حدیث کی خوب سے کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں نسخہ شانہ دوم از موطا رواہ

از اوقات متعینہ میخیزد بخلاف وقت عصر کہ فی نفسه متعین است کو نیم شبیہ برمی بزمی نظم و محاط بر
 است و مخاطبین وقت متعارف نماز آن جناب را میثاق کنند پس نسبت بایشان بوجہ این تقسیم
 مستحق شد و دیگر از اسامی ایشان این معنی واضح شد و تفہیم مستحق شد نظیرش آنکہ حضرت عائشہ
 در وقت معمول نماز عصر آن جناب فرمودہ است کَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ الشَّمْسُ فِي حُجْرَتِنَا لَمْ يَطْلُبْ لَيْلًا
 بَعْدُ و معلوم است کہ این بیان تفسیر غیر از کسانی را کہ ان حجرہ مبارک دیدہ باشند
 و بودن آفتاب را در آن حجرہ و ظهور سایہ را در آن مقایسہ کردہ باشند فائدہ نمیکند کہ بذا
 و نیز باید نہست انچہ در کلام امام واقع شدہ کہ وَمَنْ عَجَلَ الْعَصْرَ كَانَ مَابَيْنَ الظُّلُمِ اسْمُ
 الْعَصْرِ قُلْ مَبَيْنَ الْمَغْرِبِ بظاہر مخدوش است زیرا کہ موافق قاعدہ ظلال انقضاء و منحل
 وقتی میشود کہ ربع النہار باقی میماند و اکثر لیلان پس دقیقین مساوی باشند نہ زیادہ و کم و میتوان
 توجیہ کرد کہ مراد امام از مابین الظہر مابین المتصایف المصلوۃ است یعنی از ابتداء ہی وقت متاخر
 خصوصاً در ایام صیف کہ ابرار آن مستحب است و الله اعلم جواب دوسر ایہمہ کہ اس حدیث اجماعاً
 میں بیہ نہیں کہا کہ ہر ایک فرقہ نے علیہ علیہ اپنے اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے بلکہ بظاہر الفاظ
 بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فرقہ نے ملکہ کہا ہو کہ ہننے زیادہ عمل کیا ہے پس زیادتی عمل فقط نصائر
 کی عمل مسلمان سے ثابت تہو ہی تو کہ وقت اور کے عمل کا وقت عمل مسلمان سے زیادہ کہ جواب
 میسر ایہمہ کہ باعث کثرت عمل ہوو کے نسبت نصاری کے احتمال ہے کہ در اصل زیادہ
 رکھنے والے اپنے عمل کو یہودی ہوں اور بہ نسبت ظاہری طرف دونوں کے مجازاً ہوا زراہ
 تعلیہ کے اور بطور اطلاق عام اور زیادہ خاص کی جواب چوتھا یہمہ کہ اون لوگوں نے
 اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے عمل مسلمانوں کے اور عمل کے زیادہ ہو نیسے زمانہ عمل کا زیادہ
 ہونا ضرور نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تہوڑے زمانہ میں مثلاً ایک دن میں کوئی اس قدر کام
 کرے کہ وہ کلام او سیقدر دوسرے آدمی سے دو دو نہیں ہو اور یہہ بات بہت موٹی ہے
 اور قابل ہر لڑکون تک کے ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث میں بھی عمل نصاری کے کے پنے
 اگر نصاری کے کو بھی زیادہ رکھنے والے اپنے عمل کو بھراوین تو معنی او سکے ہی میں کہ فقط
 عمل انکا زیادہ ہی عمل سے مسلمان کی نہ یہ کہ زمانہ اونکی عمل کا زیادہ ہے زمانہ عمل مسلمان

کے سے ہر تمسک دو وجہ کے وجہ اول یہ کہ ارشاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا
 اِثْمًا كَمَا كُنْتَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال پہلی امتوں کے کثیر تھے
 اور شاق تو اس سبب سے عملوں کا کثیر ہوا امت محمدیہ سے نہ سبب طول زمانہ کے وجہ ثانی یہ کہ
 مدت عمل نصاریٰ کی نصف ہے مدت عمل سے مومنین کے بحساب ان دنوں کے اسلئے کہ مدت عمل
 کو مومنین کی آج تک بارہ سے برس ہو چکا اور مدت عمل نصاریٰ کی جو میعاد اوسکی عیسیٰ علیہ السلام سے
 لیکر زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے قریب چھ سو برس کے ہے جیسا کہ روایت کی ہے
 بخاری نے سلمان سے کہ زمانہ فترت کا عیسیٰ علیہ السلام سے لیکر آنحضرت تک چھ سو برس ہیں
 اور خدا جانے کہ آئندہ اس امت کو کب تک بقا ہے اور مدت نصاریٰ کی بہ نسبت مومنین کے کس قدر
 کم ہو جاگیگی پس کس طرح کہو گے کہ زمانہ عمل نصاریٰ کا زیادہ ہے عمل مومنین کے سے تو کہ ظہر کا وقت عصر
 کے وقت سے بڑا ہو جاوے پس معلوم ہوا کہ نصاریٰ نے اگر اپنی عمل کو زیادہ کہا ہے تو باعتبار
 شاق ہونے عمل کے جیسا کہ شاہد ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِثْمًا بِاِعْتِبَارِ
 طُولِ مَتِّ عَمَلٍ کے تو نہ ثابت ہوا اس قول سے نصاریٰ کے زیادہ ہونا وقت ظہر کا وقت عصر سے
 فبقیۃ الحمد دلیل ثالث مولف کی یہ ہے کہ روایت ہے ابو ذر سے کہا کُنَّا مَعَ رَسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم فی سفر فَاَرَادَ الْمُتَخَرِّجُونَ اَنْ یُّؤْخِرُوا لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنْ
 شِئْتُمْ اِرَادَ اَنْ یُّؤْخِرُوا فَقَالَ لِمَ اَبْرُدُكُمْ اِرَادَ اَنْ یُّؤْخِرُوا فَقَالَ لِمَ اَبْرُدُكُمْ اِرَادَ اَنْ یُّؤْخِرُوا فَقَالَ لِمَ اَبْرُدُكُمْ
 اَلْبَلْوَى فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ بَشَرَةَ الْحَبَشَةِ مِنْ فِتْنَةٍ جَمْعُهُمْ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ
 وجہ استدلال مولف نے دو بیان کیے ہیں ایک یہ کہ سایہ ٹیلیوں کا بعد وہل جانے نہایت آفتاب
 کے ہوتا ہے پس اقل یہ کہ ذہلی بقدر چوتھائی حصہ آدھی دن کے پس ہوگا اوس وقت سایہ آدمی کا
 نصف تھا اور جب شروع ہوگا ظہر سایہ ٹیلیوں کا تو ہوگا سایہ آدمی کا ڈیڑھ قد پس جب ایسے وقت
 اذان ہوئی تو پہر نماز بوجہ سنون سے اور نماز مسبوق سے دوشل تک پہلی آخر ہونے وقت
 کے فراغت ہوگی دوسری یہ کہ تجربہ کیا گیا یعنی گولہ بنا کر شل ٹیلے کی زمین پر رکھا گیا تو
 جب سایہ کو ایک شل دیکھ کر نماز پڑھی تو قریب دوشل کے پہلی آخر وقت کی فراغت پائی
 پس جواب اسکی استدلال وہی ہے تو کیا دیوین کیونکہ وہ مجرد ایک بلہ فریبی ہے

اور دعویٰ بے دلیل اسلئے کہ اولاً دعویٰ یہ کیا کہ اقل یہ کہ ڈبے دن بقدر چوتھائی آد سے دن کے اور اس پر کوئی دلیل نہیں پہر کہا کہ وقت ظہور سایہ ٹیلون کے ڈیڑھ قد سایہ آدمی کا ہوتا ہے اور یہ محض غلط بلکہ ظہور سایہ ٹیلون کا آد ہے قد سایہ آنے کے بھی پہلے ہو جاتا اور مساوی ٹیلون کے ہی اوس وقت ہو جاتا ہے جبکہ سایہ ہر شے کا برابر ہوتا ہے جسکو ارتفاع ٹیلے کی زمین سے چھپان ہو وہ جاتا ہے پہر دعویٰ کیا کہ نماز مسبوق کی اور امام کے پہلے آخر وقت آنے کے و مثل کے قریب تک ہوتی ہے یہ بھی غلط ہے اور یہ کہا وہ ان مسبوق کون تھا جسکو شامل کیا ہے ایک عادتہ معینہ مستغنیہ میں مسبوق کا ذکر کیا یہ متحدہ آئینہ نمازوں کی تھی کہ مسبوق کا وقت پیدا کیا حکایت ماضی میں اوس چیز کا جو ثابت نہ ہو ضم کرنا بڑی حماقت ہے اور یہ دعویٰ دس کعت ظہر سے فراغت ہونیکا قریب و مثل کے بھی غلط کیونکہ اگر بالفرض بعد ایک مثل کے نماز شروع ہو تو بھی سوا مثل کے اندر اذکر دس کعت نماز سے فراغت ہوتی ہے ایسا ہی دعویٰ وسکا اپنے تجربہ میں کہ جبکہ بعد ایک مثل ٹیلو کی نماز میں شروع ہوئی تو قریب و مثل کے فراغت پائی بھی غلط ہے اور فراغت دس کعت ظہر سے بوجہ مسنون سوا مثل کے اندر حاصل ہو سکتی ہے جناب مولف سے تعجب ہے کہ امام صاحب کی مح میں کہ چلے میں کہ دس ہر شب میں ہزار رکعت پڑھتے تھے جسکے حساب گھنٹوں کے بعد وضع کرنے چار گھنٹہ کے فی گھنٹہ ایک سو پچیس کعت ہوتی ہیں جیسا کہ باب ازل کی رد میں گذرا اور اپنی دس کعت ظہر سے اتنی وقت میں فراغت ہونی بیان کرتے ہیں کہ ایک مثل ٹیلون کی سے قریب و مثل کے سایہ گذر گیا تھا سو چنے کا مقام ہے تو اسکی استدلال تو بالکل وہی ہوئے اور اس حدیث کی ہرگز و مثل پر دلالت نہیں ان البتہ ظاہر حدیث سے بادی الراسی ہیں اسقدر سمجھا جاتا ہے کہ پڑھنا ظہر کا بعد ایک مثل کے اوس عادتہ سفر میں آنحضرت صلعم سے صادر ہوا ہے اور اس سے یہ شبہ گذرتا ہے کہ وقت ہر ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے پس جواب اس سے تین میں اول یہ کہ مساوی کہنا راوی کا سایہ ٹیلون کو ظاہر ہے کہ تخمیناً اور تقریباً ہے نہ باین طور کہ گز یکھ کر ناپ لیا تھا اسی واسطے صحیح مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں مساوات کا ذکر نہیں

ہے بلکہ اتنا ہی ہے کہ حَتَّى رَأَيْنَا فِي التِّلْوَكَ اور صبح بخاری میں بھی میں مقام میں بلا ذکر مساوات ہو دو جبکہ کتاب المواعیت میں ہے حَتَّى رَأَيْنَا فِي التِّلْوَكَ اور ایک جگہ بَرَأَ الْخَلْقَ مِنْ ہے حَتَّى رَأَيْنَا اور راوی نے اسکی تفسیر کی تَعْنَى التِّلْوَلُ یعنی وَقَعَ الظِّلُّ خِثَّ التِّلْوَكَ کَذَا ذَكَرَ الْكَافِي جیمہ غلامہ ان عبارتوں کا یہ معنی ظاہر ہوا سایہ نیچے ٹیلے کے اور دیکھا ہنسنے سایہ ٹیلوں کا اور وہ تخمیناً برابر ہو نا پھر بھی معہ سایہ اصلی کے ہے نہ طرح سے کہ سایہ مسلم انگ کر کے مساوی کہا ہے وَهَذَا لَا يَحْتَفِیْ عَلٰی مَنْ لَا دُوْنِیْ عَقْلٍ تَوَدُّ اَصْلًا وَسَوَقَتْ سَایَہِ ثَلَوْنِ کَاسِعِدِ نکالنے سایہ اصلی کے تخمیناً آدھی مثل ہو گا یا کچھ زیادہ اور مثل کی ختم ہونے میں اتنی دیر ہو گی کہ بخوبی نماز سے فارغ ہو چکے ہونگے دوسرا جواب یہ کہ مساوات سایہ کی ٹیلوں سے مقدار میں مراد ہو بلکہ ظہور میں یعنی پہلی سایہ جانب مشرقی سدوم تھا اور مساوات نہ تھی ٹیلوں سے کیونکہ وہ موجود تھی اور وقت اذان کے سایہ جانب مشرقی بھی ظاہر ہو گیا پس برابر ہو گیا ٹیلوں کے ظاہر ہونے میں اور موجود ہونے میں نہ تو بار میں جیسا کہ کہا فتح الباری میں وَتَحْتَمِلُ اَنْ یُرَادَ بِهِ ذَہِ الْمَسَاوَاةِ ظَهَرُ الظِّلِّ حِثْبُ التِّلِّ بَعْدَ اَنْ لَمْ یَكُنْ ظَاهِرًا مَسَاوَاةً فِي الظُّهْرِ لَا فِي الْقِدَارِ اَنْتَهٰی وَهَكَذَا فِي الْمَحَلِّ تیسرا جواب یہ کہ یہ تاخیر آنحضرتؐ سے سفر میں واقع ہوئی ہے پس شاید کہ آنحضرتؐ ص نے اس ارادہ سے تاخیر کی ہو کہ ظہر کو سر سے جمع کر کے پڑھینگے جیسا کہ اور سفرون میں جمع کرنا دو نمازوں کا آنحضرتؐ سے ثابت ہے چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاوے گا پس سفر کے وقت پر سفر کے وقت کو قیاس کو قیاس مع الفارق ہے یہ جواب بھی حافظ ابن حجر نے دیا ہے جیسا کہ کہا فتح الباری میں وَیُقَالُ کَانَ فِی السَّفَرِ وَلَعَلَّ اَحْمَدَ الظَّهْرَ حَتَّى یَجْعَلَهَا مَعَ الْعَصْرِ اَنْتَهٰی وَهَكَذَا اَنْفَلَکَ فِی الْمَحَلِّ الْحَنْفِیَّ عَلَی وَجْهِ الْقَبُولِ وَالتَّسْلِیْمِ قُلْتُ مُشَارَہَ اَوَّلَاتِ کَا یَہٰی ہے کہ اداویش صحیحہ جیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں ہوتا ثابت میں پس معیار میں الاولیٰ تاویلین جمع کی گئی دلیل رابع مؤلف کی یہ کہ حدیث میں بریدہ کی واقع ہے فَلَا کَانَ الْیَوْمَ الثَّانِیَ اَمْرًا فَاَبَدَ بِالظُّهْرِ فَاَبَدَ بِهَا فَانَعَمَ اِنْ یُبْرَدَ هَارِ وَاہِ مُسْلِمٌ فِی تَمَامِ الْحَدِیْثِ اور روایت میں ابو موسیٰ کے یوں وارد ہے ثُمَّ اَخْرَجَ الظَّهْرَ حَتَّى کَانَ قَرِیْبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ وَجْہًا لِّلْ

یہ بیان کی ہے کہ نماز دوسری دن بہت ٹھنڈی کر کے پڑھی تھی باہن طور کہ قریب تھا آخر
 اور کا ابتدا وقت پہلے دن کی عمر کے اور پہلے دن عمر اور سوت پڑھی تھی کہ آفتاب اُٹھا اور
 سفید تھا اور سوت پنج گہری دن تھا اور دوسرا یہ کہ لفظ فائتم ان تیرو کا اول خود دلالت کرتا ہے
 دوشن پر اور اگر محل کہو تو بیان کر دیا ہے اسکو حدیث ابی سعید کی نے جواب دہ گزری اقول
 وہ حدیث یہ ہے کہ کہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اذَنْ مُؤَدَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لِلظَّهِرِ فَقَالَ اَبْرَدُ اَوْ قَالَ اَنْتَظِرْ اَنْتَظِرْ فَاِنْ سَبَّحْتَ الْهَرَمَ مِنْ فَيْحٍ جَهَنَّمَ فَاذَا
 اَسْنَدُ كَرَّ اَبْرَدُ فَعَبَّرَ الصَّلَاةَ وَاهِ الطَّاهِ وَتَعَبَّرَ بِهَا پس ہر چند کہ جواب سکا ہی تھا کہ کچھ
 نہ بولتے ۵ آنت جو ابش کہ جو ابش نہ ہی ۶ لاکن تاہم واسطے دفع اشتباہ بعضی ناواقفین
 کے کہا جاتا ہے کہ اس حدیث سو دوشن تو کیا ایک شل سے سجاوڑ کی بوجہ نہیں آتی ہے
 اور آج تک کسی حنفی نے بھی نہیں کہا کہ فائتم ان تیرو بہا جسکے عہد معنی ہیں کہ خوب ٹھنڈا
 کیا اس طہر کو دوشن تک ٹھنڈا کرنا مراد ہے اور عہد استنباط اس کو کف ہی نے اختراع
 کیا ہے ۵ بن عقل و دانش بایہ گریست ۶ غور کرو کہ خوب ٹھنڈا کرنے سے عہد کہاں
 لازم آتا ہے کہ ایک شل سے باہر کجاوی اور جو دو وجہ استدلال کین مولف نے بیان کی
 ہیں وہ بالکل واہی اور بوجہ ہیں وجہ اول سلیے کہ عمر پہلے دن کی آنحضرت نے ایک شل پر پڑ
 تھی جسکو مولف کہتا ہے کہ پانچ گہری دن رہی پڑھی تھی اور پھر ظہر دوسری دن کی اس پانچ
 گہری دن ریح کی قریب کہتا ہے اور ویس اس پانچ گہری کی مقدار پر اسکو ٹہراتا ہے کہ آفتاب
 اور سوت بلند اور سفید خالص تھا اور اتنا نہیں جانتا کہ دن پھر ڈیڑھ پھر دن رہے ہی آفتاب بلند
 اور سفید ہوتا ہے شاید اس کے نزدیک پھر ڈیڑھ پھر دن رہے آفتاب نیچا اور زرد ہوتا ہوگا اور
 پانچ گہری دن رہے بلند اور سفید ہو جاتا ہوگا یہ باتیں سواہی باولون کے کسی سے صادر نہیں
 ہو تیں اور وجہ ثانی ۱ سلیے لغو ہے کہ لفظ فائتم ان تیرو بہا جسکے عہد معنی ہیں کہ خوب ٹھنڈا کیا
 کسی عاقل کے نزدیک خواہ وہ ہندو ہی ہو وہ شل پر دلالت نہیں کرتا اور نہ اس کے اجمال کو حدیث
 ابو سعید کی اوٹھاتی ہے کیونکہ اوس میں بھی ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے ایک شل سے
 سجاوڑ کرنا معلوم ہو چنانچہ حدیث بالا اسکی منقول ہے پھر معلوم نہیں کہ مولف مجنون کس

خط سوائفم ان یزید بھا سے دو مثل نکالتا ہے **فَاللّٰهُ اَشَدُّ لِسَانِ چارون لیلوں**
 مولف کی سے بوجہ معقول جوابات ہوئے اور ثابت ہو گیا کہ اوسکی ایک لیل سے ہی ثابت نہیں
 ہوتا کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے چہ جائیکہ دو مثل تک اب سنو کہ مولف نے
 حدیث جبرائیل سے بھی جو تم تک جمہور کے درباب ایک مثل کے ہے استدلال کیا ہے اسے کہ وقت
 ظہر کا دو مثل تک ہوتا ہے اور وجہ استدلال یہ بیان کی ہے کہ جبرائیل نے دوسرے دن ظہر
 او سو ق پڑھی تھی جو وقت پہلے دن عصر پڑھی تھی یعنی ایک مثل پر پس اس سے اشتراک نواز
 نمازون کا ایک وقت میں بعد چار رکعت کے پیدا ہوا اور یہ وہ اشتراک منوع ہے حدیث **اِذَا**
صَلَّيْتُمُ الظُّلُمَاتِ فَاِنَّهُ وََقْتُ الْاَحْضَاءِ سے تو آخر وقت ظہر کا ایک مثل منوع ہوا بدلتا حدیث
 ابو ہریرہ وغیرہ کے اور تین ہوا دو مثل آخر وقت ظہر کا تو جواب اوسکا سخت اول حدیث کے
 احادیث ایک مثلی میں سے کلام سے شیخ سلام اللہ معنی اور امام نووی کے گندا اور حاصل اوسکا
 یہ ہے کہ جبرائیل نے دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پر فراغت پائی تھی نیز یہ کہ شروع کی تھی اور
 پہلے دن عصر او سو ق میں یعنی بعد ایک مثل کے شروع کی تھی پس اشتراک نہ ہوا تو کہ اوسکی منوع
 سے آخر وقت ظہر کا دو مثل ہو جاوے اور ان معنی کو امام نووی نے خوب لعل بیان کیا ہے
 پس طرف پہلی حدیث ایک مثلی کی رجوع کرنا چاہیئے اور ایک لیل عقلی مولف نے بیان کی
 ہے وہ یہ کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھنی سے بالیقین نماز اپنے وقت میں ادا ہوتی ہے اور
 اگر ایک کے بعد پڑھیں تو شاید ہے کہ احد کے نزدیک وقت نہوا ہو پس ہوگی نماز قبل وقت
 کے اور میرے درست نہیں بالاجماع پس اسکا جواب یہ ہے کہ اگر باوجود قیام دلائل قطعیہ کے اور
 اتفاق تمام جہان کے اور ایک مثل کے خلاف امام ابو حنیفہ کا بے دلیل سو جہاں بات کا ہو
 سکتا ہے کہ بعد ایک مثل کے قبل دو مثل کی نماز عصر کے پڑھنی قبل وقت سے ہوگی اس احتمال
 سے کہ شاید عند اللہ وقت نہوا ہو تو چاہیئے کہ اگر کوئی مدعی بلا دلیل دعویٰ کرے کہ وقت نماز
 عصر کا بعد تین مثل کے داخل ہوتا ہے اور اس پر کہہ دے کہ نہوا ہو جیسا کہ امام ابو حنیفہ دو مثل پر
 کوئی دلیل نہیں رکھتے تو اوسکی دعویٰ بلا دلیل سے نماز عصر کو تین مثل کے بعد سے جائز
 نہ رکھیں اس احتمال سے کہ شاید اللہ کے نزدیک تین ہے مثل کے بعد وقت نہوا ہو اور یہ

وریہ کوئی نہیں کہیگا حتیٰ المولف الخفی حالانکہ یہ قول تین مثل کل اور خفیون کا دو مثل کا دو نو برابر
 ہیں بی دلیل ہوئے میں پس معلوم ہوا کہ مجروح خلاف بی دلیل عمل ہو اور ہر امر با دلیل اور متفق علیہ
 جمہور کے مانع نہیں ہوتا اور باعث عدم احتیاطی کا نہیں ہوتا اور ایک دلیل و مثل پر حسب
 ہدایت بیان کے ہے وہ یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابود ویا الظہر فان شدة
 الحر من فیج جھنم یعنی ٹھنڈا اگر وہ ظہر کو شدت گرمیوں میں اور شدت گرمی کی دیا عرب میں عین مثل
 پر ہوتے ہے پس ٹھنڈک و سیوق پر ہو گئے جبکہ ایک مثل سو سیاحتی ہوگا جیسا کہ ہدایت میں
 فرماتے ہیں ولہ قولہ علیہ السلام ابود ویا الظہر فان شدة الحر من فیج جھنم واشتد الحر
 فی دیارہم فی ہذا الوقت پس جواب یہ اس تقریر کا حکم ضرور نہیں کیونکہ خدا کر فضل و کرم سے خفیون
 ہی فی اسکو رو کر دیا ہے کہا قاضی ثناء اللہ بانی تہی خفی فی تفسیر مظہری میں و ہذا الاستدلال
 ضعیف جدا و دلالت حدیث الا یزاد علی بقاء وقت الظہر بعد المثل ممنوع بل الا یزاد امرضا
 و شدة الحر انما یکن عند الزوال و بعض الا یزاد یحصل قبل بلوغ الظل مثل الشئ ولو کان
 الحر فی دیارہم حین بلوغ ظل الشئ مثلاً اشد مما قبلہ لکان مقتضی الامر بالا یزاد و تعجیل الصلو
 فی اول الوقت واللہ اعلم انتہی اور کہا مولانا عبد الحلے خفی نے ارکان اربعہ میں و یخذ شدة
 اندر روی النساء و ابود و عن ابن مسعود قال کان قد حلوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم الظہر فی الصیف ثلثة اقدام الی خمسة اقدام و فی الشتاء خمسة اقدام الی سبعة
 اقدام و خمسة اقدام تکون اقل من المثل فقد علم ان البرد یحصل اذا کان ظل القامة
 خمس اقدامھا فلا یعارض حدیث الایزاد حدیث جبرائیل انتہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے جو
 خفیون کے سردار میں فتح القدیر حاشیہ پر ہیں ان غایۃ ما لزوم من استدلال الی ہذا ان وقت الظہر قری
 بعد بلوغ الظل نشد ولا یلزم منه الا انتہاء الی بلوغ الظل مثلاً فاللیل تھری عن اللہ عی اللہ
 بما قال ابن الہمام فی الجواب الا ان یقال انہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل فی الیوم الثانی عند بلوغ
 الظل مثلاً فیہ المتعین للعصر من دون معارض فیہما تعبلاً وقت الظہر انتہی بخوابہ ما قال الشیخ
 سلام اللہ الخفی جواب من استدلالہ بما روئے عنہ علیہ السلام انہ صلی اللہ علیہ وسلم صارت کل شئ مثلاً
 علی کون اول وقت العصر بصیر الظل مثلاً و ہوا فی المجد و ہوا کما تریہ حکایتہ حال لا یدل

علیٰ کونہ اولیٰ مقتدک انتہی ولا عند ادعٰن ایراد ابن الہمام علیٰ استدلال صاحب الہمدیہ
 بآند لا قائل یكون ما بعد بلوغ الظل المثل وقيل بلوغه مثلین خطہ عظیمہ لا مذخلاف مالم علیہ
 من ان وقت العصر من بعد بلوغ الظل المثل الی مثلین قبلہ ما بعد ہما الی الغروب
 علیٰ التخلل لا یقسم الماتع نہ یطلب الدلیل
 علیٰ القول او عدم ذلک القول فکیف یجذبہ عدم
 قوطم بلا دلیل اطمینانگاہا ضمیمہ فی بقی ایراد ابن اطمینانگاہا کات
 پس ان عبارتوں خفیہ کے سے چار جواب لیل صاحب ہدایہ کی معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ دعویٰ
 حاصل ہونے ہندک کا دیار عرب میں ایک مثل پر نہ ورے اُسکے مخدوش ہے کیونکہ ابن سہود کی
 روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت گرمیوں میں پانچ قدم سایہ ڈھلنے سے نماز ظہر کی پڑھا کرتے اور
 سات قدم تک جو ایک مثل ہوتا ہے فارغ ہو چکے اور ظاہر ہے کہ وہ پانچ قدم ایک مثل سے
 کم ہی ہیں تو معلوم ہوا کہ اوس دیار میں پانچ قدم پر دو قدم پہلے ایک مثل سے ہندک
 ہو جاتی ہے اور یہی قدر مراد حدیث ابرو و امین جو مجمل ہے پس حدیث ابراد معارض
 حدیث جبریل کی حسین ایک مثل وقت ظہر کا پایا جاتا ہے نہیں ہے ہذا حاصل جواب
 مولانا عبدالمعلیٰ دوسرا جواب یہ کہ شدت گرمی کی تو وقت زوال ہی کے ہوتی ہے
 اور بعد زوال کے ایک مثل کے ورے کچھ تو ہندک ہو جاتی ہے پس کافی ہے
 مقتضی امر کو اوسی قدر اور اگر بقول صاحب ہدایہ کے ملک عرب میں ایک مثل پر زیادہ
 شدت گرمی کی ہوتی ہے بہ نسبت نصف النہار کیلئے پانچ یا آٹھ مثل کے تو مقتضی امر کا
 یہ ہوا کہ قبل ایک مثل کے ہندک میں نماز پڑھیں اقول یہی مجمل ہے قول
 اوس شخص کے کا جو ابرو بالظہر کے یہ معنی کرتا ہے کہ ظہر اول وقت میں پڑھو
 یعنی اگر تم کہو کہ شدت گرمی کی عین مثل پر ہوتی ہے بہ نسبت اول وقت کے تو
 اول وقت پڑھو تو کہ ابراد حاصل ہو بیچ وقت ظہر کے کہ ایک مثل ہے پس دفع
 ہو گیا بیان سے اعتراض مولف کا جو مسئلہ تیسرے میں ان معنی پر کیا تھا اور
 ان معنی کو ابھی بکروا ہی بن گیا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ معنی مطلقاً نہیں بلکہ

اوس تقدیر پر مبن جو پہننے اور ہمارے پیشواون کے حنفیون نے اختراع کی
ہے کہ دیار عرب میں گرمی وقت ایک شل کی بر نسبت اول وقت کے زیادہ
ہوتی ہے فقہ برقیہ اس جواب میں کہ فرض کیا کہ ملک عرب میں ایک شل ہی پڑھندک
ہوتی ہے لکن تم نے تو ہر ملک میں ہی حکم دے رکھا ہے پس ایک ملک کی گرمی
پر ہر ملک کو کس دلیل سے قیاس کیا ہے ہذا ان الجوابان مسالہ القاضی
ثناء اللہ قدس سرہ چوتھا جواب میں کہ بطور فرض محال کے فرض کیا کہ ہر ملک
میں عرب ہو خواہ ہند خواہ روم خواہ شام گرمی وقت ایک شل تک زیادہ رہتی ہے
اور بعد ایک شل کے ٹھنڈک ہوتی ہے لکن سے دو شل تک وقت
رہنا ظہر کا کہان سے ثابت ہوتا تو دلیل ناقص رہی ہذا مفاد کلام ابن الہمام
اقول اگر ایک شل سے شروع ہون اور لبنی قراءت اور طویل رکوع اور سجود
سے بیس رکعتیں پڑھیں تو ڈیڑہ شل تک بخوبی فراغت حاصل ہوتی ہے پہر کیا
دلیل ہے باقی رہنے پر وقت ظہر کے دو شل تک پس ثابت ہوا کہ کوئی دلیل
قوی یا ضعیف نہیں جس سے وقت ظہر کا دو شل تک ثابت ہوا سیواسطے جناب
قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے جنکو شاہ عبدالعزیز ہستی وقت کہا کر سکتے باوجود یکہ
بڑے حنفی اور فقیہ تھے صاف کہہ دیا ہے کہ یہ وقت دو شل تک کسی حدیث صحیح
یا ضعیف سے ثابت نہیں ہوتا اور اسیدواسطے صاحبین امام سے مخالف ہو کر
موافق جمہور کے ہو گئی جیسا کہ ابتداء مسئلہ میں کلام اونکا تفسیر مظہر ہی سے نقل
کیا گیا پس اسیدواسطے امام مقام عالی مقام انصاف میں عدل آمین اماں مولینا
ابو حنیفۃ النعمان افاض اللہ شایب الغفوا الغفران اپنے مذہب کو اخیر میں چھوڑ کر قال
ہوئے میں کہ وقت ظہر کا ایک شل تک ہے اور حنفی لوگ اونکے متبع پہر ہی
مانند کچہری عدالت کے وکیلون کی اونکی طرف سے وکیل ہو کر جھگڑا اور مجاہدہ نہیں
چھوڑتے بڑا تعجب ہے کہ مدعی اور مدعی علیہ تو آپس میں رضی اور موافق ہو گئے ہیں اور
وکیلون کو جنگ جدال سے اب تک صبر نہیں ہے اور رجوع امام کا اپنے مذہب سے طرف

قول صاحبین اور جمعہ کے بحیث ائیمہ حنفیہ نے اپنی کتب میں لکھا ہے ایک و نہیں ہے صاحب
 خزائنہ الروایات میں کہ ملحق البیہار سے رجوع امام کا نقل کرتے ہیں اور ایک صاحب قیادہ
 شافعی میں اور ایک صاحب کتاب نیس اور ایک صاحب الجوہر الشیر شرح تنویر الابصار
 میں اور ایک امام ہندو فی میں اور ایک صاحب صراط القوم میں چنانچہ ملا عابد
 ہندی حنفی صاحب الطیفہ شرح مسند امام ابی حنیفہ میں فرماتے ہیں قد ألف
 الشیخ زین الدین محمّد صاحب البحر الرائق رسالة لتأیید مذہب الامام فی هذه المسألة
 خاضعاً استدلال علی مطلوبہ بأدلة متعدّدة واجاب عنها الشیخ ابوالحسن السبکی فی
 حاشیہ شیخ فخر القدر لابن الہام لکن لما رایت رجوع الامام الی قول الجمهور واسغنی ذکر
 شیخ من الأدلة والجواب علیہا ردّاً للاختصار مع انه رومی فی المسألة المذكور
 عن الامام ابی حنیفہ رحمہ روایات متعدّدة فمنہا رواية جبرئیل الطائفي عن یوسف بن الزوال
 عنہا رواية المثلث المشهور ان کلّ الروایات اخرج الطهر محمّدی العصر ذکر فی المحيط البوها فی
 الاثر اریا تقرض فی رواية المثلثین لخروج الطهر وانما هی فی محمّدی العصر منہا ان المعنی فی خروج
 الطهر المثلث فی محمّدی العصر المثلثان ثم المشہودین الا صاحبان الا فی رواية محمد حمزة الله عنه الثانیة
 رواية المس عنہ والثالثة رواية أسد بن عمر عنہ وان الاویلی فی ظاہر الروایة فذلک اتخذها الناس
 من ہذا الامام کما هو رای الحنفیة فی ظاہر الروایة وجعل صاحب المسبوط الاویلی
 رواية ابی یوسف عنہ والثانیة رواية محمد عنہ والثالثة رواية الحسن عنہ وجعل الطحاوی
 فی شرح الآثار الروایة الاویلی رواية ابی یوسف والثانیة رواية الحسن عنہ فذلک فی خزائن الروایات
 ناقلاً عن الملتقی البحار ان ابی حنیفہ رحمہ قد جمع فی خروج وقت الطهر مدخول وقت العصر الی قولہما
 ومن نقل انضیاء رجوع الامام الی قول صاحبیہ صاحب الفتاوی الشافعی صاحب کتاب الانیس وصاحب
 الجوہر المنیر فرج تنویر الابصار و ذکرہ ایضاً فی زیادات الہندی علی مستند الشیخان فی
 باب ما یحل کلاً وما لا یحل فقال قد صحّ عن ابی حنیفہ عن قولہ لا یحل اکل لحم الخیل وعن اختلاف
 الشافعی وخروج وقت الطهر مدخول وقت العصر عن اشیاء معدودہا و تم نقل الرجوع
 فی صاحب صراط القوم ثم اذا کان هذا القدر مقرباً فی رجوع الامام والضم الی ذلک

قول اہل مذہب اذ کان الامام فی جانب وصاحباہ فی جانب فالمتقی بالخیار انشاءً افتی بقول الصحابین کان
 العدول الی قول الجمهور واجبا واما قول صاحب البحر لا لفتی لا نعل الا بقول الامام الاعظم وان افتی
 المفتون بخلافه فذلک حلال فیما لم یختلف الروایۃ فی تلک المسئلۃ عن الامام ولم ینقل عنه
 الرجوع ولا افتی بخلاف الروایات عندکانتا حدھا بما یتسلک صاحبہ وریایہ عن الامام
 فہل ذلک الامام فمن افتی بقولہما فانصار رویاہ من قول
 الامام لا براء لہما المحبر عن قول الامام قبلہ
 انتہی کلام السندی اور اسی سبب بہت سے کتب مشہورہ متداولہ معتبرہ میں جیسے برائے
 اور غایۃ البیان حاشیہ ہدایہ اور ینامیع اور نعر الاذکار اور بردان اور فیض وغیرہ میں
 ایک مثل کی تصحیح کی ہے اور اسکی مذکور نے الاصل کہا ہے اور قابل عمل کے ٹھہرایا
 ہے اور طحاوی نے بھی اسکی وضاحت کیا ہے جیسا کہ کہا شیخ سلام الدینی نے تعلیم
 میں مدوی عن ابی حنیفہ ان وقت الظہر لی المثل کما قلت المثلثہ الباقیۃ والجمہود نے
 البدایہ والاصحیح المذکور فی الاصل وغایتہ البیان ہاخذ ابو حنیفہ وهو المشہور عندی النبیام
 الصمیم عن ابی حنیفہ فی الدار تحت ارجلہما واذ فرغ قال الطحاوی وبہ ناخذ وخیر
 الاذکار والماخوذ بہ فی الرہان ہوا ظہر لیمان جبہ ٹیل دھو بغیر الباب فی فیض وعلیہ
 علا الناس الیوم وبہ یفتی انتہی اور واضح ہو کہ نقل کرنا ہمارا رجوع امام کی کو طرف متکین
 کے اور بیان کرنا ہمارا مستعمل ہونے کو اور قابل فتویٰ کے ہونے کو نزدیک نہیں علماء
 حنفیہ کی بھی محض بطور الزام ہے اور بصورت اظہار خبر واقعی کے نہ باینطور اور اس نظر
 سے ہے کہ امام کی رجوع سے پہلو گنجائش عمل کی احادیث یکثیری پر مبنی حاشا وکلام
 اسلئے کہ اگر امام ابو حنیفہ اور انکے صاحبین بھی اور تمام حنفی اکابر پچھلے ایک مثل کے
 قابل نہوتے تو بھی پہلو احادیث یکثیری صحیحہ مرویہ عن ابی حنیفہ وعلیہ وسلم پر عمل کرنے
 میں کچھ تامل نہوتا ہمارے نزدیک غافلین بالحدیث کو اتباع رسول ودر کی حدیث کا
 معتبر کے عمل وراخذ پر موقوف نہیں جیسا کہ باب ثانی کے جواب میں برائیل قطعہ
 ثابت کیا گیا واسد تقالے اعلم بالصواب فالحمد للہ عید ما وقضا لاثبات المثل للفصل بہن الظہر

والصالح السامع القلہ الفصل ایداعہ فی الفصل بالمثلین اللہ یثبت فی حدیثہم ولا ضعیف عن النبی سید
 الثقلین لم یلقاہ بالقبول اجمہد اهل العلم من المجتہدین الماحدین فی الشائین و صلی اللہ علیہ
 رسولہ محمد وآلہ الطاہرین للحسین قال مسئلہ پانچواں جمع کرنا دو نماز و نجا بیچ ایک
 وقت کے اقوال اس مسئلہ کی تحقیق کان لگا کر سنی جائیے کہ اس مسئلہ میں جناب مولف
 نے بہت ابلہ فرجی اور حق پوشی کی ہے کہ دلائل میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جنکی طرف
 محکو کچھ التفات نہیں یعنی ایک روایت ابو داؤد کی جسکے راوی میں ضعف تھا ہماری دلیل
 شہر اگر نقل کر دی اور جو روایتیں صحیحہ متعددہ اوسمیں تھیں چھوڑ دیں ایسا ہی ایک روایت
 معجم اوسط طبرانی کی سے اور ایک روایت اربعین حاکم کی سے جنہیں کچھ ضعف تھا
 دلائل شہر اگر نقل کر کے اون کے بعض راویوں پر طعن کر دیا اور جو روایتیں صحیحہ متعددہ
 بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور مصنف ابے بکر
 بن ابی شیبہ اور سندابی یعلی اور مصنفات بیہقی اور موطا امام مالک اور موطا امام محمد
 اور معانی الاثر طحاوی اور مستخرج لابن نعیم وغیرہ میں مشہور اور متداول تھیں نقل کر کے
 اونکا جواب نہیں دیا کاش صحیح ستہ ہی کی صحیح حدیثوں کو دلیل شہر اتا اور یہاں
 سے جواب دیتا یہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ کتب متداولہ صحیحہ بخاری سے
 و مسلم حبشی کو چھوڑ کر اربعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور اونسے دو روایتیں ضعیف
 نقل کر کے اونکا جواب دیدیا تو کہ عوام کو یقین ہو کہ مجوزین جمع بین الصلواتین
 کی فقط اسبقہ رد نہیں رکھتی ہیں جنکو مولف نے ضعیف کر دیا خیریت جو کیا
 بزعم خود اچھا کیا اب ہم سے تحقیق اس مسئلہ کی کما مینفی سنی جائے کہ اپنی دلیلین
 کیسے قوی پیش کرتے ہیں اور تمام حنفیوں کے عذرات کو جو مولف نے بیان
 کئے ہیں وہ بھی اور جو اور حنفیوں نے بیان کئے ہیں وہ بھی کس طرح بالاستیعاب
 نقل کر کے اونکا جواب دیتے ہیں پس معنی نر ہے کہ جمع بین الصلواتین نے
 السفر صحیح اور ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت جماعت عظیمہ
 صحابہ کبار سے جنہیں میں علی اور عبداللہ ابن عمر اور انس اور عبداللہ بن عمرو

بن عاص اور عائشہ اور ابن عباس اور اسامہ بن زید اور جابر اور ابو جحیفہ اور معاذ بن جبل اور ابن مسعود فی احد الروایتین اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور ابو موسیٰ اشعری اور ابو ہریرہ اور کئی سوائے انکے اور مروی ہیں روایتیں انکی اون تیرہ کتب حدیث میں جنکا ذکر بالا گذرا اور کتنی اور کتب میں سوائے اون کے لاکن مجموعہ روایات میں بعضے تو ایسے ہیں کہ اون میں فقط جمع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو نمازون کو بیان کیا ہے اور کیفیت اوس جمع کی بیان نہیں کی پس حنفی لوگ اون حدیثوں میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد اس جمع سے جمع کی پس حنفی ہے یعنی پہلی نماز کو آخر وقت میں پڑھا اور دوسری نماز کو اول وقت میں پڑھا تو یہ بظاہر اور بصورت جمع معلوم ہوتی ہے اسطور پر کہ اوسمین تاویل جمع کی و دخل نہیں ذکر کرتے ہیں تو منصفین با فہم اور ناظرین با علم اون حدیثوں میں کیفیت کو بھی انہیں امانت بنیۃ الکلیف پر محمول سمجھیں تو واضح ہو کہ جمع میں الصلوٰۃ دوسرے جمع تقدیم اور جمع تاخیر پس دونوں قسموں کی حدیثیں علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہیں حدیثیں جمع تقدیم کیں روایت کی ہے مسلم نے طریق سے حکم بن عقبہ ابو جحیفہ سے یقول خرج علينا النبي صلى الله عليه وسلم بالهاجرة الى البطحى فتوفي في الظاهر والعصرين بدية غترة والمرأة والحار ميراث من ورائها اور دوسری روایت بخاری کی اس طرح پر ہے خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهاجرة فتوفي في البطحى والظهر كاتين والعصر كاتين ^{عنه} فقيل يا امام نووي في شرح صحيح مسلم من قديم بل على العصر والجمع في السفر فيمن الافضل لمن ادا الجمع وهو نازل في وقت الا ان في ان يقدم الثانية الى الاولى انتهى اور کہا شیخ سلام اندھنی نے محلے میں وظاہرہ تقدیم العصر فی وقت الظہر انتہی قولہ جب الظہر ہو کہ ان الہاجرة طرف الخرج والوضوء والصلوة جميعا لان كلام من الخرج والوضوء والصلوة مرتب الوقوع ومتقارب ومتقارب الوجه فان الفاء على لفظة فتوضاء فصل للترتيب بلا متقدم قال في

انما هو ايضا بآية الفاء الترتيب بلا تنظير انتهى مثالي الحشوي الملاصق قوله
 قد سئله عن هذه المسئلة هذه القيد مما فات المصنف ولا بد منه لا يقال يستفاد من
 قوله ثم وثقها به لا نقول لان ذلك لجواز ان يستفاد منه التقاوت بالجمع
 المخصوص ونحن نقول لولا يقتضئ المصنف عليه في شرحه لا يمكن ان يقال
 مخالف الجمع واختار كون الفاء لمطلق الترتيب انتهى فيكون المعنى على ما
 يقتضيه الفاء انه عليه السلام خرج في الباجرة وتفضل في الباجرة وصلى الظهر والعصر المباحرة
 فان قلت ان قيل انه عليه السلام صلى الظهر كما قلتم اي غير مترسخ عن الخروج في الباجرة والتوجه
 فيها كما ينبغي ليعمل بعد دخوله وقتها قلنا هذا خلاف الظاهر وقد تقرر ان المصنف من الكتاب
 والسنة يحمل على الظواهر ما لم يصرح منها وانما قطعي كذا قال في العقيدة النسفية وهما ابو جند
 ما انهم يمنع حمل الحديث على الظاهر فان قلت ما يمسك به الحنفية من احاديث
 الجمهور انهم لا يوجبون الصلاة في بعض الصحابة كابن مسعود عن الجمع وقطعية ثبوت لقين
 الميقات للصلاة ونهي عن الخطاب عن الجمع بين الصلوة ما انهم عند
 حمل الحديث على الظاهر قلنا لا شيء ولا واحد مما تسكوا به وجب لاقتناع الجمع بين
 الصلوتين مطلقا فقد كان الجمع معوضا كما استبر في تمام الجواب عن ادلتهم في حق فواهر الاحاديث سائلة
 عن الماندين ان عليها قد عدا ان لفظه مع قوله لفظ الظهر مع قوله لفظ العصر مرتب عن
 من عن الحديث وانما فيهما كيف يدعى فيقول مع التوجه والتوضيحي بانهم عندها الطلوع معمله فافهم
 من حاصل ترجمه اس حديث كما يجب بواكر ان تخفرت وقت زوال آفتاب کے بطحا
 میں وقت کے گئے پس اوسی وقت میں نماز میں وضو کیا میں دس وقت
 نماز میں جمع اور عصر کو جمع کر کے پڑھا اور روایت کی ہے ترمذی اور ابو داؤد نے
 حدیث میں سعید الخلیف بن سعد بن زید بن ابی اسیب عن ابی الطفیل عن معاذ بن جبل النبی صلی
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قتل قبل زوال الشمس آخر ظہر لی ان جمعہا الی العصر فیصلیہما جمیعاً و
 اذا رجع بعد ما دیم الشمس عمل العصر لی الظہر وعلی الظہر العصر جمیعاً وکان اذا دخل قبل الغروب
 اخر المغرب فیصلیہما مع العشاء وادخل قبل الغروب عمل العشاء فیصلیہما مع المغرب

یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر غزوہ تبوک میں اگر قبل طلوع آفتاب بی سوار ہوتے تو طہر
 کو مؤخر کر کے عصر سے ملا کر پڑھتے اور اگر بعد طلوع آفتاب سوار ہوتے تو عصر کو طہر کے وقت
 میں طہر سے ملا کر پڑھتے اور اگر سوار ہوتے قبل غروب آفتاب تو عصر و مغرب کو مؤخر کر کے عشاء
 کے ساتھ پڑھتے اور اگر بعد غروب کے سوار ہوتے تو عشاء کو بھی مغرب ہی کے ساتھ
 پڑھ لیتے راوی اس کی سب تعلات میں اُمّ اللہ اولہ فہو قتیبة بن سعید بن جبیل بفتح الجیم بن
 حریف الشقی ابو رجاء البغدادی بفتح الموحدة و سکون المعجمة یقال اسمہ یحیی وقیل علی نقی ثبت
 والثانی هو الیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمی ابو الحارث المصری ثقہ ثبت فقیہ امام مشہور
 والثالث هو یزید بن ابی جبیل المصری ابو رجاء واسم امیر سویہ ثقہ فقیہ والباقران صحابیان
 کل ذلک فی التقریب اور کھاترمذنی و ردی علی بن المدینی عن احمد بن حنبل عن قتیبة هذا الحديث
 وحديث معاذ حديث حسن غریب تفرد به قتیبة لا یثبت احدا رواه عن الیث وحديث
 الیث عن یزید بن ابی جبیل عن ابی الطفیل عن معاذ حديث غریب والمعروف عند اهل
 العلم حديث معاذ من حديث ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 جمع فی غزوة تبوک بین الظہر والعصر و بین المغرب والعشاء رواه قرطبة بن خالد وسفيان الثوري
 وما تلاه وغيره احمد عن ابی الزبیر المکی انتمی اور کھاترمذنی و ردی علی بن المدینی عن احمد بن حنبل عن قتیبة
 وحده انتہی اقول لا یخفی علی العالم بأصول الحديث ان تفرد الراوی بروایة انما یستلزم كونها
 منكرة شاذة مردودة اذ کان ذلک الراوی غیر ضابط ولا ثبت او بخالفہ فی تلك الروایة
 احفظ منه واضبط واما اذا کان المتفرد حافظا ثقہ ثبتا فلم یخالفہ احد فیہا او خالفه احد
 لكن الخالف مثله فی الحفظ والتثبت فیمکن ان لا تكون روایة التي تفرد بها مردودة بل هي مقبولة
 نعم المقبولة بشرط الاول صحیحہ وبشرط الثاني حسن قال الامام ابن الصلاح فیہ تفصیل فما
 خالت تفردہ احفظ منه واضبط فشاء وان لم یحافظ وهو عدل ضابط فصحیح وان لم
 یحافظ لکن لا یبطل عن تدرجہ الضابط حسن وان بعد فمکر انتہی نقل السید جمال الدین
 الحديث صاحب دوضیر الاحباب فی مراسلہ فی اصول الحديث ثم قال ویفہم من قولہ
 لحفظ واضبط علی صیغۃ التفضیل ان الخالف ان کان مثله لا یكون مردودا انتہی قال

الإمام النووي في مقدمته شرحه على صحيح مسلم واذا انتفت المتابعات ونحذف فردا فلا رتبة
 احوال حال يكون مخالفا لروايته من هو حفظ منه فهذا ضعيف ويسمى شاذا منكرا احوال
 لا يكون مخالفا لروايته يكون هذا الرواي حائطا غايها متيقنا فيكون صحيحا احوال يكون قاصرا
 عن هذا ولكن قريبا من درجته فيكون حديثه حسنا احوال يكون بعيدا عن حاله فيكون شاذا
 منكرا مردودا فحصل ان الفرد قسمان مقبول ومردود والمقبول ضربان فرد لا يخالفنا
 كاملا لا هيلته وفرد قريب منه والمردود ايضا ضربان فرد مخالف للاحفظ وفرد ليس في
 روايته من الحفظ ولا تقان ما يجبره فركه والله اعلم انتهى واذا اتهمنا هذا فنقول ان تفرده
 قتيبة بهذه الرواية عن الليث لا يضر صحة الحديث لان قتيبة ثقة ثبت كما مر عن التقريب ولم
 يخالف احد في تلك الرواية عن الليث ومن ادعى خلافة فعله البيان وكذا تفرده الليث بهذه
 الرواية عن يزيد بن ابي حبيب ان قال به قائل لا يضر صحة الحديث لان الليث ثقة ثبت
 فقيم امام مشهور كما مر عن التقريب ولم يخالف احد في تلك الرواية عن يزيد وكذا تفرده يزيد
 بن ابي حبيب بهذه الرواية عن ابي الطفيل ان قال به قائل لا يضر صحة الحديث لان يزيد وان
 خالف ابو الزبير المكي في الرواية عن ابي الطفيل لكن ابو الزبير المكي ليس بان ثبت من يزيد
 بل ليس مسما وبالله لان يزيد ثقة فقيم كما مر عن التقريب فهو في المرتبة الثانية لان هذا
 مؤكد وقد قال الحافظ في التقريب فاما المراتب فاولها الصحابة فاصحهم بذلك ثم
 الثانية من الكلد منهم اما بافعال كأدق الناس او بتكرير الصفة لفظا كثقة او معنى
 كثقة حافظ انتهى واما الزبير المكي صدوق فقط ومع ذلك مدلس قال
 الحافظ في التقريب محمد بن مسلم بن تدريس بفتح المثناة وسكون الدال المهملة
 وضم الواو الاسدي مولاهم ابو الزبير المكي صدوق الا انه يدلس من الرابعة
 انتهى فهو في المرتبة الرابعة لما قال الحافظ الرابعة من فمر عن درجة الثالثة قليلا
 اليه لا شادة بصدوقه ولا باس به او ليس به باس انتهى فكيف يجوز ان يفرده
 ابن ابي حبيب بالرواية عن ابي الطفيل خلافا لابي الزبير المكي الذي
 هو دون في الثبوت والنقاة فافهم: يستلزم ان يكون حديث قتيبة كى باوجود

تقریر قتیبہ کی اول تو صحیح ہے کہا حقیقہاً در نہ اسکا حسن میں تو کسی اہل بصیرت کو کلام نہیں لیا
 قال الترمذی حدیث حسن غریب یعنی غریب ہی نظر تفرودے اور حسن ہے اس نظر سے کہ خلاف اسکا
 کسی احفظ او اضبط نسبت اسکی روایت کی مراد نہیں اور جو کہ سؤ لوگ نے زلیعی حنفی سے نقل کیا ہے
 کہ دوسری حدیث در باب جمع تقدم کے غلط نہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ زلیعی ایہ جرح
 اور تعدیل میں ہدین اسکا مذہب تو یہ ہے کہ حنفی مذہب کی فقہ راشی کرے نہ یہ کہ حدیثوں کو
 جرح کرے اور جو کہ مولف نے یہ قول ابو داؤد سے بواسطہ عینی کے نقل کیا ہے تو جواب اسکا
 یہ ہے کہ ابو داؤد اپنے سنن میں حدیث صحیح ابو جحیفہ کے جو بخاری اور مسلم سے نقل ہو چکی ہے
 جس سے صاف جمع تقدم ثابت ہوتی ہے روایت کی ہے اور یہ حدیث قتیبہ بن سعید اور اسکا
 صحیح ہونا ثابت کیا گیا ہے روایت کی ہے اور جرح قدم او سپر نہیں کیا اور سداً تفرود قتیبہ کے جو
 کہ عثمانی صحیح حدیث کے نہیں کہا حقیقہاً کچھ زبان پر نہیں لایا یہ کس طرح تسلیم کیا جاوے کہ یہ قول
 بھی کہا ہو تو اگر جناب مولف کو کچھ غیرت آوے تو نشان دہی کریں کہ ابو داؤد نے کون سے
 کتاب میں یہ قول کہا ہے پس محقق ہوا کہ جمع تقدم احادیث صحیحہ جو بعض اہل علم سے علی
 شرط اشعین بن میں اور بعض کم اونکے درجہ ثابت ہے اسنو جلد تیسرے تاخیر کہیں روایت
 کی مسلم نے ناف سے ابن عمر کان اذ جاء به السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ان یغیب
 الشفق ویقول ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم کان اذ جاء به السیر جمع بین المغرب
 والعشاء اور روایت کی ہے ترمذی بنی ابن عمر سی انہ استخف علی بعض اہل نجد بہ
 السیر و آخر المغرب حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینہما ثم اخبرہم ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم
 کان یفعل ذلك اذ جاء به السیر کہ ما تاملے ہذا محل حسن صحیح اور روایت کی ہے بخاری
 نے سالم بن عبد اللہ سے و آخر ابن عمر المغرب و کان استصرخ علی امرأۃ صفیۃ
 بنہ ابی عبیدہ فقالت لہ الصلوۃ فقال سرحتی ساد میلین او ثلثۃ ثم نزل و صلی فقال
 ہذا ای النبی صلی الله علیہ وسلم اذ عجل السیر و یہ بات ادنی عاقل ہی جانتا ہے کہ اگر بعد
 دخول وقت مغرب کے دو تین کوس سافت چلیں تو اتنی شفق غائب ہو جاتی ہے اور وقت
 عشاء کا داخل ہو جاتا ہے اور صاف سنو کہ روایت کی ہے بخاری نے اسلم سے قال کنت

بنین محقق اس شخص سے بھی جو ہدایت الخویر ہوا ہوگا تو اس حدیث میں بھی حتی واسطہ انتہا
 آخر کے ہوگا نہ واسطہ انتہا ظہر کے جو معقول ہے آخر کا پس حاصل طلب اس حدیث میں ہوا کہ جب
 انحضرت ارادہ جمع کرنے و نماز کو کا کرتے تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتے کہ منتهی تاخیر کا اول وقت
 عصر کا ہوتا یعنی اس تک ظہر نہ پڑھتے کہ عصر کا وقت آجاتا تو بعد داخل ہوئے وقت عصر کے جمع میں
 اصرار کرتے اور اس سے کسی کو اہل علم سے انکار نہیں مگر مخرجین للخصوص کو کہ واسطہ اتباع
 اور حمایت قول نبی امام کے باوجود براہت ان معنی کے کہ ہونا مانگے اور یہی محرف معنی خلاف خواہ
 لغت کے اختراع کریں گے جیسا کہ جناب ہدف فرماتے ہیں پس حدیث کے یہ ہے کہ حضرت تاخیر
 کرتے نماز ظہر کو باسن طور کہ منتهی نماز ظہر کا اول وقت عصر کا ہوتا اور اس پر دلالت کرتا ہے پیرنا منہی
 ہما کا دونوں وقتوں کے طرف ہی حدیث آئندہ کے انتہی کلام المؤلف اور مردود ہونا اسنے کا معلوم ہو
 چکا جیکہ جسے آیت اور حدیث کی سند اور گواہی سے ثابت کر دیا کہ اول وقت عصر کا منتهی تاخیر کا
 ہے نہ منتهی نماز ظہر کا جو معقول ہے آخر کا علاوہ یہ کہ اگر اول وقت عصر کا بقول مدلف محرف
 کے منتهی ظہر کا ہے تو تم جمع بنین ہما کی کچھ معنی بنین سنتے کیونکہ بعد انتہا اور ہو چکنے ظہر کا اول
 وقت عصر تک پہنچ گیا اور اس کا ساتھ عصر کے کس طرح ہو اور یہ جو مولف نے صفحہ ۲۲۱ ہما کا طرف دونوں
 کی راجح نہایا ہے اس کا جواب تیسری حدیث میں آچکا اور روایت کی ہر مسلم نے
 فیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عجل السرا یحظر الی اول وقت العصر فجمع بیکنہما
 وحق المخرج جمع بینہما لیس فیہما لغو بلین ہی الی واسطہ تاخیر کے ہر بعدیہ ایسی دلیلیں
 شواہد سے جو حتی میں گذری ہیں حاصل طلب اس حدیث کا ہوا کہ جب انحضرت
 کرتے تو تاخیر ظہر کے اس حد تک کرتے کہ منتهی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا پیرنا منہی ظہر کو
 بعد وصال اول وقت عصر کے اور مغرب کو بھی مؤخر کرتے یہاں تک کہ جب کہتے اور سکوا تہ عشا کو
 جب کہ شفق غایب ہو چکا تھا لکن جناب مولف اس حدیث میں ہی تاخیر ظہر کے وسیع ہی کرتے
 جو ادعائے شافعی میں کرتی ہیں باطل ہونا دلیل کا یہی گندہ چکا اور علاوہ اس کے دوسری تفسیر
 اس حدیث میں مولف یہ کہ ہر اکسین شفق کو طرف مجمع کی فقط باعتبار عشا کے نہ ہائی
 ہر عسیا کہ انہما وادو کو کہ تاخیر ظہر کے ارفاق یہ متعلق ہر غایت ہوا کہ فقط باعتبار

ایدی کے تو جواب اس تحریر کا یہ ہے کہ اس آیت میں تو تعلق الی المرافق کا فاعل اسو اسو مع لحاظ
وجہ کے ممکن ہی نہیں اسلئے کہ وجہ کے مرافق غایت نہیں ہو سکتی اسو اسو الی المرافق کو فقط
بلحاظ ادی کے فاعل موقوف تھا ہے بخلاف اس حدیث کے کہ وہاں تعلق حین لغیب الشفق
کا جمع سے بدون لحاظ مغرب اور عشاء کے دونوں کے ممکن نہیں اور مجمع ایسا لفظ ہے کہ اس سے لفظ
مغرب کو جدا کر کے مطرووف حین کا ہرگز نہیں کہہ سکتے کیونکہ جمع کا ناسوا می اندہ اشتباہ کے
نہیں ہو سکتا فقط ایک ہی سٹی کو کوئی کیا جمع کرے گا اور اسکی کچھ معنی نہیں کہ جب کہ شفق تھا
ہو مکتی ت عشاء کیل کو جبکہ تھے فان الغتہ اگر لفظ حدیث کے لفظی المغرب والذات حین
لغیب الشفق ہوتے تو کہہ سکتے کہ حین متعلق ہے لفظ کے فقط باعتبار عشاء کے اور در حالت
کہ حدیث میں لفظ مجمع کا ہی تو تعلق حین کا ساتھ اس کے بعد تجر دو اسکے کے مغرب سے کہہ
نہیں ممکن فتدیر فیہ اور روایت کہ ہر بخاری اور مسلم نے اس سے قال کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَوْبُعَ الشَّمْسُ حُرَّ الظَّهِيرَةِ وَقْتُ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ الْجُمُعَ
بَيْنَهُمَا فَانْزَاعَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يُتَحَلَّ صَلَى الظَّهِيرَةِ رَكِبَ سَبْلَبَ اسْكَامَاوِثِ
ساعتہ سے معلوم ہو چکا لاکن محزون کی اس میں ایک اور تحریر ہے وہ یہ ہے کہ صمیمین
کی مداح ہر طرف دو وقتوں کے بغیر طوں وقت ظہر اور وقت عصر کے تو معنی یہ ہوئی کہ جبکہ
دو وقتوں کو نہ ایک وقت میں دو غاروں کو پس جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث
میں دو وقت کہیں پر مذکور نہیں اگر ہی تو وقت عصر کا اکیلا مذکور ہی ہو جو چیز مذکور ہی نہ ہو اس
مرجع ہر انگریزی حماقت ہی بخلاف ظہر اور عصر کے جبکہ ہم مرجع ہر اتے ہیں کہ وہ صریح اور ظاہر ہو جو
ہے شاید سب غلط و تصدیک نظر نہیں آتا ہو گا لاکن اس کے نزدیک سے لفظ ظہر اور عصر
کا جو صریح اور میں ہی معلوم تو نہیں ہونیکا ۵ گزینہ بدو در شہر چشم چشمہ آفتاب
راچہ گت ناہ وہ اب ایک اعتراض اور ہی مولف کا ان امادین اس پر وہ یہ ہے کہ ایک
یہ ہی ان حدیثوں کا زہری ہے اور اس کو عادت ہے اور آج کے جیسے کہ کہا طحاوی
اور کرمانی اور زبلی نے پس احتمال ہے کہ لفظ حتی یہ داخل اول وقت عصر کا ہے نہ آخر
میں اور لفظ نے اول وقت العصر کا دوسرے اور تیسری حدیث میں اور لفظ حین

عصر

یغیب الشفق کا دوسری مدیث میں زہری نے اپنی طرف سے ملا دیا ہوگا تو یہ حدیث مدسج
 ہوئی اور مجروح پس جواب اسکا یہ ہے کہ ان حدیثوں میں اور آج کی بوہی نہیں آتی اور کسی
 لفظ کو اوغین سے مدسج نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ لفظ حق یا غل اور اول وقت العصر جا
 مجروح میں اور متعلق مجمع کے اور حین تغیب الشفق ظون ہی مجمع کے اور ہدایۃ الغویث ہے
 جانتا ہے کہ مجروح اور طروف کو ذرہ بہر استقلال نہیں ہوتا اور بغیر اپنی متعلقات کے اسکا وجود
 نہیں ہوتا اور سوا ہی اپنی متعلقات کے کچھ سنی متعل نہیں کہتے حالانکہ مدسج وہ کلمہ ہوتا
 ہے جسکو فی الجملہ استقلال ہو گیا کہ روایت کر ہے خطیٹ طریق سے الوقطن اور شبانہ
 کی ابوہریرہ سی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْبَغُوا نَوَافِلَ الْأَعْقَابِ مِنَ الْمَاءِ
 تو اس میں یہ لفظ مستقل اسبغوا جو دراصل قول ابوہریرہ کا ہی نہ رسول اللہ کا ابو
 قطن اور شبانہ نے حدیث مرفوع ویدل الاعقاب میں ملا دیا اور روایت کے ہی دار قطن نے
 اپنے سنن میں طریق سے عبد الحمید بن جعفر کی سبرة بنت صفوان سے قالت سمعت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یقول لمن شکرہ اوانشیہ اودفعہ فلیتوضأ تو اس میں عبد الحمید بن انشیہ
 اور رفعیہ کو اپنی پاس سے ملا دیا ذکر کلام الحدیث مع بیان الادراج العلماۃ العالمی فی حاشیہ
 علی شرح النخبة پس اننا ظہر مستقلا میں جبکا وجود ہی نہیں ہوتا سوا اپنے متعلق کچھ اور کچھ
 ہی نہیں کہتے سوا متعلقات کے احتمال اور آج کا نکالنا بڑی جہالت کے بابت ہی خاص
 کہ حین یغیب الشفق کو جو اخیر میں ہو سکے حدیث کر واقع مدسج کہنا کمال درجہ جہالت ہی کیونکہ
 وہ ظون متعلق مجمع کو اور معمول اسکا ہے اور نوراج اخیر میں حدیث کے سوا ہی جملہ کی جہول
 ہو نہ کسی لفظ حدیث کا مستقلا نہیں کہا شرح نجیب میں واما مدسج المتع فہو ان
 یقع فی المتع کلام لیس فیہ فتان یکون فی اولہ وناقۃ فی اثنائہ وناقۃ فی اخرہ وھو اکثر لانه
 یقع بعطف جملۃ علی جملۃ اور کہا علوشی حاشیہ میں نہ یقع بعطف جملۃ علی جملۃ ای فی
 الواقع فیکون استقلا لہ من اللفظ السابق فمیں من لفظ الحدیث انتہی اور کہا ہن قیں الحدیث
 نے انما یکن الادراج بلفظ تابع فیکون استقلا لہ عن اللفظ السابق انتہی کن فی حاشیہ
 العلماۃ اقول متصلا ما رواہ البخیمۃ وزہیر بن معاویہ عن الحسن بن الحر عن القاسم

ابن حنبلہ عن علقمہ عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمہ التمشہد
 فی الصلوة فقال التعمیات لله فذکوه حتی قال ہشہد ان لا اله الا الله واشہد ان
 محمدًا رسول الله فاذا قلت هذا فقد قضیت صلواتک ان شئت ان تقوم ثم وان شئت
 ان تقعد فافعل كما رواہ البخاری فادفع الحديث فاقلت الخ اما هو من كلام ابن مسعود كما من كلام النبي ^{صلى الله}
 عليه وسلم كذا ذكره العلقمہ فانظر الخ استقلال جملہ اذ اکثر ثلث ثابت ہوا ان ابن احادیت ثلثہ میں سے
 کسی میں اور اج مستعمل نہیں ہے جاوے اوسکا اور اگر اعتراض کر دے اگرچہ اس حدیث
 میں زہری نے اور اج نہیں کیا لکن اوسکی عادت تو ہی اور جبکہ عادت ایسی ہو وہ شخص
 مجروح ہوتا ہے اور ساقط الحدیث اور حدیث اوسکی نامقبول ہوتی ہے جواب اسکا یہ ہے
 کہ زہری کی یہ عادت نہیں کہ اور اج نہ شریعت مستطعد الت ہوتا ہے وہ کرتا تھا بلکہ اولیٰ
 اوسکا استدلال ہوتا ہے کہ تفسیر کسی لفظ غریب و رکی کر دی اور اس قدر اج مستطعد الت نہیں
 ہوتا خاص کر ان احادیث میں جو بخاری مسلم کے سرور ہوں کہا علوی نے حاشیہ شرح
 الخبہ میں قال الادراج باقماہم ارجم لما فیہ من التلبیس اللہ لیس ان کان بعضہ اخف من بعض
 کہ تفسیر لفظ غریب مثل المراتبة والمخایرة والعرا یا ونحوها مما فعلہ الزہری وغیرہ من
 الامة بل لا یظهر التحریم فی منہ سیمافی المتفق علیہ وقول ابن السمعانی المعتمد لہ
 ساقط الحدیث تو محض الکلام من وضعہ وہو حق بالکذا بین تحمل علی ما علمہ وقد ذکرنا ہذا المصنف
 ومن یقتنی العید انتہی اور زہری اس وجہ کا امام ہے کہ کوئی بھی عالم بالحدیث اوسپر سے
 ممنوع کا حق نہیں کہتا بلکہ سب متفق ہیں اوسکے علالت شان اور علو مکان پر اور وہ دوسری
 ہے اب صحاب صحاح کا یہ جو کوئی زہری کا مجروح ہونا زبان پر لاو تو وہ قابل نقد ہوا کہ یہ کیوں
 مجبور کہا شیخ اسلام حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن عبد اللہ
 بن الحارث بن زہر بن کلایہ قرشی الزہری وکینتہ ابو بکر الفقیہ الحافظ متفق علی جلالہ وقل
 ملت سنۃ خمسین وقل قبل ذالک بسنۃ اوسنین وهو من رؤس
 الطبقة الرابعة انتہی اور کہا شیخ اسلام التہذیب میں محمد بن مسلم بن عبد اللہ
 بن الحارث بن زہری المدنی الامام المعروف بالفقہ والائمة المحدثین والعلما الاعلاء

مراد ایسی نہ ہو کہ

مراد ایسی نہ ہو کہ

بالمدينة المشار اليه في فنون الشريعة انتهى اور کہا شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی فی ترجمہ مشکوٰۃ
 میں زہری کے تابع مشہور ہے یکے ازاں علام امت وائید ایشان اور زرقہ و حدیث اہل بیت اور حجت
 صحیح بخاری و مسلم وغیرہ اور اسکے جلال شان اور ثقاہت اور ضبط احادیث میں اتفاق
 رکھتے ہیں تو کیا طاقت ہوگی کہ ایسے امام مجتہد پیش کو مجروح کہے اور اسکے روایت کو صحیحین
 میں مردی ہونا مقبول کہے پس یہ میں دلائل ہماری جو از جمع بین الصلوٰتین پر جنہیں کیلئے
 عذر اور تاویل اور جرح اور قبح کو دخل نہیں لاکن جناب مولف تسلیم سے جو از جمع حقیقہ کے منکر
 ہیں اور کون عذر پیش کرتے ہیں ایک عذر اور نکا یہ ہے کہ آنحضرت سفر میں جمع حقیقہ نہیں کرتے تھے
 بلکہ ہمیشہ سفر میں جمع صورتی کر کے اور اس عذر پر مولف کو کئے باعث ہیں باعث
 اول کہ روایت ہے ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلوٰتین
 فی السفر والاحتیاج اور مراد اس جمع سے اس حدیث میں جمع صورتی ہے ثبوت ہدایت دو
 شہادوں کے شاہد اول یہ کہ دوسری روایت میں ابن مسعود یہ مردی ہے کہ آنحضرت سوا
 عورات اور مزدلفہ کے کوئی نماز اپنی وقت کی سوای نہ پڑھتے تھے جیسا کہ روایت کی ہے نسا
 نے عبد اللہ ابن مسعود سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیٰ لوقھا الا یجمع
 وعظمت پس نفی سے جو اس حدیث سے مستفاد ہوتی ہے معلوم ہوا کہ پہلے حدیث میں جمع صورتی
 مراد ہو اور اس کا اثبات ہی شاہد دوسرا یہ کہ ابن مسعود ایک سفر حج میں جمع صورتی
 کے ہو جیسا کہ روایت کہی طحاوی نے عبد الرحمن بن زید سے کہ وہ کہتے ہیں صحبت ابن مسعود
 فی حجة فکان یحجز الظہر یحجز العصر یحجز المغرب یحجز العشاء ویسفر یصلیٰ لوقھا
 الخاء پس اس فعل سے ابن مسعود کی حیر معلوم ہوا کہ مراد حدیث برفوع میں جمع صورتی ہو پس
 جواب اسکا یہ ہے کہ شاہد اول یعنی حدیث نسا کے نامقبول اور مجروح اور مترکک
 کیونکہ دور دوری اسکے زوایہ میں سے مجروح ہیں ایک سلمان بن ارقم کہ اسکے توشیح
 اور تعدیل کسی نے نہیں کی ہے بلکہ صنف کہا اسکو جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے تقریب
 میں سلیمان بن ارقم البصری ابو معا ضعیف اور کہا مقدمہ تقریب میں الباقی
 لم یبق فیہ توثیق بل غیر وجد یطاول الضعف ولم یفسر الیہ الا مشارة بلفظ

ضعیف انتہی اور ایک خالد بن محمد کہ یہ شخص رافضی تھا اور صاحب احادیث افراد
 کہا تھا تقریب میں خالد بن محمد القطاوی تفع القاف والطاء البواشیم الجمل ممکک هم
 الکوفی صدوق متشیع وکذا فواد انتہی اور ایسا ہی دوسرا شاہد بھی مقبول نہیں اس کے لئے نقل
 ابن مسعود صحابی کا اور سوقت بیان حدیث مجمل مرفوع کا جو ابن مسعود کے سوا اور بہت صحابہ
 سے ہی مروی ہے نہ پایا جاتا جیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان اس مجمل کا نہ پایا جاتا اور جب کہ
 بروایت دوسرا محدثین بخاری اور مسلم وغیرہا کے نقل آنحضرت کا نہیں اور ان احادیث مجملہ کا
 ثابت ہو گیا تو حاجت مفسر نہ رہی فعل ابن مسعود کے کیا ہی یعنی جیکہ بخاری اور مسلم اور ترمذی
 اور نسائی اور ابوداؤد اور موطا امام محمد کے روایا میں صاف آگیا کہ آنحضرت جمع حقیقہ کیا کرتے تھے
 جیسا کہ سابق وہ روایتیں نقل ہو چکیں تو معلوم ہوا کہ جو حدیثیں کیفیت جمع سے مجرہ ہیں مثلاً
 اول روایت ابن مسعود کے حسین کلام ہو اور سوا اسکے اور میں ہی ویسی ہی جمع روایت اور وہ
 روایتیں مرفوعہ متشیعین وغیرہا کی اور احادیث مجملہ الکلیفہ کی بیان پڑی ہیں پس کیا حاجت
 کہ فعل رسول کو چھوڑ کر فعل صحابہ کو بیان مجمل نہ اور ابن کباب سحر الرافضی حنفی میں وحدث
 النبى صلى الله عليه وسلم مُقَدَّمٌ عَلَى غَيْرِهِ انتهى پس ثابت ہوا
 کہ حدیث اول میں ابن مسعود کی جمع صورتی مراد نہیں اور مثبت اسکی نہ تو حدیث ثانی ابن
 مسعود جو ان کے روایت کی ہو سکتی ہو اور نہ فعل ابن مسعود کا اب اگر اعتراض
 کرے کہ اگر جمع حقیقہ درست ہوتی تو ابن مسعود کیوں نہ اختیار کرتے اور جمع صورتی کیوں کرتے
 تو جواب اسکا یہ ہے کہ جمع حقیقی رخصت ہو اور ترک اسکی افضل اور غرمت ہی
 پس اگر فرض بھی کیا جاوے کہ ابن مسعود نے جمع صورتی نہ حقیقی بلکہ جمع صورتی ہے
 نہ کی اور نماز میں اپنی اپنی آواز تو قنن پڑھیں تو اس اختیار کرنے غرمت کیسے
 یہ تو طبعی لازم آتا ہے کہ رخصت یعنی جمع حقیقی ممنوع ہو جاوے جیسا کہ کسی سفر میں
 افطار اختیار کیا اور روزہ رکھا تو اس سے یہ تہویہ لازم آتا ہے کہ اس شخص
 نے افطار کو منع جانا فتور باعث مانے مولف کا عذر اول یہ ہے کہ روایت ابن
 عباس سے کہ کہا صلی اللہ علیہ وسلم سَبَّحًا جَمِيعًا وَثَمَانِيًا جَمِيعًا الظُّهْرُ

والعصر المغرب الغشاء واه النجاشی غیر ہما و فی روایتہ لمسلم بالمدینۃ فی غیر خوف ولا مطر
وقال ردان لا یخرج امتد ولطایوی من جابر بالمدینۃ للزخص من غیر خوف ولا مطر ^{تفسیر} ^{سکانتہ}
ابن کس کہ ہا صلیت مع البند صل علیہ وسلم بالمدینۃ ثمانیا جمیعاً و سبعا جمیعاً آخر ^{تفسیر} ^{ظہر}
وعجل العصر آخر المغرب وعجل العشاء واه النساء پس یہ مدینہ ثلاث
کرتے ہیں اس پر کہ ان حضرت جمع صوری کیا کرتے تھے پس جواب اسکا یہ ہے کہ یہ مدینہ
جمع کی حالت قیام میں ہیں نہ حالت سفر میں چنانچہ الفاظ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے اگر
واسطی سنائی راوی اس حدیث کے لئے ترجمہ اس حدیث کا یہ منع کیا ہے کہ الوقت ^{تفسیر} ^{الکلی}
یجمع فیہا التیمم تو کیفیت جمع یہ کہ کیفیت جمع مسافر کو کرنا باوجودیکہ مسافر کی جمع حقیقی
شیخین وغیرہا کی روایت ثابت ہو چکی ہے قیاس مع الفارق ہے اور قیاس مقابل
نفسوں کے ہیں ایسی قیاس کرنے والوں کی کیا امید ہے کہ مسافر کو مقیم پر قیاس کے مسافر کی
مقرر کو ہی ناجائز کہیں ثناب یہ حدیث میں ابن عباس کے جس سے جمع حالت اقامت میں بتایا
ہوئی ہے بڑے جگڑے اور اختلاف میں ترمذی کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے
بالاجماع امام نووی کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ ٹھیک نہیں بلکہ حدیث معمول ہے ہر نزدیک بعض
کے بطور معنی اور نزدیک اکثر کے معنی مؤول ہے تو تفصیل ہر ایک کی عبارت اسر قوسۃ الذیل سے
معلوم کرنی چاہیئی قال النووی فی شرحہ علی صحیح مسلم وللعلماء فیہا تاویلات و مذہب
قد قال الترمذی فی آخر کتابہ لیس کتابی حدیث اجتمع لا مدخل لہ فی العمل بہ الا حدیث ابن عباس
فی الجمع بالمدینۃ من غیر خوف ولا مطر حدیث قتیل شارب الخمر فی المرق الرابعۃ و ہذا الذی
قالہ الترمذی حدیث شارب الخمر ہو کا قالہ منسوخ ذلک لاجماع علی منسوخہ و اما حدیث ابن
فلم یجمعوا علی ترک العمل بہ بل لم اقول انہم منی و لہ علی ان جمع بعد المطر و ہذا المشہور
عن جماعۃ من الکبار المتقدمین و ہو ضعیف بالروایۃ الاخری من غیر خوف ولا مطر انتہی و ان
الحافظ ابی صرحت قال فی فتح الباری قال مالک لعلہ کان فی مطر لکن ہذا مسلم و اصحاب السنن و
طہ بن حنیبل بن ابی ثائب عن سعید بن جبیر لفظ من غیر خوف ولا مطر فانظر انیکون الجمع
المذکور الخوف و للسفر و للمطر انتمی و قال النووی و منہم من قال علی انہ کان

في غير فضل الظهر ثم انكشف الغيم وبان ان وقت العصر خل فصلها وهذا ايضا باطل لان
 وان كان فيه ادنى احتمال في الظهر والعصر فلا احتمال في المغرب والعشاء انتهى و
 تعقبه الحافظ بان مقتضى على ان ليس للمغرب الا وقت واحد والمختار عنده خلافة وهناك
 وقتها يمتد الى العشاء فعلى هذا فالاحتمال قائم انتهى وقال النووي وفيهم من تأوله على
 تاخير الاولى الى اخر وقتها فضلا عما فيه فلما فرغ منها دخلت الثانية فضلا عما صار وقتها
 صورة جمع وهذا الضعيف او باطل لانه مخالف للظاهر مخالفا لا تخفى وفعل ابن عباس
 الذي كذا حين خطب استدل بالحدِيث لتصبي فعله وتصديقي الى هريئة له وعدم تكا
 صريح في رد هذا التاويل انتهى باقرب وذلك ما عن عبد الله بن شقيق قال خطبنا ابن
 عباس يوما بعد المسح حين غربت الشمس بذكر النجوم وجعل الناس يقولون الصلوة
 الصلوة قال فجاء رجل من بني تميم لا يفتر ولا يشي الصلوة فقال ابن عباس اتعلم
 بالسنة لا امراك ثم قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع بين الظهر والعصر
 والمغرب والعشاء وقال عبد الله بن شقيق فماك في صدرى من ذلك شيء فاتيت باهريئة
 فسالته فصدق مقالته رواه مسلم قال الشيخ سلام الله في المحلى قلت ليس فيها كما ترى
 ما يدل على ان صلوة ابن عباس كانت بعد غروب الشمس انتهى وقال الحافظ هذا الذي
 ضعفه ابن النور استحسنه القرطبي ورجحه قبله ما م الحرميين وجرم به من القدر ماء ابن
 المبتشرون والطحاوي وقواه ابن سيدي الناس بان ابا الشعثاء وهو راوى الحديث قد
 قال به فيما رواه الشيخان من طريق ابن عبيدة عن عمرو بن دينار فنكر هذا الحديث
 زاد قلت يا ابا الشعثاء اطلعت اخر الظهر وعجل العصر اخر المغرب وعجل العشاء اطلعت قال
 ابن سيدي الناس راوى الحديث اذكرى بالمراد من غيره قلت لكن لم يجزهم بذلك بل
 لم يستعمله فقد تقدم كلامه لا يريب ويجوز ان يكون الجمع لعذر المطر لكن يقي من الجمع
 الصوري ان طريق الحديث كلها ليس فيها حنفية الجمع فاما ان يحمل على ظاهره
 اخراج الصلوة عن وقتها الحد وبغير عذر واما ان يحمل على صفة محض لا يستلزم
 لا خسر ارج وجمعها بين متفرق الاحاديث وهي فلى والله اعلم انتهى وقال النووي

ومنه من قال هو محمول على الجمع لعذر المزمع ونحوهما ما في معناه من الاعتدال وهذا قول
 ابن حنبل والقاضي حسين بن أصحابنا واختاره الخطابي والمتن والرواية من أصحابنا وهو المأثور
 في تاويله لظاهر الحديث لفعل ابن عباس مع من ثقة أبي هريرة ولأن المشقة فيه أشد من لطم
 انتهى وتعبه الحافظ بانه لو كان جمعا صلى الله عليه وسلم بين الصلوتين لعارض المزمع لما
 معه إلا من بدخلى لك العذر والظاهر أنه صلى الله عليه وسلم جمع بالصحة وقد صرح بذلك
 ابن عباس في روايته انتهى وإجيب بانهم إنما صلوا معه تحريفاً لفضل الصلوة خلفه ^{الجمع}
 أيسر لهم تبعاً للنبى صلى الله عليه وسلم وإن لم يجز استقلاداً انتهى وقال الترمذي وذهب جماعة
 من الأئمة إلى جواز الجمع في الحضر للحاجة لمن لم يتخذ عادة وهو قولي ابن سيرين
 وأشهب من أصحابنا لك وحكاية الخطابي عن الثقال الشاذلي الكبير من أصحابنا المشافعي
 عن أبي اسحاق المرزبي عن جماعة من أصحاب الحديث واختاره ابن المنذر ويؤيده ظاهر
 قول ابن عباس إذا كان لا يخرج أمتة فلم يعلل به من ولا غيره والله أعلم انتهى كذا قال الحافظ
 وزاد بعد ابن سيرين ربيعة فافهم فإن قلت يروى عن الترمذي عن
 ابن عباس مرفوعاً من جمع بين الصلوتين بعذر رفعه إلى باباً من أبواب الكبار قلنا
 هذا الحديث لا يصلح للإحتجاج فيه حشش وهو حسين بن قيس وإليه ضعف متروك
 بل قيل كذا قال الشيخ سلام الله الحديث حسين بن قيس إيه قال الحافظ وغفل الحاكم فقال
 قال الترمذي وحشش ضعيف عندهم منع أحمد وغيره انتهى وقال الحافظ في التفرغ
 حشش متروك وقال نور الدين علي في مختصره تنزيه الشريعة الحسين بن قيس كذا قال الحافظ
 الميسر في الوجيز حسين بن قيس كذا به وقال القاضي محمد بن علي الشوكاني في ألف ليلة ^{الجمعة}
 في الأحاديث الموضوعة حسين بن قيس كذا به أحد قيل قد أخرج هذا الحديث الحاكم وقال
 حسين ثقة وتعبه المنذر روى فقال لا نعلم أحداً وثقة غير الحسين بن سعيد قد ذكره في هذا الحديث
 أولى وإن سلمنا وثوق الحاكم وغيره الحسين لكن التعديل لا يعارض الجمع الذي يكتفي مع بيان
 السبب للذبح فخرج الحسين لم يفسر المعنى ذلك السبب كما مر عن مسلم التثبت وشرح ^{الجمعة}
 وحاشية العلوي وانت ترمى أن الحاكم وغيره لم يتف سبب الجرح

فی الحسین وهو الکذب علی اندقال الذہبی وهو من اهل الاستقرار التام فی نقد الرجال
 لا یحل لأحد ان یکتب تصحیح الحکم ما لم یُنظر الی تعقیباته وکلیتھا
 ذکرہ الشیخ الأجل شاه عبد العزیز قدس سرہ
 بتان الحدیثین باعث ثالث مولف کا عذر اول یہ ہے کہ احادیث شیخین کین اثر
 سے پیش جو کہ ہم نے جمع کیا ہے میں کین میں وہ بھی جمع صورتی ہے یہ دلالت کرتی ہیں
 طور کہ الی او نہیں واسطے انتہا طحہ کے جو مفعول ہے متعلق الی کا ہے اور ضمیر میں ہما کی طرف
 دونوں وقتوں کے راجع ہے نہ طرف دونوں کی اور حین کیف الشفق متعلق ہے بجمع کے
 فقط بلحاظ عشا کے پس جواب اس خرافات کا ذیل میں اون احادیث کے جو مقام
 جمع تاخیر میں منقول ہیں گذر چکا وہ ان پر دیکھو باعث رابع مولف کا عذر اول یہ ہے
 ہے کہ ابن عمر نے صغیر بنت البرکۃ کے عیادت کے سفر میں عمر اور طحیرہ میں وقت دو نمازوں
 کے اور ترکہ اول طحیرہ پر عمر اور ایسا ہی مغرب اور عشا اور بعض واسوہ میں یوں ہے کہ مغرب
 قبل غیب شفق کے پڑ ہے اور عشا بعد اسکے جیسا کہ روایت ہی عبد اللہ بن داؤد اور نافع
 سے ان مؤذن ابن عمر قال الصلوة قال سہتی اذا کان قبل غیب الشفق نزل
 فصل المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق فصل العشاء ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کان اذا عجل بہ امر صنع مثل الذی صنعت فساد ذلك اليوم واللیلۃ ميسرة ثلاث رواہ
 ابو داؤد ورفاہ عن ابن جابر البصری قال ابو داؤد ورفاہ عبد اللہ بن العلاء عن نافع قال اخذ
 عنہما الشفق نزل جمع بینہما قول رواہ ابی داؤد عن ابن جابر وقوله رواہ عبد اللہ بن العلاء
 عن نافع تملیقان والتیاس لا یلوان حجتہ فی علینا الجواب عن الروایت الاولی الموصولة
 اور روایت ہر نافع سے کہا خرجت مع عبد اللہ بن عمر هو یبید اضا لہ فقال نزلنا منزلا
 فأتاہ رجل فقال لرب صغیر بنت ابی عبیدہ فلا اظن ان ندرکھا فخرج مرسا ومعه رجل من
 قریش فسرنا اذا غابت الشمس یصل الصلوة وكان یصل بصاحبہ وهو یحافظ علیہا الصلوة
 فلما ابطأ قلت للصلوة یرحمکم اللہ فہما التفتا لی ہنئیا ماہی کان فی احوال الشفق فنزل فصل
 المغرب ثم یقیم العشاء وقد تکررت فصل بناثم اقبل علینا فقال کان رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اذا عجل بامتنع هكذا رواه الطحاوي في السنن اور روایت ہے
 عطاء بن سواد روایت کرتے ہیں نافع سے کہ کہا اقبلنا مع ابن عمر حتى اذا كنا ببعض
 الطريق استصرخ علي صفية زوجة بنت ابي عبيد فراح مسرعاً حتى اذا غابت الشمس فوجدني
 بالصلوة فلم ينزل حتى اذا امكنه فطن انه نسى فقلت للصلوة فسكت حتى اذا كاد الشفق ان
 يغيب نزل فصل المغرب وغاب الشفق فصل العشاء وقال هكذا كنا
 نفعل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جدد السير رواه الطحاوي
 اور روایت ہے کثیر سے کہ یو چاہا منہ سالم بن عبد اللہ سے کہ کان عبد اللہ یجفع بین
 شی من صلواتہ فی سفرہ فذکر ان صفیہ بنت ابی عبیدہ کانت تحته فكتب لي وهو
 في رداء عله اني في اخر يوم من ايام الدنيا واول يوم من ايام الاخرة مركب فسرع
 السير حتى اذا حانت صلوة الظهر قال له المؤذن الصل يا ابا عبد الرحمن فلم يلتفت
 اذا كان بين الصلوتين نزل فقال اقم فاذا اسلمت فاقم فصل فمركب حتى اذا غابت الشمس
 قال للمؤذن الصلوة فقال كفعلك في صلوة الظهر العصر ثم سار حتى اذا استبكت النجوم
 نزل ثم قال للمؤذن اقم فاذا اسلمت فاقم فصل ثم الضرب فالتفت علينا فقال قال رسول
 صلے اللہ علیہ وسلم اذا حصل احدكم الامر الذي يخاف فونه فليصل هذه الصلوة وانهما
 اور روایت ہے نافع سے کہ کہا اقبلنا مع ابن عمر فلما كانت تلك الليلة سار حتى امسينا فظننا انه
 نسي الصلوة فقلنا له الصلوة وسكت سار حتى كاد الشفق ان يغيب ثم نزل فصل وغاب
 الشفق فصل العشاء ثم اقبل علينا فقال هكذا كنا نضنع مع رسول الله صلى الله
 علیہ وسلم اذا جدد السير رواه النسائي پس یہ حدیثین دلالت کرتے ہیں اس پر کہ انحضرت جمع صورت
 کیا کرتے تھے پس جواب اسکا یہ ہے کہ ابن عمر نے اس کیفیت سے ہرگز نمازین جمع نہیں کیے
 جیسا کہ از روایتوں سے معلوم ہوتا ہے بلکہ جبکہ نماز کا بعد مروج وقت پہلے نماز کے اور بعد
 غیبیہ شفق کے ہوا ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی سے اور دور روایت ابو داؤد
 سے اور ایک روایت نسائی کیسے اور ایک روایت مؤطا امام محمد کیسے گزر چکا اور یہ
 روایات جو مولف کی طرف سے بالا نقل ہوئیں ہیں جسے جمع صورتی کرنے ابن

کے واضح ہوتا ہے یہ سب اہیات اور مردود اور شاذ اور سنا گیر ہیں پس لتفصیل وار ایک
ایک کہوت سنتے جاؤ روایت اول ابو داؤد کے حصین قبل عیوب الشفق واقع
ہے اس لئے منکر ہے کہ مخالف ہی صحاح کی اور حوزہ ضعیف ہے کیونکہ ایک راوی اسکا
محمد بن فضیل بن غزوان ہے اور یہ مجروح ہے کہ نسبت کیا گیا طرف رفض
کے اور متقلب الامت ہے اور حدیث موقوف کو مرفوع کر دیا تھا کہا ما فط بن حجر نے
تقریب میں محمد بن فضیل بن غزوان یفتح المعجم وسكون الزاء الصنع مولاہم
ابو عبد الرحمن الکوفی صدوق بالشیعہ اور کہا نور الدین علی نے مختصر تخریجہ الشریعہ میں محمد
بن غزوان یقلب الاخبار ویرفع الموقوف انتہی اس طرح
روایت دوم کے حصین لفظ آخر الشفق کا واقع ہے اور اسکو طحاوی اور نسائی نے روایت کیا
یہ وہ منکر ہے اس لئے کہ اس کے طحاوی و اسنادین بشر بن بکر اور وہ غریب الحدیث ایسے روایتیں
ہو کہ بخلاف قائلہ الحافظ نے تقریب اور اسکے نسائی و اسنادین و لید بن
قاسم ہے اور روایت میں اسکو خطا واقع ہوئے تو کہا تقریب میں ... الولید السعید
ابن الولید السعید الکوفی صدوق خطی انتہی اس طرح روایت تیسری طحاوی کے حبیر
کا و الشفق وال ہے واقع ہے وہ بھی منکر ہے کیونکہ اس میں عطاف اور وہ وہی ہے کہا
تقریب میں عطاف بتشدید الطلوع بن الدین عبد العاص الخزومی ابو صفوان المدنی
صدوق قریب انہو اور یہی راوی عطاف ہے راوی پانچویں روایت کا حصین کا و
وال ہے وارک اور اسکو نسائی نے روایت کیا ہے پس اس جگہ سے منکر ہونا اس روایت
نسائی کا یہ معلوم ہو گیا اب رہی روایت چوتھی سو وہ شاذ ہے اس لئے کہ اس
یہ کہ ہے کہ ابن عمر نے اوسلے میں مغرب اور عشا کو یہی مثل طہر اور عصر کے میں اوقیتین
پڑھا حالانکہ یہ مخالف ہوتا یا شیعین وغیرہ کی وہ ارجح ہیں سبب بالاتفاق اور مقدم ہونے
ہیں سبب جبکہ موافقت اور نسخ نہیں سکے کہا جناب حضرت شاہ ولی اللہ
قدس سرہ نے حجتہ اللہ البالغۃ میں اما الصحاح فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع
ما فیہما من المتصل المرفوع صحیحہم بالقطع وانما مشران الی مصنفیہما وان کل

فہم مبتدع متبع غیر تبیل او مبین وان نثبت الحق لصلح بقیتہا بکتاب ابن جریر
 و کتاب الطحاوی مسند الحواری غیر ہا التجدیدہا بعد المشرقین اور واضح ہو کہ جناب شاہ
 صاحب کتب احادیث کی طبقات طہرائی میں پس طبقہ اولیٰ میں حسین اور سوط مالک
 اور کبہاسی و جاسع ترمذی اور سنن ابو داؤد اور مجتبیٰ نسائی اور سند امام احمد کو طبقہ ثانیہ
 میں رکھا ہے اور حضرت عبد الرزاق اور سند ابی یعلیٰ اور مصنف ابن ابی شیبہ اور سند عبد
 بن حمید اور طحاوی اور کتب بیہقی اور کتب طحاوی اور طبرانی کو طبقہ ثالثہ میں حسین سب
 الیٰں حدیثیں نیز صحیحہ اور حسن اور غریب اور معروف اور شاذ اور منکر اور مقلوب موجود ہیں نیز
 ہے اور کتاب الضعفاء میں حبان اور کامل ابن عدی اور کتب خلیل اور جو زقانی اور ابن
 عساکر اور ابن نجار اور دلمی اور سند جوزانی کو طبقہ رابعہ میں حسین خاٹم ماطہ ہر اور صحاح اور
 مصنف اور سنن اور مسوغات کی کچھ سری پکڑی ہے شمار کیا ہے پس پہلے خلاصہ اور مکمل
 کا جو حجتہ البانہ میں فرمایا کہ میں بیان کر دیا ہے اور طالب تفصیل اور دلیل کو چاہیے کہ کتاب
 مستطاب حجتہ البانہ کے مطالعہ سے مشورہ ہو تو کہ صحیح کے قدر معلوم ہو اور واضح ہو جاوے
 کہ یہ طبقہ اولیٰ میں ہیں اور یہ قدیم ہیں سب باقی کتب پر اور امام ربیع طحاوی وغیرہ کے جگہ جگہ
 مولف بمقابل صحیحین کے مستحکم ٹھہراتے ہیں قللی کہا گیا ہے اور کچھ اشخاص تجہین میں ذہن نشین
 انی من عند الجمہ و ہا ریحیۃ شطر البخاری علی غیرہ قدیم صحیح البخاری علی ہر من کتاب
 المصنفہ ثم صحیح مسلم المشرکینہ للبخاری فی تفاقی لکنا علی انہ لیس بکتابہ بالقبول ثم دیکھا
 الا بحجۃ مزینۃ الا صحیحۃ ما وافقہ شہما اور یہہ قاعا ہے کہ جو ضعیف حدیث مقابل صحیح
 کے ہو وہ منکر ہوئی ہے اور جو حدیث مقابل ارجح کی ہو وہ شاذ کہلاتی ہے کہ اس سے شرح الفجۃ
 پس مولف کی تمام حدیثیں مروود ہو گئیں ہیں سے چوتھی شاذ اور باقی تمام منکر بتبیہ ایک
 حدیث حضرت طحاوی کے اور ہر حدیث لفظ عندک واقع ہے اور مطلب اسکا پہنچ کر ابن
 عمر کے شب مذکور میں نزدیک نامیب ہونے شوق کے مغرب پڑے تھے یعنی نہ سدا سکے سو اگرچہ
 اسکو جناب مولف فی نہیں نقل کیا لکن یہی اس کے ضد شاذ ہی پر چاہیے تو واضح ہے کہ
 وہ حدیث ہی و اہر اور منکر ہے اسلئے کہ وہ راوی اس کے مجروح ہیں ایک یحییٰ بن عبد الحمید

ثانی کہ یہ شخص چوتھا احادیث کا اور چوتھا تھا کہا تقریب التہذیب میں یحییٰ بن عبد الحمید
 بن یساف نے بفتح الموحدة وسكون المجمة المحافی بکسر المہملہ وتشدید المیم الکوفی حافظ
 لا الہما ھما بسرقة الحدیث انتہی اور کہا نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعہ
 یحییٰ بن عبد الحمید کا زین کذب و لیسری انتہی اور ایک اساتذہ بن زید بن اسلم کہ
 یہ شخص منیت تہابیب حافظ نہوئے کے کہا تقریب بین اساتذہ بن زید بن
 اسلم العدوی وہ کہ ہم لکھتے ہیں قبل حفظہ پس باطل ہوئے سب روایتیں مستحکات کے
 جمع مورمی والو کے جتنے یہ ثابت کرتی تھیں کہ ابن عمر نے شب مذکور میں قبل غایب ہوئے
 شفق کے مغرب پڑھ رہی تھی اور عشاء بعد اسکے اور جمع صورتی کہ تھے اور باقی رہا ثبوت ہمارا
 کہ ابن عمر نے بعد غایب ہونے شفق کے پڑھی تھی اور جمع حقیقی کہ تھے فلقد الحمد باعث
 خامس مولف کا عذر اول یہ یہ ہے کہ روایت ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہ لکھ فی الکاف
 بینہما ان یجوعا بین الصلواتین یخیر ھما ان یجمع بین الصلواتین فی وقت واحد کثیر
 من الکبائر وہ الامام محمد رضی اللہ عنہ فی مؤطاہ میں اس نام سے معلوم ہوا کہ جمع بین الصلواتین ایک
 وقت میں بڑا گناہ ہے اور اس نام پر کسی صحابی کا انکار نہیں پایا گیا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے
 نزدیک سمجھنا آنحضرت کا دو نمازوں کو بطور جمع صورتی کے ہوگا جیسا کہ ولایت کرتی ہے
 اس روایت طبرانی کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء یؤخر ھذا
 عن ھذا فہا ویجعل ھذہ فی اول وقت فایس جواب اسکا یہ ہے کہ جمع صورتی کی حدیث تحقیق
 اس نام سے معلوم کر چکے ہو مسوا سنے کہا جاتا ہے کہ منع کرنا عمر رض کا جمع بین الصلواتین سے
 اتفاق میں بلا عذر تھا جیسا کہ شاید ہی اس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ و متن بعد ہم کا پورا
 عدم ہوا جمع بلا عذر کی اب رہی حدیث طبرانی کے جس سے صورتی نکلتی ہے سو جواب
 اس کے دو میں اول یہ کہ اس کتاب کے حدیث بدون تصحیح کسے محدث کے یا پیش
 اس کے سند کے کیونکہ تسلیم کیا وہی یہ کہ اس کتاب اس طبقہ کی ہے جس میں سب اقسام
 کے حدیثیں صحیح اور یقیم مخطوط ہیں چنانچہ حجة الدالبا لہ سے نقل کیا گیا
 دوسرا یہ کہ فرض کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے لکن اس میں سفر کا کیا ذکر ہے

تو کہہ کہ سفر کے جمع کی کیفیت بیان کر ہے تو کہا جائیگا کہ اس میں کیفیت اوس جمع کی بیان کی ہو جو حالت قیام میں بلا عذر آنحضرت نے جمع کی تھے جیسا کہ روایتیں ابن عباس کے جو سنائی ہوئی روایت کر ہے اور جناب مولف کے باعث ثانی کے ضمن میں نقل ہو چکا ہے ہر کہ آنحضرت نے حالت قیام میں مقام مدینہ میں ایسے جمع صورتی کے تھے پس اس پر جمع سفر ہی کو اس طرح قیاس کیا جاویں فتد بر تہیہ دو حدیثیں اور ہیں کہ وہ جمع صورتی پر دلالت کرتی ہیں اور انکو جناب مولف نے نقل نہیں کیا پس انکو نقل کر کے اونکا جواب یہی دینا چاہیے ایک حدیث یہ جو روایت کی ہو ابو داؤد نے عثمان بن ابی شیبہ اور ابن المثنیٰ سے کہ وہ روایت کرتے ہیں عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ محمد بن عمر بن علی سے اور وہ محمد روایت کرتے ہیں اپنے دادا علی ابن ابی طالب سے اَنْ عَلِيَّكَ اِنْ اِذَا سَافَرْتَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغَرَّبَ لَتَشْمَسُ حَتَّى كَادَ أَنْ تَظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ قِصْلَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ يَرْجِعُ بَعَثَ إِلَيْهِ فَنَعَشَتْهُ ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَقُولُ لَهَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُصْنَعُ پس جواب اسکا یہ ہے کہ محمد بن عمر بن علی کو اپنے دادا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں تو یہ روایت محمد کے اونسے مرسل ہوئی جیسا کہ کہا تقریب التہذیب میں محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب صدوق من السَّادِسَةِ وَرَوَاهُ عَنْ جَدِّهِ صَلَواتُ مَا بَعْدَ الثَّلَاثِينَ اور کہا مقدمہ کتاب میں السَّادِسَةِ طَبَقَةُ عَصَرِ الْخَامِسَةِ وَلَكِنْ لَمْ يَنْتَلِمْ لِقَاءَ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ ابْنِ جَعْفَرٍ انتہی اور روایت مرسل حجتہ نہیں ہوتی نزدیک جماعت فقہاء اور جہور محدثین جیسا کہ کہا وہی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم تم مذهب لشافعی المحدثین وجمہودیم وجماعت من الفقہاء اَنَّهُ لَا يُنْتَلِمْ بِالْمُرْسَلِ انتہی مختصر اور دوسری روایت یہ ہے کہ روایت کی ہو طحاوی نے عائشہ سے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُخْرِجُ الظَّهْرَ بِقَدَمِ الْعَصْرِ یُخْرِجُ الْمَغْرِبَ بِقَدَمِ الْعِشَاءِ پس جواب اسکا یہ ہے کہ ایک راوی اسکا منیہ بن زیاد موصلی ہے اور یہ شخص مجروح ہے کہ وہی تھا قالہ الحافظ فی التقریب پس محمد ابید عذراول سے مولف کو کہ آن حضرت جمع صورتی کیا کرتے بوجہ احسن جواب ہو گیا اور مثنیٰ روایتین حقیقہ کے ولایل جمع صورتی کے نہیں

سب کا صنف ہو گیا اور ثابت ہوا کہ کوئی حدیث صحیح ایسے نہیں جس سے ثابت ہو
 کہ آنحضرت جمع صوری سفر میں کیا کرتے تھے اب سنو کہ یہم جمع صوری سفر میں جیسے کہ ازراہ
 نقل کے باطل ہے اور بی اصل ایسی ہر ازراہ عقل کے ہو و ابی ہے اس لیے کہ جمع بین الصلوٰتین
 رخصت ہر کس مسافرین کے یعنی اپنے اپنے وقت و مہین نماز پڑھتے سفر میں ہر شاق ہوئے اس واسطے
 شارع نے نرم سے اجازت جمع کی دی مگر اگر تم کہو کہ مراد جمع سے سفر میں جمع
 صوری ہو تو یہم جمع رخصت نہی ملکہ اور مصیبت ہو گئے اس واسطے کہ اگر جب اول نماز کا
 اور اول جزو دوسرے نماز کا پہچانا اکثر حواص کو نہیں ممکن چہ جامی عوام مسلمین عامین
 میں الصلوٰتین تو جمع صوری اکثر لوگوں کو مشکل اور شاق ہوئی بہ نسبت ادا نمازون
 کے اپنے اوقات میں کیونکہ تمام وقت تو ایک طرف طویل ہوتی ہے جس حسب وقت چاہا اور
 فرصت اول وقت یا وسط یا آخر نماز پڑھ لے اور مصیبت سے مخفی و اخر اور اوایل
 اوقات کی بجز یہی کیا امام ابن عبد البر اور خطابی نے جیسا کہ کہا
 محدث سام الدخنی نے محلے میں وَحْمَلَهُ الْحَقِيقَةُ عَلَى الْجَمْعِ الصُّوْرِيَّ بَانَ صُلَى
 الظَّهْرِ فِي آخِرِ قِنَاهُ وَالْعَصْرِ اَوَّلَ قِنَاهُ وَرَدَّهٗ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْخَطَّابِيُّ بَانَ الْجَمْعِ يُخَصَّصُ
 فَلَوْ كَانَ صَوْبًا لَكَانَ اعْظَمَ ضَيْقًا مِنْ لَا يُتَابَنَ كِلَيْهِ صَلَاةٌ فِي وَقْتٍ لَّكَانَ اَوَّلُ اَوْ اٰخِرُ اَوْ
 اَوْ اٰخِرُ هَا اَلَا يَدْرُكُ اَكْثَرُ الْخَاصَّةِ فَضْلًا عَنْ الْعَامَّةِ وَصَيَّحَ اَنَّهُ خَبَارٌ اَنَّ الْجَمْعَ فِي وَقْتِ اَحَدِ
 الصَّلَوَتَيْنِ اَنْتَهَى التَّعْقِيبُ بَانَ مَعْرِفَةُ اَوَّلِ لَوْ قَتِ وَاٰخِرُهُ يُخَصَّصُ بِحَسَبِ لَظَنِ التَّخْيِيرِ
 خصوصاً صلوٰۃ کثرۃ الفافلۃ وخصوۃ الناس الذين لهم مهارة في معرفة الوقت
 ليس ينبغي ان يتخيروا واول الاوقات والظن من خواص الخاصة والخصۃ لعل الصلوة
 المسافرين منهم بل اكثرهم لا راى ولا تخير كذا لثمة الفافلۃ لا تتوحد مع كل من يسافر بل كثير من الناس
 المسافرين من لا تاني معه فالحق ان الجمع الصلوة ليس بخصۃ والجمع لعل هو بخصۃ ليس بخصۃ
 اور ایک مذہب سے کہ یہ کہ حدیثیں جواز کی طرف سے ہیں کہ انبیا و اہل بیت اور توفیق نماز و
 کو قطعی ہے قال الله تعالى ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا وحقوا فظنوا على الصلوة
 الصلوة التامة کیونکہ احادیث ظاہرہ سے مقتضای قرآن کو جو قطعی ہے چہ و اگر جمع بین الصلوٰتین

اور جائز کہین پس جواب اسکا یہ ہے کہ یہ توفیق ہر مصلیٰ پر اور ہر نماز کے عموم نفس سے ہے نہ
 ہی مقتدیہ اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات سے عموم ہر نماز کو ظہر ہو خواہ عصر ہو خواہ فجر
 ہو خواہ عصر ہو خواہ فجر ہو یا ہر نمازی پر خواہ مقیم ہو خواہ مسافر خواہ مریض خواہ سالم خواہ دریا میں ہو
 پر خواہ خشکی میں واجب کر دی ہر اور شام اس میں بھی لفظ الصلوٰۃ کا اور المؤمنین جو صلیع ہمہ
 سے ہر اور صحن باللام اور انما یؤمروا سے ہیں قال فی التوضیع وغیرہ و منہا ای میں لفظ العار
 بلع الملعون باللام الخ تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں ہر مخصوص میں مصلیٰ ظہر اور عصر اور فجر
 اور عشاء کے جو مسافر ہوں ان میں ایضا صلیع سے جو جمع میں الصلوٰۃ میں پر قضا اور یقیناً دلالت
 کرتی ہیں اگرچہ اخبار اہل دین کیونکہ تفہیم عام کتاب اللہ کے اخبار اہل دین ہر نماز کو یک
 ہر اور یہی مذہب جمہور علماء اسلام کا اور ائمہ اربعہ سے بھی منقول ہے اگرچہ بعض شایع
 جبے مثلاً عراق کا اسمین خاف ہر اور متاخرین حنفیہ بھی اس پر جم گئے ہیں کہا تلویح میں عند
 جمہور العلماء اثبات الحکمہ فی جمیع مائتات میں کہ فراد قطعاً و یقیناً کند مشایخ العراق
 عامۃ المتأخرین وظنا کند جمہور الفقہاء والمنکلبین ومن مذهب لشافعی والحنابلہ
 مشایخ سم قدر حتی یقید وجہ العلم ون لا عقاد ویخص تخصیص عام من کتاب الخابر
 الواحدہ القیاس انہی و کہنا غنم المصولین تخصیص عام الکتاب بخبر الواحدہ فی المنفرد
 وہ قال لا ائمة الا ربعة پر جناب مولف پر یہ حجت بس ہے کہ عدم جواز اس تخصیص
 کا خلاف ہے ائمہ اربعہ کی اس لیے کہ جناب کا یہ مذہب ہے کہ جو کچھ مخالف ہو ائمہ اربعہ
 کی وہ مخالف ہی اجماع کی اور باطل ہے تو مولف ہمے اس تخصیص کے جائز بلکہ دلیل
 طلب نہیں کر سکتے لکن یہ بھی جواز اس تخصیص کی ثابت کرتے ہیں اور عدم جواز کا جو
 دیتی ہیں مگر غبی عبارت میں کیونکہ علوم تو سمجھتے ہی نہیں پر کیا فائدہ نہیں بالئمہ عبادت
 اختصار ہو فاعلم ان لنا دلیلین علی الجواز الدلیل الاول ما قال لفاضل المحقق حبیب
 القندھاری فی ملغنتہ و هو ان عام الکتاب قطعی لمن ظنی لدلالتہ و خاص الخیر لدلالتہ
 فلتساویا فوجب الجمع فی المسلم تبعاً لالتحیر یرید علیہ مع ابتناء علی ظنیہ لدلالتہ و قطعاً
 صحتہ

لضعف ثبوتها لأن الدلالة فيجوز التبع بخلاف قطعيتها المكتسبة لمساواة القولين قطعي
 دلالة الخبر يعني أن ثبتت دلالة كذا فيضعف ثبوتها فيجوز ثبوتها لمساواة انتهى القول
 بناءً على هذا الدليل على ظنية دلالة العام من الكتاب هو المذهب المنصوص المنفرد عليه الجمهور وهو أن
 كل عام يحتمل التخصيص أو غيره عليه بأنه أن زيد كذا محتمل مطلق لا محتمل كقولنا ناسيا كذا الدليل في
 فهو لا يضر قطعية العام كما أن احتمال الخاص المجاز يرد دليله قرينة لا يضر قطعية الخاص وإن زيد كذا
 الناشئ عن الدليل منعاً وجوه وأجيب بان المراد احتمال الناشئ عن الدليل الدليل
 شيوخ التخصيص كقوله دليل قال في التلويح كل عام يحتمل التخصيص أو غيره عليه
 كثيراً يعني أن العام لا يخلو عنه إلا قليلاً بمعونة القرائن وقوله تعالى إن الله بكل شيء عليم
 ما في السموات والأرض حتى صار بمنزلة الممثل ما عاين الأخص منه البعض كقوله دليل على
 الاحتمال في هذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فإنه ليس شائع في الخاص شيوخ التخصيص في العام حتى
 يتشابه احتمال المجاز في كل خاص انتهى واعتبر على جوابنا لا يسلم أن التخصيص الذي
 يورث الشبهة والاحتمال شائع بل موقوف غاية القلة لأنه لا يكون بكلام مستقل موصول
 بالعام فأجاب عنه في التلويح وقال فيه نظراً لأن عمدة الخصم بالتخصيص قصر العام على
 بعض المسميات سواء كان بغير مستقل ومستقل موصول أو مترادف ولا شك في شيوخه و
 كثرت بهذا المعنى فإذا وقع النزاع في إطلاق اسم التخصيص على ما يكون بغير المستقل و
 المستقل مترادف فإنه ان يقول قصر العام على بعض المسميات شائع بمعنى راجع إلى العموم
 مقصود على البعض فيورث الشبهة في تناول الحكم لجميع الأفراد في العام سواء ظهر له
 محض ولا يصير دليلاً على احتمال الاقتصار على البعض فلا يكون قطعياً فأقول
 قصر العام بالكلام الموصول قليل بالمتراخي نسخ وليس بتخصيص تأخير المحض
 تأخير المحض كما في التأخير النسخ وله يقولوا باستلزام تأخير النسخ التحمل فكذلك هذا فإن قلت
 أن الدوام قطعاً ليس بالصيغة في المنسوخ بخلاف الكس في العام قلنا هذا الفرق لا ينفك
 إذا علمت في فهم الدوام إلى الصيغة بل يكفي ظاهره سماعاً وقت القرائن أن قول تعالى
 اقيموا الصلوة يفيده ظاهره دوام وجوب إقامة الصلوة على تفصيل بينه لتأخر مع عدم

نَدَّالٌ وَصَفًا عَلَى الدَّوَامِ فِيهِ وَإِنْ لَمْ تَقُولُوا بِدَلِيلٍ عَلَى الدَّوَامِ لَمْ نَعْلَمْ وَبَعْدَ أَفَاسِهِ بَعْدَ
حِينَ وَبَعْدَ خِلَافٍ مَا أَنْقَضُوا عَلَيْهِ مِنْ جَوْرِ أَقَامَتِهَا دَائِمًا فَظَهَرَ أَنَّ لَفْظَ دَلِيلٍ الْكَلِمَةُ الْمَوْصُولُ
الْمُتَرَجِّمُ بِأَنَّ لَوْ لَمْ تَحْصُصْ لثَانِي نَاسِخٍ نَحْكُمُ بِهِ دَلِيلٌ عَلَيْهِ وَتَبَيَّنَ أَنَّ لِعَامٍ مِنْ كِتَابٍ غَيْرِ
دَلَالَةٍ لَكِنْ الْمُخَالَفَةُ لِلْمَعْنَى بِقَطْعِيَّةِ الْعَامِ يَقُولُ أَوَّلًا أَنَّ لَفْظَ الْعَامِ مَوْضِعُ الْعُمُومِ قَطْعًا
لَا زَمَ لَهُ عِنْدَ أَطْلُقِهِ وَمَدْلُوكٌ لَهُ كَالْخَاصِّ لَا يَدُلُّ عَلَى ثَانِيًا أَنَّهُ لَوْ جَارَ زَادُهُ الْبَعْضُ بِرَاقِئَتِهِ
وَدَلِيلٌ لَا تَرْفَعُ الْأَمَانُ عَنِ اللُّغَةِ وَالشَّيْءِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْهَا مَثَلًا الْحُكْمُ يَجْتَمِعُ مِنْ قَوْلِ كُلِّ عَبْدٍ
فَهُوَ خَرَجَ جَبِيبٌ عَمَّا قَالُوا لَا بَأْسًا سَلَمْنَا وَضَعِ اللَّفْظُ لِلْعُمُومِ وَسَلَمْنَا لَهُ لَنَّةٌ عَلَى الْعُمُومِ حِينَ
أَطْلُقِيهِ كَمَا مَوْضِعُ الْقَضَى لِلزُّومِ بَيْنَهُمَا لَكِنَّهُ لَا نَسْلِمُ قَطْعِيَّةَ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمَدْلُوكِ بَقِيَامٍ مَانِعٌ
شَيْئًا مِنَ التَّحْصِيصِ اِحْتِمَالُ الْمُخْتَصِّصِ كَحَقَّقْنَاهُ وَهَذَا لَا يَنَاقِي لِلزُّومِ بَيْنَ الدَّالِّ وَالْمَدْلُوكِ
وَلَمْ يَلِمْ إِلَّا تَفْكَارُ بَيْنَهُمَا لَمَّا سَلَمْنَا الدَّلَالَةَ عَلَى الْعُمُومِ كَذَا فِي شَرْحِ الْمُسْلِمِ لِمَوْلَانَا الْحَاجِّ الْعَلَمِ
عَبْدِ الْعَالِي الْكَهَنِيِّ مَعَ زِيَادَةِ الْبُصْرَةِ وَاجِبٌ عَمَّا قَالُوا ثَانِيًا أَنَّ لَظَاهِرَ حُجْبِ الْعَمَلِ بِهِ
فَلَا يَرْتَفِعُ كَذَا فِي الْمُسْلِمِ نَفْسِهِ أَيْ نَحْكُمُ عَلَى مَا نَقَامُ مِنَ الْعَامِ ظَاهِرًا بِدَلِيلِ تَوْقُفٍ وَحُكْمٍ
مَثَلًا يَجْتَمِعُ مِنْ قَوْلِ كُلِّ عَبْدٍ فَهُوَ خَرَجَ كَيْفَ يَرْتَفِعُ الْأَمَانُ بَلَّ لَا يَخْفُو
الْإِرْتِفَاعُ إِذَا اخْتَصَّضْنَاهُ بِدَلِيلٍ قَرِينَةٍ وَالْقَوْلُ قَوْلُ الْقَائِلِينَ بِظَنِّيَّةِ الْعَامِ مِنَ
الْكِتَابِ وَغَيْرِهِ فَاذْكُرْ وَلَا تَقْلَهُ مُخَالَفَةُ الْمَعْنَى وَالِدَلِيلُ لثَانِي مَا قَالُوا لِفَاضِلٍ لِمَحَقِّقِ
الْقَنْدَهَارِيِّ فِي الْمُعْتَمَدِ أَنَّ لَصَحَابَةَ حَضَرُوا وَأَجْلُكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ بِدَلِيلِ الْمَرْءِ عَلَى
عَمَلِهِ أَوْ عَلَى خَالَتِهِ أَوْ يَوْصِيكُمْ اللَّهُ فِي وَلَاكُمْ بِدَلِيلِ الْفَانِكِ لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ الْمَلَكَيْنِ وَغَيْرِ
مُعْتَمَدٍ لَا بِنَاءَ لَا نَزْهَ وَلَا نَزْهَ فَإِنْ قِيلَ مُخْتَصِّصٌ لَا جَوَالَه بِالْشَّكَّةِ فَلَا بَأْسَ عَلَى التَّحْصِيصِ
فَلَمْ يَنْكُرُوا قَبْلَ أَنْ يَتِمَّ لَوْلَاهُ مُخْتَصِّصٌ قَاطِعٌ فَلَا كَوَانُ تَوَارَثَ كَذَا فِي الْمُسْلِمِ أَنْهَوْنِي قَالَ الْمُسْلِمُ ذَلِكَ حَادِثًا
مُشَاهِيرَةً لِجَاهِهِمْ عَلَى الْعَمَلِ هَذَا فَرَأَى هَذَا الْكِتَابَ مَوْضِعٌ عِنْدَنَا قَوْلُ لَظَاهِرِهِ سَبَبُ شَرْهَةِ
إِجْمَاعِهِمْ عَلَى الْعَمَلِ هَذَا فَلَا نَسْلِمُ صِحَّتَهُ اسْتِنْبَاطُهُ إِذَا شَرَّهَ بَعْدَ إِجْمَاعِهِ عَلَى الْعَمَلِ بِعَدْلِ التَّحْصِيصِ
وَلَمْ تَكُنْ تِلْكَ لَحَادِثٌ حِينَ التَّحْصِيصِ لَا مِنْ خِيَارِ الْأَحَادِ مِنْ بَعْضِ شَرْهَةِ قَبْلِ التَّحْصِيصِ هَذَا
وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ بِأَعْيَالِهِ الْبَيَانُ قَبْلَ التَّحْقِيقِ أَنْ تَحْصِيصُ الْعَامِ مِنَ الْكِتَابِ بِخِلَافِ لَوْ قَبْلَ تَحْصِيصِ

بقطع جازي والماعون ايضا يستدلون بذكر كل منها ان العام من الكتاب قصي وخبر الواحد
 ظني فكيف يسقط حكمه وانما يستعمل ولو في البعض فهو منقوض بما استشهدوا من غلبة العام
 قال لفند هاري نه غير تام على القول بطبيعة العام ومنها ان عمره رده حديث فاطمة بنت
 قيس انه عليه السلام لم يجعل لها سنة ولا سنة لها كان محض ما لقولها سنة فقال
 كيف نترك كتاب ربنا وسنة نبينا يقول امرؤ لا تدري صدقت ام كذبت واميت في مسلم
 بان ردها لترده في صدقها ولذا وصفها بما وصف شعرا العلية التردد التردد انتهى
 الفاضل لفند هاري لتردد اما لاحتمال خبر الواحد كذلك ففيه المدعى اما لهما لهما في
 العدالة فينا في تعديل جميع الصحابة والا ان يقال لعله لقصور الضبط انتهى قول
 تردد عمر في تلك المرأة خاصة بدليل نسبتها اصدقت ام كذبت اليها خاصة ولا كفايا كيف
 نترك كتاب ربنا وسنة نبينا القيل من يروي بخبر متقدم ومنها انه قال نبي صلى الله عليه
 اذ اروي عن حديث فاعرضوه علي كتاب الله فان وافقه فاقبلوه وان خالفه فرددوه وفي
 مجموع على النسج فانه مخالفة تامة فلا يصح بالضعيف واما المحض فله موافقة لانه
 بيان انتهى في المغنم الظاهر من مخالفة ما يشتمل اخرج بعض ما كان داخلا سواء
 تخصيصا او بيانا او غيره وفي المنهج منقوض بالمتواتر في مسلم وروى بان غاية ما
 لازم منه تخصيص الحديث والعام المحض حجة في الباقي قول مرادنا قاض نه خبر
 واحد في مقابلة الاجماع على العمل بالمتواتر فلا يصح حجة وعجز احتمال التخصيص في
 نقابل لا بد من وجوب تخصيص يقال هو لا جزم كل الاجماع على العمل بالاجماع قد يقال
 ظاهر الحديث يجب تحقيق الحال في محل لرتبة فلا يتناول المتواتر ويقال خصن بل
 العقل الحق ان الحديث ضعيف بل قيل موضوع بل من استدلال موضوعات بل قيل
 رصعة الزيادة وقيل مخالفة لقول تعالى ما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا
 هذا هو الحق الذي ينبغي ان يؤمن به فان هذا الحديث مكتوب موضوع باطل لا
 له رتبة الزيادة الملعونون واستدل به الجهالة المتعصبون فلذا رده المنقذ
 والمنقذون قال بجزم العلوم مولانا محمد العلي الكنتوي كنف في شهر من المسلمين قال

قال صاحب سفر السعاده كونه من استدل المصنفات قال الشيخ ابن حجر العسقلاني قد جاء
بطريق التخلو عن المقال وقال بعضهم قد وضع الزنادقة وانصارها مخالف لقوله تعالما انكم
الرسول فخذوه فصحة هذا الحديث يستلزم وضعه وردة هو ضعيف مردود انتهى وقال ابن
طاهر الحنفى صاحب مجمع البحار في تذكرته وما اوردوه الا اصوليون من قوله اذار وعني حديث فامر
على كتاب الله فان وافقوا فاقبلوه وان خالفوه ردوه قال الخطابي وضعته الزنادقة ويدفعه حديث
اوثبت الكتاب وما يعيدله ويروى ومثله وكذا قال القعقبي وهو كما قال انتهى وقال القاسمي محمد
ابن الشوكاني في الفوائد المجموعة حديث اذار وعني حديث فامر على كتاب الله فاذا وافقوا
وان خالفوه ردوه قال الخطابي وضعته الزنادقة ويدفعه اوثبت القرآن ومثله معه وكذا قال الصفا
قلوب وقد سبق ما الى نسبته الى الزنادقة ان معين كما حكاها الذهبي على ان في هذا الموضوع نفسه ما يدل
على ردوه لان اذ اعرضناه على كتاب الله خالفه ففي كتاب الله عز وجل ما انكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانها
وحده من الايات انتهى فكل جميع ما تنسك به المانعون للتحصيل مجتبعها وبق ما انتباه من اجل تحصيل
عام الكتاب غير الوجهين حاصل به هو ان توقيت هر نماز کی ہر نمازی پر عموم نفس جو طنی الدلالة
ہوتا ہی واجب ہی لکن اخبار اراحد جمع بین الصلوٰتین نے اوس عموم کی تخصیص کر دی اب
اوس توقيت کے یہ معنی ہوئی کہ اپنی اوقات میں ہر نماز پڑھنے عموما ہر ایک مصلی پر عموما فرض
ہے سو امی نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کے وہ مسافر کو یا غیر اسکے کو جسکے حق میں احادیث
سے جہ ثابت ہی پہلے اپنے وقت کے یعنی دوسری نماز کے وقت میں پڑھنے ہی درست
ہے یہ جواب بطور تحقیق اور ترتیبی کہی اور اگر اس سے متزل کوین اور ما
ابین کہ ہر عام طتی نہیں ہوتا بلکہ وہ عام جسکے ایک دفعہ تخصیص ہو چکی وہ طتی ہوتا ہی او
اوسیکہ تخصیص خبر واحد سے درست ہی نہ ہر عام کہ تو ہی ہمارا دعات ثابت ہی اس لیے
اگر اس عام میں جسمین گفتگو ہی پہلے ایک دفعہ احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ سے تخصیص ہو چکی
ہے یعنی مصلی طہر اور عصر عرفات کے اور مغرب اور عشاء مزدلفہ کے اس عام کی حکم مخصوص نیز
کہ انکو جمع میں الصلوٰتین بالاتفاق اہل سنت کے درست ہے اور یہی قاعدہ اجماعی ہے
کہ جبکہ ایک دفعہ کوئی عام مخصوص ہو جاوی تو وہ بالاتفاق طتی الدلالة ہو جاتا ہے اور تخصیص

او سلی خبر و آمد سے بلکہ قیاس سے درست ہی کہا بلوچ بلالہ یقیناً لعائن بعد التخصیص
 قطعاً جائز فی عام بعد التخصیص من الكتاب والمتواتر معلوماً ان المختص من جملة الاح
 یخص من جملة الاحوال والقیاس لعماماً اور اگر اعتراض کرو کہ بنا بر حنفی اصطلاح کے احادیث جمع
 عرفات اور مزدلفہ کن محض نہیں کیونکہ محض نزدیک و نیک موصداً چاہئے بلکہ وہ حدیث تائید
 اور عام منسوخ البعض کے قطعیتہ او نکر مذہب میں باقی رہتی ہے یہ اخبار احاد و محض و عام
 قطعاً کے ہو سکتے ہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ حق یہی ہے کہ جبکہ ایک نہ کسی عام کا بعض افراد
 پر قصر ہوتا ہے تو وہ عام طنی الدلالة ہو جاتا ہے خواہ وہ فقر کلام موصو ل سے ہو خواہ متراخی سے ہو
 حقی جو فرق کر کے میں نسخ اور تخصیص میں ساتھ متراخی اور موصول ہونیکو اسپر کوئی دلیل قائم
 نہیں کہ اگر کوئی بیرونی دلیل او نکی ہے تو یہی ہے کہ تاخیر و نقص میں تحصیل لازم آتی ہے جو
 اسکا پہلے عبارت میں گذر ایں اگر حنفی بلا دلیل قصر توقيت کو حق ماسوی مصلحتیں مجربا
 اور مزدلفہ کے متلزم ظنیہ عموم توقيت کا نافی کے اور اپنے اصطلاح یہ دلیل پر جمی رہیں گے
 تو کیا اندیشہ اور اس کے طری ہونہیں کیا شک تم نہیں دیکھتے کہ جبکہ شیوع و فقر کا عام میں عباد
 طنی الدلالة ہونے پر لفظ عام کا ہو گیا جیسا کہ ہم نے عربی عبارت میں ثابت کر دیا ہے تو
 وقوع فقر کا ایک لفظ خاص میں کیونکہ اس لفظ خاص کو طنی الدلالة نہ لکھ لیا فاعترضوا یا ادا
 لکھ بصادقین ثابت ہو کہ جمع میں الصلوٰۃ میں بعد سفر وغیرہ منافی اور مخالف کتاب کے نہیں
 فللمحمد والائمة جناح لفت نے بعد اس رثانی کے جسکا جواب ختم ہوا حرج اور قدح کیا ہے اور
 روایا پنجگوا دے ہما ائمہ شریک یا تھا سو تم نے دیکھا کہ او نہیں سمجھنے کسی حدیث کو بہر دلیل
 نہیں پکڑی حجج او کا کسکو ضرر کرتا ہے اور جناب مولانا بعد اس حرج اور قدح کو رد و غلہ
 اور در باب عدم جواز عمل کے احادیث جمع میں الصلوٰۃ میں پر لکھے ہیں ایک غریبہ کہ تو
 ہی ابو ذر کہ کہا فرمایا مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیف انت اذا کان لا حرام یمنون
 الصلوٰۃ ویؤخرون عن وقتها قلت فاما هنی قال صلی الصلوٰۃ لوقتہا رواہ مسلم تو اس
 حدیث سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ نماز اپنے وقت میں پڑھنی چاہیو پس جب تک جمع میں الصلوٰۃ
 کہیں متلاشہ نہوں تو پھر مٹا جاویگا عل اس پر نہیں جواب اسکا کیا دیوین اور کس ناوا

سے خطاب کریں اتنا نہیں جانتا کہ جبکہ مجوزین جمع کی اپنی اوقات میں نماز پڑھنے کے فرضیت
کتاب اللہ مانگے پڑاوس سے سافر کو مخصوص ٹھراتے ہیں پھر اس حدیث ابو ذر میں یہ بات
نکھ سکین گے اور ایک عذر جناب مولف کا یہ ہے کہ ادنیٰ درجہ ہو گا کہ احادیث جو انہیں
حقیقی کین اور احادیث عدم جواز کین متعارض ہو گئیں اور یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب
کہ تعارض ہو درمیان دو حدیثوں کے تو وہ دونوں ساقط ہو جاتی ہیں پس دونوں قسموں
کی حدیثیں ساقط ہو گئیں اور ہمارے متنازع آیات اور احادیث توفیق سے باقی رہی گا پھر
یہ عذر بھی قابل جواب نہیں اس لئے کہ اول تو کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے مروی نہیں جس سے عدم جمع کا حالت سفر میں مستفاد ہو جیسا کہ سابق میں واضح ہو
چکا اور اگر بالفرض کوئی حدیث مخالف احادیث جمع کی پائی ہو جانی اور دونوں میں تعارض
واقع ہوتا تو پھر یہ کس ذوقاً عہدہ بانڈا ہی کہ دونوں ساقط ہو جائیں یہ قاعدہ آج تک کسی
اہل اصول فقہ یا حدیث سے مروی نہیں شاید مولف کسی دیوار پر لکھا دیکھا ہو گا اذاتاً تھا
تساقتاً اہل اصول حدیث کا یہ قاعدہ شرم خیزہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اولاً اولیٰ دونوں
حدیثوں کو آپس میں موافقت کرنا چاہیئے اور اگر بلا تکلف موافقت نہ ہو سکے تو مؤخر کو مانع
کہنا چاہیئے اور اگر تقدیم او زنا خیر معلوم نہ ہو تو دونوں میں جو مرجع اور اقویٰ ہو جیسے حدیث
بخاری اور مسلم کی بہ نسبت عزیزان کی کے اسکو اختیار کرنا چاہیئے اور کتب اصول خفیہ میں یہی
ایسے مراتب ٹھہرائی ہیں کہ اگرچہ اوہمیں جمع کو مؤخر کیا ہے غرض کہ اذاتاً تھا قضا کا
اہل اصول کوئی قابل نہیں اخیر عذر مولف کا یہ ہے کہ عدم جمع میں احتیاطی اس لئے کہ اگر
کوئی جمع نہ کر لیا تو نماز اسکی بالاتفاق اپنے وقت میں ہو گے اور اگر جمع کر لیا تو شاید کہ اللہ کے نزدیک
درست نہ ہو پس نماز اسکی بدون وقت کے ناجائز ہو گی پس جواب اسکا یہ ہے کہ
تشکیک مذکور اوہمیں جارمی ہوتی ہے جس میں طریقین کا مذہب مدلل بدلیل ہوا
صورت اختلاف کے ہو حالانکہ مسئلہ جمع میں بالغین کا دعویٰ بیدلیل ہے اور ناجائز کہنا
اوپکا خلاف ہے اختلاف نہیں پس اگر صحتہ میں مدلل بدلیل کے قول بیدلیل شک
ڈال دیا کری تو سیکڑوں اعلان باطل ہو جاوین اور حق اور باطل میں کچھ حقیقت نہ رہے

رد ہوتی سب عذرات جناب رسول کے آب و ان عذرات میں جو رسول نے بیان نہیں کیے بلکہ
 بعض اور حنفیوں نے بیان کیے ہیں جواب یا جاتا ہے تو سنو کہ بعض یہ عذر کرتے ہیں کہ کہا
 ابن مسعودؓ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَوةً إِلَّا لِيَقْرَأَ الْاَصْلُوْا تَابَنَ صَلَوةً
 الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يَجْعَلُ وَصْلَى الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا كَيْسَ جَوَابِ سَلِے مَتْنِ
 ہیں اول یہ کہ اگر اس نئی ابن مسعود کو تم سب احادیث اثبات پر جواب داتی چودہ صحابہ سے
 مروی ہیں غالب ظہر اگر کہو کہ جس مجہ کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر
 ایک یہہ پیاڑ معیت کا اگر کیا کہ جمع بین الظہر اور عصر کو عرفات میں کیوں درست کہتے ہیں
 باوجودیکہ اس قول میں دو کے سے تو ملتی جمع فی العرفات کے کبھی مفہوم ہوتی ہیں جو تم
 جواب رکھتے ہو اس کیو ہمارے طریقے سمجھو لے کر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات
 کو بنا بہشت عرفات کے تھا تو ہم کہیں کہ جمع فی السفر ہی قرن صحابہ میں مشہور تھی کیونکہ حج
 صحابہ سوا میں ابن مسعود کو اسکے ناقل میں تو اسیدؓ ابن مسعودؓ اسکا استثنائیکہ اور اب
 قائل نفی کا ہم بلا عذر ہو گے اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالمتقائسہ معلوم ہوتی ہے تو ہم کو
 مانع می متقائسہ و علم ہذا القیاس جو جواب تارنا ہو ہی جواب ہمارا دوسرا جواب
 یہہ کہ جو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے والجواب عن ذلک انہما یستنبطون
 اَنَّ مَفْهُوْمَ وَحْدِهِمْ يَقُولُوْنَ بِهِ وَنَحْنُ نَقُوْلُ بِالْمَفْهُوْمِ لٰكِنْ اِذَا عَاضَدَهُ مَنْطِقٌ قَدْ مَنَّا عَلَى
 مَوْقِفٍ نَظَاهَرِ الْاِتِّحَادِ الصِّحِيْحِ اَمَّا يَسْئَلُ الْجَوَابِ يَهْجُوْشُ سَلَامُ اللهِ خَفِيَ عَلَى الْمَلِكِ الْمَقْدُوْنِ
 صَحَّحَ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَفَى وَدِيَةَ الْجَمْعِ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَمْنُنُ لَقَدْ تَرَاهُ رَايْتُ فِي مُسْنَدِ
 ابْنِ يَعْلَى مِنْ طَرِيقِ ابْنِ لُقَيْسٍ اَلَا زِدْتَنِيْ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ فِي السَّفَرِ فَلَوْ حُلَّ الْاِثْبَاتُ فِي حَدِيثِ ابْنِ يَعْلَى جَالِ الْاِحْدَافِ
 السَّيْفِيَّةِ يَحْتَمِلُ الْاِثْبَاتُ فِي الْمَنْزِلِ الْكَائِدِ وَجَدْتُهُمْ اَوْ لَعَنِيْ بَعْضُ خَفِيْ عِزِّكَ كَرْتِيْ مِنْ كَرْتِيْ مَا يَأْتِي
 اَنْ حَضَرْتُ مَعَهُ اِنَّهُ اَلَا تُفَرِّطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ لَصَلُوَةً حَتَّى يُجِزِيَ الصَّلُوَةَ الْاُخْرَى
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ تَمِيْمٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَوْجُوْبُ الْجَوَابِ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهِ كَيْسَ يَهْجُوْشُ اَوْ سَيِ
 خَمْسَ حَقِّ يَحْيٰى كَرْتِيْ كَرْتِيْ نَازِمِيْنَ تَاخِرُ كَرْتِيْ اَوْ سَيِ خَمْسَ حَقِّ يَحْيٰى كَرْتِيْ كَرْتِيْ نَازِمِيْنَ تَاخِرُ كَرْتِيْ اَوْ سَيِ خَمْسَ حَقِّ يَحْيٰى كَرْتِيْ

رواہ النووی
 و مسلم

رواہ النووی
 و مسلم

فرمائی تھیں مسافر کو بھی حکم اوسکا شامل ہوگا تو کہا جاوے گا کہ اولاً تو ظرف قول کی باعث اور قرینہ
 اوسکے تعین یا تخصیص پر نہیں ہوتی اور اگر ظرف کو دخل ہو تو کہا جاوے گا کہ یہ قول آنحضرت نے
 وقت نماز فجر کے اور فوت ہو جائی نماز فجر نیدین فرمایا تھا جیسا کہ ابتداء اس حدیث سے ظاہر ہو رہا
 ہے پس حکم سفر کے فجر ہی کا بیان کیا جسکا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن نہ تھا نہ ظہر اور عصر اور مغرب اور
 عشا سفر کے کا علاوہ یہ کہ مسافر جمع کرنے والی کو یہ ضرور ہی کہ ارادہ جمع کرنے کا پہلے نماز کے
 وقت کے اندر اندر کر کے جس وقت شخص نے ارادہ جمع کرنے کا کیا یہاں تک کہ وقت نماز اول کا
 گزر گیا تو بیشک اوسکی جمع درست نہوگی پس اگر تقریبہ ظرف کے اوس حدیث میں مسافر کو بھی
 شامل کرو تو ایسا مسافر مورد اور محال وس حدیث کا ہوگا اور اس میں ہمارا کیا حرج جبکہ ہم نیت
 جمع کو قبل گذرنی وقت پہلے نماز کے شرط صحت جمع کی جانتے ہیں فافہم اور بعضی حضرات یہ
 عزیز پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت نے خمسہ نیت بخش کو اوسکے ایام استیضہ میں یہ
 کیفیت سے نماز پڑھنے فرمائی تھی کہ وہ جمع صوری تھی اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو بھی جمع
 صوری ہی چاہیے پس اسکا جواب یہ ظاہر ہے کہ وہ مقیم ہیں مقیم پر مسافر کی غا زکو قیاس
 کرنا باوجودیکہ حق میں ایسے لصوص قاطعہ تاویل کے وارد ہیں جسے صان جمع حقیقہ معلوم ہوتا
 ہے قیاس سے الفارق ہے اور مقابل لصوص کے اور وہ بالافتاق مروود ہوتا ہے فقط بیترتاب
 ہوا کہ عدم جواز جمع بین الصلوٰتین کے حدیث صحیحہ مرفوع متصل سے ثابت نہیں اور مانعین ہم
 بین الصلوٰتین کے کوئی دلیل نہیں کہتے اور جواز اسکا احادیث صحیحہ سے جو پندرہ صحابہ
 مروی ہیں اور تیرہ کتب احادیث میں جناب صحیحین ہی میں روایتیں اوائل ثابت ہیں اور
 صحابہ اور تابعین اور ائمہ ثنائہ یعنی امام مالک و امام شافعی اور امام احمد ہی اسکے جواز کے
 قائل ہیں فلسہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً علی ما یدنا لانا لایبطل جمع فی السفر بین الصلوٰتین

الصَّحِيحُ الْمَوْثِقُ عَنْ

صَاحِبِ قَابِ قَوْسَيْنِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

الْمُتَكَلِّمِينَ فَقَدْ

مخاتبات

مختصری نہ ہے کہ بعد مختصر جواب باب ثانی تنویر کی اور اثبات اس امر کی کہ تقدیر ہر
 عین کی برعم وجوب تعین کے درست تھیں حاجت جواب باب ثالث تنویر کی جس میں جناب مولف
 نے احادیث کو اپنے محل سے بگاڑا تھا اور ان میں تحریفات کر کے طرف اپنے مذہب کی کہیں تھا
 باقی نہ رہی تھی کیونکہ جب التزام کی کچھ حقیقت نہ رہی تو عالم بالحدیث بدول تحریف اور پیہر نے
 حدیث کے طرف کسی مذہب کے عمل کرتے اور عوام کسی عالم ربانے سے لاعلیٰ التعین اس
 عنوان سے کہ فلانا مسئلہ حدیث میں کس طرح آیا ہے دریافت کرتے لیکن بھپہ بھی عیسیٰ
 مسایل کو باب ثالث سے قلم بند کر دیا ہے تاکہ لوگوں پر قوت دلائل ملتی کے ظاہر ہو جاوے
 اور جناب مولف کی خیانت اور تصرف سے احادیث میں اطلاع ہو جاوے پس علماء بالانصاف
 اور فضلاء سب غشاف سو امید ہے کہ ان چپہ مسایل کو نمونہ تحقیق اہل حق سمجھ کر باقی مسایل
 کو بھی اسپہ قیاس کریں اور ان مسایل میں جناب مولف کی چالاکی سے بچتے رہیں اور اگر
 ہر کو آئندہ فرصت ہوئی تو باقی مسایل کی بھی تحقیق لکھیں گے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
 والصلوة علیٰ خیر خلق محمد وآلہ وصحابہ اجمعین آمین یا رب العالمین **نظم**
 تو فی حق از دمی سے جوابات بقلم **+** سب واجب اقسام میں ہوئی مگر خوشتر قلم
 اہل منز کو اسکی خطا پر جو ہوش حور **+** اصلاح و پذیر کرین اس میں باکرم
 ہذا آخر ما لکم مدنا لوق الشکین بدہ العاخر محمد نذیر حسین عافہ فی الدارین بجاہ سید شعلین
 تمام شد کتاب سید الحق از تصانیف اہل تحقیق افضل المدقین سید الفقہاء والحدیث مولانا بالفضل
 الحمد للہ اولانا سید محمد نذیر حسین شرف مد تعالیٰ فی الدارین **مدح**
 الحمد للہ الرحمن الرحیم **الانصاف**
 صورتہ مکتبہ العالم النیل الفاضل بحیل الکمال اللوری البارع الامعی المولوی عم الدین ز
 العظیم ابادی النجربنوی مفرغاً علی ہذا الکتاب الحمد للہ من شہرہ بانہ بحیث لا یمکن کمانہ والصلوة علی
 سید الانام محمد لاندہ بالبشر علی لہ و صحابہ الہادین لی منہج الاسلام اما بعد ہذا شئی عجیب پذیر کر الا

الكليد يا طبيب كلامه وما من نظام القدر الكبير كتاب في لسانهم من اجزاء يعرفون وجواهرها من
 فضل صفاته على الاثر في فاصلة من موهبة اسرار الحكمة الالهية ونور انوار الشريعة البرانية اذ ارايت
 وبما جازى ما لا يناسب لك كل العناوين طاعت في حقها كماله ياتي ليك كل لغزها ما وصفت به هو القدر
 فهو اجل المقاصل العظيمة في مقام الشرف هو البديع الذي ان تكلم جبراني او جزواني نظم فحم كل لسان
 بانشاره وعجز كفى كلامه على غزارة فضله من شأه وليلا ولا يجدر معانه مع الغلو في العصب الى نقد فيه سبيل
 بطاوع الاحكام باجرامه على سانه بالاضطرار ولا يتصور انكاره من نور الشمس من يوم الصبح وقت نصف النهار
 قاعا والحدائق فضيلة بدار عاوان كيف لا وهو بالشرع والوضوح والعلم والحق وبالحسب والاعمال
 واخلقه القدر اوصحي به الشرع الشريف نورا ومرتبته الاسلام سانية القدر المظهر الانوار منها تارة
 ولاحت كصور الشمس في البر والبحر قد انتشر ضيائه وشهرته في كل عالم اعني به العالم المتفهم صفوة
 الاعلام المولود في سيد محمد خير حسين حفظه الله عن المعرفة والشيخان بالذات بدور فوايده طالعته طالع
 والقرآن شمو من معارفه مشرفة من فائق التبيين اعلم ان نجست من شجر معانيه في سائر الكرام
 ما يستلذه من فواكه قبيحة انوار الافهام صانه الله الكبير المتعال عن شريعتين الكمال بقاؤهم في الزمان
 سالما عن طاعين الابدعة والطغيان بحججته سيد الثقلين عبد الرحمن الحسين بن الحسين
 بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين رب زوني علما ابعده فيقول العبد الضعيف ابو عبد الله غلام علي قصوري قد قوت
 من غير الحق لمولانا المحقق المدقق محمد بن حسين الدهوي نظرت على مطالبه وقاصده ونظرت فيه باسنان
 طالبا لحامده وقاصده وزنته بتقويم الحق الذي سبه جوابه وكررت المطالعة والمعاينة وثبتت المقابلة
 الموازنة متفصلا بالمقاييس وتبعت اياها بالمناوذة فوجدت معيار الحق بل الحق ان الكمال يخلق الحق
 لما هو الحق خيرا بالحماد واقفقت شتلا على الصواب تجافيا عن المفاسد وما فيها من المسائل المختلفة اعطاه الله
 التقليد وعديه وان مقتصر على احد من الائمة الاربية وان التزم احد تقليد واحد منهم بازم في مدة عمره فصب
 المعيار اثبت علم وجوبه برائى الساطع حجج القاطعة وما اورده من الاوتد الى الكتاب السنة
 ما الى دعوى الاوتد عليه بروايات الثقات ونقل المتعبر من كتب مساوات الخفية ولعمري ان الحق
 واسنة افعال المجتهدين اجماع المسلمين يؤيد قوله ولا يحرم بالظن بوجوه حوله وليس قولى هذا

بالنقلید و افتاء بالانبار بل قلته بعد التحقيق و صرف النظر و الى قد صرفت برهته من الزمان مضطربة
من الامام من قبل ذلك في تحقيق تلك المسئلة فصنفت لذلك كثير من الكتب الرسائل القديمة والحديثة
وتمتعت اقوال المتقدمين المتأخرين حتى صرحت منها على اليقين فليكن أدلة وعلى بعد آخره حيث
اوقد شموع الهداية في زمان شيع الطلعة ونطق بالحج وقت خمول السنة وتوفروا البعثة وما
اورق في تنوير الحج من اثبات وجوب التقليد والتزامه بشخص معين من الحج والبرائين كل في مكانه عند
نفسه بجمعة فيه احسن العالين بجمع فيه من الدلائل لاثبات المرام وتكلف في تلك المقام فهو
ظاهر البطلان ما نزل مدبها من سلطان وما الحكم الالهي الذنابة والشفقة وعليه التكاليف
وصلى الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه وعلماؤهم ما لا تحيط النجوم وتغلت القمر ان اللهم اهدنا
لما اختلف فيه باؤلك انك تھدس سن ثا الى صراط مستقيم بجمتك يا اكرم الراحمين
بسم الله الرحمن الرحيم

صورت تحرير عالم محقق وفاضل بدقيق مولوي احمد الله خطا ند شاگرد رشيد مولانا ابو عبد الله موصوف سلمه
الحمد لله والصلوة على رسوله ابا بغير قول حضر الحقيقة بل لا شئ في الحقيقة الحمد المجلد له اخذ خير
اولاه الى طالعت معيار الحج لانا وحد الكمال محط رحالنا فاضل محب سنة ماحي البعثة وحميد زمانه فويل
اوانه سوا ما اوبى النفس وليس المستتر في الخافض سيد محمد نذير حسين جزاه الله عنا خير الجزاء في الدنيا
وما لعت ذاك الكتاب من اذ الى آخره واطلعت على باطنه وظاهره ووجدته محلي بواقعية الحقيقة
وجواهر ودرر منه يد التزقيت وزواجره جامع للمواساة اللطيفة والمطالب الشريفة سركات المصنوع
من نزل الحج الى الدرجات العلمية والخاصة للنجاح في طريقت الصدق من الظلمات الدجي فانه خلاصته
توضيح المحققين وتنقيح المذممين كل طالبة بيّن وقبل مقاصده شجرة من غايت تقر نيات
بآية ما طالب الحج ان يغتنم وعنه تحول العباد مسلم واجعل عقد الجديك والفوز به عبيدك
فانه اورقيه النصوص القطعية من آيات والا حاديت والنقول المتبعة من فقهاء مذاهب الاربعة
سويده لمداه موكدة لما ادعاه بحج لم يبق لمخالفة دليل ولا لفار من الحج بسبيل لا تفتر
بمنه صا القنير فانه لا دليل من صحاح الحديث ولا الكتاب المنير والحج ما افاده مولانا في المعيار كالا
يخفى على الاجيار فاجعل الله حجته بالغة وكلمته عاليته صلى الله عليه وسلم على خير خلقه محمد وآله واصحابه وعلماؤهم ائمة جميعين

بسم الله الرحمن الرحيم

صورة ماقرطه الفاضل الكامل العارف الواصل جامع المعقول والمنقول كشف
معضلات الفروع والاصول اسوة الاتقياء زبدة الفقهاء الموفق من عند الله
الصمد مولانا مولوي محمد بنجاني خلف الصدوق مولوي بابر الله سلمه وغفرله
الحمد لله الذي بدانا بهذا وما كنا لننتهي لولا ان بدنا الله والصلوة والسلام على رسول محمد
ثم آمن به وتبعه اهتدى ومن اعرض عن الاقتداء جنل غوصي وعلى آله واصحابه الذين هم
نجوم الهدى اما بعد فهذه الكتاب المطابق لمسمى معيار الحق بل عين الحق تحقيق بالقبول
الاجمال للعدول عنه لابل الحق والاضاف ان انكره ابل التعصب الاعتصاف الفه استاذ
ومولانا المحقق المدق الكامل في فن الفقه من الاصول الفروع والتفسير والحديث السيد
محمد نذير حسين دام الله فيوضه ولقد كنا مترددين في هذه المسئلة المعضلة فكشف
عنها حجابها فاستنارت كالقمر ليلة البدر جزاه الله عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء في الدارين
قال الله تعالى وان الذين جاهدوا فايدنا لنهتد بينهم سبلنا وان الله مع الصالحين
وانا العبد الضعيف المفتقر الى الله محمد بن محمد بن محمد بن بابر الله غفر الله له
ولو الدية وسائر المؤمنين آمين

صورة ماقرطه ونظمه سند السادات مصدر الخيرات والحسنات مجمع البركات
والكمالات وحيد عصره فريد دهره الفاضل الاعلى العالم اللوذعي افع علام الشريعة
قانع آثار الشكر والبيعة اصموني الصافي الاسعد جناب مير حسن ه قاوربنا مولوي
الحمد لله الذي بدانا انما انما استقيم بالنور البين والصلوة والسلام على رسول محمد سيد المسلمين
وعلى آله وصحبه الذين فاروا منه بالخط بحسيم من نور اليقين اما بعد فلما كان علم الفقه أعظم العلوم
قدرا وعليها منزلا وارفعها شاننا واسنانا بربنا وكان مسئله وجوب تقليد امام واحد عدم
وجوبه من ادق مسائله واعظمها قد تحجرت فيها افهام الاذكياء وتقص عن تحقيقها اذ كان




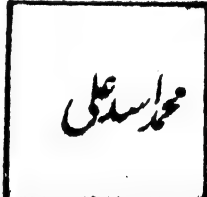

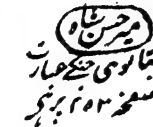

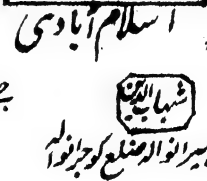
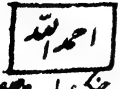


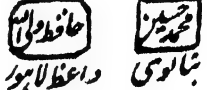
الفضلاء فصنف فيها الفاضل النحرير العلامة والفاضل الجليل الغياث صدر الفضلاء
 المدرسين فخر العلماء الراغبين الفقيه الذي تزينت بدرسه المساجد والمدارس واحتاج
 تفريع منظومة ومفهومه كل التذكار والدارس حيا وروى المدارس ولزائن دروسها
 وجمل صدور المجالس اطلع شمسها عمدة المفتين المحققين قدوة المحدثين المدققين المبرزين
 الشين مولانا سيد نذير حسين لزال شمس فضاء لامة وانوار جلاله ساق
 كتابا استماه معيار الحق بالهام المد الملبم للصواب ولعمري ان ذلك لكنا
 لا ريب في انه في هذه المسئلة فضل الخطاب يسلك بمن يتامل فيه سبيل الرشاد ويخلع
 ربقته وجوب تقليد الامام الواحد من اعناو العباد فانه بين فيه على ما هو الحق الحقيقي
 من ان التقليد لامام من ائمة الهدى واجب وتقليد الامام الواحد المعين غير لازم كيف
 وهو هوس من هو ياستهم لم ياتوا عليه سلطان مبين وما يدوه الا باقوال المقلدين
 لا مجتهدين فضلا عن النص اصريح احدث الماثور من سيد المسلمين جزاه الله عنا خير الجزاء
 وجعل سعته مشكورا وكلامه بين اهل الحق مقبولا ومشهورا الحمد لله رب العالمين وصلى
 على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين
 المقطر اصنفه صدر امير حسن شاه قادري قاضي

صورة ما كتبه وسطره واقف علوم عجيبة بمر فنون عزيزة فاضل اجل وعالم
 اكمل مولوي حافظ عمر الدين موشيار پوري وام ظله العالی
 الكتاب المعيار الذي صنفه مولانا المحقق المدقق قدوة العلماء المتبحرين اسوة الفضلاء
 والمحدثين سيد نذير حسين ادام الله فيوضه في الملوك كتاب يشتمل على الحق والحق لا
 عنه والباطل لا يحوم حوله والحق ان كذا كان طريق السلف والخلف وما كان احديهما
 تقليد احده واجبا على احده ولقد رايت في الطحطاوي موافقا لما هو في هذا الكتاب حيث
 قال قوله وفي نكاح الخلاصة لوقيل الخفي ما ذهب الامام الشافعي في كذا وجب ان يقول
 قال ابو حنيفة رحمه الله كذا وذلك لانه يجب على الشخص التكلم بالصواب بالخطا وقوله
 الغير في اعتقاد الخفي خطا يحتمل الصواب وتقدم في الحظية ان محصل هذا في المجتهد بالقلد
 فلا يجب عليه هذا الاعتقاد بل الصواب على جواز تقليد المفضل مع وجود الفاضل مع ان

المفہول خطاہ اکثر وقد اشار الی ذلک صاحب البحر فی بعض رسائلہ ولذا قال الشیخ
 المحموسی ثم لا یخفی فی کلام النجاشۃ الذی قوی بہ صاحب النہج بحثہ من النظر انتہی بلفظہ وایضا
 فیہ واعلم ان الاذنیاء بقول مالک ہر عین التقلید ولا نزاع فی جوارہ بشرط عدم التقلیق علی
 ما ذکرہ الشیخ الحسنی افردہ برسالہ وینجافہ ما ذکرہ العلامة ابن الملا فروخ حیث صرح بجواز
 العمل بالتلفیق اطال فی ذلک علی وجہ التحقیق وافرده برسالة ایضا وغیر القول بجواز التلقیق
 لابن الہمام فی التحریر ولصاحب البحر فی بعض رسائلہ وانه قال سی صاحب البحر منع العمل
 بالتلفیق خلاف المذہب کم آخرہ واما توفیقی الایامہ علیہ توکلت والیہ انیب وانا العبد الذلیل
 المعروف بحافظ عمر الدین ہوشیار پوری غفر اللہ لہ ولوالدیہ

صورة ما کتبه وقرظه العالم کامل الفاضل العادل ارشد الصالح واستغنی
 مولوی برہان الدین صاحب ادم التذق

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین
 ما بعد فما حققة العلامة المدقق القہامۃ المحقق سند المحدثین حجة المفسرین راجح التوحید والسنۃ
 ما حے الشکر والبدعة طالب حسینین الدارین السید المولوی محمد
 نذیر حسین رزقہ اللہ خدمتہ سنتہ سید الثقلین فی معیار الحق
 فهو عند الحق المامور بہ المطاع والعمری هو الحق بالاتباع بے شک

 محمد حکے عبارت واعظ دہلوی صفحہ ۲۰۲ برہی	 محمد معنی معیار الحق	 محمد حکے عبارت صفحہ ۲۰۲ برہی	 محمد اسد علی اسلام آباد سی
 محمد حکے عبارت قنوری حکے عبارت صفحہ ۲۰۲ برہی	 محمد حکے عبارت صفحہ ۲۰۲ برہی	 محمد حکے عبارت صفحہ ۲۰۲ برہی	 محمد حکے عبارت صفحہ ۲۰۲ برہی
 محمد حکے عبارت صفحہ ۲۰۲ برہی	 محمد حکے عبارت صفحہ ۲۰۲ برہی	 محمد حکے عبارت صفحہ ۲۰۲ برہی	 محمد حکے عبارت صفحہ ۲۰۲ برہی

